

دلائل الاعجاز

فی رد

المحرف الممتاز



تالیف لطیف:

علامہ صاحبزادہ محمد ارشد فریدی

جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر پور (اوکاڑہ)

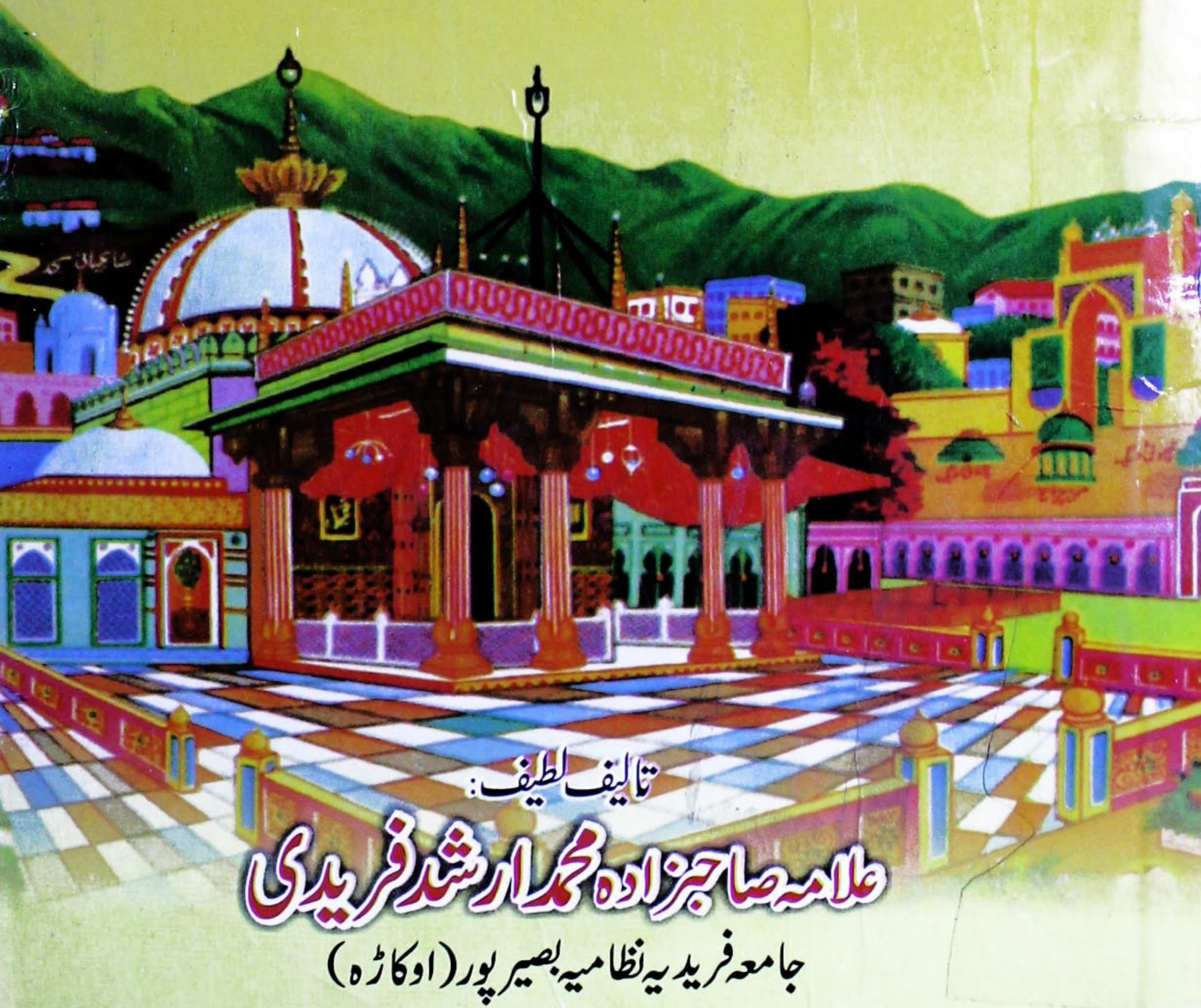
مکتبہ چشتیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ

ناشر

دلائل الاعجاز

فی رد

المحرف الممتاز



تالیف لطیف:

علامہ صاحبزادہ محمد ارشد فریدی

جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر پور (اوکاڑہ)

مکتبہ چشمیہ بصیر پور ضلع اوکاڑا

ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دلائل الاعجاز

فی رد

المحرف الممتاز

تالیف لطیف

علامہ صاحبزادہ محمد راشد فریدی

جامعہ فریدیہ نظامیہ

بصیر پور (اوکاڑا)

ناشر

مکتبہ چشتیہ بصیر پور ضلع اوکاڑا

Mob:03457491598 : Ph:No 044-471998

کمپوزرز: محمد اقبال فریدی، چشتی، محمد اشرف فریدی

فریدیہ نظامیہ کمپیوٹر کالج بصیر پور

84348

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات
۱	انتساب
۲	تقدیم
۱۸	ممتاز محرف کی تحریفات پر ایک نظر
۲۵	مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ملفوظ میں تحریف کا الزام ممتاز محرف کی نظر کا فتور ہے
۲۷	آخری جنتی شخص کی مثال پر غالیوں کی چیخ و پکار
	باب اول
۲۹	اس بیان میں کہ حضرت شیخ قدس سرہ اپنے اس قول میں مامور (بامر الہامی) نہیں تھے
	حضرت ابن عربیؒ کے نزدیک تعریف بالمقام بایں انداز کہ
۲۹	امثال و اشکال پر فخر و زہو کا اظہار ہوتا ہوا انبیاء کے ساتھ خاص ہے
۲۹	اعلان مرتبت امر الہی و جوہی (وحی) پر موقوف ہے
۲۹	اظہار مرتبت پر صرف انبیاء و رسل مامور ہیں
۳۰	دعویٰ من حیث النطق اولیاء کے حق میں منسوخ ہے
۳۱	بلا امر دعویٰ ہی شطح ہے
۳۲	شطح کا اطلاق اعلان مرتبت پر مشتمل ان کلمات پر ہوتا ہے جو بلا امر الہی ہوں
۳۳	تحقق بالحق کی وضاحت
۳۴	درست شطح قابل تعمیل ہوتی ہے
	غیر مامور لوگوں سے حالت فناء میں شطح کا صدور ہوتا ہے

۳۵

اور وہ اس مقام سے گزر کر رجوع کرتے ہیں
حضرت شیخ قدس سرہ کا یہ قول از قبیل شطحیات ہے

۳۶

حضرت میاں میر قادری لاہوری کا فرمان

۳۶

حضرت مجددؑ نے فرمایا عوارف میں قدمی الخ کا ہی ذکر ہے

۳۷

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے فرمایا عوارف میں قدمی کا ہی تذکرہ ہے

۳۸

صاحب بھجتہ یا بھجتہ میں سے ناقلین کے علاوہ کسی نے قدمی کو الھامی نہیں لکھا

صاحب بھجتہ نے لکھا ۱۶۶۶ھ تک کسی اور نے یہ قول نہیں کہا اس لیے

۳۹

عوارف میں تبصرہ حضرت شیخ قدس سرہ کے قول پر ہی ہے

۳۹

حضرت شیخ قدس سرہ مامور نہیں تھے لطائف الممنن کا فیصلہ کن حوالہ

بحث ادخار کی وضاحت

۴۱

باب دوم

﴿مکتوبات مجدد کے متعلق وضاحت﴾

۴۳

حضرت مجدد کے آخری مکتوب کے متعلق ایک فیصلہ کن حوالہ،

۴۴

حضرات مشائخ عظام میں سے کئی راہ اول سے واصل ہوئے اور ہوں گے

۴۷

کیا آخری مکتوب فرمان غوثیہ کی شرح میں لکھا گیا

حضرت خواجہ محمد معصوم کا قدمی کو اس وقت کے اولیاء سے خاص کرنا

اس بات کا ثبوت ہے کہ مکتوب ۲۹۳ میں درج وضاحت ہی حضرت مجدد کی

آخری رائے ہے

۴۸

کلام الاولیاء میں مدعیان خام کے پیش کردہ مفہوم کی تردید کی گئی

۴۹

مکتوب نمبر ۲۹۳ میں ممتاز تحریف

۵۱

۵۳	حضرت شیخ قدس سرہ کی غوث وقت کی خدمت میں حاضری اور حصول برکات
۵۴	حضرت مجدد کے موقف سے ممتاز محرف کا انحراف
۵۶	اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سو جھی
۵۶	ذرا شرم ہو تو پانی میں جا کے ڈوب مرے
۵۷	حضرت شیخ کا نزول فقط مقام روح تک ہوسکا، زبدۃ المقامات کا حوالہ
۵۸	ممتاز محرف کی صریح بددیانتی
۶۰	روح المعانی کے حوالہ میں تحریف کا الزام ممتاز محرف کی نظر کا فتور ہے
	ممتاز محرف نے مکتوب کے تردید شدہ مفہوم کو علامہ آلوسی کا موقف
۶۱	قرار دے دیا اور پوری تردید ہضم کر لی
۶۳	ممتاز محرف کی تلبیس بعد التحریف
۶۵	شعر غوثیہ کی تشریح محمودیہ میں ممتاز تحریف
	ممتاز محرف کو کلام الاولیاء میں دو صفحات پر
۶۹	مشمول مکاشفات غیبیہ کی عبارت نظر نہ آئی
	باب سوم
۷۲	باب الفتوحات المکیہ
۷۲	لسان غوث پاک حضرت ابن عربی
۷۳	حضرت غوث پاک کے حکمی فرزند
۷۴	اولیاء کے مرتبہ رجال ظاہر کے بارے میں ممتاز تلبیس کا جواب
۷۵	شطح کی تعریف
	الّا کا ما قبل لکھ دیا اور ما بعد حذف کر دیا اور من گھڑت

۷۶	مفہوم کو ابن عربی کی طرف منسوب کر دیا
۷۸	الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے
۸۲	حضرت شیخ ابوالسعود نے ایک شخص کو جھڑک دیا جس نے تعریف میں افراط سے کام لیا
۸۲	ممتاز محرف و ملبس ممتاز گوڑوی کے اعتراضات اور ان کے جوابات
۸۳	پہلے اور دوسرے اعتراض کا جواب
۸۶	تیسرے اعتراض کا جواب
۸۷	چوتھے اعتراض کا جواب، افادہ اخبار کا حصر مخاطب کو جنوانے میں کر کے علمی خیانت کا ارتکاب کیا
۸۸	پانچویں اعتراض کا جواب، انتہا مدح میں افراط کی وجہ سے پایا گیا
۹۱	معرفت منزل ملامیہ میں ممتاز محرف کی تلبیس کا جواب
۹۲	حال و مقام کے بارے میں ممتاز تلبیس کا جواب
۹۳	حال و مقام کی بحث میں بے مثال تحریف
۹۴	حضرت ابن عربی کے یہ الفاظ کہ سیدنا شیخ عبدالقادر صاحب مقام نہ تھے حذف کر دیے
۹۴	بے مثال تحریف حضرت شیخ عبدالقادر صاحب مقام صدق نہ تھے یہ جملہ حذف کر دیا
۹۷	حال و تلویں اور مقام و تمکین کے متعلق کشف المحجوب سے ایک فیصلہ کن حوالہ
۹۸	مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر
۹۹	نصیر شاہ کا اعتراض اور اس کا جواب

۱۰۱	نصیر شاہ نے غوث پاک پر استغراق طاری ہونے کی نفی کی
۱۰۱	دوران وعظ حالت سکر و فنا کے ظہور کا ثبوت
۱۰۳	ممتاز محرف کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۰۴	مقام مخدع
۱۰۵	احبار بنی اسرائیل سے بھی بڑی تحریفی مثال خود ممتاز محرف پر فٹ ہو گئی
۱۰۵	ترک الادب مع الحقیقہ کو عظیم تحریف کر کے ترک الادب مع الحق لکھ دیا
۱۰۷	ممتاز محرف کی انوکھی تحقیق ادب حق اور ادب حقیقت میں امتیاز نہ کر سکے
۱۰۸	حضرت شیخؒ نے اپنی مشیت سے تحکم کیا
	حضرت ابن عربیؒ کا فیصلہ کن قول ترک تحکیم اعلیٰ مقام ہے۔
۱۱۰	عبارت کے آخر سے حذف کر دیا
۱۱۰	تحکیم کے بارے میں ممتاز تلبیس کا جواب
۱۱۱	تعریف الہی سے تحکیم نقص کا موجب نہیں
	ابو مدینؒ اور حضرت غوث پاکؒ کی برابری بیان کرنے والا ”سواء“ کا
۱۱۲	فیصلہ کن لفظ عین عبارت کے درمیان سے اڑا دیا
۱۱۲	انوکھی تحقیق کہ ترجمہ بھی الٹ کر دیا
۱۱۳	منہم من یقام فی مقام الادلال کی وضاحت
	فرن تلبیس کا حیرت انگیز مظاہرہ مقام عبدیت کے تذکرہ اور
۱۱۸	قدمی الخ کو ایک قسم قرار دے دیا

۱۲۲

حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ ہوا القاهر فوق عبادہ کے مظہر تھے

۱۲۳

راکب دوش اولیاء کے متعلق وضاحت

۱۲۵

حضرت شیخ قدس سرہ کی تمام اولیاء پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی

۱۲۶

فتوحات کی عبارت سے اخذ کردہ نتائج کے جوابات

۱۳۰

امام العصر شیخ عبدالقادر جیلانی کے قول کی وضاحت

۱۳۳

افضیلت شیخ قدس سرہ پر ممتاز محرف کی دلیل

۱۳۶

بقول ممتاز محرف حضرت خضر علیہ السلام بھی ناواقف تھے

باب چہارم

۱۳۷

امام شعرانی کی کتب الدرر و الجواہر وغیرہا کے متعلق وضاحت

۱۳۷

قدمی الخ کے بارے میں الجواہر و الدرر کا اقتباس

۱۳۹

کسی بھی نبی نے وحی سے جو فرمایا اس پر کبھی اظہار ندامت نہیں کیا

۱۳۹

حضرت شیخ قدس سرہ نے رجوع فرمایا

۱۴۰

لطائف الممن سے الجواہر و الدرر کی تصدیق ہوتی ہے

۱۴۲

فتوحات مکیہ سے منقول لطائف الممن کی عبارت کی وضاحت

۱۴۴

قطب وقت حضرت بایزید بسطامی کا آخر عمر میں رجوع ثابت ہے تو

حضرت شیخ قدس سرہ کا قدمی الخ سے آخر عمر میں رجوع کیونکر محال ہے

۱۴۵

قدمی الخ از قبیل شطیحات ہے کپتان واحد بخش سیال

چشتی صابری کا بصیرت افروز تبصرہ

- ۱۴۷ قدمی الخ از قبیل شطیحات ہے اولیاء ایسے اقوال سے لازمًا رجوع کرتے ہیں
- ۱۴۷ الجواہر والدرر کے حوالہ میں ندم کا لفظ صراحتاً موجود ہے
- لطائف الہمن میں موجود تحدیث نعمت کے بیان سے
- ۱۴۸ الجواہر والدرر کو منسوخ کرنے کا انوکھا انداز
- ۱۴۸ ممتاز بددیانتی
- ۱۴۹ ممتاز محرف نے امام شعرانی پر تحریف کا الزام لگا دیا
- ۱۵۶ امام شعرانی نے فرمایا تعصب سے پاک شخص الجواہر والدرر کو تسلیم کرے گا
- ۱۵۷ لطائف الہمن سے الجواہر والدرر منسوخ نہیں ہوتی بلکہ اسکی تصدیق و تائید ہوتی ہے
- ۱۵۸ الجواہر والدرر اور الکبریٰ الاحمر کو امام شعرانی نے اپنی تصنیفات میں شمار کیا
- حق عیاں ہو جائے گا باطل نہاں ہو جائے گا
- ۱۵۹ الجواہر والدرر کا جامع اقتباس منسوخ نہیں
- ۱۶۲ انوار قدسیہ کے حوالہ میں ممتاز تحریف
- ۱۶۴ فلا ینطق حتی ینطق کا مطلب
- ۱۶۸ الجواہر والیواقیت کے اقتباس کی تصدیق لطائف الہمن سے

باب پنجم

- ۱۶۹ عوارف المعارف شریف کے متعلق وضاحت اور مقام سکرو فناء کا بیان
- ۱۷۰ صاحب بھجہ کی روایت کے ساتھ عوارف کی عبارت کو رد نہیں کیا جاسکتا
- ۱۷۱ بھجہ الاسرار کی حیثیت

حضرت سہروردیؒ کے کلام کی تصدیق حضرت مجددؒ کی زبانی ”

بلکہ بیان واقع نمودہ است“ میں ممتاز تحریف

ایک عبارت سے جان چھڑانے کے لئے تمام

عوارف المعارف شریف کو سکریہ قراوے دیا

وقع فی العوارف کی وضاحت اور ممتاز تلبیس کا جواب

کلمات دالہ بر علو حالت سکر میں صادر ہوتے ہیں شیخ الشیوخ سہروردی کے

قول کی لطائف الہمن سے تصدیق

لطائف اشرفی سے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے قول کا ثبوت

ممتاز محرف کو شکست فاش کا سامنا

یہ اعلان ارشاد نبویؐ انا سید ولد آدم ولا فخر کے قبیل سے ہے ؟

کشف المحجوب سے صحو و سکر کا بیان

کشف المحجوب سے مقام فناء فی اللہ کی وضاحت

اولیاء کرام باوجود غلبہ حال کے نماز اور دیگر معمولات

کے لیے وقت نکال لیتے ہیں

لطائف اشرفی سے حالت سکر و فنا کی وضاحت

باب ششم

قادری حضرات کے دلائل کا جائزہ

قادری حضرات کی سب سے بڑی دلیل بھجہ میں

مذکور روایت قبیلوی میں ممتاز تحریف

ارواح کی مجلس قطب میں حاضری

۱۹۶

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی زبانی روایت قیلوی کا صحیح مفہوم
افضلیت غوث اعظم سے متعلق قادری حضرات کی سب سے بڑی دلیل
بھیجہ میں منقول روایت خضر جس میں موجود وقت کی قید کو

۱۹۷

ہمارے مہربان اکثر حذف فرمادیتے ہیں

۲۰۱

حضرت شیخ عبدالحقؒ نے اکابر اولیاء تابعین کی تخصیص فرمائی

باب ہفتم

حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ اور حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے ملفوظات

۲۰۳

پر ممتاز محرف کے اعتراضات اور ان کے جوابات

۲۰۳

حضرت سیالوی کا پہلا قول

۲۰۵

غوث ذماں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ نے فرمایا مجھے قدمی الخ کا مقام حاصل ہے

۲۰۶

عارف رومی فرماتے ہیں اقطاب کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا

حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ کا دوسرا قول ،

۲۰۷

میرے نزدیک تمام مشائخ چشت غوث اعظم کے مقام پر فائز ہیں

۲۰۹

ملفوظات حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ

۲۱۰

اعلیٰ حضرت سیالویؒ کے متعلق غوث زماں کا فرمان

۲۱۱

حضرت سیالوی کا تیسرا قول اولیائے کرام اور خواص کے صحو میں آمیزش سکر کی وضاحت

۲۱۲

کامل ترین اصحاب صحو کا مطلب و مفہوم

۲۱۳

صحو کے متضمن سکر ہونے پر حضرت مجددؒ کی صراحت

۲۱۵

حضرت شیخ الاسلام کا چوتھا قول

خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ اور حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ نے فرمایا

روایت بل علی راسی و عینی درست نہیں

۲۱۷

اب افسوس کرتا ہے

۲۱۸

لطائف الغرائب

۲۱۸

حضرت شیخ الاسلام کا پانچواں قول

۲۱۹

قطب و حید خواجہ غلام فرید کے فرمان کی وضاحت

۲۲۰

حضرت خواجہ غلام فرید نے جن کتابوں کا ذکر کیا ان سے ارشاد

غوثیہ کا عموم ثابت نہیں ہوتا

۲۲۰

نفحات الانس میں درج روایت سے حضرت خواجہ غلام فرید

عموم سمجھنے والوں کا رد فرما رہے ہیں اور ممتاز محرف نے کہا

حضرت خواجہ نے تحقیق نہیں فرمائی تھی

۲۲۱

تو وہیں ہار گیا تھا میرے بزدل دشمن، مقابیس المجالس کی روایت سے دعویٰ عموم کی

۲۲۷

نفی اور بعض حضرات مشائخ کی حضور غوث الاعظم سے مرتبہ میں برابری بھی ثابت ہو گئی

۲۲۹

پیر نصیر کی شان تحقیق روایت کا وہ حصہ جو پیر نصیر نے حذف کیا ملاحظہ فرمائیں

باب ہشتم

التحدث بالنعمة

۲۳۰

تفسیر ضیاء القرآن سے شیخ الاسلام سیالوی کے بیان کردہ مفہوم کی تصدیق

۲۳۱

پیش ہر انکا رد اقرار ہوا است

۲۳۱

حضرت شیخ الاسلام کی بیان کردہ حدیث نعمت کی اقسام کا ثبوت تفسیر ابن عربی سے

۲۳۲

حدیث نعمت سے متعلق حضرت سیالوی کے ارشادات کی وضاحت

۲۳۲

۲۳۴	حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کی عظمت شان کا بیان شاہ ابوالمعانی کی زبانی
۲۳۶	کتب تفسیر سے تحدیث نعمت کی وضاحت
۲۳۷	حاشیہ الجمل علی الجلائین میں ہے کہ ستر افضل ہے
۲۳۹	حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ
	امام شعرانی نے حالت سکر و فنا میں صادر حضرت بایزید بسطامیؒ
۲۴۰	کے قول ”سجانی ما اعظم شانی کو از قبیل تحدیث نعمتہ قرار دیا
۲۴۵	سیدنا فاروق اعظمؓ حضرت عثمان غنیؓ کی طرح بواسطہ رسول علیہ السلام مامور تھے
	حضرت امام شعرانی نے لطائف الممن میں اولیاء پر
۲۴۷	اپنی برتری و فضیلت کا اظہار نہیں فرمایا
۲۴۷	اولیاء کیلئے اخلاق و مناقب کا بھی اخفاء ہی اولیٰ ہے الا بضرورت و مجبوری
۲۵۰	اعلیٰ ترین اولیاء بایں انداز تحدیث نعمت نہیں کرتے کہ دوسروں پر فخر کا اظہار ہو
۲۵۱	مراتب اولیاء کے متعلق حضور گنج بخشؐ کا ارشاد
۲۵۲	مراتب اولیاء کے متعلق حضرت ابن عربیؒ کے ارشادات
	بلا امر الہی (وحی) اظہار منزلت کے متعلق حضرت ابن عربیؒ
۲۵۵	کا موقف ترک تحکیم و شطح اعلیٰ مقام ہے
۲۵۵	اظہار شطح سے ارفع مقام عجز و انکساری کا اظہار ہے

باب نہم

۲۵۷	لفظ کل - قید وقت اور عرف کے متعلق وضاحت
۲۵۹	صحابیت کا منصب دائرہ ولایت کے اندر ہے
۲۶۲	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے فرمان میں استثناء کرنا پڑے گا

تخصیص عقلی

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۵

۲۶۵

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۳

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۶

۲۷۷

۲۸۰

۲۸۱

فرمان غوثیہ کے عموم میں عقلاً تخصیص ضروری ہے

ممتاز محرف کے نزدیک کل کے عموم میں تخصیص کی کوئی دلیل یا قرینہ نہیں

متعصبین نے لفظ کل کا غلط مطلب لیا اس خطا سے انکو توبہ کرنا ضروری ہے

ممتاز محرف نے تسلیم کر لیا کہ کل افراد جو موجود ہوں وہ بھی مراد نہیں ہوتے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تمام دنیا کے پہاڑوں پر گوشت رکھنے

میں پریشانی اور مشکل ہوتی

شیخ عبدالحق اور نظریہ عموم و شمول

قید زمانہ مزید فائدہ کی خاطر ہے عبث نہیں

کلام کا اصل مقصد قید خاص ہوتی ہے

وقت کی قید بے فائدہ نہیں

مولانا احمد رضا بریلوی نے بھی تابعین میں سے اکابر اولیاء کو مستثنیٰ تسلیم کیا

تابعین عظام کی فضیلت صحابہ کے علاوہ جملہ مسلمانوں پر

مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کا فرمان

امام شعرانی کا فرمان

عرف میں لفظ ولی اللہ کا اطلاق

عرف عام میں اس فرمان سے متقدمین و متاخرین مراد نہیں

عموم عرفی اور عرف متقدمین

باب دہم (چند متفرق تحریفات کا جواب)

قدمی کے سن صدور کے بارے میں بھجے کی روایات میں تضاد

۲۸۲

۲۸۵

تفریح الخاطر کی اصل مناقب غوثیہ کی روایت

۲۸۶

سکینۃ الاولیاء کی روایت میں ممتاز محرف کی کورچشمی

۲۹۰

لطائف المہمن سے محمد البکری کے قول کی تصدیق

۲۹۳

یہ روایت اصول درایت کے خلاف نہیں

۲۹۴

قول غوث کی نامناسب تاویل سے انبیاء کو محروم سعادت تسلیم کیا گیا

۲۹۷

ممتاز تلبیس کا جواب

۲۹۸

بھجہ الاسرار کے حوالہ میں ممتاز تلبیس

۲۹۹

بھجہ الاسرار کے حوالے میں نامناسب تفریح

۲۹۹

ممتاز محرف کی بددیانتی کی انتہا

۳۰۱

مفسر لکھ دیا اور تفسیر حذف کر لی

۳۰۲

ہم عصر اولیاء مراد ہونے پر تمام ائمہ کا اجماع ہے

۳۰۳

عظیم تحریف مفسر لکھ دیا اور تفسیر حذف کر دی

صاحب انوار الاقتباس خواجہ بزرگ سے غوث پاک کے مستفیض

۳۰۵

ہونے کا انکار نہیں کرتے

۳۰۸

قصہ شاہ نیاز احمد بریلوی

۳۰۹

لقب غوث اعظم

۳۱۶

نصیر دیابنہ کے نام علامہ مصطفوی کا مکتوب

نصیر دیابنہ کی جانب سے حضرت صاحبزادہ محمد احمد فریدی چشتی صاحب پر

۳۲۱

گستاخیوں کے الزامات کا مختصر جائزہ

۳۲۳

ممتاز محرف کی کتاب کے متعلق پیر بے ضمیر کا اعتراف

۳۴۴	کیا گل کھلے گا دیکھئے ہے فصل گل تو دور
۳۴۵	بھنور میں ڈوبتی غلو کی نیا
۳۴۶	عموم و شمول کے نظریہ سے ممتاز محرف کی بے وفائی
۳۵۳	بعض اولیاء کبار سے منسوب اشعار سے فضیلت غوث پاک قدس سرہ پر استدلال
۳۵۴	شمس العارفین سیالوی نے تفریح الخاطر کی تصدیق نہیں فرمائی
۳۵۵	کہیں یہ حال کہ تنکوں کے بھی سہارے لیئے
۳۵۶	تفریح الخاطر کاردمولانا احمد رضا بریلوی کی زبانی
۳۵۷	مناقب غوثیہ کاردمولانا احمد رضا بریلوی کی زبانی
۳۵۸	ممتاز محرف کے جھوٹے دعاوی
۳۶۰	دوسروں کو نصیحت خود میاں نصیحت

باب یازدہم

۳۶۱	مشائخ چشت اہل بہشت کی عظمت شان کے بیان میں
۳۶۴	فیضان میں خواجہ غریب نواز کی رفعت شان کا بیان بزبان شاہ جیلان
۳۶۵	خولجہ بزرگ سیدنا معین لدین حسن سجری چشتی لاچھیری غریب نواز کی رفعت شان
۳۷۲	خواجہ غریب نواز کی عالمگیر محبوبیت و مقبولیت
۳۷۴	حضرت شیخ الاسلام و المسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کے ارشادات
۳۷۸	ارشاد حضرت خواجہ غریب نواز
۳۸۰	شیخ المشرق والمغرب غوث الثقلین حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی
۳۸۱	ملفوظ سلیمانی کے بارے میں ممتاز محرف کی غلط بیانی
	ممتاز محرف کے لئے ملفوظ پیر پٹھان درآئینہ علم بیان

۳۸۳	بھی سراسر باعث خسران و حرمان ثابت ہوا
۳۸۷	حضرت شمس العارفین سیالوی کے ملفوظات پر ممتاز محرف کے اعتراضات کا جواب
۳۹۲	مقام محبوبیت پر قیام کا وقت
۳۹۷	خواجہ شمس العارفین سیالوی کے ملفوظ میں ممتاز تحریف
۳۹۸	الہی منسوب الی اللہ ہے
۴۰۰	عالمگیر محبوبیت نظامیہ
۴۰۵	سامعین ملفوظات پر ممتاز محرف کا اعتراض
۴۰۶	مہروی تصریحات یا مجموعہ مسامحات
۴۰۸	کیا محبوبیت قطعات ارض سے ماپی جاتی ہے
۴۰۹	ممتاز محرف کے بیان سے انبیاء علیہم السلام پر غوث پاک کی فضیلت لازم آگئی
۴۱۰	انبیاء کرام کی تبلیغ کیلئے علاقہ متعین ہوا
۴۱۱	محبوب الہی کی شان محبوبیت
۴۱۷	پیر مہر علی شاہ شمس العارفین کے حضور
۴۱۸	محبوب ذی العرش حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی سے پیر مہر علی شاہ کی ملاقات
۴۱۸	حبیب ذی العرش حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی قدمی الخ کے عموم کے قائل نہ تھے
۴۲۲	ممتاز محرف نے حضرت گنجشکر کی ولایت تصرف کو محدود ثابت کرنے کی سعی کی
۴۲۳	مقام تسلیم و رضا
۴۲۵	تمام روئے زمین حضور گنجشکر کی ملکیت ہے
۴۲۶	حضرت گنجشکر کا مقام و مرتبہ بلند و بالا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

☆ انتساب ☆

میں اپنی اس کاوش کو حضور سیدی شمس الفقہاء لازالت شمس فیضہ طالعة کی
وساطت سے سیدنا و مرشدنا و ملجانا و ماؤنا حضور محبوب سبحان غوث زمان خواجہ
میاں علی محمد خان چشتی نظامی فخری رضی اللہ عنہ وارضاه عنہا کے حضور
بصد ادب و احترام پیش کرتا ہوں جنکی روحانی امداد اور باطنی توجہ ہر وقت
ہمارے شامل حال رہتی ہے

ہر حال میں رہا جو تیرا آسرا مجھے مایوس کر سکا نہ ہجوم بلا مجھے
کبھی تنہائی منزل سے جو گھبراتا ہوں انکی آواز یہ آتی ہے کہ میں آتا ہوں
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

خاکپائے خواجگان چشتیؒ محمد راشد فریدی غفرلہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تقدیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین
 اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
 غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ محی الدین
 عبدالقادر جیلانی الحسنى والحسینی قدس سرہ العزیز اپنے وقت کے فرد الاحباب قطب
 الاصفیاء سلطان الاولیاء سید العارفین اور امام الصدیقین تھے مقام فناء فی الرسول
 میں آپ سے قول قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ صادر ہوا تو اس وقت
 کے اولیاء اللہ نے سر تسلیم خم کیا اور آپ کے فرد وقت اور یکتائے روزگار ہونے کی
 شہادت دی بقول شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردیؒ
 اشارة منه فی ذلک الی تفرده فی وقته - بے شمار اقطاب وانغوث نے اس
 قول کے آپ کے زمانہ کے ساتھ خاص ہونے کی گواہی دی۔ آپ کا دور اعلان
 قطبیت سے لیکر وقت وفات تک ہے۔ یہ بات انصاف سے کس قدر بعید ہے کہ چار
 یار اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا زمانہ قطبیت اور دور غوثیت تو وقت وصال
 تک ہو لیکن حضور غوث پاک کا دور قطبیت روز قیامت تک محیط ہو۔ قادری حضرات
 کی معتمد علیہ کتاب بھجیہ الاسرار سمیت دیگر کسی معتبر کتاب میں ایک روایت بھی ایسی
 نہیں جس میں آپ کے زمانہ کے قیامت تک جاری رہنے یا آپ کا قدم متقدمین و
 متاخرین پر ہونے کی صراحت موجود ہو ہر دور میں مسلم اولیاء اللہ نے اس قول کے
 آپ کے زمانہ تک محدود ہونے کی وضاحت فرمائی نیز یہ قول باجماع اہل اسلام

مخصوص ٹھہرایا گیا اور اس کا عموم پر رکھنا روانہ جانا گیا۔ سب سے پہلے حضرت شیخ قدس سرہ کے بارے میں غلو کرنے والوں کی تردید حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمائی یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد بھی انکو ایک نظر نہیں بھائے۔ حضرت مجددؒ نے قدم برمتقد میں و متاخرین کے قائلین کو عالی قرار دیا آپکے دور میں بعض عالی یہاں تک تجاوز کر چکے تھے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی کو مستثنیٰ کرنے پر تیار نہ تھے انہیں کے پیش کردہ نظریہ کو بعد میں آنے والے بعض حضرات نے تھوڑی سی ترمیم کے بعد اپنا لیا ان لوگوں نے صحابہ کرام ائمہ اثنا عشرؑ کو مستثنیٰ کیا اور بعض نے اکابر تابعین کو بھی مستثنیٰ قرار دیا حالانکہ تبع تابعین کو بھی مستثنیٰ قرار دینا چاہیے تھا اس لئے کہ جس دلیل کی بناء پر اکابر تابعین مستثنیٰ ہیں اسی دلیل کی بناء پر اکابر تبع تابعین بھی مستثنیٰ ہونے چاہیے قدم بر اولیاء متقد میں و متاخرین کے نظریہ کا پرچار کرنے والوں میں بعض گولڑویؒ حضرات بھی پیش پیش رہے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے جن مشائخ عظام کے در اقدس سے ولایت کی خیرات حاصل کی اور انکی دہلیز کو اپنی پلکوں سے صاف کر کے ہی مقام و مرتبہ حاصل کیا ان عظیم مشائخ کے موقف کا لحاظ نہ کیا گیا۔ حضرت پیر صاحب فرماتے ہیں

الھدی اے تو نشان بے نشان
 فضل کن یا فضل دیں کہف الاماں
 شمس چارم آسماں سرد رکشید
 کوست حقانی و باقی بے زوال
 غیرش آفل لا احب الا فلین

رحم فرما اے سلیمان زمان
 المدد یا شمس دیں غوث جہاں
 چوں حدیث روئے شمس الدیں رسید
 نور روحانی دہد شمس سیال
 از افول آمد منزہ شمس دیں

شرح احسانات و فیض مستمر
 ایں زماں بگزارتا وقت دگر

گوڑوی نسبت کا یہ تقاضا تھا کہ اپنے عظیم مشائخ کے فرمانات کو آ منا و صدقنا کہہ کر سر
 آنکھوں پر رکھا جاتا اس لئے کہ حق کو تسلیم کرنا بھی عظمت کی دلیل ہے مگر افسوس کہ
 ضد و عناد کا مظاہرہ کیا گیا اور ہمیں برا بھلا کہہ کر دل خوش کر لیا گیا۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر
 اگر یہ لوگ حضرت غوث زماں سیدنا خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے اس ایک فرمان
 کو ہی دل و جان سے تسلیم کر لیتے کہ آپ نے فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے قدمی ہذہ
 علی رقبۃ کل ولی اللہ کا مقام دیا ہوا ہے تو اتنے تکلفات میں نہ پڑتے اور
 کتابیں لکھ کر اتنے اوراق سیاہ نہ کرتے۔ ممتاز گوڑوی نے ۴۹۵ صفحات کی کتاب
 میں اعلیٰ حضرت تونسویؒ کے اس ارشاد کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں لکھا تو اس
 سکوت کو ہم دلیل رضا سمجھیں یا کچھ اور

ہم اگر چپ ہوں تو کہلائیں سڑی آپ چپ ہوں تو تغافل ٹھہرے
 حقیقت یہ ہے کہ اس جگہ پہنچ کر ممتاز محرف کی یہ حالت ہو گئی
 ما عاجز و حیران بماندیم بگرداب

اگر کوئی غالی یہ کہے کہ کلام الاولیاء الا کا بر کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی تو ہم کہیں گے
 کہ پہل آپ کی طرف سے ہوئی چنانچہ مہر منیر مطبوعہ ۱۹۷۳ء اور نام و نسب میں غلو آمیز
 باتیں لکھی گئیں غلو کی تردید کرنا برا ہے یا اسکی تبلیغ و ترویج اور اشاعت
 جو انہیں غرور جفا ملا تو ہمیں بھی ناز و فاملا

ہے برابری کا معاملہ نہ ہم ان سے کم نہ وہ ہم سے کم

حضرت شمس الفقہاء دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت مجدد الف ثانی کے پاکیزہ طریقہ پر چلتے ہوئے غلو کی تردید کا اعلیٰ مقصد ملحوظ رکھا۔ اور اس بلند مقصد کو ناصحانہ اور مخلصانہ طریقے سے اکابر اولیاء کے ارشادات پیش فرما کر پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

اس سے پہلے غالی اپنے غلو میں تمام حدود کو پھلانگ چکے تھے حتیٰ کہ حضرت سیدنا عیسیٰ و سیدنا خضر علیہما السلام بلکہ جمیع انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھی زیر قدم اور فیض یافتہ قرار دے دیا یہاں تک کہ خود سید الانبیاء کو غوث پاک سے فیض لینے والا لکھ دیا دیکھیے تحقیق الاولیاء اور تفسیر غوثیہ مصنفات غلام محمد قادری جلو آٹوی فیصل آباد رسالہ خدام الاولیاء شمارہ جنوری ۱۹۸۶ء مولوی ارشد قادری پناہ کے فیصل آباد تفریح الخاطر عبدالقادر اربلی مناقب غوثیہ مصنفہ صادق شہابی قادری ملک الغالین نصیر شاہ کی تصنیف نام و نسب میں یہاں تک لکھ دیا گیا کہ آپکی روح اطہر عین ذات کبریا ہے نام و نسب ص ۷۲۸

کیا نام ہے تیرا نام خدایا عبدالقادر جیلانی (نام و نسب ص ۷۲۳)

نصیر شاہ نے نام و نسب ص ۷۶۱ پر یہ اشعار بھی لکھے

نبیاں نالوں گھٹ نہ رہیا ہر صفتوں ہر وسبوں

کھتھے روح فرشتیاں ہتھوں لکھے لیکھ مٹائے

نام و نسب ص ۷۰۲ پر لکھا پہلے تمام اولیائے امت حضرت کے خدام تھے سب کے سب

پیر آپ کے مراتب کے آگے مردہ اور آپ زندہ سر قدرت سبحان ہیں (نام و نسب ص ۶۹۶)

بچد املاک ولایت میں رسالت کے بعد

حشر تک کا جو زمانہ ہے وہ تنہا تیرا

یہ غلو نصیر شاہ اور انکے پیرو کار ممتاز گولڑوی کو ہی مبارک ہو اہل سنت کے عقائد و نظریات سے اسکا کوئی تعلق نہیں ممتاز گولڑوی نے اپنی کتاب قدم الشیخ عبدالقادر کے اندر غلو کی تردید میں ایک لفظ تک لکھنا گوارا نہ کیا گویا یہ سب باتیں ان کے من کو بھاتی تھیں جبکہ نصیر شاہ صاحب تو اس غلو کو اپنی تصنیفات میں بطور حجت نقل کرتے ہیں۔ تردید تو بہت دور کی بات ہے

بآدمی نتواں ماند ایس حیواں مگر دراعہ و دستار و نقش بیرونش

نصیر شاہ نے نام و نسب ص ۶۵۵ پر یہ من گھڑت حکایت بھی لکھی کہ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الہی نے غوث پاک کی درگاہ کے سجادہ نشین محمد عمر قادری کے ہاتھ پر سلسلہ قادریہ میں بیعت کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اب ہمیں کہنے دیجئے

ابن زہرأ سے تیرے دل میں ہیں یہ زہر بھرے

بل بے او منکر بے باک یہ زہرہ تیرا

نصیر شاہ نے یہی روئے نام و نسب اور دیگر تصنیفات میں تمام مشائخ چشت کے بارے میں روا رکھا ہے ایک گندی اور بھدی مثال کے لئے مشائخ چشت کو منتخب کرتے ہوئے لکھتے ہیں جیسے حضرت نظام الدین اولیا محبوب الہی قدس سرہ کو سلطان المشائخ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اس میں مشائخ کا لفظ شیخ ہی کی جمع ہے اگر خود ساختہ عرفی معنی لیے جائیں تو اسکے معنی ہونگے کہ غیر مسلموں میں سے

مسلمان ہونے والوں کا سلطان تو کیا یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ تمام پیران چشت نعوذ باللہ پہلے غیر مسلم تھے (نام و نسب ص ۶۱۶) دوسری طرف یہ بلند بانگ دعویٰ کہ میں بجد اللہ چشتی نظامی ہوں اور میرا پیر نظام الدین اولیا محبوب الہی ہے مجھے

بھی خسرو کی طرح انکی غلامی پر غیر معمولی ناز ہے۔

منکرے بودن و ہمرنگ مستان زیستن

میدان وفادر بار نہیں یہاں نام و نسب کی پوچھ کہاں

عاشق تو کسی کا نام نہیں کچھ عشق کسی کی ذات نہیں

کیا حضرت امیر خسرو نے بھی اپنے محبوب مرشد سلطان المشائخ حضرت محبوب الہی کے متعلق ایسی باتیں کہی ہیں۔ یہ محبت ہے تو پھر عداوت کس بلا کا نام ہے۔

وہ تو ہیں کھلے دشمن انکا تو خیر ذکر ہی کیا دوستی مگر حضرت آپکی قیامت ہے

حضرت امیر خسرو کا کلام ملاحظہ فرمائیں

قطب ہفت آسمان و ہفت زمیں

زدہ پے بر پے محمد گام

پائش از بوسہ ملائک ریش

نائب مصطفیٰ بوحی خفی

نے زابدال یافتہ بدلش

غوث عالم نظام ملت و دیں

رہبر پیش ہیں محمد نام

در قدم راہش از ملائک بیش

شرف آدم از نکو خلقی

نے زابر اردیدہ کس عملش

قدم بفتختین بمعنی پائے و عمل سعدی فرماید۔ اصلے ندارد دم بے قدم (ہشت بہشت

ص ۱۱ مطبوعہ نول کشور ۱۲۸۹ھ) اب نصیر دیابنہ کی تحریر ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں محبوب

سجانی اور محبوب الہی ہر دو حضرات ایک ہی ذات کے محبوب ہیں لیکن حضرت محبوب

سجانی کو تقدم زمانی کے ساتھ ساتھ تقدم مقام بھی حاصل ہے۔

(لطمہ بر رخ او ص ۳۳۲)

فہی الشہادۃ لی بانی کامل

فاذا اتک مذمۃ من ناقص

(جب تجھ تک میری برائی کسی ناقص انسان کی طرف سے پہنچے تو یہ اس بات کی شہادت ہے کہ میں کامل ہوں) حضرت شمس العارفین سیالویؒ اور شہباز چشت غوث زماں سیدنا خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ تو نسویؒ کے ارشادات کے مقابلے میں نصیر شاہ کی کیا حیثیت ہے کہ اسکی بات مانی جائے۔ حضرت شمس العارفین فرماتے ہیں

حضرت غوث الاعظم چار دن مقام محبوبیت میں رہے اور خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی سترہ دن محبوبیت کے مقام میں رہے مرآت العاشقین ص ۱۵۳ حضرت غوث زمان فرماتے ہیں سلسلہ چشتیہ میں محبوب سبحانی جیسے بے شمار محبوب ہیں (مناقب المحبوبین ص ۱۸۰ غذاء المحبین ص ۳۴۰) حق تعالیٰ نے مجھے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا مقام دیا ہوا ہے مناقب المحبوبین ص ۱۹۴ محبوب ذی العرش خواجہ کریم حضرت خواجہ اللہ بخشؒ تو نسویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم زمان محبوب سبحان سیدنا خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ صراحت و وضاحت کے ساتھ اکابر مشائخ چشت اہل بہشت میں سے ایک ایک کا نام لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے اس کی شان بھی غوث پاکؒ سے بلند ہے اور اس کی شان بھی غوث پاک سے بلند ہے (غذاء المحبین ص ۳۴۰) اگر ہمارے خواجگان کو جنگی شان اللہ کے فضل سے بلند و بالا ہے کم تر قرار دینے کی کوشش کرو گے تو یہ بات ہم تسلیم نہیں کر سکتے اپنی جگہ پر وہ بھی بزرگ ہیں اور یہ بھی بزرگ ہیں اللہ تعالیٰ نے جو مقامات اولیاء کرام کو عطا فرمائے ہیں ان سب پر ہمارا ایمان ہے۔ نصیر شاہ صاحب اپنی بات بلا دلیل منوانا چاہتے ہیں ہم انکو چیلنج دیتے ہیں کوئی دلیل ہے تو لاؤ ورنہ چشتی نظامی کہلوانا چھوڑو

عادتیں اب بھی ہیں اسکی وہی پہلے جیسی

صرف کپڑے وہ شریفوں کے پہن آیا ہے

حضرت غوث اعظمؒ اکابر اولیاء میں سے ہیں ہمارے دل میں انکا بہت ادب و احترام ہے انکی بے ادبی کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے نصیر شاہ صاحب نے تو اپنی طرف سے مقامات اولیاء کا تعین کیا ہے ہم نے اولیاء کے مقامات و مراتب کے بارے میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی اکابر اولیاء کرام کے ارشادات بھی نصیر شاہ صاحب کی تسلی کے لئے پیش کئے ہیں تاکہ انکو سکون و اطمینان ہو جائے۔ نصیر شاہ کا ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہم معاذ اللہ بزرگانِ چشت اہل بہشت کی شان گھٹانے اور انکا مرتبہ کم تر ثابت کرنے کی جسارت نہیں کر سکتے (لطمہ ص ۳۴۰) دوسری جانب حضرت پیران پیر کی آفاقی شہرت اور عالمگیر محبوبیت و مقبولیت کے تحت یہ لکھا کہ حضرت سید معین الدین حسن سنجرى قدس سرہ اور دوسرے تمام مشائخِ چشت گلشنِ تو حید و رسالت کے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔ مگر بات صرف اتنی ہے ان سب میں جسے گل سرسبد (پھولوں سے بھری ہوئی ٹوکری میں سب سے اوپر رکھا ہوا بڑا پھول) ہونے کا درجہ عطا ہوا وہ پیران پیر دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی ذات ہے آپ سب اولیاء میں بلند ترین مقام پر جلوہ گر ہیں دنیا کے سارے اولیاء اقطاب افراد اتقیاء اور نجباء آپکے گرد حلقہ باندھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ لطمہ بررخ او ص ۳۲۵ اگرچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے بھی کفرستان ہند میں آکر شمعِ تو حید روشن کی لیکن حضرت خواجہ کا

واسطہ اس قوم سے پڑا کہ نہ اس میں علم نہ قوت خصوصیت کہ خواجہ صاحب کو شدید قسم کی تنقید کا سامنا کرنا پڑتا جب کہ پیران پیر نے تبلیغ توحید اور رد شرک کی ذمہ داری نبھائی یہ آپ ہی کا کام تھا۔ احبار یہود جیسے کٹ حجت ذہن رکھنے والے اور علوم و فنون اور فقر و تصوف کے بڑے بڑے پہاڑ ہلا کر رکھ دیئے (لطمہ ص ۳۴۷)

تبصرہ

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم

تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا

اشاعت اسلام کے سلسلہ میں خواجہ غریب نوازؒ کی مساعی جمیلہ کو نصیر شاہ نے کم دکھانے کی کوشش کی حالانکہ خواجہ بزرگ اجمیریؒ ایک ایسے ماحول میں تشریف لائے جہاں جاہلیت ہی جاہلیت تھی جس طرح سرکارِ دو عالم ﷺ جاہلیت کے ماحول میں تشریف لائے اور حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی تبلیغ کس قدر موثر ثابت ہوئی زمانہ اس سے واقف ہے جبکہ حضرت غوث پاکؒ ایسے ماحول میں تھے جو پہلے ہی اکابر اولیاء کرام کی تبلیغ سے درست ہو چکا تھا مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے لے کر امام اعظم ابوحنیفہؒ اور سید الطائفہ جنید بغدادیؒ تک مشائخ کرام صحیح اسلامی ماحول بنا چکے تھے اور خواجہ ہند کفرستان ہند میں وارد ہوئے اور اسے

دار اسلام بنا دیا کہ ہر طرف اللہ اکبر کی صدا میں بلند ہونے لگیں

خزاں میں پھول کھلاؤ تو کوئی بات بھی ہے

بہار آئے تو کانٹے بھی مسکراتے ہیں

آخری جنتی شخص کی مثال کو ناپسندیدہ و نامناسب اور گستاخی قرار دینے والے نصیر شاہ صاحب لکھتے ہیں حضرت خواجہ عثمان ہرونی یا انکے شیخ حضرت حاجی شریف زندگی ہی کو گردن جھکانے والوں میں تسلیم کر لیا جائے تو اردو ضرب المثل ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کے مطابق بعد کے مشائخ خود بخود اصحاب رقبہ میں آجاتے ہیں (لطمہ ص ۱۹۳) پیر بے ضمیر نے خود اکابر اولیاء کو ہاتھی سے تشبیہ دی ہے اگر انکے نزدیک آخری جنتی شخص کی مثال و تشبیہ ناپسندیدہ و نامناسب اور گستاخی ہے تو اکابر اولیاء اللہ کو ہاتھی سے تشبیہ دینا تو اس سے بھی بڑی گستاخی ہے پھر انہیں ایسی مثال بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے تھا۔

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے

گر حیا بھی اسکو آتی ہے تو شرما جائے ہے

نصیر شاہ کے پیش رو فیض احمد گولڑوی صدر مدرس گولڑہ شریف مہر منیر ص ۲۸ پر لکھتے ہیں حضرت غوث الاعظم دنیا کے تمام اولیاء اللہ کے سردار اور نبوت کے بعد ولایت کے اس مقام اقصیٰ پر فائز ہیں جہاں اور کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوئی گولڑہ کے مفتی نے مہر منیر میں یہ فتویٰ بھی دیا کہ محبوب الہی کی محبوبیت کسی جگہ پر پہنچی ہے اور کسی جگہ پر نہیں پہنچی اسکا جواب مکھڑ شریف والے حضرت صاحب نے بڑا اچھا دیا ہے انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے کچھ ایسے منحوس علاقے ہوتے ہیں جہاں محبوبوں کی محبوبیت نہیں پہنچتی مدینہ عالیہ کے اندر سرکارِ دو عالم ﷺ نے جہاں یہ فرمایا کہ اچھا ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں وہاں یہ بھی فرمایا کہ

عیر ایک ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے بغض کرتا ہے ہم اسکو ناپسند کرتے ہیں تو وہ مدینے کے اندر ہی تھا حالانکہ اس محبوب کی محبوبیت کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہے وہ تو محبوب رب العالمین ہیں کائنات کے محبوب ہیں لیکن کوئی ایسی جگہ تھی جو ان سے بھی بغض رکھنے والی تھی تو کوئی نہ کوئی منحوس جگہ ایسی ہو سکتی ہے جہاں محبوب الہی کی محبوبیت نہ پہنچے بابا فرید گنج شکر کی محبوبیت نہ پہنچے قطب الاقطاب بختیار کاکی کی محبوبیت نہ پہنچے خواجہ غریب نواز اجمیری کی محبوبیت نہ پہنچے۔ مہر منیر کے ص ۳۰۶ پر ایک پر از غلو جھوٹی روایت درج کر دی کہ غوث زماں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کا ارشاد ہے کہ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتائی نے فرمایا

۱۔ بر شیراں شرف دار دسگ در گاہ جیلانی

مگر میں کہتا ہوں کہ ۲۔ بر پیراں شرف دار دسگ در گاہ جیلانی

بھلا اعلیٰ حضرت تونسوی سے اپنی عظیم مشائخ کی بے ادبی کیسے متصور ہو سکتی ہے یہ بے ادبی آپکو ہی نصیب رہے۔

۳۔ کارپا کاں راقیاس از خود مگیر

حضرت قبلہ شمس الفقہاء دامت برکاتہم العالیہ نے ان عالیوں کو آئینہ دکھایا کہ شاید یہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں اور اپنی اصلاح کر لیں مگر بجائے

اس کے کہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کرتے یہ لوگ برا منانے لگے

۴۔ الٹی شکایتیں ہوئیں احسان تو گیا

میرے پیش نظر بھی اصلاح کا مقصد رفیع ہے تاکہ احقاق حق اور ابطال

باطل ہو جائے اور اہل حق اہلسنت ایسے لوگوں کے جال میں نہ آئیں
 حلقے نہیں یہ زلف کے حلقے ہیں جال کے
 ہاں اے نگاہ شوق ذرا دیکھ بھال کے
 وبالله التوفیق

قدم الشيخ عبد القادرؒ

کلام الاولیاء الاکابر علی قول الشیخ عبدالقادرؒ اپنے نام کی طرح اولیاء کاملین کے
 ارشادات پر مشتمل تالیف ہے اسکے جواب میں ممتاز گولڑوی خطیب و مدرس
 انوار العلوم ملتان نے قدم الشیخ عبدالقادر علی رقاب الاولیاء الاکابر کے نام سے
 تحریفات و تلبیسات کا ایک مجموعہ تحریر کیا کتاب کیا تھی فریب کاری چالاکی مغالطہ
 آفرینی اور بددیانتی سے حق کو چھپانے کی ایک حرکت بے برکت تھی یہ کتاب
 غیر متعلقہ ابحاث اور تطویل لا طائل کا عمدہ نمونہ تھی کتاب کا ایک حصہ تو حضرت پیر مہر
 علی شاہ صاحب کے حالات زندگی پر مشتمل تھا۔ ممتاز محرف کے بلند بانگ دعاوی کو
 دیکھتے ہوئے امید یہ تھی کہ تحقیق کا جواب تحقیق و تدقیق سے ہی دیا ہوگا مگر کتاب کو



کھول کر دیکھا تو یہ امید بھی سراسر وہم و گماں ثابت ہوئی تحقیق کا نام لیکر تحریف و تبدیل کا کارنامہ سرانجام دیا گیا تھا صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ ممتاز محرف کے پیش کردہ حوالہ جات کو جیسے ہی اصل کتاب سے تلاش کیا تو تحریف ایک ناقابل تردید حقیقت کی طرح سامنے آئی لفاظی زبان درازی اور شرارت آمیز لب و لہجہ سے لکھی گئی اس کتاب میں طنزیہ فقرات سے مغالطہ آفرینی کا جال جگہ جگہ بچھا نظر آیا تقریباً ہر حوالہ میں تحریف کر کے الٹا الزام کلام الاولیاء الا کا بر کے مصنف علام پر چور مچائے شور چور چور کے مصداق بار بار دہرایا جاتا رہا دلائل کی کمزوری اور ناتوانی کو غلیظ زبان استعمال کر کے پورا کرنے کی سعی لا حاصل کی گئی غرضیکہ الفاظ کے ایچ پیج سے ہیرا پھیری اور بددیانتی کی مثال قائم کر دی۔

ہوا کچھ اور ہی عالم میں چلتی جاتی ہے ہنر کی عیب کی صورت بدلتی جاتی ہے
عجب نہیں کہ رہے نیک و بد میں کچھ نہ تمیز کہ جو بدی ہے وہ سانچے میں ڈھلتی جاتی ہے
ممتاز محرف نے بڑی تحریفات کیں انہوں نے کتاب کے اندر یہ حال کیا کہ آلا سے پہلا حصہ لکھ دیا
اور بعد والا حصہ چھوڑ دیا جیسے لا الہ الا اللہ میں لفظ آلا ہے اب اگر کوئی آلا کے مابعد کو چھوڑ دے
تو پہلے کا کیا معنی بنے گا مفہوم سارا مسخ ہو کر رہ جائے گا کوئی شخص کہے لا تقر بوا
الصلوة اس سے آگے نہ پڑھے اور کہے کہ دیکھو جی قرآن پاک میں آگیا نماز کے قریب
نہ جاؤ یہ عالم اور یہ کیفیت ہے ان کی کتاب کی کسی مقام پر کسی بزرگ کسی غوث اور
قطب نے حضرت شیخ قدس سرہ کا یہ قول لکھا اور آگے ای یا یعنی کے ساتھ تفسیر کی کہ
اس قول سے مراد آپ کے زمانے والے اولیاء ہیں تو اگلا حصہ چھوڑ دیا اور پہلا لکھ دیا
لطائف المہمن میں بھی ایسے ہی کیا ہے۔ ہم تحریفات کے اس پلندے کو اس قابل

نہیں سمجھتے تھے کہ اس کا جواب لکھا جائے مگر اس عدم التفات کا ایک نقصان یہ ہوا کہ اس مجموعہ تحریفات و تلبیسات کو کتاب لا جواب سمجھا جانے لگا یہاں تک کہ شہر یار اقلیم غلو نے اپنی بدنام زمانہ کتاب لطمہ میں اسے تصنیف لطیف علمی سرمایہ اور جامع تحقیق قرار دیا۔

حادثہ کہیے اسے یا کہ تماشہ کہیے یارخ عدل پہ گستاخ طمانچہ کہیے
انکی تحریری کارروائی اور تلبیسی کاوشوں کو فاضلانہ اور محققانہ انداز بیان ٹھہرایا کتب تصوف سے پیش کردہ محرفہ دلائل کو کتاب و سنت کے ناقابل تردید دلائل قرار دے کر فخر کا اظہار کیا تو ہم نے مناسب سمجھا کہ اس فخر و ناز کو خاک میں ملا دیں اور لیبل چشتی کا پردہ چاک کر کے انکے غلو کو طشت از بام کر دیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہ حضرات بھی تو چشتی ہیں تو ہم کہیں گے کہ یہ چشتی اوپر اوپر سے ہیں جیسے کہ کوئی شخص کہہ رہا تھا داڑھی والوں نے چوری کرنا شروع کر دی ہے تو ایک سمجھ دار آدمی یہ بات سن رہا تھا اس نے کہا میاں داڑھی والوں نے چوری کرنا شروع نہیں کی بلکہ چوروں نے داڑھی رکھنا شروع کر دی ہے۔

سیرت نہ ہو تو عارض و رخسار سب غلط

خوشبو اڑی تو پھول فقط رنگ رہ گیا

لطمہ کتاب کیا ہے وہ تو بکواسات کا پلندہ ہے اس میں پرلے درجے کی بازاری زبان استعمال کی گئی ہے کوئی بھی مہذب اور شریف انسان ایسی زبان استعمال نہیں کر سکتا



سبب تالیف

کلام الاولیاء الا کا بر کی تالیف کے وقت حضرت قبلہ شمس الفقہاء دامت برکاتہم العالیہ نے مسودہ کی تحریر و ترتیب اس ناچیز کے سپرد فرمائی۔ اس کتاب کے جواب میں تمام اخلاقی قدروں کو پامال کر دیا گیا تو میرا یہ فرض بننا تھا کہ مشائخ عظام سے محبت و عقیدت کا تقاضا پورا کرتے ہوئے افراط و غلو کی مدلل تردید کروں اور غالیوں کو منہ توڑ جواب دوں یہ مشائخ عظام کی کرم نوازی ہی تھی کہ مجھے کتاب ہذا کی تالیف و ترتیب کی ہمت نصیب ہوئی۔

منت منہ کہ خدمت سلطان مے کنی

منت از و شناس کہ بخدمت بداشتت

سرمایہ علم و ہنر پر مجھے ناز نہیں مجھے اپنی کم مائیگی کا بھی اعتراف ہے لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ مجھے شمس فقاہت کی نورانی کرنوں سے اقتباس نور کا موقع ملتا رہا ہے اور



حضرات مشائخ عظام خصوصاً خواجگان چشت اہل بہشت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی باطنی توجہات اور فیوض و برکات میرے شامل حال رہیں اسی بات پر مجھے ناز ہے یہی میرا سرمایہ حیات ہے۔

آپ کو جب بھی پکارا ہے سکوں پایا ہے آپ کی یاد میری زیست کا سرمایہ ہے
میں غلام خواجہ چشت ہوں مجھے اس غلامی پہ ناز ہے
مجھے ناز خواجہ پہ کیوں نہ ہو میرا خواجہ بندہ نواز ہے

اس کتاب میں ممتاز محرف کی تحریفات و تلبیسات اور دجل و فریب کا پردہ چاک کر دیا گیا ہے ممتاز محرف و ملبس کے اعتراضات کے مدلل و مسکت جوابات ہدیہ قارئین کیئے گئے ہیں۔ یہ صرف تردیدی کتاب ہی نہیں بلکہ اصل موضوع سے مناسبت کو ہر مقام پر مقدم رکھا گیا ہے قارئین کرام تحقیق و تدقیق سے محظوظ ہونے کے ساتھ ساتھ مدلل تردید سے بھی لطف اندوز ہوں گے۔ ممتاز محرف کے بخلاف غیر ضروری تفصیل اور موضوع سے غیر متعلق ابحاث سے اجتناب کیا ہے تاکہ اکتاہٹ کا باعث نہ بنے اور محبت و الفت سے اختتام پذیر ہو۔

قارئین کرام کو اس کتاب کے آئینہ میں حق و انصاف آفتاب عالم تاب کی طرح ظاہر و آشکار نظر آئے گا اور یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ جو مطلب فرمان غوثیہ کا یہ لوگ بیان کرتے تھے وہ درست نہیں تھا اور خلاف تحقیق و تدقیق تھا جو حضرات تعصب سے پاک ہیں وہ ضرور ہماری ان گزارشات کو نظر انصاف سے دیکھیں گے لیکن جو لوگ یہ طے کئے ہوئے ہیں کہ ہمارے مشائخ تو نسہ و سیال

شریف جو فرماتے رہیں فرماتے رہیں ہم تو اپنی خواہش نفس کی ہی پیروی کریں گے
انکے پیش کردہ تمام دلائل کے جوابات ہماری اس تحریر میں آچکے ہیں۔

والحمد لله على ذلك

مراد ما نصحت بود و کردیم

حوالت با خدا کردیم و رفتیم

ممتاز محرف کی تحریفات پر ایک نظر

ممتاز محرف صاحب آپ اپنی تحریفات و تلبیسات مغالطہ آفرینیوں فریب کاریوں
چالاکیوں دسیسہ کاریوں میں لاجواب ہیں آپ کی پوری کتاب میں جوابات کا
دار و مدار گالی گلوچ اور الزام تراشی پر ہے اور ساتھ ساتھ پاکدامنی کے دعوے بھی
چمن میں چھیڑتی ہے کس مزے سے لالہ و گل کو
مگر باد صبا کی پاکدامنی نہیں جاتی
جوابات سے عاجز آ کر دریدہ دہنی پر اتر آتے ہیں اور بازاری زبان سے اس کمی
اور کوتاہی کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہی رویہ آپ کے پیشوا نصیر شاہ نے بھی
اختیار کیا ہے گالیاں دینا ہمارا شیوہ نہیں ہم اپنا معاملہ اللہ رب العزت کے حضور پیش
کرتے ہیں۔

انصاف طلب ہے تیری بیدادگری کا

مرزخم جگر داور محشر سے ہمارا

جنکی بے ادبی و گستاخی کا الزام بہتان بازی اور سوء ظن سے کام لیتے ہوئے آپ نے ہم پر لگایا ہے انکی محبت تو ہمارا ایمان ہے ہم انکی بے ادبی کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہم حضور غوث الاعظمؒ کو قطب اکبر اور عظیم اکابر اولیاء میں سے مانتے ہیں کلام الاولیاء میں یہ بات صراحتاً موجود ہے کہ حضرت غوث اعظمؒ مقام عجز و نیاز اور عبودیت محضہ کی طرف آخری حصہ عمر میں منتقل ہو گئے اور منزلت ملامیہ پر فائز ہو کر محبوبیت حق تعالیٰ سے سرفراز ہوئے۔ مگر آپ نے نیکی برباد گناہ لازم کر دیا۔

دیکھنے سے پہلے دھو آنکھوں کی گندی پتلیاں

ورنہ چہرہ ڈھانپ لے گی تجھ سے اچھائی میری

کتاب کی ابتداء آپ کے القابات گرامیہ قطب ربانی محبوب سبحانی غوث اعظم اور قطب اعظم کے الفاظ سے ہوتی ہے مگر آپ کا رویہ بقول سعدیؒ یہ تھا

واخو العداوة لا یمربصالح الا ویلمزہ بکذاب اشرف

آپ نے اپنی کم فہمی اور کم علمی کی طرف ذرا بھی توجہ نہ دی ورنہ لو نظر الناس الی عیبہم ما عاب الناس بالناس پر عمل کرتے ممتاز محرف صاحب آپ تصوف کے بڑے بڑے عظیم مسائل میں ٹانگ اڑانے لگے اور فتوحات جیسی ادق کتابوں سے اپنے خود ساختہ نظریہ کے مطابق مطالب کشید کرتے رہے۔ آپ نے حضرت علامہ سیالوی مدظلہ العالی جیسے محقق عالم دین اور حضرت شمس الفقہاء مدظلہ العالی پر کم فہمی اور بددیانتی جیسے گھٹیا الزام لگائے مگر خود تصوف کے ابجد سے بھی واقف نہ تھے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ حق کو تسلیم اور بیان کرنیوالے جید علماء دین ہیں آپ کی طرح

نہیں کہ حق اور حقیقت کا فرق معلوم نہ ہو سکا اور فتوحات کے جملے لمایعطیہ الشرف میں فاعل و مفعول کا پتہ نہ چلا اور ترجمہ بھی الٹ کر دیا حال صدق اور مقام صدق میں فرق نہ کر سکے اور تارک ادب شرع کو صاحب ادب شرع سے افضل لکھ دیا اور تحریفات ایسی بے مثال کہ علماء بنی اسرائیل بھی آپ کے سامنے طفل مکتب نظر آئیں اور توبہ توبہ کہہ کر کانوں کو ہاتھ لگائیں القول المستحسن کے حوالہ میں مفسر لکھ دیا اور تفسیر ہضم کر لی تعریف شطح میں الا کا ما قبل لکھ دیا اور ما بعد حذف کر دیا لطائف الہمن کے حوالہ میں قول قدمی الخ لکھ دیا اور یعنی من اهل عصرہ کے الفاظ حذف کر دیئے یعنی مفسر لکھ دیا اور تفسیر حذف کر دی علامہ آلوسی جس حوالہ کا رد کر رہے تھے اسکو ازکا موقف قرار دے دیا اور انکی ذکر کردہ تردید ہضم کر لی روایت قیلوی میں لم یبق ولی فی الارض الا حنی عنقہ کے الفاظ حذف کر دیئے کہ اپنے خود ساختہ نظریہ کے خلاف تھے ایک قول سے جان چھڑانے کے لئے تمام عوارف المعارف کو سکر یہ قرار دے دیا۔ ما وقع فی العوارف کا ترجمہ یہ کیا کہ عبارت الحاقی ہے۔ الجواہر والدرر کی عبارت سے جان چھڑانے کے لئے کتاب کی تمام روایات کو منسوخ قرار دے دیا اور اسے امام شعرانی کی کتاب تسلیم کرنے سے انکار کر دیا حضرت ابوالسعود نے ایک شخص کو ڈانٹا اور تعریف شیخ میں غلو سے روکا تو انکو عبودیت محضہ سے فارغ قرار دے دیا۔ حضرت شیخ ابو مدین اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی برابری کو بیان کرنے والا لفظ سواء عین عبارت کے درمیان سے اڑا دیا۔ حضرت خواجہ غلام فرید کے بارے لکھا کہ آپ نے قدمی الخ کے بارے

تحقیق نہیں فرمائی تھی قول غوث پاکؒ خضنا بحرالم یقف علی ساحلہ
الانبیاء کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یہ لکھ دیا کہ انبیاء اتباع نبوی کی سعادت سے
مشرف نہ ہو سکے انکو محروم سعادت قرار دے کر اس قول کی ایسی توجیہ کی کہ انبیاء
علیہم السلام پر امتیوں کی فضیلت لازم آگئی العیاذ باللہ اور پھر اس قول کو حضرت پیر مہر
علی شاہؒ سے منقول قرار دیا۔ حضرت خضر علیہ السلام کو غوث پاک کے مقام سے نا
واقف قرار دے دیا الجواہر والدرر کی عبارت سے تنگ آ کر امام شعرانی پر تحریف کا
الزام لگا دیا۔ قدمی کا لطائف الممن کی عبارت کی رو سے تحدیث نعمت ہونا تو بیان کر
دیا لیکن فی حجاب کا ترجمہ بھی نہ کیا اور اس سے آنکھیں چرا لیں حالانکہ ان الفاظ سے
یہ ثابت ہوتا تھا کہ تحدیث نعمت بایں الفاظ افضل تر مقام نہیں۔ اور کمال
عجز و نیاز جس پر حضرت اس وقت تھے اس پر بندے کا دار دنیا میں ہونا حق اور
درست ہے محبوبیت نظامیہ کے عالمگیر ہونے سے چڑ گئے حالانکہ قطب وقت کا یہ
مقام ہوتا ہے کہ اسکے سپرد نظام عالم ہوتا ہے اور محبوب الہی تو عظیم الشان مقام
محبوبیت پر فائز تھے۔ حضرت ابن عربیؒ کے عجز و نیاز پر مشتمل بیان لم اطلب ا
لتفوق علی عبادہ کو از قسم فخریہ کلام قرار دے دیا تصوف سے اتنی ناواقفیت کہ
مقام فنا میں سکر کے وجود کو رد کر دیا۔ تضاد بیانی یا نادانی اتنی کہ ایک طرف تو قدمی کے
صحو میں صدور کے قائل ہیں دوسری طرف اسکے فنا فی الرسول میں سرزد ہونے کے
قائل ہو گئے اور اس حالت میں سکر کو برا جانتے ہیں غرضیکہ اندھے پن سے اعتراض
جڑتے گئے سکینۃ الاولیاء کے حوالہ کو بھجے کا حوالہ جان بیٹھے اور عوارف المعارف

شریف کے اس حوالہ کو کہ خاموش رہنے والے افضل ہوتے ہیں بھجے کا حوالہ سمجھ کر علمی خیانت بددیانتی تحریف اور نہ جانے کیا کیا الزام تراشیاں کرتے رہے غلو نے اس قدر بے بصر کر دیا کہ کلام الاولیاء میں دو صفحات پر مشتمل مکاشفات غیبیہ کی عبارت نظر نہ آئی اور عروج کو ہی افضل مقام سمجھ بیٹھے حالانکہ نزول افضل مقام ہے اور حضرت مجددؑ نے صراحت فرمائی کہ آپکا نزول فقط مقام روح تک ہو سکا دو مقامات پر کلام الاولیاء میں چیلنج موجود ہے کہ آپ کے نزول تام ہونے کی دلیل دو وہ بھی آپ کو نظر نہ آیا اور کتاب کا جواب لکھنے بیٹھے گئے حضرت شمس الاسلامؑ کے ملفوظات محبوبیت کے لئے خاص وقت پر اعتراض جڑ دیا یونہی انہوں نے سیرالی اللہ یا سیرنی اللہ کا ذکر کیا تو یہ غوث پاک کی تلاش قرار دے بیٹھے اعلیٰ حضرت تو نسوی کے ملفوظ در سلسلہ چشتیہ بسیار محبوبان حق ہچموں محبوب سبحانی اند سے علم بیان کی رو سے غوث پاک کی افضلیت ثابت کرنے کی کوشش کی اور لکھا کہ مشبہ بہ وجہ شبہ کے بیان حال میں زیادہ مشہور ہو یا مشبہ بہ وجہ شبہ میں اتم واکمل ہو حالانکہ اتم واکمل ہونے کی تو اعلیٰ حضرت تو نسویؑ نے خود نفی کر دی جبکہ اعرف عند السائل والی صورت میں کلام نہیں حضرت گنج شکرؑ کی ولایت کی

حدود نصف راہ ملتان تک محدود کر دیں حالانکہ حضرت گنج شکرؑ مقام ترک تصرف کا بیان فرما رہے تھے کل کی بحث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں لکھا کہ جہان کے تمام پہاڑوں پر گوشت رکھنا آپ کیلئے متعذر تھا آپ کو حکم ہوا جن پر ممکن ہے رکھ دیں۔ اور یہی مفہوم نکلتا ہے کہ ہم آپ کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتے

84348

جن پر آسان ہے رکھ دیں تمام پہاڑوں پر رکھنا پڑتا تو باعث اضطراب بن جاتا۔
 ہاں بقول آپ کے حضرت غوث پاک کیلئے متقدمین و متاخرین زندہ اور فوت
 شدہ پر قدم رکھنا آسان ہے مشکل نہیں اضطراب اور پریشانی کا تو نام ہی نہ لیا جائے
 حضرت مجدد کے بارے لکھا کہ آپ اس حکم کو اولیاء وقت کے ساتھ خاص قرار دیتے
 ہیں مگر یہ آپ کی آخری رائے نہیں یہ بات آخری مکتوب اور مکاشفات سے سمجھی جاتی
 ہے حالانکہ نہ تو آخری مکتوب میں اپنے قدمی کے اولیاء وقت کے ساتھ خاص
 ہونے کی نفی کی اور نہ ہی مکاشفات میں مکاشفات میں تو عروج کی بات ہے کہ آپ
 کا عروج تام تھا۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا
 ممتاز محرف صاحب آپ کے استاذ زادہ فقیر قادری ارشد سعید چشتی نے آپ کو سینئر
 مدرس انوار العلوم لکھا ہے یہ تو سینئر مدرس کا حال ہے کہ اردو میں لکھی ہوئی ایک
 کتاب نہ سمجھ پائے فتوحات مکیہ کیا خاک سمجھتے فتوحات مکیہ کا مطالعہ کیا تو اندھیرے
 میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہے اور بھٹکتے رہے یہ تو سینئر مدرس کا حال ہے جو نیر
 مدرسین کا حال خود سمجھ لینا چاہیے البتہ ان کو دعویٰ ہے کاظمی شاہ صاحب کی ترجمانی کا
 اور حضرت پیر مہر علی شاہ کی غلامی کا ممتاز محرف صاحب آپ کو فنا و سکر میں التباس پیدا
 ہو جاتا ہے اور آپ الجھتے ہیں تصوف کے عظیم مسائل میں بہر حال اس سے ایک
 فائدہ ضرور ہوا کہ انوار العلوم کے شیخ الحدیث مولوی مشتاق گولڑوی اور جن سینئر یا
 جو نیر مدرسین نے اس کتاب کی تصنیف و ترتیب اور تصحیح یا تائید میں حصہ لیا ہے انکی

علمی قابلیت طشت از بام ہو گئی کہ یہ حضرات ماشاء اللہ علم و عقل دونوں سے فارغ ہیں افسوس اس بات پر ہے کہ انوار العلوم علامہ کاظمیؒ کے بعد علمی یتیم ہو گیا ہے ممتاز محرف صاحب آپ جیسے لوگوں کو حضرت مجددؒ نے عالی کہہ کر حق ادا کر دیا آپ نے غلوفی الدین اور غلوفی العقیدہ کی انتہا کر دی جو شخص آپ کے من گھڑت اور خود ساختہ نظریہ کے خلاف بات کرے خواہ وہ کتنا عظیم ولی اللہ ہو اس پر آپ فتویٰ جڑ دیتے ہیں کہ یہ غوث پاک کی صحیح معرفت ہی حاصل نہیں کر سکا جیسا کہ حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے بارے میں لکھا صحیح معرفت اولیائے کرام نے کیا حاصل کرنی تھی صحیح معرفت تو آپ جیسے یتامی فی العلم ہی حاصل کر سکے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے کلام الاولیاء کے مصنف علامہ محقق العصر حضرت قبلہ شمس الفقہاء دامت برکاتہم العالیہ مخلص اور سچے پکے چشتی ہیں آپ جیسے نام نہاد چشتی نہیں جنکے بارے میں مشائخ چشت اہل بہشت کی ارواح طیبہ یہ کہہ رہی ہوگی۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم کہ با من ہرچہ کرداں آشنا کرد
 جن مشائخ کی مریدی اور غلامی کے دعوے دار ہی انہیں کم تر اور گٹھیا ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہوں انکی مخالفت کرنے کی کسی دشمن کو کوئی ضرورت نہیں حضرت کے قول قدمی کو ہم تسلیم کرتے ہیں مگر انہیں معافی کے ساتھ جو اولیاء عظام نے بیان فرمائے ہیں نہ کہ عالی ملاؤں کے گھڑے معافی کے ساتھ ہم اکابر اولیاء کی پیروی کرتے ہیں اجلہ اعظم مسلم اولیاء اللہ کی اور ہمارے پاس انکے اقوال بکثرت پہنچے ہیں آپ تو کسی ایک موقف پر جم ہی نہیں سکے۔ ہم نے

سید الکاشفین ابن عربیؒ کے حوالے پیش کئے ہیں جن کے اقوال پر اعتماد ہے نہ کہ مناقب غوثیہ اور تفریح الخاطر جیسے سہل ماخذ سے ہم سعیدی حضرات اور جگر گوشگان کاظمی صاحب سے پوچھتے ہیں کیا کاظمی صاحب کا دل شیخ الشیوخ سہروردیؒ امام شعرانیؒ حضرت علی الخواصؒ حضرت شیخ العالم گنج شکرؒ حضرت خواجہ بزرگ اجمیریؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت ابن عربیؒ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ تونسویؒ وغیر ہم اولیاء عظام سے بھی بیزار تھا۔ جو قدمی الخ کو اس وقت کے اولیاء اللہ کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ یا کہیں آپ بدنام کنندہ نکو نامے چند تو نہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے

علامہ سیالوی کی تحریر ممتاز محرف کے لئے باعث تکلیف

ممتاز محرف و ملبس مولوی ممتاز گولڑوی صاحب حضرت علامہ سیالوی دامت برکاتہم العالیہ کی تحریر سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی مگر یہ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ ایک سچے محقق مدقق حق کو تسلیم اور بیان کرنے والے جید عالم دین ہیں آپ کی طرح نہیں کہ اردو میں لکھی ہوئی کتاب بھی نہیں سمجھ سکے اور فتوحات مکیہ کا مطالعہ کرنے بیٹھے تو بار بار بار بھٹکتے رہے اور خود کو گم کردہ راہ کر کے چھوڑا

مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ملفوظ میں تحریف

کا الزام ممتاز محرف کی نظر کا فتور ہے

ممتاز محرف صاحب! علامہ سیالوی نے ملفوظ کا ایک حصہ پیش کیا اس میں کون سی تحریف تھی حضرت سیالوی مدظلہ العالی کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے بھی بعض حضرات کو مستثنیٰ کیا ہے چنانچہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سیدنا عثمان غنیؓ حضرت سیدنا علیؓ وائمه اہل بیتؓ کو غوثیت کبریٰ پر فائز تسلیم کیا ہے تو ان صحابہ وائمه کے دور کے اولیاء ان ہی کے زیر قدم ہوں گے بلکہ مولانا نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں اکابر اولیاء تابعین کو بھی جو الذین اتبعوہم باحسان ہیں مستثنیٰ تسلیم کیا ہے۔ حضرت بریلوی کے ملفوظ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین مستقل قطب اور غوث تھے اور حضرت امام مہدیؑ بھی مستقل قطب اور غوث ہونگے اور غوثیت کبریٰ انکی طرف منتقل ہو جائیگی تو ائمہ اطہار اور امام مہدیؑ کو قدم غوث کے نیچے تسلیم کرنا مولانا بریلوی کی تحقیق کے خلاف ہے۔ نیز جب یہ حضرات مستقل غوث و قطب ہیں تو انکے ادوار کے اولیاء ان حضرات عالی قدر کے زیر قدم ہونگے نہ کہ حضرت شیخ جیلی قدس سرہ کے نیز اگر حضرت امام مہدیؑ کی گردن بھی آپکے زیر قدم ہو تو پھر حضرت شیخ قدس سرہ سے حضرت امام مہدیؑ کی طرف غوثیت کبریٰ کے منتقل ہو جانے کا کیا مطلب؟

حضرت علامہ سیالوی کا مقصد صرف یہ تھا کہ مولانا بریلوی کے کلام سے بھی عموم ثابت نہیں ہوتا اور یہ بات واضح ہے ممتاز محرف صاحب اس ملفوظ میں حضرت علامہ

سیالوی مدظلہ العالی نے کوئی تحریف کر ڈالی کہ تیخ پا ہو گئے کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ یحییٰ و یصم کی منزل پر ہوں۔ سمجھے نہ ہم تو فہم کا اپنی قصور تھا

آخری جنتی شخص کی مثال پر غالیوں کی چیخ و پکار

حضرت علامہ سیالوی مدظلہ العالی نے آخری جنتی شخص کی مثال پیش کی اس پر بھی ممتاز محرف اور اسکے پیر بے ضمیر نے اعتراض کیا اسی طرح کا اعتراض کفار نے قرآن پاک میں مچھرا اور مکھی کی مثال پر کیا تھا جسکا اللہ جل و علانے رد فرمایا۔ ان اللہ لا یتحیٰ ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقھا ان جناب والا مثال صرف وضاحت کیلئے ہوتی ہے جناب شیخ قدس سرہ نے بھی محویت و فنا میں ایک کلام فرمایا تھا اور اس آخری جنتی شخص نے بھی بطور فرح و سرور یہ قول ادا کیا تو اس اعتبار سے یہ مثال مسئلہ زیر بحث کو واضح کرتی ہے جس کے پیش کر دینے میں چنداں حرج نہ تھا۔ خود پیر بے ضمیر نے تسلیم کیا کہ مثل اور مثل لہ میں من کل الوجوہ مناسبت و مماثلت ضروری نہیں دیکھئے لطمہ ص ۱۴

ممتاز محرف نے جنتی شخص کو فاسق و فاجر و بدکار کہا

ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں غوث اعظم کو ایک فاسق و فاجر پر قیاس کیا جا رہا ہے کیا اولیائے کرام اہل اللہ کی فراست ایمانی اور نور بصیرت یا اپنے مقام و مرتبہ کا یقین اور پہچان ایک فاسق و فاجر کے زعم فاسد کی طرح ہوتی ہے۔ (قدم الشیخ ص ۴۸۲) کیا ایک بخشتے ہوئے جنتی شخص کو فاسق کہنا جائز ہے جس کے ساتھ محبوب

حقیقی پیارا اور محبت سے گفتگو فرما رہا ہے۔ آپکو کچھ تو خدا کا خوف کرنا چاہیے تھا۔

ظفر آدمی نہ اسکو جانئے گا خواہ وہ کیسا ہو صاحب فہم و ذکا

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

ایک جنتی شخص کے علم کو گمان فاسد کہنا ممتاز محرف کا ہی کمال ہے

ممتاز محرف نے ایک جنتی شخص کے علم و ادراک کو ایک فاسق و فاجر کا گمان فاسد قرار

دیا حالانکہ علامہ علی قاری نے بالصراحت بیان فرمایا کہ اہل جنت کا علم و ادراک دنیا

کے اندر ایک صاحب کرامت و عظمت ولی اللہ کی طرح ہوتا ہے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

ص ۳۰۰ ج ۱۰) اس علم کو زعم فاسد کہتے ہوئے ممتاز محرف کو حیا دامن گیر کیوں نہ ہوئی

جس کو کسی کی شرم نہ ہو اسکو کیا کہوں

ممتاز محرف نے تمثیل کو قیاس قرار دے کر ممتاز تلبیس کا مظاہرہ فرمایا

ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں ایک فاسق و فاجر پر قیاس کیا جا رہا ہے مولانا آپ

کا تمثیل کو قیاس قرار دینا سراسر ظلم ہے آپکی عقل شریف کہاں سیر کرنے چلی جاتی

ہے۔ تمثیل اور قیاس میں فرق نہیں کر سکتے یا تلبیس کی عادت سے کام لیتے ہو۔

جل عقل گئی جس کی حیرت کے جہنم میں

وہ جانے تو کیا جانے وہ سمجھے تو کیا سمجھے

باب اول

اس بیان میں کہ حضرت شیخ قدس سرہ اپنے اس قول میں مامور (بامرالہامی) نہیں تھے

حضرت ابن عربیؒ کے نزدیک تعریف بالمقام بایں انداز کہ

امثال واشکال پر فخر و زھوکا اظہار ہوتا ہوا انبیاء کے ساتھ خاص ہے

حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں - فان الموطن الدنيا وى لا يقتضى الفتح ولا

التعريف بالمقام الا بالانبياء خاصة واما الاولياء فحضرتهم العبودية المحضة

پس بلاشبہ موطن دنیاوی اپنے مقام و مرتبہ کی تعریف و وضاحت نہیں چاہتا مگر انبیاء کیلئے

خاص طور پر بہر حال اولیاء تو ان کا مقام عبودیت محضہ ہے یعنی صرف عجز و نیاز فتوحات

مکیہ ص ۶۲۶ ج ۲ کلام الاولیاء الا کا بر ص ۱۰۷

اعلان مرتبت امر الہی و جوبی (وحی) پر موقوف ہے

فان الوارث يجب عليه ستر الحال الظاهر فان اظہارہ موقوف علی الامر

الالہی الواجب بلاشبہ وارث پر ستر حال ظاہر واجب ہے پس بے شک اسکا

اظہار امر الہی و جوبی (وحی) پر موقوف ہے فتوحات مکیہ ص ۳۸۵ ج ۳

اظہار مرتبت پر صرف انبیاء و رسل مامور ہیں

حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں فاذا ظهر فی هذه الدار من رجل خلاف هذه

المعاملة علم ان ثم نفسا ولا بد الا ان يكون مامورا بما ظهر منه وهم

الرسول والا نبياء عليهم السلام وقد يكون بعض الورثة لهم امر في وقت

بذلك وهو مكر خفي فانه انفصال عن مقام العبودية التي خلق الانسان

لہا تو جب اس داردنیا میں کسی شخص سے اسکے خلاف ظاہر ہو تو معلوم ہو گیا کہ یہاں نفسانیت کا دخل ہے اور یہ بات ضروری ہے مگر یہ کہ وہ مامور ہو اور وہ صرف رسل و انبیاء ہی ہیں کبھی بعض ورثہ کو اسکا امر ہوتا ہے لیکن یہ مکر خفی ہے اسلئے کہ یہ اس مقام عبودیت سے انفصال ہے جس کیلئے انسان پیدا کیا گیا (فتوحات مکیہ ص ۱۸۷ ج ۱ کلام الاولیاء الا کا بر ص ۹۱)

تبصرہ: اس مقام پر عبد کامل کے معاملہ میں نفس کے دخل کی کیا کیفیت ہے اسکے بارے میں اکابر اولیاء ہی بہتر جانتے ہیں جو ان مقامات سے گزرے ہیں لیکن چونکہ شیخ اکبر خواجہ غلام فرید اور دیگر اکابر اولیاء نے اس کو بیان کیا ہے لہذا تسلیم کیے بغیر چارہ بھی نہیں خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں

توڑے جو دریا نوش ہن پر جوش تھیں خاموش ہن

دعویٰ من حیث النطق اولیاء کے حق میں منسوخ ہے

حضرت ابن عربی فرماتے ہیں اما بالدعویٰ من حیث نطقہ بذلك ولا یقع ذلك الا عن غفلة فانہم مامورون بستر هذه الآيات اعنی الاولیاء فہی منسوخة فی الاولیاء محکمة فی الانبیاء والرسل فتوحات مکیہ ص ۱۷۳ ج ۳ یا بول کر (قرب الہی کا دعویٰ کرے گا) اور وہ نہ ہوگا مگر غفلت سے اس لئے کہ اولیاء ان آیات کے اخفاء پر مامور ہیں تو وہ (یعنی بزبان خود مقامات کا اظہار اور دعویٰ سے نشانیوں کو ظاہر کرنا) اولیاء کے حق میں منسوخ ہے اور انبیاء و رسل کے حق میں محکم

ہے فتوحات مکیہ ص ۳۷۳ ج ۳

تبصرہ۔ قرب الہی کے دعویٰ اور امثال و اشکال پر فخر کے اظہار میں بھی فرق ہے حضرت ابن عربیؒ قرب الہی کے دعویٰ کو بھی منسوخ بیان فرما رہے ہیں چہ جائیکہ امثال و اشکال پر فخر کا اظہار قائل حق التامل
 ذہن صائب گریہ کار آید تو اوں دریافتن

آپ کے تمام دعوے بلا الہام تھے

حضرت ابن عربیؒ قدس سرہ نے آپ کے دعاوی کو شطح قرار دیا جس سے واضح ہوا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے دعاوی میں مامور بامر الہامی بھی نہ تھے اس لیے کہ شطح بلا امر دعویٰ کو ہی کہتے ہیں یہی بات حضرت امام شعرانیؒ حضرت علی الخواصؒ حضرت شیخ الشیوخ سھروردیؒ نے بیان فرمائی کہ یہ دعاوی سکرو فنا میں بلا الہام سرزد ہوئے یہی وجہ ہے کہ آپ نے رجوع فرمایا

بلا امر دعویٰ ہی شطح ہے

دعاویٰ بامر الہی کو شطحیات نہیں کہا جاتا شطح کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ بلا امر دعویٰ جو بوجہ رعونت نفس پایا جائے (۲) وہ بلا امر دعویٰ جو بوجہ فنا غلبہ حال و سکر پایا جائے حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے دعاوی کو حضرت ابن عربیؒ قدس سرہ نے شطح اسی دوسری قسم کے اعتبار سے قرار دیا ہے کہ وہ بوجہ فنا و عروج اور غلبہ حال و سکر سے پائے گئے حضرت ابن عربیؒ تو صاف صاف فرما رہے ہیں کہ دعاوی بامر الہی ہو تو شطح نہیں

اور بلا امر ہو تو شطح ہے اور حضرت شیخ جیلانیؒ کے دعووں کو آپ شطح قرار دے رہے ہیں ورنہ آپ اس طرح فرماتے کہ حضرت شیخ جیلانیؒ کے یہ دعوے بلا امر الہی ہوتے تو شطح ہوتے جیسے کہ آپ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے ارشادات گرامیہ اناسید ولد آدم الخ اور انی عبداللہ آتانی الکتاب کے بارے فرمایا کہ اگر یہ بلا امر الہی ہوتے تو شطح ہوتے جب دعویٰ بامر الہی کو شطح کہا ہی نہیں جاسکتا تو حضرت ابن عربیؒ و دیگر اکابر نے آپ کے دعووں کو شطح کیوں کہا معلوم ہوا کہ شطح ایک ہی چیز کا نام ہے کہ کوئی شخص بلا امر الہی کوئی ایسا دعویٰ کرے جس میں وہ سچا بھی ہو، ہم چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی ایک حوالہ پیش کرو جہاں حضرت ابن عربیؒ نے فرمایا ہو کہ شطح کی دو قسمیں ہیں (۱) شطح بلا امر الہی (۲) شطح بامر الہی جب امر الہی ہو گیا تو وہ شطح ہے ہی نہیں۔

شطح کا اطلاق اعلان مرتبت پر مشتمل ان کلمات پر

ہوتا ہے جو بلا امر الہی ہوں

و کذا نطق عیسیٰ علیہ السلام فبدأ بالعبودية وهو بمنزلة قوله علیہ السلام ولا فخر (الی ان قال) فہذہ کلہا لو لم تکن عن امر الہی لکانت من قائلہا شطحات فانہا کلمات تدل علی الرتبة عند اللہ علی طریق الفخر بذک علی الامثال و الاشکال و حاشا اهل اللہ ان یتمیزوا عن الامثال او یفتخروا فتوحات مکیہ ص ۳۸ ج ۲ کلام الاولیاء الا کا بر ص ۹۶

ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام نے نطق فرمایا تو ابتداء عبودیت کے اظہار سے کی اور وہ

بمرتبہ حضور علیہ السلام کے قول و لافخر کے ہے (الی ان قال) تو یہ سب اگر امر الہی سے نہ ہوتے تو یہ قائل کی شطحات ہوتے کہ وہ ایسے کلمات ہیں جو عند اللہ مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں امثال و اشکال پر فخر کے طریق سے اور اہل اللہ اس بات سے بہت دور ہیں کہ امثال سے متمیز ہوں یا فخر کریں۔

تبصرہ ۵: شطح ان کلمات کو کہا جاتا ہے جو عند اللہ مرتبہ پر دال ہوں اور بلا امر الہی (وحی) ہوں جو کلمات بامر الہی ہوں انہیں شطح کہا ہی نہیں جاتا حضرت ابن عربیؒ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پر شطحات کا غلبہ تھا نیز یہ بھی کہ اظہار علو محفوظ فی الشطح کے لحاظ سے سوء ادب ہے

تحقق بالحق کی وضاحت

حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں ومنہم من تغلب علیہ الشطحات لتحققہ بالحق کعبدالقادر فیظہر العلو علی امثاله و اشکاله و علی من ہو اعلیٰ منہ (فتوحات مکیہ ص ۵۶۰ ج ۳)

تبصرہ ۵: تحقق بالحق سے مراد مقام فناء ہے اور اسی مقام میں حال اور سکر کا طریق بیان ہوتا ہے لہذا اسے شطح کے مجازاً اطلاق کی دلیل بنانا سراسر غلط اور سینہ زوری ہے حضرت سیدنا جیلانیؒ کا ادلال مقام فناء میں بوجہ سکر و حال تھا مقام فناء میں شطح کا ظہور ہوتا ہے اور فناء میں ہی سکر کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں تحقق بالحق کا لفظ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ آپ کے دعاوی پر شطح کا اطلاق مجازاً ہے اس لیے کہ حضرت ابن عربیؒ نے تحقق بالحق کا بھی ذکر کیا اور یہ بھی فرمایا کہ

آپ اپنے سے اعلیٰ لوگوں پر بھی اظہارِ شطح کرتے تھے تو کیا یہ ممکن ہے کہ آپ کو برتر اولیاء حتیٰ کہ انبیاء و رسل پر بھی علو و برتری کے اظہار کا امر ہوا ہو نیز حضرت ابن عربیؒ وضاحت فرماتے ہیں فان الشطح نقص بالانسان لانه يلحق نفسه فيه بالرتبة الا لهية ويخرج عن حقيقته۔ پس بے شک شطح انسان میں ایک نقص ہے اس لئے کہ بیشک وہ ملاتا ہے اس میں اپنے آپ کو رتبہ الہیہ کے ساتھ اور اپنی حقیقت سے نکل جاتا ہے (فتوحات مکیہ ص ۲۳۲ ج ۲) نیز فرمایا

فليس الرجل من تحقق بر به وانما الرجل من تحقق بعينه۔ مرد وہ نہیں جو اپنے رب کے ساتھ متحقق ہو مرد تو وہ ہے جو اپنی ذات کے ساتھ متحقق ہو (فتوحات مکیہ ص ۷۴ ج ۲) حضرت ابن عربیؒ نے یہ بھی صراحت فرمادی کہ شیخ ابوالسعود عبد محض تھے کیونکہ انکی عبودیت میں ربوبیت کی آمیزش نہ تھی (فتوحات مکیہ ص ۸۰ ج ۲)

درست شطح قابل تعمیل ہوتی ہے

محویت و سکر میں جو باتیں زبان سے نکلتی ہیں ان میں سے بعض برحق اور درست ہوتی ہیں اور بعض کا ظاہری معنی درست نہیں ہوتا جو درست ہو اس پر عمل کیا جاسکتا ہے اور جو درست اور صحیح نہیں اس پر عمل نہیں کیا جائے گا یا اس کی کوئی صحیح تعبیر و تاویل کی جائے گی لہذا یہ قاعدہ بنا دینا درست نہیں کہ سکریات و شطیحات قابل تعمیل اور قابل عمل نہیں ہوتیں حضرت ابن عربیؒ کا مسلک یہ ہے کہ حضور غوث پاکؐ کا قول قدمی ہذہ الخ اور دیگر اس قسم کے دعوے شطح یعنی بلا امر الہی الہامی صادر ہوئے مگر اس وقت کے اولیاء کے لئے برحق تھے اس لئے کہ آپ اس وقت کے قطب تھے اور دوسرے اولیاء (ماسوا افراد) آپ کے ماتحت تھے یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابن عربیؒ کے شیخ

اور دوسرے اولیاء نے اس فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے سر جھکایا ان اولیاء کے لیے یہ دعویٰ حق بھی تھا کیونکہ آپ ان کے قطب تھے اس لیے اس پر عملی پروگرام بھی ہو گیا اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ وہ بامر الہی سرزد ہوا حضور غوث پاکؒ جب مقام فناء سے آگے گزرے تو آپ نے اس شطح کو اچھا نہ سمجھا اور اس سے رجوع فرمایا

غیر مامور لوگوں سے حالت فناء میں شطح کا صدور ہوتا ہے

اور وہ اس مقام سے گزر کر رجوع کرتے ہیں

فا خبر علیہ السلام حین عم فقال ولا فخر ای ما قصدت الفخر ای ہکذا امرت ان اعرفکم فان العارف کیف یفتخر والمعرفۃ تمنعہ ومشاہدۃ الحق تشغله ولا یظہر مثل هذا ممن لیس بما مور بہ الا عن رعونۃ نفس او فناء لغلبۃ حال یتستغفر اللہ من ذالک اذا فارقه ذالک الحال الذی افناہ۔ پس حضور علیہ السلام نے جب اپنی فضیلت کا اظہار کیا تو فرمایا ولا فخر یعنی میں نے فخر کا ارادہ نہیں کیا یعنی اسی طرح مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں بتادوں پس بے شک عارف کیسے فخر کر سکتا ہے حالانکہ معرفت اسکو روکتی ہے اور حق کا مشاہدہ اسے مشغول رکھتا ہے اور نہیں ظاہر ہوتا ایسا قول اس سے جو مامور بہ نہیں ہے مگر طبیعت کی رعونت سے یا غلبہ حال کے بسبب فنا میں استغفار کرتا ہے اللہ سے جب جدا ہوتا ہے اس سے وہ حال جس نے اسکو فنا کیا ہے

(فتوحات مکیہ شریفہ ص ۵۲۰ ج ۲ کلام الاولیاء الا کا بر ص ۱۰۰)

تبصرہ :- حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ نے بھی یہی ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ

قدس سرہ مقام فناء سے گزر گئے تو آپ نے اس قول سے رجوع فرمایا

حضرت شیخ قدس سرہ کا یہ قول از قبیل شطحیات ہے

حضرت میاں میر قادری لاہوری فرماتے ہیں تحقیق جو فی الواقع اپنے مطالب اور مرادوں کی انتہاء کو پہنچے ہیں ان سے مختلف کلمات ظاہر ہوئے ہیں جیسا شیخ حسین منصور سے انا الحق اور شیخ بایزید سے سبحانی ما اعظم شانی اور ما فی جبتی سوی اللہ اور شیخ عبدالقادر گیلانی سے قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ ظاہر ہوا ان سب کے مجمل معنی یہ ہیں کہ میں خود بالذات حق ہوں ان سب کی نظر اس اصلی لا محدود وجود پر پڑی اور جب اس لا محدود میں اپنے محدود وجود کو کھو بیٹھے تو ایسی حالت میں اگر وہ انا الحق کہیں تو اس سے مراد وہی لا محدود وجود ہے ان کی نظروں میں وہی ذات پاک کا نقشہ ہے الحمد للہ علی کل حال کہ ہمارے فقیروں کا مشرب اسی مطلب اعلیٰ کو پہنچنا ہے (سکینۃ الاولیاء ص ۱۴۱ مکتوب حضرت میاں میر لاہوری تصنیف شہزادہ محمد داراشکوہ قادری مرید و خلیفہ حضرت میاں میر قادری)

حضرت خواجہ غلام فرید کا ارشاد گرامی

اولیاء کرام کے سکر و مستی و شطحیات کے کلمات ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا میرا یہی قدم ہر ولی اللہ تعالیٰ کی گردن پر ہے
فوائد فریدیہ ص ۸۱

حضرت مجددؒ نے فرمایا عوارف میں قدمی الخ کا ہی ذکر ہے

عوارف المعارف شریف میں پہلے مریدین اور بعض مشائخ کی بات ہے لیکن آگے جا کر مبتدی مریدین کی بات نہیں اکابرین کی بات کی ہے اور اکابر مشائخ کی عبارات میں

حضرت سیدنا شیخ جیلانی قدس سرہ کی عبارت کا بھی ذکر فرمایا ہے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے دو مرتبہ میں صراحتاً حضرت سیدنا شیخ جیلی قدس سرہ کا نام لیکر متعین فرمادیا کہ عوارف میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے قول کا ہی ذکر ہے صاحب عوارف قدس سرہ کہ قول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی للہ را کہ از حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ صادر شدہ برضیات سکر محمول داشته است مکتوب ۱۲۳ ج ۳ و مکتوب ۲۹۳ ج ۱

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے فرمایا

عوارف میں قدمی کا ہی تذکرہ ہے

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے حضرت مجدد کی طرف اپنے مکتوب میں یہ ذکر کیا کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے حضرت غوث پاک کے قول قدمی راغ کو ہی عوارف شریف میں ذکر کیا ہے اور اس کو بقیہ سکر پر محمول کیا ہے (حیات شیخ عبدالحق مصنفہ خلیق نظامی ص ۳۲۷) حضرت شیخ عبدالحقؒ نے اس بات کو اپنے رسالہ تنبیہ العارف میں بھی تسلیم کیا ہے کہ حضرت سہروردیؒ نے عوارف شریف میں حضرت غوث پاکؒ کے قول قدمی راغ کا ہی ذکر کیا ہے نیز یہاں ابتداء امرہم سے ابتداء قطبیت مراد ہے اس لیے کہ حتیٰ کے بعد اکابرین کی بات کی جا رہی ہے نہ کہ سائلین کی حقیقت واضح ہے کہ عوارف شریف کی یہ بحث حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے قول پر ہی ہے۔

صاحب بھجتہ یا بھجتہ میں سے ناقلین کے علاوہ کسی

نے قدمی کو الہامی نہیں لکھا

بھجتہ الاسرار میں قدمی کو الہامی لکھا گیا ہے صاحب بھجتہ نے مختلف اولیاء سے روایات امر بیان کی ہیں لیکن سب کا راوی تو صرف ایک صاحب بھجتہ ہی ہے بعد میں جس نے بھی نقل کی ہے بھجتہ سے ہی نقل کی ہے اس کے بالمقابل عالم اسلام کی انتہائی بلند پایہ مقدس ہستیوں نے اس قول کا بلا امر الہی ہونا بیان فرمایا ہے مثلاً صاحب عوارف سیدنا شیخ الشیوخ سھروردیؒ سیدنا محی الدین ابن عربیؒ سیدنا علی الخواصؒ سیدنا امام شعرانیؒ سیدنا مجدد الف ثانیؒ صاحب بھجتہ نے تو حضرت شیخ الشیوخ سھروردیؒ قدس سرہ سے بھی ایک روایت بیان کر دی کہ آپ کا قول قدمی بامرا لھی تھا جبکہ خود حضرت شیخ الشیوخ نے اپنی کتاب میں اسے سکر یہ ٹھہرایا لیکن یار لوگوں کا انصاف ملاحظہ کیجئے کہ حضرت کی اپنی مشہور زمانہ معتبر و مستند تصنیف لطیف کو رد کر دیتے ہیں اور بھجتہ کی روایت کو دل و جان سے قبول فرماتے ہیں اسے کہتے ہیں سینہ زوری صاف صاف کہہ دیجئے کہ ہم نہ شیخ الشیوخ سھروردیؒ قدس سرہ کو مانتے ہیں نہ کسی بڑے سے بڑے ولی اللہ کو مانتے ہیں ہم صرف اپنی خواہش کے بندے ہیں۔ حضرت سھروردیؒ غوث پاکؒ کے فیض یافتہ ہم نشین و محرم راز ہیں وہ ایسا لکھ رہے ہیں تو اسے قبول کرو انہوں نے بقول شما قطبیت کی ابتداء بھی دیکھی اور آپکی وفات اور انتہا بھی دیکھی لہذا حضرت شیخ الشیوخ سھروردیؒ کا تجزیہ و تبصرہ ایک عینی شاہد کا مکمل و جامع تبصرہ ہے اگر بقول شما انہوں نے حضرت سیدنا شیخ جیلیؒ قدس سرہ کو اعلان

کرتے دیکھا اور تعمیل بھی کی تو استغفار و رجوع کرتے بھی دیکھا اور اس طرح انکا تجزیہ ایک مستند جامع و مکمل تجزیہ قرار پایا اب نری تاویلوں خیالی باتوں اور قیاس آرائیوں سے تو بات نہیں بنے گی ہمت ہے تو کوئی دلیل لاؤ۔

صاحب بھجہ نے لکھا ۶۶۶ھ تک کسی اور نے یہ قول نہیں کہا

صاحب بھجہ لکھتے ہیں: قلت لعمی الشیخ عدی بن مسافر ان احدا من المشائخ المتقدمین قال قدمی هذه على رقبة كل ولی الله غیر الشیخ عبد القادر قال لا۔ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے کہا کہ شیخ عبد القادر کے علاوہ مشائخ متقدمین میں سے کسی نے قدمی هذه الخ کہا ہے تو انہوں نے فرمایا نہیں یہ روایت ۶۶۶ھ کی ہے اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ۶۶۶ھ تک کسی اور نے یہ قول کہا ہی نہیں لہذا عوارف میں تبصرہ حضرت شیخ جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ کے قول پر ہی ہے اس لیے کہ عوارف ۵۶۰ھ میں تصنیف ہوئی اور حضرت شیخ الشیوخ سہروردی کا وصال ۶۳۲ھ میں ہوا ہے۔

حضرت شیخ قدس سرہ مامور نہیں تھے

لطائف المنن کا فیصلہ کن حوالہ

حضرت امام شعرانیؒ نے صراحت فرمادی کہ حضور غوث اعظمؒ مامور نہیں تھے۔
قال وقد کان الشیخ محی الدین بن العربی رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ
بقول ان الشیخ ابا السعود بن الشبل اعلیٰ مقاماً من شیخہ الشیخ

بحث ادخار کی وضاحت

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۷۸ پر لکھتے ہیں فتوحات مکیہ میں ہے اگر کسی بزرگ کا ادخار امر الہی سے ہو تو وہ عبد محض ہے ہم انکے ساتھ بحث نہیں کرتے کیونکہ وہ مامور ہیں جس طرح حضرت عبدالقادر الجیلیؒ کے بارے میں ہمارا گمان ہے۔

کیونکہ بے شک وہ اس مقام پر فائز تھے اس لیے کہ ان پر عالم میں تصرف کی ذمہ داری تھی (الفتوحات المکیہ جلد اول ص ۵۸۸) امر الہی سے ادخار کرنے کے بارے میں حضرت ابن عربی قدس سرہ فرماتے ہیں ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ اس بات میں عبد محض تھے کہ الہام سے ادخار (ذخیرہ) کرتے تھے ادخار سے مراد دعویٰ نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ میں فلاں چیز رکھ لوں یا نہ رکھوں لہذا اس سے دعاوی کے اندر مامور ہونا ثابت نہیں ہوتا حضرت ابن عربیؒ کے اس ظنی بیان سے حضرت شیخ قدس سرہ کا صرف تصرف میں مامور ہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ فتوحات کے باب ۱۹۲ میں آپ نے اپنے یقینی بیان سے حضرت شیخ قدس سرہ کے تصرف میں غیر مامور ہونے کی صراحت فرمادی۔

حضرت ابن عربیؒ نے صراحت فرمائی کہ حضرت شیخ قدس سرہ

صرف میں مامور نہیں تھے

حضرت امام شعرانیؒ نے ایواقیت والجواہر اور لطائف المہن میں حضرت ابن عربیؒ کے اس قول کو نقل فرمایا ہے۔ ایواقیت والجواہر کے ص ۱۰۴ پر ہے واعطی الشیخ ابو السعود ابن الشبل مقام التصریف فی الوجود فترکہ وقال نحن قوم ترکنا

الحق تعالى يتصرف لنا فكان اكمل من الشيخ عبد القادر الكيلاني مع انه تلميذ ههكذا
 ذكر الشيخ في الباب الثانی و التسعين ومائة من
 الفتوحات شيخ ابوالسعود بن شبل کو مقام تصریف فی الوجود عطا فرمایا گیا تو آپ نے اسے ترک کر دیا
 اور فرمایا کہ ہم وہ قوم ہیں کہ ہم نے حق تعالیٰ پر چھوڑ دیا ہے کہ ہمارے لیے تصرف فرمائے لہذا آپ شیخ
 عبد القادر جیلانی سے باوجود آپ کے تلمیذ ہونے کے افضل تھے۔ لطائف المؤمن سے حضرت شیخ قدس سرہ
 کے غیر مامور ہونے کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ **تبصرہ**

ممتاز محرف کو بحث ادخار میں عبد محض کا لفظ نظر آیا تو پھولے نہیں سمائے انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ عبد محض ہونے کا
 دار و مدار تصرف میں مامور ہونے پر تھا۔ حضرت ابن عربی نے بعد میں صراحت فرمادی کہ آپ تصرف میں
 مامور نہیں تھے۔ نیز یہ بھی بیان فرمایا کہ آپ عبدیت محض اور تفویض محض کی طرف انتقال سے تھوڑا عرصہ قبل منتقل
 ہوئے۔ حضرت شیخ قدس سرہ عبدیت محض کے مقام پر فائز ہونے سے قبل اپنی مرضی سے تصرف فرماتے تھے
 پھر آپ نے تصرف ترک فرمادیا اور عبدیت کے بلندو بالا مقام پر فائز ہو گئے۔

اعتبار آخری قول کا ہوتا ہے

بقول ممتاز محرف ادخار کی بحث سے جو کہ فتوحات مکیہ کے ص ۵۸۸ ج اول پر ہے حضرت شیخ قدس
 سرہ کا اپنے اس قول میں مامور ہونا بھی ثابت ہوا تو حضرت ابن عربی نے اپنے اس ظنی بیان کو جلد ۳
 کے یقینی بیان سے منسوخ فرمادیا جبکہ آپ کے اقوال کو شطیحات قرار دے کر آپ کا اس قول میں غیر مامور
 ہونا بیان فرمادیا۔

اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الاكابر

(فان قلت) ان بعضهم يقول : اذا اعترضوا عليه في فعله امر من الامور ما فعلت ذلك الا
 بامر من الله تعالى كما نقل عن سيدى عبدالقادر الجيلاني رضى الله عنه انه ما قال قد مى
 هذه على عنق كل ولى لله تعالى الا بعد امر الحق له بذلك فهل ذلك صحيح
 (فالجواب): الا مر بذلك غير صحيح و لعل الناقل لذلك اشتبه عليه الا ذن بالامر اذا الاذن
 يطلق على المباح شرعا بخلاف الامر فانه تشريع جديد يقتضى عصيان من خالفه فا
 فهم وقد قال الشيخ محى الدين فى الباب الثانى و العشرين من الفتوحات ” من قال من الاولياء

ان الله تعالى امره بشيء فهو تلبیس لان الامر من قسم الكلام و صفتہ و هذا باب مسدود دون الا ولياء من جهة التشريع (اليواقیت والحواہر للشعرانی۔ ص ۴۵۹) جب کسی معاملہ میں اس کے فعل پر اعتراض کرتے ہیں پس اگر تو کہے کہ بلاشبہ ان میں سے بعض کہہ دیتے ہیں کہ میں نے یہ نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ کے امر کے ساتھ جیسے کہ سیدی عبدالقادر جیلانی سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے قدمی ہذہ الخ نہیں کہا مگر حق تعالیٰ کے امر کے بعد تو کیا یہ بات درست ہے تو جواب یہ ہے کہ اس کا امر صحیح نہیں ہے اور شاید کہ اس کے نقل پر اشتباہ ہو گیا ہے کہ وہ اذن کو امر سمجھ بیٹھا ہے اس لیے کہ اذن شرعاً مباح پر بولا جاتا ہے جبکہ امر ایک نئی شریعت کا جاری کرنا ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جو اس کی مخالفت کرے گا عاصی ہوگا شیخ محی الدین نے فتوحات کے باب بائیس میں کہا کہ ” اولیاء میں سے جو بھی کہے کہ اللہ نے اسے کسی شے کا امر دیا ہے تو یہ اشتباہ پیدا کرنا ہے اس لیے کہ امر کلام کی قسم اور اس کی صفت ہے اور یہ باب اولیاء کے سامنے بند ہے کہ اس سے نئی شریعت کا اجراء ہوگا

تبصرہ

امام شعرانی نے اکابر اولیاء کے عقائد بیان کرتے ہوئے یہ تبصرہ تحریر فرمایا ہے، تو ثابت ہوا کہ جملہ اکابرین اولیاء کا قول اور عقیدہ یہی ہے کہ حضرت غوث پاک کا یہ قول بامر الہی نہیں ہے، الا امر بذلک غیر صحیح کے اظہر من الشمس الفاظ موجود ہیں، اولوالالباب غیر معاندین کے لیے یہ ایک حوالہ ہی کافی ہے رہے وہ لوگ جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہیں وہ حق واضح ہو جانے پر بھی قبول نہیں کرتے ﴿وماء علینا الالبلاغ﴾

باب دوم

﴿مکتوبات مجدد کے متعلق وضاحت﴾

حضرت مجدد کے آخری مکتوب کے متعلق ایک فیصلہ کن حوالہ حضرت خواجہ حاجی محمد فضل اللہ السرخندی المغاروقی ابن شاہ غلام نبیؒ فرماتے ہیں مخفی نماںد کہ جناب حضرت مجدد الف ثانیؒ راہ ہائے وصول را کہ بجناب قدس خداوندی جل شانہ موصلند دوراہ فرمودہ اندراہے فرمودہ اند کہ بقرب نبوت تعلق دارد اوراہے دیگرے را اثبات نمودہ اند کہ بقرب ولایت تعلق دارد اول مخصوص

بانبیاء و صحابہ و از سائر مومنین اقل قلیل را از اں راه بار فرموده اند و ہر کہ را از اں راه
 بردند بے تو سل و واسطہ خواہد بود کہ حیلولیت یکے دیگرے را نخواہد بود و راہ دوم را کہ
 بقرب ولایت متعلق گفتمہ اند آنجا حیلولیت را اصل عظیم داشتہ اند و آن راہ را بعد از
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص بجناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم داشتہ و بعد از
 ایشان ائمہ اثنا عشر را وارث آنراہ فرمودہ بعد از ایشان ہر کہ فیض وصول رسیدہ تبوسط
 ایشانان بود یعنی دیگریرا تسلیم آنراہ بالا صالۃ نشدہ و چوں نوبت بجناب شیخ الجن
 والانس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رسید آنراہ مفوض بایشان شد تا مادام
 قیام ساعت آنراہ را مفوض بایشان فرمودہ اند و خود را در آن راہ نائب ایشان قرار دادہ
 اند و راہ وصول حضرات نقشبندیہ وغیرہ خال خالی را حتی کہ حضرت مہدی موعود را از راہ
 اولی فرمودہ اند خود را باصالت وبالذات نیز قابل آن راہ اول قرار دادہ اند کہ بالا صالت
 است و تبعیت را آنجا احتیاج نیست عمدۃ المقامات (مطبوعہ افغانستان) ص ۱۴۰

حضرات مشائخ عظام میں سے کئی راہ اول سے

واصل ہوئے اور ہوں گے

یہ بات مخفی نہ رہے کہ جناب حضرت مجدد الف ثانی نے اللہ رب العزت کی بارگاہ
 تک پہنچانے والے دوراستے بیان فرمائے ہیں۔ ایک وہ راستہ ہے جو قرب نبوت
 سے تعلق رکھتا ہے اور ایک دوسرے کا اثبات فرمایا ہے جو قرب ولایت سے تعلق رکھتا
 ہے پہلا راستہ انبیاء و صحابہ کے لئے مخصوص ہے اور تمام مومنین میں سے جو بہت ہی

تھوڑے ہوتے ہیں ان کا اس راستے سے واصل ہونا بیان فرمایا اور جس کو اس راستے سے لے جاتے ہیں۔ بغیر توسل و توسط کے ہوگا کہ کسی دوسرے کی حیلولیت نہیں ہوگی اور دوسرا راستہ جسے قرب ولایت سے متعلق فرمایا اس جگہ حیلولیت اصل عظیم رکھتی ہے۔ اور اس راہ کو سرور عالم ﷺ کے بعد جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ مخصوص رکھا اور ان کے بعد ائمہ اثنا عشر کو اس راہ کا وارث بیان فرمایا ہے۔ ان کے بعد جس کو فیض وصول ہوا ان کے توسط سے ہے یعنی دوسرے کو وہ راستہ بالا صالہ سپرد نہیں ہوا اور جب نوبت جناب شیخ الجن والانس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی تک پہنچی وہ راستہ ان کو سپرد ہوا اور فرمایا قیام قیامت تک وہ راستہ ان کے سپرد ہے اور خود کو اس راستے میں ان کا نائب قرار دیا ہے اور فرمایا حضرات نقشبندیہ اور ان کے علاوہ کوئی کوئی حتیٰ کہ حضرت مہدی موعود کے لئے راہ وصول پہلا راستہ ہے خود کو بھی بالا صالہ اور بالذات اس راہ اول کے قابل قرار دیا ہے جو بالا صالہ ہے اور تبعیت کی اس جگہ حاجت نہیں ہے انتھی

تبصرہ ۵۔ مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہوا کہ حضرات مشائخ نقشبندیہ راہ اول سے واصل ہیں نیز جب مشائخ نقشبندیہ راہ اول سے واصل ہیں اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ کرام میں سے بھی راہ اول سے واصل ہیں تو حضرات مشائخ چشتیہ راہ اول سے واصل کیوں نہیں ہو سکتے جب یہ حضرات راہ اول سے واصل ہیں تو زیر قدم اور ماتحت ہونے سے بھی خارج ہیں متناخرین اولیاء عظام پر قدم ثابت نہ ہو سکا نیز متناخرین اقطاب کا نائب غوث جیلانی ہونا بھی ثابت نہ ہوا الغرض مکتوب حضرت

مجدد سے قدم غوث بر جمع اولیاء متقدمین و متاخرین ثابت نہ ہو سکا۔

آخری مکتوب میں بالخصوص اولیائے متقدمین کے زیر قدم

ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں

اس مکتوب میں اولیائے متقدمین سے حضرت شیخ کے افضل ہونے پر کوئی صراحت نہیں ہے صرف اولیائے متاخرین سے افضل ہونا ظاہر ہوتا ہے وہ بھی صرف دوسری راہ کے واصلین سے لہذا یہ مکتوب جلد دوم کے مکتوب (۲۹۳) کا نسخہ نہیں ہو سکتا جس میں حضرت مجدد قدس سرہ صراحتاً ارشاد فرماتے ہیں باید دانست کہ اس حکم مخصوص بہ اولیائے آل وقت است اولیائے ما تقدم و ما تاخرازیں حکم خارج اند چنانکہ از کلام شیخ حماد مفہوم می شود کہ قدم او در وقت وے برگردن ہمہ اولیاء خواهد بود

حضرت شیخ کے بعد بھی اولیاء اللہ پہلی راہ سے واصل ہوئے

حضرت ابوالحسن شاذلیؒ آپ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ آپ کے پیر کون

ہیں تو انہوں نے جواب دیا پہلے میں اپنے آپ کو شیخ عبدالسلام بن مشیش کی طرف

منسوب کیا کرتا تھا مگر اب کسی کی طرف منسوب نہیں کرتا بلکہ دس دریاؤں سے فیض

حاصل کرتا ہوں حضرت محمد ﷺ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ جبرائیلؑ میکا

ئیل عزرائیلؑ اسرافیلؑ اور روح اکبر (طبقات الکبریٰ ص ۳۹۴ اردو مطبوعہ کراچی)

حضرت شاذلیؒ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے فیض حاصل کرنے کا ذکر نہیں کیا اگر ان سے فیض یاب ہوتے تو ضرور ذکر کرتے۔

حضرت سیدی امام احمد ابوالعباس مرسیؒ

آپ اکابر عارفین میں سے تھے اور لوگ کہا کرتے تھے کہ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ کے علم کا انکے سوا کوئی وارث نہیں حضرت ابوالعباس فرمایا کرتے تھے لی اربعون سنة ما حجت عن رسول الله ﷺ ولو حجت طرفة عين ماعدت نفسي من جملة المسلمين کہ مجھے چالیس سال ہو گئے کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان حجاب نہیں کیا گیا اگر آنکھ جھپکنے کی مقدار حجاب کر دیا جائے تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں۔ (طبقات الکبریٰ عربی)

کیا آخری مکتوب فرمان غوثیہ کی شرح میں لکھا گیا

ممتاز محرف صاحب قدم شیخ کے ص ۲۲۴ پر لکھتے ہیں حضرت مجددؒ نے فرمان غوثیہ اور مشہور شعر کی شرح حضور غوث پاکؒ کے حکم سے فرمائی

مصنف روضہ القیومیہ کا بیان

مرض موت میں آں حضرت نے قیوم ثانی معصوم زبانی کو وصیت فرمائی کہ مذکورہ شعر کا حل ضرور لکھنا اور خود زبان مبارک سے اس کی تشریح کر دی حضرت قیوم ثانی نے آں جناب کی اس وصیت کو آپ کی عزاداری کے دنوں میں پورا کیا اور مکتوبات کی تیسری جلد میں داخل کیا (روضۃ القیومیہ)

خواجہ محمد ہاشم کشمیری کا بیان کہ حضرت مجدد قرمان غوثیہ اور شعر کی شرح نہ لکھ سکے

شرح ایس بیت و آں کلام قطب الآفاق نیامد (زبدۃ المقامات ص ۲۸۷)

حضرت مجدد الف ثانی "شوق دیدار خداوندی کی شدت کی وجہ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے حکم پر وہ شرح نہ لکھ سکے (زبدۃ المقامات اردو ص ۳۸۵ مطبوعہ سیالکوٹ) مکتوبات خواجہ محمد معصوم سے معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت مجدد نے شرح

بیان فرمائی یا آپکو وصیت فرمائی ہو

خواجہ محمد معصوم فرماتے ہیں و قدرے از کمالات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی را ہم بیان کردند (مکتوب ۱۹۳ ص ۳۷۷) حضرت مجدد الف ثانی نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے کمالات بھی کسی قدر بیان فرمائے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کا قدمی کو اس وقت کے اولیاء سے خاص کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ مکتوب ۲۹۳ میں درج وضاحت ہی حضرت مجدد کی آخری رائے ہے

روضہ القیومیہ کے مطابق آخری مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم نے تیسری جلد میں داخل کیا اگر یہ مکتوب مکتوب ۲۹۳ کا نسخہ ہوتا جیسا کہ ممتاز محرف کا خیال ہے تو خواجہ محمد معصوم اپنے مکتوبات میں یہ نہ فرماتے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا یہ ارشاد اس وقت کے اولیاء کے ساتھ خاص ہے۔ مکتوبات خواجہ محمد معصوم کے مکتوب نمبر ۲۴ میں ہے۔ وازیں قبیل است قطب ارشاد و غوث و قطب مدار کہ در ہر وقت میا شد کہ قطبیت و سایر مناصب مخصوص با زمانہ ایشان است ہمچنین قدمی ہذہ علیٰ

رقبۃ کل ولی اللہ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرمودہ است مخصوص باولیاء
آں وقت است علی ما حق (مکتوبات معصومیہ ص ۲۵۶ مطبوعہ ترکی)

ترجمہ: قطب ارشاد اور غوث اور قطب مدار اسی قبیل سے ہیں کہ یہ حضرات ہر وقت
میں ہوتے ہیں اس لئے کہ قطبیت اور تمام مناصب انکے زمانوں کے ساتھ مخصوص
ہیں اور اسی طرح قدمی ہذا الخ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا اس وقت
کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے جیسے کہ تحقیق کر دی گئی ہے۔

تبصرہ:- خواجہ محمد معصوم حضرت مجدد کے مکتوب ۲۹۳ جلد ۱ کا حوالہ دے رہے
ہیں۔ کہ اس میں قول قدمی الخ کی تحقیق کر دی گئی اس لئے کہ مکتوب نمبر ۱۲۳ جلد ۳
میں قدمی کا مسئلہ زیر بحث نہیں آیا بلکہ اسمیں اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے دو
راستوں کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

کلام الاولیاء میں مدعیان خام کے پیش کردہ مفہوم کی تردید کی گئی

حضرت محقق العصر مدظلہ العالی نے کلام الاولیاء الا کا بر کے ص ۱۴۹ پر مکتوب نمبر ۱۲۳
جلد ۳ سے مدعیان خام کے پیش کردہ مفہوم کے سولہ مدلل و مبرہن ناقابل تردید
جوابات تحریر فرمائے جن کا ممتاز محرف تو کیا کوئی بھی غالی تا قیامت جواب پیش نہیں
کر سکتا ممتاز محرف تو کھسیانی بلی کھمبانو چے کے مصداق الزام تراشیوں اور دشنام
طرازیوں پر آئے اور اذاینس الانسان طال لسانہ کی عملی تصویر بن گئے
دلائل کا جواب دلائل سے دیا جانا چاہئے تھانہ کہ گستاخ و بے باک جیسے الفاظ
استعمال کر کے اپنا باطنی غبار زکا لنے کی بھونڈی کوشش کرنا اور یتراش مافی الاناء کا ثبوت

فراہم کرنا حقیقت یہ ہے کہ ممتاز محرف وادی تحقیق سے آنکھیں چرا کر گزر گئے اور چند سطحی اعتراضات اور حسب عادت مغالطات کے ساتھ دل خوش کرنے کے بعد سر

گشتہ و حیران آگے گزر گئے ۔ مہ فشانہ نور سگ عو عو کند

ناظرین کرام حضرت قبلہ شمس الفقہاء دامت برکاتہم العالیہ کلام الاولیاء کے ص ۱۴۹ پر تحریر فرماتے ہیں اگر اس مکتوب کو من و عن اسی مفہوم کے ساتھ تسلیم کر لیا جائے جو یہ مدعیان خام پیش کرتے ہیں کہ قطبیت عظمیٰ و غوثیت کبریٰ ان حضرات (ائمہ اثنا عشر و حضرت غوث پاک) کے ساتھ مختص و منحصر ہے نیز یہ قطبیت عظمیٰ دلیل افضلیت بھی ہے تو اہل سنت کے عقیدہ مسلمہ افضلیت شیخین و خلفائے اربعہ و صحابہ کرام بر جمیع امت کا بطلان لازم آئے گا اور یہ مکتوب بایں مفہوم اذلہ اہل سنت کے معارض ہونے کی بناء پر ناقابل قبول ہوگا۔ ص ۱۵۱ پر تحریر فرماتے ہیں نیز یہ مکتوب بایں مفہوم (مدعیان خام کے پیش کردہ مفہوم کے مطابق) مذہب روافض کے عین مطابق اور اسکا مؤید ہے ان کا عقیدہ یہی ہے کہ امامت (جو کہ در حقیقت غوثیت عظمیٰ و قطبیت کبریٰ ہی سے عبارت ہے) ائمہ اثنا عشر میں محصور و مخصوص ہے اور یہ دلیل افضلیت بھی ہے۔

تبصرہ: ناظرین کرام حضرت محقق العصر مدظلہ العالی نے مدعیان خام کے پیش

کردہ اس مفہوم کی تردید کی کہ قطبیت عظمیٰ و غوثیت کبریٰ ائمہ اثنا عشر اور حضرت غوث پاک میں منحصر ہے۔ اور یہ وجہ افضلیت بھی ہے۔ ممتاز محرف سوء ظن سے کام لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی سے اظہار ناراضگی کیا۔ العیاذ باللہ اور

انکی عبارات کے لئے ناقابل قبول اور مسترد جیسے بے باکانہ اور گستاخانہ کلمات استعمال کئے۔ ناظرین غور فرمائیں یہ ہیں ممتاز محرف کی بدگمانیاں اور کارستانیاں۔ ان ہمدموں کی کارگزاری نہ پوچھئے دل سے بنا بنا کے ادھر کی ادھر کہیں حضرات ائمہ اہل بیت اور حضور غوث پاکؑ کی عظمت شان کا انکار نہیں لیکن غوثیت کبریٰ ان حضرات میں منحصر بھی تو نہیں۔ اگر قطبیت کبریٰ کو ان حضرات میں منحصر کر دیا جائے نیز یہ قطبیت کبریٰ دلیل افضلیت بھی ہو تو یہ بات قرآن و حدیث اور اجماع امت کے مخالف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہوگی اور مسترد کی جائے گی نیز ائمہ اثنا عشر کے اندر اس موجب افضلیت قطبیت کبریٰ کو منحصر کر دیا جائے تو یہ بات روافض کے مذہب کے عین مطابق ہے حضرت مصنف علامہ مدظلہ العالی نے حضرت مجدد کے مکتوبات کو ناقابل قبول مسترد یا قرآن و حدیث و اجماع امت کے مخالف نہیں فرمایا بلکہ غالیوں کے پیش کردہ مفہوم کے بارے میں یہ تبصرہ فرمایا ہے۔ ممتاز محرف کو آیہ قرآنی ان بعض الظن اثم پر نظر کرنی چاہیے اور بدگمانی سے بچنے کی مقدور بھر کوشش کرنی چاہیے اس لیے کہ اہل دل ان کی باتوں میں نہیں آنے والے اور وہ جانتے ہیں کہ

تواضع ہائے دشمن مکر صیادی بود بیدل
کہ میل آہنی را خم شدن قلاب می سازد

مکتوب نمبر ۲۹۳ میں ممتاز تحریف

قدم الشیخ کے ص ۲۳۳ پر ممتاز محرف لکھتے ہیں ہم نے مکتوب اس حد تک نقل کیا ہے

جس سے قدم شریف کی بحث متعلق ہے۔ ہم نے مکتوب کے الفاظ اور معنی کسی چیز میں قطع و برید نہیں کی۔ ناظرین گرامی جو حصہ مکتوب کا ممتاز محرف نے چھوڑ دیا، ہم وہ پیش کرتے ہیں آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ قدم کی بحث سے متعلق ہے یا نہیں۔

ممتاز تحریف لفظی حضرت مجدد فرماتے ہیں اس وقت بھی حق سبحانہ کسی کو چشم بینا عطا فرمائے تو وہ دیکھ سکتا ہے کہ جس طرح اس غوث نے دیکھا کہ اس وقت کے اولیاء کی گردنیں آپکے قدم کے نیچے ہیں اور یہ حکم اس وقت کے اولیاء کے علاوہ کسی اور کی طرف تجاوز نہیں کرتا پہلے اولیائے کرام میں یہ حکم کیسے جائز ہو جبکہ پہلے اولیاء میں صحابہ کرام بھی داخل ہیں جو حضرت شیخ سے یقیناً افضل ہیں اور بعد کے اولیاء میں بھی یہ حکم کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ بعد کے اولیاء میں حضرت امام مہدی بھی شامل ہیں جنکے تشریف لانے کی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشارت دی اور امت کو آپکی بشارت سے نوازا ہے اور انہیں خلیفۃ اللہ فرمایا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کہ حضرت عیسیٰ اولوالعزم سابقین انبیاء میں سے ہیں اور اس شریعت کی متابعت کے واسطے سے اصحاب خاتم الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملحق ہیں متاخرین کی بزرگی کے باعث ہی شاید آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”کہ نہیں معلوم کہ اس امت کے پہلے بہتر ہیں یا پچھلے (ترمذی) مکتوب ۲۹۳ جلد ۱

تبصرہ: ناظرین گرامی قدر مکتوب ۲۹۳ کا مذکورہ بالا حصہ ہضم کر کے ممتاز محرف صاحب نے ڈکار بھی نہ لیا تھا کہ فوراً یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ اس مکتوب سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے ارشاد گرامی کے بارے میں اپنی کوئی

رائے قائم نہیں فرمائی بلکہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت شیخ حماد دباس اور ایک غوث وقت کے اقوال نقل فرمائے۔ ملاحظہ کیجئے قدم الشیخ ص ۲۹۳ ناظرین گرامی قدر حضرت مجدد کی رائے کو حذف کرنے کے بعد ممتاز محرف نے خود ہی یہ دعویٰ کر دیا کہ قدمی کے بارے میں حضرت مجدد نے اپنی کوئی رائے قائم نہیں فرمائی نیز اسی مکتوب نمبر ۲۹۳ جلد ۱ کی ابتداء میں بھی حضرت مجدد نے اپنی رائے بایں الفاظ بیان فرمادی لیکن باید دانست کہ اس حکم مخصوص با اولیائے آں وقت است اولیاء ما تقدم و ما تاخر ازین حکم خارج اند لیکن جان لینا چاہیے کہ یہ حکم اس وقت کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے پہلے اور پچھلے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں اب اگر غالی لوگ چشم بینا نہیں رکھتے جاننا یا ماننا نہیں چاہتے تو نہ سہی مگر حضرت مجدد تو اس حقیقت کو منوانا چاہتے ہیں

ممتاز تحریف معنوی۔ ممتاز محرف نے قدم الشیخ کے ص ۲۳۳ پر

مکتوب ۲۹۳ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا جس طرح کہ حضرت حماد کے کلام سے سمجھا جاتا ہے ممتاز محرف نے جو الفاظ حذف کیے وہ یہ ہیں کہ اس کا قدم اس کے وقت میں تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا۔ زکوزہ ہماں بروں تراود کہ دروست

حضرت شیخ قدس سرہ کی غوث وقت کی خدمت میں حاضری

اور حصول برکات

بعد ازاں نظر بسوئے شیخ عبدالقادر گردونزدیک خود طلبید و تعظیم کردوگفت اے

عبدالقادری خدائے تعالیٰ و رسول خدا را خوشنود گردانیدی بریں حسن ادب کہ تراسی پیغم
در بغداد بر منبر بر آئی و بر ملا میگویی قدمی هذه علی رقبه کل ولی الله و می پیغم
کہ جمیع اولیاء آں وقت برائے تعظیم تو رقاب خود منحنی کنند اس کے بعد شیخ عبدالقادر
کی طرف نظر کی اور اپنے قریب بلایا تعظیم کی اور کہا اے عبدالقادر تو نے خدا تعالیٰ اور
رسول اللہ کو خوش کر دیا تیرے اس حسن ادب کی وجہ سے میں دیکھتا ہوں کہ بغداد میں
تو منبر پر بیٹھ کر بر ملا کہتا ہے قدمی هذه الخ اور میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت کے
تمام اولیاء تیری تعظیم کی خاطر اپنی گردنیں جھکا دیں گے (لطائف اشرفی ص ۱۰۱ حصہ
اول) حضرت قدوة الکبریٰ می فرمود روایت کہ بدعا غوث دیگر انصیب منصب
غوثی می شود چنانکہ غوث الثقلین حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر از دعا غوث
بشرف اس منصب مشرف شد حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے ہیں جائز ہے کہ ایک
غوث کی دعا سے دوسرے کو منصب غوثیت نصیب ہو جائے جس طرح غوث الثقلین
حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث کی دعا سے اس منصب کے شرف سے
مشرف ہوئے (لطائف اشرفی ص ۱۰۱ حصہ اول)

حضرت مجدد کے موقف سے ممتاز محرف کا انحراف

ممتاز گولڑوی لکھتے ہیں اس مکتوب سے جہاں تک شیخ حماد اور غوث وقت کی روایت
سے آپ کا مامور من اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں
بزرگوں نے قبل از وقت پیش گوئی فرمائی تھی کہ آپ مامور ہو کر یہ اعلان کریں گے۔
تبصرہ۔ ناظرین گرامی قدر حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ حضرت حماد اور بغداد

کے غوث کے کلام سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حکم اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے اور ممتاز محرف ان بزرگوں کے کلام کا ایک حصہ جو من پسند ہے اسے تسلیم کرتے ہوئے مامور من اللہ ہونے کی رٹ لگا رہے ہیں لیکن دوسرا حصہ جو انکی طبیعت شریف کے موافق نہیں اسے ماننے کیلئے تیار نہیں اور افتئو منون ببعض الكتاب وتکفرون ببعض کا مصداق بنے ہوئے ہیں حالانکہ حضرت مجددؑ ان روایات کے ذکر سے اس قول کا اولیائے آں وقت کے ساتھ خاص ہونا بیان کرنا چاہتے ہیں اس طرح ممتاز محرف کا نظریہ حضرت مجددؑ کے نظریہ سے متصادم ہو کر سامنے آجاتا ہے اب حضرت مجددؑ کی بات مانی جائے یا ممتاز محرف کی حضرت مجدد کے کلام کے سامنے انکے بے سند موقف کی کیا اہمیت و حیثیت ہے نیز اس مکتوب کی تحریر تک حضرت مجدد نے مامور ہونے کے بارے اپنا کوئی ذاتی نظریہ قائم نہیں فرمایا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں بہر تقدیر حضرت شیخ دریں کلام محق اندایں کلام خواہ از بقایائے سکر از ایشاں سر برزده باشد وخواہ مامور باشند اگر آپکا نکتہ نظریہ ہوتا کہ آپ مامور ہیں تو صرف یہی شق ہی تحریر فرمادیتے اور دوسری شق نہ لکھتے حالانکہ یہاں بھی آپ نے شق سکر کو مقدم رکھا۔ مکتوب نمبر ۱۲۱ جلد ۳ میں سکر سے سرزد ہونے کا قطعی فیصلہ بھی فرمادیا آپ فرماتے ہیں بلکہ بیان واقع نمودہ است یعنی صدور ایں قسم سخن کہ مبنی از مباحات و افتخار است بے بقیہ سکر کائن نیست کہ در صحو خالص بہ امثال ایں سخناں تکلم نمودن دشوار است یعنی شیخ الشیوخ سہروردی "قدس سرہ نے اسے بقیہ سکر کہہ کر حقیقت بیان فرمائی کہ افتخار و مباحات پر مبنی باتوں کا صدور بغیر بقیہ سکر کے

نہیں ہو سکتا کہ صحیحاً لخص میں ایسی باتوں کا تکلم دشوار ہے

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوچھی

ممتاز محرف صاحب کے نزدیک مکتوب نمبر ۲۹۳ غیر معتبر ہے وہ اس پر مطمئن نہیں ہیں اسلئے کہ یہ مکتوب انکے مفید مطلب نہیں وہ آخری مکتوب کے ساتھ حضرت مجددؒ کے باقی تمام مکاتیب کو غیر معتبر اور منسوخ کرنے کی سعی نامسعود کر رہے ہیں گویا نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری انہوں نے یہی رویہ ہر بزرگ اور ہر کتاب کے ساتھ روارکھا ہے چنانچہ لکھتے ہیں اس مکتوب کے مطابق حضرت مجددؒ اس حکم کو اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص قرار دیتے ہیں مگر یہ آپ کی آخری رائے نہیں اور یہ بات آپ کے آخری مکتوبات اور مکاشفات کی عبارات سے سمجھی جاسکتی ہے۔

بے بسمل تو ہوئے سینکڑوں ہی سرد تڑپ کر

ٹھنڈا مگر جگر میرے قاتل کا نہ ہوا

ذرا شرم ہو تو پانی میں جا کے ڈوب مرے

ممتاز محرف کو دو جھوٹا کٹھے بولتے ہوئے ذرا بھی شرم دامن گیر نہیں ہوئی کیونکہ نہ تو آخری مکتوبات اور نہ ہی مکاشفات کی عبارات سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ حضرت مجددؒ اس حکم کو اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص نہیں فرماتے آخری مکتوب کو من پسند مطلب پہنا کر ممتاز محرف اور اسکے ہم خیال حضرات افضلیت غوث پر استدلال کرتے ہیں اور باقی تمام مکتوبات کو منسوخ سمجھتے ہیں جب کہ اس مکتوب میں بھی

کہیں یہ بات نہیں کہ حضرت مجددؑ نے قدم غوثیہ کے اولیائے اولین و آخرین پر ہونے کو تسلیم کر لیا تھا حضرت مجددؑ کے آخری مکتوب پر تبصرہ ہم کر چکے ہیں رہی مکاشفات کی عبارت اس میں حضرت مجددؑ نے حضرت شیخ کے عروج تام کی بات کی حضرت مجددؑ کے نزدیک حضرت شیخؒ کا نزول فقط مقام روح تک ہو سکا۔ (مکتوب ۲۱۶ ج ۱) دلیل افضلیت نزول کا تام ہونا ہے لہذا مکاشفات کی عبارت پر ممتاز محرف کا خوشیاں منانا بلا جواز ہے۔ حضرت مجددؑ حضرت شیخؒ کے عروج کی بات کر رہے ہیں۔ مقام فناء اور عروج و حال میں ہی حالت سکر طاری ہوتی ہے اور شطیحات کا ظہور ہوتا ہے۔

زبدۃ المقامات

تا مدتہا بخاطر می خلید کہ وجہ چیست کہ اولیاء کمل این امت بسیار گزشتہ اند اما آں قدر کہ خوارق از حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ ظاہر گشتہ است از ہیچکدام آنہا ظہور نیافتہ آخر الامر حضرت حق سبحانہ این معمر را ظاہر ساخت و معلوم فرمود کہ عروج ایشان از اکثر اولیاء بلندتر واقع شدہ است و در جانب نزول در مقام روح فرود آمدہ اند کہ از عالم اسباب بلندتر است (زبدۃ المقامات از محمد ہاشم کشمی منقول از حضرت مجدد الف ثانی ص ۲۵۹) مدتوں تک یہ بات میرے دل میں کھٹکتی رہی کہ وجہ کیا ہے کہ اس امت کے بہت سے کامل اولیاء گزرے ہیں مگر جس قدر خوارق حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ سے ظاہر ہوئے ہیں ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے آخر کار حضرت حق سبحانہ نے اس معمر کو ظاہر کر دیا اور معلوم ہوا کہ ان کا عروج اکثر اولیاء سے بہت بلند واقع ہوا ہے

اور جانب نزول میں مقام روح تک نیچے آئے ہیں جو عالم اسباب سے بہت بلند ہے

ممتاز محرف کی صریح بددیانتی

حضرت مجددؑ کے مکتوب نمبر ۲۹۳ جلد ۱ کا کچھ حصہ درج کرنے کے بعد ممتاز محرف اپنی کم فہمی کی بناء پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس مکتوب سے یہ استدلال کرنا کہ حضرت مجددؑ آپ کے فرمان کو سکر پر محمول کرتے ہیں۔ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ نیز ممتاز محرف حضرت مجدد الف ثانیؑ کے بارے میں غلط بیانی کے تحت لکھتے ہیں کہ ”حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ“، کے ص ۱۲۰ پر یہ کیوں تحریر کیا گیا کہ حضرت امام ربانی کے نزدیک یہ قول بوجہ بقیہ سکر ہی صادر ہوا ہے اور جانب سکر ہی آپ کے خیال شریف میں رائج ہے۔ یہ تحریف و تبدیل ماہرانہ کارستانی اور حضرت مجددؑ پر الزام ہے۔

حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۱۲۰ کی عبارت

واضح رہے کہ حضرت امام ربانی کے نزدیک یہ قول بوجہ بقیہ سکر ہی صادر ہوا ہے۔ اور جانب سکر ہی آپ کے خیال شریف میں رائج ہے جیسا کہ دفتر سوم حصہ دوم ص ۱۴۵ کے مکتوب نمبر ۱۲۱ سے واضح ہے جو ملخصاً ص ۷۴ پر تحریر ہو چکا ہے خیال رہے کہ یہ مکتوب شریف بھی مکتوبات میں سے بالکل آخری ایام کا ہے اس کے بعد صرف تین مکتوبات تحریر ہوئے ہیں انتھی

تبصرہ ۵۔ ناظرین کرام حضرت شمس الفقہاء مدظلہ العالی نے مکتوب نمبر ۲۹۳ جلد ۱ سے یہ استدلال نہیں کیا کہ جانب سکر حضرت مجددؑ کے نزدیک رائج ہے بلکہ آپ

نے مکتوب نمبر ۱۲۱ سے یہ استدلال کیا ہے۔ ممتاز محرف صاحب بات کو سمجھ نہیں سکے

۔ اقبال کے ساتھ اے خرد تو بھی گئی

غیرت کے ساتھ مذہبی بو بھی گئی

ممتاز محرف کے ہاتھوں انصاف اور دیانت کا خون

قدم الشیخ کے ص ۲۰۶ پر ممتاز محرف صاحب علمی خیانت ملاحظہ فرمائیں کے تحت لکھتے ہیں۔ کلام الاولیاء الا کا بر کے ص ۱۶۱ پر اپنی تحقیق کو صاحب روح المعانی کی تائید سے مزین کرتے ہوئے لکھا ہے کہ علامہ آلوسی حضرت مجدد کے مکتوب پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں ہذا مما لا سبیل الی معرفتہ الخ ممتاز محرف گل افشانی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں عبارت کی اس درج کردہ سطر سے پہلے پانچ سطروں پر مشتمل پورا پیرا گراف کاٹ ڈالا علمی خیانت دیکھیں دیدہ دلیری دیکھیں اور نقل عبارت میں انصاف و دیانت کا اندازہ لگائیں۔ یہ ساری کارستانی کس لئے ہوئی محض اسلئے کہ صاحب روح المعانی نے حذف کردہ عبارت میں انکے موقف کو باطل قرار دیا تھا۔ آئیے ہم وہ عبارت نقل کرتے ہیں میں نے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات میں دیکھا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مقام قطبیت بالا صالہ حضرات ائمہ اہل بیت مشہور و معروف کے سوا کسی کو حاصل نہ ہوا ان حضرات کے علاوہ لوگوں کو انکی نیابت کے طور پر یہ مقام حاصل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی باری آئی تو آپ نے مرتبہ قطبیت ائمہ اہل بیت کی طرح بالا صالہ مستقل طور پر پایا جب آپ اس جہان سے تشریف

لے گئے تو پھر جس نے مرتبہ قطبیت حاصل کیا آں جناب کی نیابت کے طور پر حاصل کیا پھر جب امام مہدیؑ تشریف لائیں گے تو اس مرتبہ قطبیت کو بالاصالہ حاصل کریں گے۔ جس طرح کہ باقی ائمہ اہل بیتؑ نے بالاصالہ پایا تھا پھر صاحب روح المعانی نے لکھا ہے یہ وہ بات ہے جس کی معرفت اور حقیقت سے واقفیت کشف کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور میں کشف سے مشرف نہیں ہوں۔

(قدم الشیخ ص ۲۰۷)

روح المعانی کے حوالہ میں تحریف کا نظر آنا

ممتاز محرف کی نظر کا فتور ہے

روح المعانی کے حوالہ پر ممتاز محرف بڑے سیخ پا اور غیظ و غضب کا شکار ہوئے ناظرین اس حوالہ کی حقیقت اور اصلیت آپ پر واضح ہوتی ہے حضرت محقق العصر نے اپنی تالیف کے ص ۱۴۳ پر حضرت مجدد الف ثانیؑ کا مکتوب شریف از اول تا آخر لفظ بلفظ من وعن اسی اصل زبان میں درج فرمایا جس زبان میں یہ مکتوب پہلی بار لکھا گیا تھا اسکے بعد اس کا از اول تا آخر لفظ بلفظ ترجمہ لکھا گیا اصل مکتوب دو بار لکھ دیا گیا اسکے بعد ص ۱۴۹ پر وہ مفہوم تحریر فرمایا جو عالی لوگ اس مکتوب کا پیش کرتے ہیں اگرچہ وہ خود ساختہ اور غلط ہے اسکے بعد حضرت نے سولہ جوابات تحریر فرمائے پھر ص ۱۴۰ پر فرماتے ہیں حضرت علامہ محمود آلوسی حضرت مجدد کے مکتوب پر تبصرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں یہاں مکتوب کا چوتھی بار تذکرہ ہو گیا اس کے بعد علامہ

آلوسی کے تبصرہ والی عربی عبارت درج فرمائی پھر روح المعانی کے حوالے کے تحت ہی ترجمہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مکتوبات میں یہ ہے حضرت شیخ عبدالقادر بالاصالہ قطب تھے اور آپ کے بعد جس نے یہ مقام پایا بطور نائب پایا جب امام مہدی تشریف لائیں گے تو وہ بالاصالہ یہ مرتبہ پائیں گے ناظرین کرام غور فرمائیں کیا تحریف اسی کا نام ہے بلکہ تحریف تو یہ ہے کہ جس مفہوم کا علامہ آلوسی رد فرما رہے ہیں اس مفہوم کو علامہ آلوسی کی نسبت سے بطور حجت و دلیل پیش کیا جائے مگر تمام کی تمام تردید ہضم کر لی جائے جیسا کہ گولڑوی حضرات نے کیا ہے مولانا فیض احمد مرحوم صدر مدرس گولڑہ شریف لکھتے ہیں روح المعانی میں حضرت مجدد سے نقل ہے کہ قطبیت کبریٰ کا مقام حضرت امام مہدی تک جناب غوث الاعظم کی ذات بابرکت کے ساتھ مختص ہے مہر منیر ص ۲۳ نیز زبدۃ الآثار اردو کے پیش لفظ بعنوان غوث الثقلین میں بھی مولانا فیض احمد مرحوم نے علامہ آلوسی کے حوالہ سے مفہوم مذکور لکھا لیکن علامہ آلوسی کی ذکر کردہ تردید حذف کردی ممتاز احمد گولڑوی نے بھی قدم الشیخ کے ص ۲۰۷ پر اسی روایت کو دہرایا ہے۔ لیکن جھوٹ آخر جھوٹ ہے کب تک چھپتا آخر ظاہر ہو کر رہا اس لئے کہ

چراغ کذب را نبود فروغی

ممتاز محرف نے مکتوب کے تردید شدہ مفہوم کو علامہ آلوسی کا موقف
قرار دے دیا اور پوری تردید ہضم کر لی

اب ہم صاحب روح المعانی کی ذکر کردہ تردید بحوالہ کلام الاولیاء الا کا برپیش کرتے ہیں۔ حضرت علامہ محمود آلوسی حضرت مجدد کے مکتوب نمبر ۱۲۳ پر تبصرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں مکتوبات میں یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر بالاصالہ قطب تھے اور آپ کے بعد جس نے بھی یہ مقام پایا بطور نائب پایا جب امام مہدی تشریف لائیں گے تو وہ بالاصالہ یہ مرتبہ پائیں گے اور اسکی معرفت اور حقیقت پر وقوف کا بغیر کشف کے کوئی سبیل نہیں اور میرے لئے وہ کہاں اور میرا ظن غالب یہ ہے کہ قطب کبھی اہل بیت کے غیر سے ہوتا ہے مگر قطب الاقطاب ان میں سے ہی ہوتا ہے اسلئے کہ یہ اصل کے اعتبار سے سب سے ازکی اور فضل کے اعتبار سے اکمل ہیں۔ اور ان میں سے جو بھی یہ رتبہ پائیگا نیابت و وکالت کے بغیر بالاصالہ ہی پائیگا اور میں اس مقام میں نیا بت نہیں جانتا اگر سمجھوں بھی تو میں کہوں گا کہ ہر قطب ہر زمانہ میں ہمارے نبی ﷺ کا نائب ہے اور آپ ﷺ کے بعد اقطاب کی نیابت کوئی عجیب بات نہیں جیسے کہ آپ سے قبل انبیاء آپ کے نائب ہوئے ہیں تو آپ ہی مخلوق کو کامل اور مکمل کرنے والے اور درحقیقت افاضہ کا واسطہ ہیں اور جو زمانہ میں آپ سے مقدم ہوئے ہیں یعنی انبیاء اور جو موخر ہوئے ہیں یعنی اولیاء آپ ہی کے نواب اور آپ ہی سے مستمد ہیں (الی ان قال) اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ کا قول افلت شمس الاولین الی آخرہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ اہل بیت کرام جنکا اصل اور شیخ جیلانی کا اصل ایک ہے میں سے جو بھی قطبیت پائے گا آپ کا نائب ہوگا زیادہ سے زیادہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کی شہرت اور آپکا سلسلہ قائم و جاری رہے گا)

روح المعانی ص ۲۰ جلد ۱۲ کلام اولیاء الاکابر ص ۱۶۲ (تبصرہ۔ ممتاز محرف صاحب اب بتائیں کہ صاحب روح المعانی نے ہمارے موقف کو کہاں باطل قرار دیا انہوں نے تو آپ کے من پسند مفہوم و مطلب کو باطل قرار دیا اسی وجہ سے تو آپکو تردید حذف کرنے کی تکلیف اٹھانی پڑی۔

انصاف کیجئے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم

اصل مکتوب میں یہ مفہوم موجود نہیں

ظن غالب یہ ہے کہ علامہ آلوسی نے اصل فارسی مکتوب کا براہ راست مطالعہ نہ فرمایا ہوگا کسی غالی شخص کے معرب مکتوبات کا مطالعہ فرمایا ہوگا اور کسی کا بیان کردہ مفہوم ہی آپ کے پیش نظر ہوگا اگر اصل مکتوب فارسی کا مطالعہ فرماتے تو آپ بھی اس مفہوم کو جعلی قرار دیتے اور حضرت مجدد کو بری الذمہ ٹھہراتے اس لئے کہ اصل مکتوب فارسی میں قطبیت بالاصالۃ کی بحث سرے سے موجود ہی نہیں صرف وصول الی اللہ کہ دو راہیں بتائی گئی ہیں ان میں سے بھی پہلی راہ میں نیابت کا معاملہ نہیں جب کہ دوسری راہ میں توسط و نیابت ہے

ممتاز محرف کی تلبیس بعد التحریف

ممتاز گولڑوی صاحب الزام تراشی اور بہتان بازی کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اپنے قلم تلبیس رقم سے قدم الشیخ کے ص ۲۲۷ پر مزید تحریف کے تحت لکھتے ہیں علامی آلوسی نے یہ فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنے جدا مجذ کے واسطے سے

مقام قطبیت اتم وجہ اور کامل ترین حال کے ساتھ حاصل کیا ممتاز محرف سوء ظن اور بد گمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قطبیت غوث اعظم اتم درجے پر ثابت ہوتی تھی اس لئے حذف کر گئے۔ جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی

ہم نے حضرت غوث پاک کی اتمیت و اکملیت در شان قطبیت کا انکار نہ کبھی پہلے کیا نہ اب کرتے ہیں ہمیں اس بات کو چھپانے کی کیا ضرورت ہم مانتے ہیں کہ وہ قطب وقت اور محبوب سبحانی ہیں لیکن آپ کا اتم وجہ و اکمل حال سے کلمہ حق ارید بھا الباطل والا معاملہ ہے۔

اتمیت

اور اکملیت ایک اضافی چیز ہے اگر حضرت شیخ قدس سرہ اتم و اکمل حال پر تھے تو ان سے بھی اتم اور اکمل حضرات ہوئے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ و فوق کل ذی علم علیم آپ کو کہیں اسم تفضیل نظر آجائے تو پھولے نہیں سماتے ہو۔ مثل مشہور ہے ساون کے اندھے کو ہر جگہ ہراہر نظر آتا ہے۔ کیا حضرت شیخ قدس سرہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ سیدنا عمر فاروقؓ سے بھی اتم و اکمل تھے؟ یہ حضرات بھی تو اپنے اپنے دور کے قطب تھے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا

ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی تھا

اکابر مشائخ چشت میں سے بہت سے بزرگ اہل بیت سے تھے انکا اور حضرت جیلانیؒ کا اصل ایک ہے ان میں سے کوئی حضرت شیخ قدس سرہ سے افضل ہو سکتا ہے حضرت مجدد فرماتے ہیں۔ کوئی یہ وہم نہ کرے کہ جب شیخ قدس سرہ ولایت محمدیہ کے

سر حلقہ ہیں تو سب اولیاء سے افضل ہونگے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا بطریق تبعیت و وراثت کمالات نبوت میں پیش قدم ہو اور ان کمالات کی وجہ سے افضلیت اسے حاصل ہو ملخصاً (مکتوب ۲۹۳ جلد ۱ کلام الاولیاء ص ۱۱۵) حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی نے فرمایا گا ہے گا ہے حضرت صاحب (خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی) بعضے را از مشائخ خویش نام مبارک گرفته میفرمودند کہ فلاں و فلاں از مشائخ ما رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کئی درجے پیر صاحب سے بڑے ہیں بڑھ کر ہیں (غذا لکھنؤ ص ۳۴۰)

تو مگو اندر جہاں یک بازیدے بود و بس

ہر کہ واصل شد بجاناں بازیدے دیگر است

شعر غوثیہ کی تشریح محمودیہ میں ممتاز تحریف

ممتاز محرف نے حضرت علامہ آلوسی کے مندرجہ ذیل الفاظ حذف کر دیئے اس لئے کہ انکے خود ساختہ نظریہ کے خلاف تھے حضرت علامہ محمود آلوسی روح المعانی جلد ۱۲ پارہ ۲۲ ص ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں واری ان قوله رضی اللہ عنہ افلت شمس الاولین الخ لا يدل على ان من ينال القطبية بعده من اهل البيت الذين عنصرهم و عنصره واحد نائب عنه ليس له فيض الامنه اور میں دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ کا قول افلت شمس الاولین الی آخرہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ اہل بیت کرام جنکا اصل اور شیخ جیلانی کا اصل ایک ہے پس سے جو بھی قطبیت پائے گا آپ کا نائب ہوگا اور آپ کے سوا اس کے لئے فیض نہ ہو۔

ممتاز محرف کی درج کردہ عبارت

حضرت علامہ آلوسی کے ابتدائی الفاظ حذف کرنے کے بعد ما بعد کی عبارت درج کرتے ہوئے ممتاز محرف صاحب یوں خامہ فرسا ہوتے ہیں صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ حضور غوث پاک کا مشہور شعر جس چیز پر دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے امر ولایت کے ظہور میں استمرار و دوام رہے گا آپ کی شہرت و مقبولیت پھیل جائے گی آپ کا سلسلہ طریقت مشہور ہوگا اور معروف طریقے کے مطابق استفاضہ کرنے والوں کے لئے آپ کا فیض عام جاری رہے گا۔

تبصرہ۔ ناظرین کرام ممتاز محرف ایک شعر کی تشریح میں بھی ایمانداری سے کام نہیں لے سکے اور اپنی عادت کے مطابق من پسند حصہ کو درج کر دیا اور جو حصہ طبیعت شریف کے موافق نہیں تھا اسے حذف کر دیا یہ ہے انکی شان تحقیق جس کے جوہر وہ جا بجا دکھاتے نظر آتے ہیں ممتاز محرف نے اپنے بقول الضرورات تبیح المحظورات والے فارمولے پر عمل کیا اگر وہ مکمل عبارت درج کرتے تو خاتم المفسرین علامہ آلوسی بھی ان کے لئے مشکلات پیدا کر سکتے تھے اور اس طرح انکے عموم و شمول اور وسعت فرمان غوثیہ والے نظریہ کے خلاف ایک اور نامور ہستی کا اضافہ ہو جاتا جو انکے لئے نقصان دہ ہوتا لیکن

بجا کہے جسے عالم اسے بجا سمجھو زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو

یہاں الٹی گنگا بہتی ہے

ممتاز محرف صاحب مزید گل افشانی کرتے ہوئے اپنے قلم فریب رقم سے لکھتے ہیں کہ شعر غوثیہ کی تشریح محمودیہ کے آخری الفاظ کاٹ دیئے جو یہ ہیں ذلک مما لا یکا دینکر و اظہر من الشمس والقمر کہ شعر کا یہ مفہوم شمس و قمر سے زیادہ روشن ہے اور اس کا

انکار نہیں کیا جاسکتا ممتاز محرف صاحب ہم نے تشریح محمودیہ کا انکار نہیں کیا انکار تو آپ کر رہے ہیں کہ بار بار تحریف و تبدیل کر کے علامہ آلوسی کے درج کردہ مفہوم کو بگاڑنے کی سعی مذموم کر رہے ہیں پہلے وسعت فرمان غوثیہ کے نظریہ کے خلاف علامہ آلوسی کی ذکر کردہ مکمل تردید حذف کی اس کے بعد شعر غوثیہ کی تشریح محمودیہ میں عموم و شمول کے نظریہ کے خلاف کی جانے والی بات کو کاٹ دیا۔

مشکلے دارم زدانش مند محفل باز پرس توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمترے کنند

کلام الاولیاء میں درج تشریح محمودیہ کے آخری الفاظ

آپ کا یہ شعر زیادہ سے زیادہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کی شہرت اور آپ کا سلسلہ قائم و جاری رہے گا کلام الاولیاء ص ۱۶۲

ممتاز محرف کی الجھن اور بے بسی

ممتاز محرف لکھتے ہیں آخری جملہ کا ترجمہ نامکمل ہے اور عمداً چھوڑ گئے وہ یہ طے کر چکے ہیں کہ حضرت غوث پاک کے فیض کو جاری و ساری کہنے سے باقی اولیاء

کرام کا فیض بند ہو جاتا ہے انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر بزرگ اپنی زندگی میں فیض جاری کر سکتا ہے۔

تبصرہ: ممتاز محرف نے مایوسی الجھن اور بے بسی کے عالم میں کئی جھوٹا کٹھے بولے اب میرا جی چاہتا ہے کہ آیت معلومہ و مشہورہ پڑھ دوں ہمارا موقف یہ ہے کہ قطبیت عظمیٰ ائمہ اثنا عشر اور حضرت شیخ قدس سرہ میں منحصر نہیں ہے ہم نے حضرت شیخ قدس سرہ کے فیض کے تاقیامت جاری رہنے کا انکار نہیں کیا کلام قائل کو اسکی مراد کے برخلاف کسی معنی پر محمول کرنا سراسر بددیانتی اور بے انصافی ہے۔ ممتاز محرف اپنے پر از غلو نظریات کو بیان کرتے ہوئے انصاف و دیانت کے تمام تقاضوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اندھے پن سے اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں۔

ممتاز محرف گولڑوی کی عیاری و مکاری کا پردہ چاک ہو گیا

مولوی ممتاز گولڑوی صاحب اپنی کتاب قدم الشیخ کے ص ۲۲۵ پر بعنوان عظمت و جلالت غوثیہ کا امتیازی بیان مکاشفات غیبیہ کی عبارت درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں مکاشفات کی عبارت پر منصفانہ تبصرہ حضور غوث اعظمؒ کے فرمان پر حضرت مجدد الف ثانیؒ نے عظمت و ارشاد غوثیہ کی وضاحت فرمائی اور حضور غوث پاکؒ کی کرامت دیکھیں کہ یہ عبارت انکی قطع و برید اور ترمیم سے محفوظ رہ گئی انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ جس مفہوم کو وہ مکتوبات کے حوالے سے مشکوک اور مخدوش بنانے کی کوشش کرتے رہے وہ صحیح و سالم پوری آب و تاب اور عظمت و جلالت کے ساتھ حضرت مجددؒ کی تصنیف لطیف مکاشفات غیبیہ میں جلوہ افروز ہے اب انکے لئے سردست

اس آفت ناگہانی کے ٹالنے کا کوئی انتظام مشکل ہے اور تسلیم و رضا کے سوا کوئی چارہ نہیں ہاں یہ متوقع ہے کہ وہ بیک جنبش قلم فرما سکتے ہیں کہ اس نام کی کوئی کتاب نہیں اور اس پر وہ کسی کی وضاحت طلبی سے کچھ متفکر بھی نہیں ہو سکتے اور نہیں تو فوراً یہ برہان پیش کر دیں گے ۔ مستند ہے میرا فرمایا ہوا

ممتاز محرف کو کلام الاولیاء میں دو صفحات پر مشتمل مکاشفات غیبیہ کی عبارت نظر نہ آئی

کلام الاولیاء الا کا بر ص ۲۸۰ پر مذکورہ عبارت بمع وضاحت موجود ہے مکاشفات غیبیہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکاشفہ ۱۶ میں ہے اگرچہ دیگر ان راہم فضائل و کرامات بسیار است اما قرب ایثاں باں خصوصیت از ہمہ زیادہ تر است در عروج باں کیفیت کسے با ایثاں نے رسد با صحاب وائمہ اثنا عشر دریں باب مشارک اند۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اسی امتیازِ خصوصی کے باعث آپ نے قدمی ہذہ الخ فرمایا۔ یہاں حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ کے عروج کی بات کر رہے ہیں نزول کی نہیں یہ بات آپ نے اپنے مکتوب ۲۱۶ جلد ۱ میں بھی ذکر فرمائی ہے کہ عروج ایثاں از اکثر بلندتر واقع شدہ است و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمدہ اند یعنی حضرت شیخ قدس سرہ کا عروج تام تھا لیکن نزول فقط مقام روح تک ہو سکا یہاں بھی حضرت مجددؒ نے اسی حقیقت کا ذکر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ عروج میں ائمہ اثنا عشر و غیر ہم

کے ساتھ مشارک تھے نہ کہ نزول میں جبکہ ائمہ کرام و صحابہ کا نزول بھی تام تھا مگر حضرت شیخ کا نزول صرف مقام روح تک ہو سکا اسی کیفیت عروج (جسے حال و فناء و سکر وغیرہ بھی کہا جاتا ہے) کے بسبب آپ سے یہ قول سرزد ہوا جو حضرات اس کیفیت عروج سے تیزی کے ساتھ گزر کر مقام نزول میں مستحکم ہو جاتے ہیں ان حضرات سے ایسے کلمات کا یا تو صدور ہوتا ہی نہیں یا بہت کم مقدار میں ہوتا ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ نزول عروج سے افضل ہے لہذا افضلیت اسی کو حاصل ہوگی جس کا نزول تام ہوگا ہم عالی قادر یوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ حضرت مجدد کا کوئی ایک مکتوب یا ارشاد ایسا پیش کر دکھائیں جس میں آپ نے یہ فرمایا ہو کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا نزول تام تھا یا آپ نزول میں سب سے ممتاز تھے اما قرب ایساں باں خصوصیت از ہمہ زیادہ است در عروج باں کیفیت کسے بہ ایساں نے رسد باصحاب و ائمہ اثنا عشر دریں باب مشارک اند یعنی آپ باب عروج میں صحابہ و ائمہ اثنا عشر کے مشارک ہیں نہ کہ باب نزول میں جسکی حضرت مجدد الف ثانی و شیخ اکبر ابن عربی و عارف باللہ امام عبدالوہاب الشعرانی و شیخ الاسلام و المسلمین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہم الرحمۃ نے صراحت فرمائی ہے اسی مقام عروج کی وجہ سے آپ سے یہ کلام سرزد ہوئی اسی مقام کو فنا یا زہو و ادلال و سکر کہا جاتا ہے اسی کو لفظ حال سے بھی تعبیر کر لیتے ہیں یہ مقام بجائے خود ایک رفیع مقام ہے مگر اس سے ارفع تر مقامات بھی موجود ہیں ان مقامات میں سے آخری مقام مقام عبودیتہ محضہ ہے (کلام الاولیاء الا کا بر ص ۲۸۰) کلام الاولیاء الا کا بر میں دو مقام پر چیلنج دیا گیا کہ

حضرت مجددؑ کا کوئی ارشاد پیش کرو جس میں آپ نے غوث پاک کا نزول تام بتایا ہو
یہ بھی انکو نظر نہ آیا ممتاز محرف کی بینائی کی بھی داد دینی پڑتی ہے قصور عقل و فہم کا تو
بیان ہی کیا کرنا

آ نکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ناظرین گرامی قدر آپ نے دیکھا ممتاز محرف نے جو الزامات حضرت شمس الفقہاء
مدظلہ العالی پر لگائے وہ خود ان پر سچے آئے اور ہم نے انکے تعصب اور تحقیق کے نام
پر تحریف کا بھانڈا عین چوراہے میں پھوڑ دیا۔

جن کو اپنی نہیں خبر اب تک وہ میرے دل کا حال کیا جانیں



باب سوم

باب الفتوحات المکیہ

لسان غوث پاک حضرت ابن عربیؒ

سب سے پہلے تفریح الخاطر کی اصل و بنیاد و ماخذ کتاب مناقب غوثیہ کی روایت ملاحظہ کیجئے۔

نیز گویند کہ چوں ابن عربی متولد شد پدرش بخدمت حضرت غوثیہ محبوبیہؒ برد بروے نظر فیض اثر کردہ فرمودند سبحان اللہ طرفہ مردے پیدا شدہ کہ در وقت خود زبان ما خواهد بود ہر اسرارے کہ اولیاء اللہ تعالیٰ تا زمان ما پنہاں کردہ بودند ہمہ را ظاہر و آشکار خواهد کرد۔

آنا نکہ خاک را بنظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشہ چشم بما کنند

(مناقب غوثیہ مصنفہ محمد صادق شہابی قادری ص ۶۷)



حضرت غوث پاکؒ کے حکمی فرزند

پھر حضور انور (پیر مہر علی شاہؒ) نے فرمایا کہ حضرت الشیخ (ابن عربیؒ) کا کشف اس قسم کا تھا کہ جب کسی شخص پر تین بار نظر ڈالتے تھے اسکا مفصل حال میثاق سے حشر تک مشاہدہ فرما لیتے تھے جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت الشیخؒ ”گویا حکمی فرزند حضرت غوث پاکؒ کے ہیں کیونکہ حضرت الشیخؒ کے والد علی عرب کی کوئی اولاد نہ تھی وہ ہر ولی اللہ کے پاس جا کر اولاد کے لئے استدعا کرتے تھے اور یہی جواب ملتا تھا کہ تمہاری قسمت میں کوئی اولاد نہیں ہے آخر الامر حضرت غوث پاکؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بھی عرض کیا حضور غوث پاکؒ نے فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ پر نظر کی مگر تمہارے نصیب میں اولاد نہیں ہے انہوں نے عرض کیا کہ اگر تقدیر ہی میں نہیں ہے تو پھر حضور میں حاضر ہونے سے کیا فائدہ حاصل ہوا حضور غوث پاکؒ نے مہربانی سے فرمایا کہ میرے پاس آؤ اور اپنی پشت میری پشت سے ملاؤ میری صلب میں ایک فرزند باقی ہے وہ میں نے تم کو بخشا اس ذریعہ سے حضرت الشیخؒ کا علی عرب صاحب کے گھر میں تولد ہوا (ملفوظات مہر یہ ص ۹)

تبصرہ۔ ہم نے جو دلائل پیش کئے وہ قادر یوں اور گولڑویوں کے مسلمہ حضرات مشائخ سے منقول ہیں گویا ہم انکے گھر کی بات ہی انکے سامنے پیش کرتے ہیں خود اپنے مشائخ کی بات تو تسلیم کرنی چاہیے مگر

آئینہ انکو دکھایا تو برامان گئے

حضرت ابن عربیؒ ”غوث پاکؒ کی زبان ہیں اس بات کو تفریح الخاطر کے اصل ماخذ مناقب غوثیہ سے ہم نے بیان کیا گولڑوی حضرات کا آستانہ عالیہ سیال شریف سے

تعلق غلامی ہے حضرت شمس الاسلام خواجہ شمس الحق والدین اور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کی تصریحات کے خلاف موقف رکھنا گولڑوی حضرات کے لئے زیبا نہیں نیز حضرت غوث زماں خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی اور محبوب ذی العرش حضرت ثانی خواجہ اللہ بخش تونسوی کے واضح فرمانات کے خلاف اڑے رہنا حق و انصاف بلکہ اپنے مشائخ کے ادب و احترام سے دانستہ روگردانی ہے

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از لطف رب

اولیاء کے مرتبہ رجال طاہر کے بارے میں ممتاز تلبیس کا جواب

ممتاز محرف اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کلام الاولیاء الاکابر میں یہ لکھا گیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رجال طاہر میں سے ہیں حضرت شیخ اکبر یہ نہیں فرماتے ممتاز محرف کو معلوم ہونا چاہیے کہ کلام الاولیاء الاکابر میں مردان خدا کی چار اقسام سے لیکر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رجال طاہر سے ہیں تک ایک عنوان ہے ص ۸۹ سے ص ۹۳ تک اسی عنوان کے تحت حوالہ جات درج کئے گئے ہیں چنانچہ شیخ عبدالقادر رجال طاہر سے ہیں سابقہ حوالہ جات کے علاوہ زیر عنوان ہذا دیئے گئے حوالہ سے بھی واضح ہے ابن عربی فرماتے ہیں۔ فرجال الظاہر لہم التصرف فی عالم الملک و الشہادۃ (الی) وهو المقام الذی ترکہ الشیخ العاقل ابو السعد بن شبل البغدادی ادبامع اللہ (فتوحات مکیہ ص ۱۸۷ ج ۱ بحوالہ کلام الاولیاء ص ۸۹) حضرت ابن عربی فرماتے ہیں رجال مطلع جو کہ ملامیہ ہیں اور رجال اللہ میں سب سے افضل ہیں رجال ثلاثہ حد و باطن و ظاہر کی تصریف میں جو

کچھ ہوتا ہے اسے بھی نازل کر لیتے ہیں فتوحات ص ۱۸۷ ج ۱ کلام الاولیاء ص ۹۱ تا ۹۲ پر یہ حوالہ بھی موجود ہے وقال فی الباب السابع و التسعين و ثلاثمائة انما ظهر الشيخ عبدالقادر الجیلی بالتصريف فی الوجود و التاثیر و الدعوی العریضة لان مشهده من الحق تعالیٰ کان حضرت الاسم الظاهر فاعطاه مقام الصولة و الهمة و الشطح و اظهار العلو علی امثاله و اشکاله بل علی من هو اعلیٰ منه فی مقامه الخ مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت غوث پاک کا مشہد حق تعالیٰ سے حضرت اسم ظاہر تھا اولیاء اللہ مختلف مقامات و مراتب طے کرتے رہتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ مرتبہ رجال ظاہر پر فائز رہے ہیں اور یہ حقیقت ہے اگرچہ عمر کے آخری حصہ میں منزل ملامیہ جو کہ افضل و اعلیٰ مقام ہے اس کی طرف منتقل ہوئے پھر ممتاز محرف کیوں سیخ پا ہو گئے اور اس حوالہ سے کیوں پیچ و تاب کھانے لگے۔

شطح کی تعریف: ان الشطح کلمة دعویٰ بحق تفصح عن

مرتبته التي اعطاه الله من المکانة عنده افصح بها عن غیر امر الہیٰ لکن علی طریق الفخر۔ شطح ایما حق دعویٰ ہے جس سے بغیر امر الہیٰ کے اپنے اس مرتبہ و مقام کو بطور فخر بیان کرے جو اسے اللہ نے عطا فرمایا ہے۔ فتوحات مکیہ

ص ۳۸۷ ج ۲

إلاّ كما قبل لکھ دیا اور ما بعد حذف کر دیا اور من گھڑت مفہوم

کو ابن عربی کی طرف منسوب کر دیا

ملاحظہ کیجئے زبردست لفظی و معنوی تحریف کا کتاب کے مختلف مقامات پر تکرار
 مارائینا ولا سمعنا عن ولی ظهر منه شطح لرعونۃ نفس وهو ولی عند اللہ
تحریف معنوی۔ ہم نے کوئی ایسا ولی دیکھا نہ سنا جس سے رعونت نفس کی وجہ سے
 شطح کا صدور ہو اور پھر وہ عند اللہ ولی بھی ہو۔ قدم الشیخ عبدالقادر ص ۳۶۳ یہاں تک
 لکھ کر اگلا حصہ حذف کر دیا۔

زبردست تحریف لفظی۔ الا ولا بد ان یفتقر ویذل ویعود علی اصلہ
 ویزول عنہ ذالک الزہو الذی کان یصول بہ اول الذکر عبارت کا اگر یہ حصہ
 بھی ممتاز محرف درج کر دیتے تو سارا کام خراب ہو جاتا اور انکے منصوبے کا بیڑا
 غرق ہو جاتا۔

مکمل عبارت کا صحیح مفہوم۔ ہم نے کوئی ولی دیکھا نہ سنا جس سے بوجہ رعونت
 نفس شطح (یعنی بطریق فخر اظہار مرتبہ) کا صدور ہو اور پھر وہ عند اللہ ولی بھی ہو
 مگر اس نے ضرور فقر و ذلت کی طرف رجوع کیا توبہ و استغفار کی عجز و نیاز کی طرف
 لوٹ آیا اور یہ فخر و زہو اس سے زائل ہو گیا۔

ص ۳۶۳ پر دوبارہ یہی تحریف۔ ممتاز محرف لکھتے ہیں صاحب فتوحات
 نے فرمایا ہے کہ ہم نے کوئی ایسا ولی دیکھا نہ سنا جس سے رعونت نفس کی بناء پر شطح کا

صدور ہوا اور وہ عند اللہ ولی ہو حضرت شیخ کے یہ الفاظ تو اس حقیقت کو نمایاں کرتے ہیں کہ ولی اللہ رعونت نفس کی بناء پر شطح سے تکلم نہیں کرتا

ص ۳۶۴ پر تیسری بار یہی تحریف

لکھتے ہیں اہل اللہ ہرگز ہرگز بطریق فخر اپنے امثال پر اظہار و اعلان مرتبہ نہیں کرتے

ص ۳۶۴ پر چوتھی بار یہی تحریف

لکھتے ہیں نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ حضرت شیخ نے کوئی ایسا ولی اللہ دیکھا نہ سنا جس سے رعونت نفس کی بناء پر شطح کا صدور ہوا اور وہ عند اللہ ولی بھی ہو۔

ص ۳۶۵ پر پانچویں بار تحریف کی: ممتاز محرف لکھتے ہیں حضرت شیخ رعونت نفس

پر مبنی شطحات کے صدور کی ہر ولی اللہ سے نفی کر رہے ہیں۔

ص ۳۸۱ پر چھٹی بار یہی تحریف: ممتاز محرف لکھتے ہیں حضرت شیخ ابن

عربی شطح کی بحث میں واضح کر چکے کہ ہم نے ایسا کوئی ولی اللہ دیکھا نہ سنا جس نے

رعونت نفس کی بناء پر شطح کا اظہار کیا ہو جب کوئی بھی ولی اللہ رعونت نفس کی بناء پر شطح

کا اظہار نہیں کرتا تو رعونت نفس کی وجہ سے تکلم کس طرح کر سکتا ہے

(قدم الشیخ ص ۳۸۱) ناظرین حذف کردہ عبارت سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ

کسی ولی اللہ نے بطریق فخر اظہار مرتبہ کیا تو ضرور اس نے عاجزی و انکساری کی

طرف رجوع کیا اور توبہ استغفار کی اور اس سے یہ فخر زائل ہو گیا جب کہ تکلم بھی شطح

کی ہی ایک قسم ہے تو جب ممتاز محرف گوڑوی صاحب کا شطح کے بارے میں

میں نظریہ غلط ثابت ہو گیا تو حکیم جو انہوں نے نظریہ شطح پر مرتب کی اسکی عمارت بھی زمین بوس ہو گئی۔

غلط نظریہ کو ابن عربی کی طرف منسوب کر دیا

لکھتے ہیں صاحب فتوحات نے وضاحت کر دی کہ اہل اللہ بطریق فخر دوسروں پر فوقیت کا اظہار نہیں کرتے اور یہ بات انکی شان سے بعید ہے۔ (ص ۳۶۵ قدم الشیخ) حضرت ابن عربی کا نظریہ یہ ہے کہ اہل اللہ بطریق فخر دوسروں پر فوقیت کا اظہار کر لیں تو وہ ضرور رجوع کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں تو ان سے یہ فخر و زہو زائل ہو جاتا ہے۔

☆ مقصد تحریف ☆

ممتاز گولڑوی صاحب نے اتنے پا پڑ اس لئے پہلے کہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے شطحیات پر ابن عربی نے مجازاً شطح کے لفظ کا اطلاق کیا ہے مگر یاد رہے کہ شطح کی شطح حقیقی اور مجازی کی طرف تقسیم ابن عربی نے ذکر نہیں فرمائی بلکہ آپ نے تو یہ فرمایا ہے اولیاء سے جب فناء کی حالت دور ہو جاتی ہے تو وہ ان فخریہ کلمات و شطحیات سے رجوع و استغفار کرتے ہیں جس سے یہ فخرانے زائل ہو جاتا ہے۔

الٹا چور کو توال کو ڈانٹے

ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں کیا آپ کے نزدیک سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اہل اللہ نہ تھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سیدنا غوث اعظم کی ولایت پر یقین نہیں

رکھتے اگر ایسی بات ہے تو اس پر قائم رہیں مگر صاحب فتوحات کو اس فاسد مہم میں ملوث نہ کریں (قدم الشیخ ص ۳۶۵) اب ہم ممتاز محرف صاحب سے یہ عرض کرتے ہیں کہ اپنے قصور فہم کا اعتراف اس شعر کی روشنی میں کیجئے

۱۔ زبان یار من ترکی و من ترکی نئے دامن

ممتاز محرف صاحب اب بتائیں کیا وہ ان عظیم اولیاء کی ولایت پر یقین نہیں رکھتے جن حضرات نے اظہار شطح کے بعد عجز و انکساری کے اظہار سے فخر و زہو کو خود سے زائل کر دیا نیز انصاف سے بتائیں کہ آپ جیسے لوگوں کو فتوحات مکیہ کے مطالعہ کا حق ہونا چاہیے یا نہیں۔

۲۔ قابلیت ہو تو دیدار جمال اچھا ہے ورنہ اس کوچے کا پھر ترک خیال اچھا ہے

انتہار مدح میں افراط کی وجہ سے پایا گیا

حضرت ابن عربیؒ فتوحات مکیہ ص ۶۲۴ ج ۲ پر تحریر فرماتے ہیں واما الشیخ

ابو السعود ابن الشبل شیخ ابی البدن المذکور فالموصوف من احوالہ
انہ کان علی بینة من ربہ الا انہ کان اعقل اهل زمانہ ولو لا ما حکى عنہ
ابو البدر المذکور انہ انتہر شخصاً فی ذکر عبد القادر بغیظ لا بسکون و
هدو و عرفہ انہ یعرف عبد القادر کیف کان حالہ فی اہلہ و حالہ فی
قبرہ لکان عبداً محضاً و لکن عاش بعد ہذا فقد یمکن انہ صار عبداً
محضاً لانہ لم ینتہر ہذا الشخص لکونہ اتی امر محرماً فی الشرع
وانما وصف احوال عبد القادر و عظم منزلتہ فلو انہ وقع فی محذور

شرعی وانتہرہ وغضب علیہ لم یخرجه ذالک عن ان یکون عبدا محضاً
فسبحان من اعطی ابا السعود ما اعطاه فلقد کان واحداً زمانہ فی شانہ
نعم لو کان هذا الذاکر تلميذاً له لتعين عليه انتہارہ اياه لان انتہارہ من
تربیتہ فان کان من تلامذتہ فذلک الانتہار لا یخرجه عن عبودیتہ فان
کان ذلک الانتہار من ابي السعود عن امر الہی خو طب بہ فی نفسہ
لمصلحة الوقت فی حق من کان او لغيرہ من اللہ علی مقام قداساء
هذا المتکلم فیہ الادب فاننتہارہ ذلک مما یحقق عبودیتہ لا یخرجه
عنها وهذا هو الظن بحال ابي السعود لا الذی ذکرناہ اولاً وانما ذکرنا
ذلک وهذا وما بینہما لنستوفی الکلام علی المقام بما یقتضیہ من
الوجوه علی کمالها فلا بد ان یکون هذا الشیخ علی واحد منها ولم
یحکم علیہ بواحد منها فافدنا الواقف علی هذا الکتاب معرفة هذا المقام
واحوالہ وان اللہ ما أخبرنی بحال من احوال ابي السعود حتی نلحقہ
بمنزلتہ واللہ اعلم الا انی اقطع ان میزانہ بین الشیوخ کان راجحاً
نفعنا اللہ بمحبتہ وبمحبۃ اهل اللہ اور بہر حال شیخ ابوالسعود بن شبل ابوالبدر
مذکور کے شیخ انکے احوال سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اپنے رب کی طرف سے واضح
دلیل پر تھے۔ بلاشبہ آپ اپنے زمانے کے نہایت عقل مند تھے اور اگر وہ چیز نہ ہوتی
جو ابوالبدر مذکور نے حکایت کی کہ انہوں نے شیخ عبدالقادر کے ذکر میں ایک شخص کو
غصے کے ساتھ ڈانٹا نہ کہ سکون اور آرام کے ساتھ اور اسے بتایا کہ بے شک وہ

عبدالقادر کو جانتے ہیں کہ ان کا حال اپنے گھر میں کیسا تھا اور ان کی قبر میں ان کا کیا حال ہے۔ تو ضرور عبد محض ہوتے لیکن اسکے بعد زندہ رہے تو ممکن ہے کہ عبد محض ہو گئے ہوں۔ اس لیے کہ آپ نے اس شخص کو اس وجہ سے نہیں ڈانٹا کہ اس نے کوئی شرعاً حرام کام کیا تھا۔ اس نے شیخ عبدالقادر کے احوال کا ذکر کیا اور ان کے مرتبے کا بڑا ہونا بتایا اور اگر وہ کسی ممنوع شرعی میں واقع ہوا تو اس کو ڈانٹا اور اس پر ناراض ہوئے تو یہ چیز ان کو عبد محض ہونے سے نہیں نکالتی پس وہ ذات پاک ہے جس نے ابوالسعود کو دیا جو دیا وہ اپنی شان میں اپنے زمانے کے یکتا تھے۔ ہاں اگر یہ ذکر کرنے والا آپ کا شاگرد تھا تو آپ کا ڈانٹنا ضروری تھا اس لیے کہ اس کو ڈانٹنا اس کی تربیت ہے۔ پس اگر آپ کے تلامذہ میں سے تھا تو یہ ڈانٹنا آپ کو عبدیت سے نہیں نکالتا پس اگر یہ ڈانٹنا امر الہی کی وجہ سے تھا جس کے ساتھ آپ کو کسی وقتی مصلحت کے تحت خطاب کیا گیا یا اللہ کی غیرت کی وجہ سے آپ کو حکم دیا گیا کہ اس متکلم نے ادب کے خلاف کیا تھا تو آپ کا وہ ڈانٹنا آپ کی عبدیت کو ثابت کرتا ہے نہ کہ اس سے نکالتا ہے یہی گمان ہے ابوالسعود کے حال کے بارے میں وہ نہیں جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ ہم نے وہ اور یہ اور درمیانی حالت اسوجہ سے ذکر کی ہے تاکہ ہم اس مقام پر کامل کلام کریں ان تمام وجوہ کے اعتبار سے جس کا یہ مقام تقاضا کرتا ہے تو ضروری ہے کہ یہ شیخ ان میں سے کسی ایک پر ہوں لیکن کسی ایک کے بارے میں فیصلہ نہیں کیا گیا پس ہم نے اس مقام کے قاری کو اس مقام اور اسکے احوال کی معرفت کا افادہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوالسعود کے احوال میں سے کسی کے

بارے میں خبر نہیں دی تھی کہ ہم اس کو اس کی منزل کے ساتھ ملائیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے مگر بے شک میں قطعی بات کرتا ہوں کہ آپ کا میزان شیوخ کے درمیان راجح تھا ہمیں اللہ تعالیٰ آپ کی محبت اور اہل اللہ کی محبت سے نفع دے۔

حضرت شیخ ابوالسعود نے ایک شخص کو جھڑک دیا

جس نے تعریف میں افراط سے کام لیا

ممتاز محرف و ملبس ممتاز گولڑوی کے اعتراضات

(۱) آپ نے ما قبل اور ما بعد حذف کر دیا اور یہ روایت ص ۶۲۴ ج ۲ پر ہے جس سے

غوث پاک کی انتہائی شان ظاہر ہوتی ہے

(۲) حضرت ابوالسعود کی اس روایت پر حضرت ابن عربی نے فرمایا کہ اگر ان سے

یہ روایت نہ ہوتی تو وہ عبد محض ہوتے لیکن بعد میں زندہ رہے ممکن ہے عبد محض بنے ہوں۔

(۳) حضرت ابن عربی نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابوالسعود کے کسی حال کی مجھے خبر نہیں دی۔

(۴) ص ۶۲۷ ج ۲ کی جو عبارت کلام الاولیاء میں نقل کی گئی اس میں آپ نے

تحریف کی حضرت شیخ ابن عربی نے تو یہ فرمایا ہے کہ اس شخص نے شیخ عبدالقادر

جیلانی کا طویل ذکر خیر کر کے ابوالسعود کو آپ کی پہچان کرانے کی کوشش کی تو

انہوں نے فرمایا میں تو حضرت شیخ جیلانی کو زیادہ جاننے والا ہوں۔

(۵) ابوالسعود کے یہ الفاظ جھڑک نہ تھی بلکہ جھڑک کے مشابہ تھی

اعتراضات کے جوابات

پہلے اعتراض کا جواب: کلام الاولیاء الا کا بر میں (فتوحات مکیہ ص ۶۲۷ ج ۲) کی عبارت من وعن نقل کی گئی اس میں تحریف کا الزام لگانا ممتاز محرف کی نظر کا فتور ہے اس عبارت کا ماقبل و مابعد کچھ بھی حذف نہیں کیا گیا (ص ۶۲۴ ج ۲) کی عبارت نقل ہی نہیں کی گئی تو ممتاز محرف کیسے ماقبل اور مابعد کے حذف کا الزام لگاتے ہیں۔

دوسرے اعتراض کا جواب: ممتاز محرف نے بے سوچے سمجھے اعتراض جڑ دیا حالانکہ حضرت ابن عربیؒ نے (ص ۶۲۴ ج ۲) پر مختلف احتمالات بیان فرمائے تھے

آپ فرماتے ہیں انما ذکرنا ذلك و هذا وما بينهما لنستوفی الکلام علی

المقام بما يقتضیه من الوجوه علی کمالها الخ

ہم نے وہ اور یہ اور درمیانی حالت اسوجہ سے ذکر کی ہے تاکہ ہم اس مقام پر کامل

کلام کریں ان تمام وجوہ کے اعتبار سے جس کا یہ مقام تقاضا کرتا ہے تو ضروری ہے کہ

یہ شیخ ان میں سے کسی ایک پر ہوں لیکن کسی ایک کے بارے میں فیصلہ نہیں کیا گیا پس

ہم نے اس مقام کے قاری کو اس مقام اور اسکے احوال کی معرفت کا افادہ کیا ہے

ممتاز محرف کو یہ عبارت بھی نظر نہ آئی فسبحان من اعطی ابا السعود ما اعطاه

فلقد کان واحد زمانه فی شانہ

پس وہ ذات پاک ہے جس نے ابوالسعود کو دیا جو دیا وہ اپنی شان میں اپنے زمانے

کے یکتا تھے

فذلك الانتہار لا یخرجه عن عبودیتہ تو یہ ڈانٹنا ابوالسعود کو عبودیت سے نہیں

نکالتا. فانتهاره ذلك مما يحقق عبوديته لا يخرجها عنها وهذا هو الظن بحال ابي السعود لا الذي ذكرناه اولاً توآپ کا وہ ڈانٹنا آپ کی عبدیت کو ثابت کرتا ہے نہ کہ اس سے نکالتا ہے یہی گمان ہے ابو السعود کے حال کے بارے میں وہ نہیں جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے حضرت ابن عربیؒ نے لا الذی ذکرناہ اولاً لکھ کر پہلی شق خروج عن العبدیت کی صراحتاً نفی فرمادی۔ اس طرح ممتاز محرف کی یہ تلپسی و تحریفی کاوش بھی ناکام ہوگئی

یوں نہ نکلوسب پہ بر چھاتان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

و عرفه انه يعرف عبدالقادر كيف كان حاله في اهله و حاله في قبره۔ حضرت شیخ قدس سرہ کی مدح میں افراط کرنے والے شخص کو شیخ ابو السعودؒ نے جنوایا کہ بے شک وہ جانتے ہیں عبدالقادر کو وہ اپنے اہل کے ساتھ کیسے تھے اور اب اپنی قبر میں کیسے ہیں۔ صرف اس قدر دعویٰ پر کہ میں عبدالقادر کی قبر اور گھر کا حال جانتا ہوں سے اگر عبودیت محضہ سے خروج کا احتمال پیدا ہو سکتا ہے تو پھر حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے کیا خیال ہے کہ جنہوں نے شطیحات کثیرہ و کبیرہ کا اظہار کیا ممتاز محرف نے فتوحات کی ایک ہی روایت میں تحریفات کا ریکارڈ قائم کر دیا

درج ذیل عبارات ممتاز محرف نے حذف کیں

عبارت نمبر ۱۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ابو السعود کو عطا فرمایا جو مقام عطا فرمایا پس ضرور وہ اپنی شان میں اپنے زمانے کے یکتا تھے۔

عبارت نمبر ۲۔ مگر بے شک میں یقین رکھتا ہوں کہ تحقیق مشائخ کے درمیان آپ کا ترازو

بھاری تھا۔

عبارت نمبر ۳۔ بے شک ابوالسعود اپنے رب کی طرف سے واضح بصیرت پر تھے
عبارت نمبر ۴۔ مگر بے شک ابوالسعود اپنے زمانے والوں میں سے بڑے عاقل تھے
عبارت نمبر ۵۔ بے شک ابوالسعود نے جھڑک دیا ایک شخص کو عبدالقادرؒ کے ذکر
میں غصے کے ساتھ نہ کہ سکون سے۔

تبصرہ۔ ممتاز محرف صاحب حضرت شیخ ابوالسعود کی عبودیت محضہ کا مقام
غیر یقینی بنانے کا تہیہ کر چکے ہیں اس لئے وہ اتنا تکلف کر رہے ہیں مگر افسوس
ان کا یہ مقصد پورا نہ ہو سکا اور حضرت ابن عربیؒ قدس سرہ نے انہیں برح طرح
جھڑک کر اپنے دروازے سے بھگا دیا اور صاف صاف فرما دیا۔ و هذا هو
الظن بحال ابی السعد دلا الذی ذکرناہ اولاً۔ یعنی حضرت ابوالسعود
کے بارے میں یہ خیال ہے (یعنی اس انتہار نے آپ کی عبودیت محضہ کو یقینی
بنادیا ہے) میرا وہ خیال نہیں جو میں نے پہلے ذکر کیا وہ تو صرف اس مقام کی
توضیح کے لئے میں نے مختلف شقیں بیان کر دی ہیں۔

دروغ گورا حافظہ نباشد

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے (ص ۳۴۵) پر لکھتے ہیں شیخ ابوالسعود ما مور نہ ہو
نے کی وجہ سے تصرف چھوڑ کر عبودیت محضہ کے مقام پر فائز تھے جبکہ قدم الشیخ کے
(۳۴۹) پر لکھتے ہیں شیخ ابوالسعود کی عبودیت محضہ کا مقام غیر یقینی ہو گیا

تیسرے اعتراض کا جواب: حضرت ابن عربی نے (فتوحات مکیہ ص ۵۶۰ ج ۳) پر واضح فرمادیا کہ اکمل رویت حضرت ابوالسعود کو حاصل تھی اور صاحب شطیحات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تھے۔ وہی اکمل رویت یرمی فیہا الحق وبہا فیرفعہ بہا منزلا لاینالہ الا المحمدیون وهو منزل الہویۃ فلا یزال فی الغیب مشہدہ فلا یرمی لہ اثر فی الحس اور یہ اکمل رویت ہے جس میں اور جس کے ساتھ وہ حق کو دیکھتا ہے پس اسکو حق بلند فرماتا ہے اس رویت کے بسبب ایسی منزل تک جس کو محمد بین کے علاوہ کوئی نہیں پاسکتا پس اسکا مقام ہمیشہ عالم غیب میں رہتا ہے اور اس کا نشان و اثر عالم حس میں ظاہر نہیں ہو سکتا۔ و ہذا کان مشہد ابی السعود بن شبیل ببغداد اور یہ بلند و بالا مقام ابوالسعود بن شبیل بغدادی کو حاصل تھا (الی ان قال) و منهم من تغلب علیہ الشطحات لتحققہ بالحق کعبدالقادر۔ (فتوحات مکیہ ص ۵۶۰ ج ۳) اور ان میں سے وہ ہیں جن پر شطحات غالب آجاتی ہیں کیونکہ وہ حق کے ساتھ (صفت ملیک کے مظہر کے طور پر) متحقق ہوتے ہیں مثل شیخ عبدالقادر الجیلانی کی ہیں نیز ہو سکتا ہے کہ اس تحریر کے وقت حضرت ابن عربی ایسے شہباز کی نظر بھی حضرت ابوالسعود کے مقامات عالیہ کا پوری طرح ادراک نہ کر سکی ہو اس وجہ سے آپ نے ان عبارات کے علاوہ یہ بھی کہہ دیا وان اللہ ما اخبرنی بحال من احوال ابی السعود حتی نلحقہ بمنزلتہ واللہ اعلم ای ذالک کان الا انی اقطع ان میزانہ بین الشیوخ کان راجحا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوالسعود کے احوال میں سے کسی کے بارے میں خبر

نہیں دی تھی کہ ہم اس کو اس کی منزل کے ساتھ ملائیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے مگر بے شک میں قطعی بات کرتا ہوں کہ آپ کا میزان شیوخ کے درمیان راجح تھا ترجیح تو آپ نے یہاں بھی واضح طور پر بیان فرمادی مگر بعد میں جب آپ کے مقامات عالیہ کی خبر پائی تو واضح فرمادیا کہ حضرت ابوالسعود صاحب ہویت تھے اور وہ حق کی اکمل ترین رویت ہے اور اس کے بعد وہ حضرات جو محفوظ فی الشطح ہیں مثلاً حضرت بایزید بسطامی اور سلیمان الدینی اور اس کے بعد وہ حضرات جو غیر محفوظ فی الشطح ہیں اور ازاں بعد وہ جن پر شطیحات کا تغلب تھا اور وہ غیر معصوم اللسان تھے حضرت ابن عربیؒ کی اصطلاح میں یہ طریقت میں سوء ادب ہے

چوتھے اعتراض کا جواب

افادہ اخبار کا حصر مخاطب کو جنوانے میں کر کے علمی خیانت

کا ارتکاب کیا: ممتاز محرف صاحب فتوحات مکیہ کی عبارت درج کرتے ہوئے

لکھتے ہیں۔ قصد به تعریف الشيخ ابی السعود والحاضرین بمنزلة

عبدالقادر وافرط۔ (الفتوحات المکیہ جلد ۲ ص ۶۲۷) اس گفتگو کرنے والے شخص

کا مقصد یہ تھا کہ وہ شیخ ابوالسعود اور حاضرین مجلس کو شیخ عبدالقادر کی پہچان کرائے

اس نے کلام کو طویل کر دیا (قدم الشیخ ص ۳۵۶) ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں

حضرت ابوالسعود نے اس شخص کو فرمایا تم ہمیں اس طرح تفصیل و تطویل سے حالات

سنارہے ہو جس طرح کہ ہم آپ کے احوال سے بے خبر اور ناواقف ہیں آپ کا یہ فرمانا

جھڑک نہیں تھی جھڑک کی طرح تھی۔

تبصرہ ممتاز محرف نے مخاطب کو جنوانے میں افادہ خبر کا حصر کر دیا حالانکہ یہ بات درست نہیں اخبار سے مقصود کبھی مخاطب کو اپنے عالم ہونے سے مطلع کرنا بھی ہوتا ہے نیز افراط کا ترجمہ کلام کو طویل کر دیا کے الفاظ سے کرنا بھی بدترین تحریف ہے۔

پانچویں اعتراض کا جواب

انتہا مدح میں افراط کی وجہ سے پایا گیا

کلام الاولیاء الا کا بر ص ۱۱۳ پر فتوحات مکیہ ص ۲۶۷ ج ۲ سے یہ روایت درج کی گئی
 انتھر الشیخ ابو السعود شخصاً ذکر عبدالقادر وعظم منزلة
 عبدالقادر وافرط۔ حضرت شیخ ابوالسعود نے ایک ایسے شخص کو جھڑک دیا جس نے شیخ
 عبدالقادر کا ذکر کیا اور حضرت شیخ عبدالقادر کا مرتبہ بہت بڑھایا اور افراط سے کام لیا
 یہاں افراط کا لفظ بھی ممتاز محرف کو نظر نہ آیا یا انہیں افراط کا معنی ہی معلوم نہیں۔ مندرجہ بالا
 عبارت میں افراط فی المدح کا ذکر ہے کہ یہ ڈانٹ تعریف میں حد سے تجاوز کرنے کی وجہ
 سے پائی گئی نیز فتوحات مکیہ ص ۶۲۲ ج ۲ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں جو ممتاز محرف نے
 حذف کر دیئے کہ۔ انہ انتھر شخصاً فی ذکر عبدالقادر بغیظ لابسکون۔ بیشک
 ابوالسعود نے شیخ عبدالقادر کے ذکر کرنے میں ایک شخص کو غصے سے ڈانٹ دیا نہ کہ سکون
 سے نیز اگر یہ جھڑک نہیں تھی تو ممتاز محرف صاحب کا یہ قول کہ اس بات سے چونکہ شان
 غوثیت میں تنقیص کا شائبہ پایا جاتا تھا حضرت ابن عربی کے نزدیک شیخ ابوالسعود کی
 عبدیت محضہ کا مقام غیر یقینی ہو گیا کوئی وزن نہیں رکھتا ظاہر ہے کہ یہ جھڑک تھی ورنہ بقول

آپ کے شیخ اکبر کی عقیدت درحق ابوالسعود متزلزل نہ ہوتی اگر حضرت شیخ ابوالسعود کا مقصد اس مقام ولایت پر متحقق ہونے کا بیان تھا جس میں لوگوں کے احوال و واقعات کا تفصیلی علم ہوتا ہے تو پھر بقول شما بن عربیؒ گو بے یقینی اور تذبذب پیدا ہوا تو وہ کیوں ہوا؟

ذکر الحبيب زبيب

محبوب کا ذکر مرغوب ہوتا ہے غذاء روح و سرور جان ہوتا ہے اور اس سے روکنا محبت کی شان کے لائق نہیں

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکره هو المسك ما کررتہ يتضوع

تو حضرت شیخ ابوالسعود نے محبوب سبحانی کی تعریف و توصیف سے کیوں روکا ظاہر

ہے کہ انتہار مدح میں افراط کی وجہ سے پایا گیا اور یہ واقعی انتہار ہی تھا

دیکھئے بخاری شریف باب من صلی فی فروج حریر ثم نزعہ

عن عقبہ بن عامر قال اهدی النبی ﷺ فروج حریر فلبسہ فصلی فیہ ثم

انصرف فنزعہ نزعاً شدیداً کالکارہ لہ وقال لا ینبغی هذا للمتقین (بخاری

ص ۵۴ ج اول)

باب جو شخص ریشمی قبا میں نماز شروع کرے پھر اسکو اتار دے عقبہ بن عامر سے مروی

ہے کہ نبی ﷺ کو کسی نے ایک ریشمی قبا بطور ہدیہ دی آپ نے اسکو زیب تن فرما کر

نماز پڑھی جب سلام پھیرا تو جلدی سے اسکو اتار دیا جیسے کوئی برا جان کر اتارتا ہے اور

فرمایا یہ متقیوں کے لائق نہیں ہے (فیوض الباری شرح بخاری شریف ص ۱۲۶ ج

اول شارح علامہ محمود احمد رضوی) علامہ نووی نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اولین

نہی اسوقت وارد ہوئی جب کہ حضور اقدس نے اس قبا کو اتار دیا جیسا کہ حدیث جابر میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ریشمی قبا پہن کر نماز پڑھی پھر اسکو اتار دیا اور فرمایا نہانی عنہ جبریل علیہ السلام (مسلم شریف) جبریل امینؑ نے اس کے پہننے سے منع کیا ہے چنانچہ ممانعت کا حکم آتے ہی حضور علیہ السلام نے ریشمی قبا اتار دی (فیوض الباری ص ۱۲۷) نیز دیکھئے فتح الباری ص ۲۸۵ ج اول عمدة القاری ص ۹۷ ج ۲ فیض الباری ص ۱۶ ج ۲

تبصرہ ۵: صرف ایک مقام پر کا لہنتھر کا لفظ نظر آیا تو ملا جی کو باقی سب تصریحات بھول گئیں ملا جی یہ کاف اسی طرح کا ہے جیسے فنزعه نز عاشدید اکالکارہ لہ میں ہے کہ ریشمی لباس کو سرور دو عالم ﷺ نے کراہت کیساتھ اتار پھینکا اسکا یہ مفہوم نہیں ہو سکتا کہ کراہت نہ تھی کراہت کیساتھ مشابہت تھی نیز یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ حضرت شیخ ابوالسعود حضرت غوث الاعظم کے لئے فضیلت کلی کے قائل نہیں تھے ورنہ آپ منع نہ فرماتے۔

ممتاز تلبیس در معرفت ملامیہ

ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۳۳۳ پر لکھتے ہیں حضرت محی الدین ابن عربیؒ کے نزدیک اولیائے کرام میں جماعت ملامیہ افضل و اعلیٰ ہے چنانچہ انکی عظمت و جلالت کا بیان کرتے ہوئے یہ عنوان قائم کرتے ہیں۔ معرفة منزل الملامیہ من الحضرة المحمدیة۔ انکے اعلیٰ ترین مقام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے

ہیں۔ و ہذا مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و من تحقق بہ من الشیوخ حمدون القصار و ابو السعید الخراز و ابو یزید البسطامی و کان فی زماننا ہذا ابو السعود بن شبلی و عبدالقادر الجیلی فتوحات مکہ جلد ۳ ص ۳۴۔ ممتاز محرف مندرجہ بالا عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں اب فرمائیں کہ حضرت شیخ اکبر نے حضرت غوث اعظم کو صاحب مقام تسلیم کیا یا نہیں اور مقام بھی وہ جو رسول پاک علیہ السلام اور حضرت صدیق اکبر کے لئے ثابت ہے مگر آپ فتوحات کا مطالعہ کرتے تو دیکھتے۔

معرفت منزل ملامیہ میں ممتاز محرف کی تلبیس کا جواب

ممتاز محرف صاحب فرمائیں کیا ملامیہ میں تقاضل و تفاوت درجات نہیں ہے نیز حضرت سیدنا غوث اعظم ملامیہ میں شامل تو ہو گئے لیکن کب شامل ہوئے عمر کے آخری حصہ میں ادلال سے منتقل ہو کر جیسا کہ فتوحات مکہ ص ۳۳۳ جلد ۱ اور ص ۸۰ جلد ۲ پر حضرت ابن عربی نے حال و ادلال اور عروج سے نزول و عبدیت محضہ کی طرف منتقل ہونے کے بارے میں صراحت فرمائی نیز ملامیہ کے اعلیٰ درجات و مراتب میں آپ کا نزول فقط مقام روح تک ہو سکا۔ (کمانی مکتوبات المجدد) ملامیہ کا طریق کار اور صفات حضرت ابن عربی نے جا بجا بیان فرمائی ہیں یعنی ان کا کام اظہار ذل و عجز اور مسکنت ہے حضرت ابن عربی نے صراحت فرمائی کہ حضرت شیخ پر تغلب شطیحات تھا اور حضرت شیخ جب منزل ملامیہ پر فائز ہوئے تو اظہار عجز و مسکنت کو بھی اختیار کیا حضرت بایزید بسطامی ملامیہ سے تھے اسکے باوجود آپ سے سبحانی ما

اعظم شانی اور انی انا اللہ اور لوئی ارفع من لواء محمد ﷺ جیسے کلمات حالت سکر و فنا حال و عروج میں صادر ہوئے اسی طرح حضرت شیخ عبدالقادر کا قول بھی سکر و فنا عروج و حال کی حالت میں سرزد ہو سکتا ہے اگرچہ وقت وفات سے کچھ عرصہ قبل آپ ملامیہ میں شامل ہو گئے حضرت ابن عربیؒ نے صراحتاً ذکر فرمایا آپ صاحب حال و شطح تھے اور تحقق بالحق یعنی ذات حق میں فنا کی وجہ سے انبیاء اور اولیاء پر شطح کا اظہار کرتے تھے نیز آپ کے ملامیہ میں سے ہونے یا نہ ہونے کا سوال نہیں اصل بحث اس بات میں ہے کہ کیا آپ تمام اولیاء سے افضل ہیں یا نہیں اور اس حوالہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ان تمام سے افضل تھے بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ان میں سے ایک تھے حضرت ابن عربیؒ نے ذکر فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ حضرت ابوالسعود اور حضرت سلیمان الدبیلیؒ بھی ملامیہ میں سے تھے اور یہ بھی بیان فرمایا کہ حضرت شیخ قدس سرہ سے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ تھے نیز یہ بات بھی ارباب عقول پر مخفی نہیں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ بھی ملامیہ میں سے تھے اور کہاں حضور ﷺ کا مقام اور کہاں اولیاء امت کا مقام۔

حال و مقام کے بارے میں ممتاز تلمیذ کا جواب

آپ کے امام العصر سید وقتہ یا قطب وقتہ المرجوع الی قوله فی الرجال ہونے میں ہمیں کوئی اختلاف نہیں آپ بحث سے فرار کیوں اختیار کرتے ہیں اختلاف تو صرف اس بات میں ہے کہ کیا آپ سب اولیاء متقدمین و متاخرین سے افضل ہیں رہا آپ کا صاحب حال ہونا اور صاحب مقام نہ ہونا تو اسکی صراحت خود حضرت ابن

عربی نے فرمادی ہے پتہ نہیں آپ دیکھتے نہیں یا سوچتے نہیں حضرت ابن عربی تصریح و تنصیح فرماتے ہیں فانہ کان صاحب حال موثرہ ربانیۃ مدۃ حیاتہ لم یکن صاحب مقام و ما انتقل الی حال

ابی السعود و ان کان تلمیذہ الا عند موتہ وہی حال الکبری و کانت ہذہ الحال مستصحبة لابی السعود طول حیاتہ فکان عبدا محضاً لم یشب عبودیتہ ربوبیۃ۔ (فتوحات ص ۸۰ ج ۲)

حال و مقام کی بحث میں بے مثال تحریف

حضرت ابن عربی کے یہ الفاظ کہ سیدنا شیخ عبدالقادر صاحب مقام نہ تھے حذف کر دیئے

ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں غلط استدلال کر کے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب حال تھے صاحب فتوحات کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب مقام نہ تھے ممتاز محرف صاحب مزید لکھتے ہیں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات میں متعدد مقامات پر شیخ ابوالسعود کی تعریف کی اگرچہ ان کی شان میں اس قدر بلند تعریفی کلمات نہیں لکھے جس قدر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی شان میں لکھے ہیں مگر آپ کے بعد ان کا تذکرہ حضرت شیخ نے بہت اچھے الفاظ میں کیا ممتاز محرف صاحب حال اور مقام کی بحث میں التباس کا شکار ہو گئے اور حضرت ابن عربی کی عبارت سے غلط استدلال کیا چنانچہ لکھتے ہیں کہ حال ہی مقام ہوتا ہے یہی بات حضرت ابن عربی نے سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں کہی ہے فرمایا کان ذا حال موثرۃ

ربانية مدة حياته۔ آپ پوری زندگی موثر حال ربانی کے ساتھ موصوف رہے (قدم الشیخ ص ۳۹۴)

لم یکن صاحب مقام کے الفاظ حذف کر دیے

فتوحات مکیہ ص ۸۰ جلد ۲ کے اصل الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ کان صاحب حال موثرہ ربانية مدة حياته لم یکن صاحب مقام بلاشبہ آپ اپنی مدت حیات تک صاحب حال موثر ربانی تھے صاحب مقام نہ تھے۔

بے مثل تحریف حضرت شیخ عبدالقادر صاحب مقام صدق

نہ تھے یہ جملہ حذف کر دیا

ممتاز محرف صاحب ص ۳۴۹ پر حال و مقام کی بحث کے دوران حال اور مقام میں التباس پیدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حال ہی مقام ہوتا ہے چنانچہ گل افشانی کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں حضرت ابن عربی ایک اور مقام پر آپ کے حال کی عظمت و شرف کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کان محققاً متمکناً فی حال الصدق فما سمعنا فی زماننا من کان مثل عبد القادر الجیلی فی حال الصدق۔ (فتوحات جلد دوم ص ۲۲۳) حضرت شیخ عبدالقادر حال صدق میں محقق اور متمکن تھے اور ہم نے اپنے زمانے میں کسی بزرگ کے متعلق نہیں سنا کہ وہ حال صدق میں آپ کی مثل ہو۔

فتوحات کی مکمل عبارت

فحال الصدق يناقض مقامه ومقامه اعلى من حاله فى الخصوص و
 حاله اشهر واعلى فى العموم و كان للامام عبدالقادر على ما ينقل الينا
 من احواله حال الصدق لامقامه و صاحب الحال له الشطح و كذلك
 كان رضى الله عنه و كان للامام ابى السعود بن الشبل تلميذ عبدالقادر
 مقام الصدق لا حاله فكان فى العالم مجهولاً لا يعرف و نكرة لا تتعرف
 نقيض عبدالقادر عجزاً محققاً لتمكنه فى مقام الصدق مع الله كما كان
 عبدالقادر محققاً متمكناً فى حال الصدق رضى الله عنهما فما سمعنا
 فى زماننا من كان مثل عبدالقادر فى حال الصدق ولا مثل ابى السعود
 فى مقام الصدق۔ پس حال صدق مختلف ہے مقام صدق سے اور مقام صدق اعلى
 ہے حال صدق سے خاص لوگوں میں حال صدق اشهر واعلى ہے عام لوگوں میں امام
 عبدالقادر کے لئے جیسے کہ ہمارے پاس نقل پہنچی ہے حال صدق تھا نہ کہ مقام صدق
 اور صاحب حال کے لئے شطح ہوتی ہے اور ایسے ہی آپ تھے رضى الله عنه اور امام
 ابوالسعود بن شبل تلميذ عبدالقادر کے لئے مقام صدق تھا نہ کہ حال صدق وہ عالم
 میں نامعلوم وغير معروف تھے عبدالقادر کے برعکس عجز محقق کے ساتھ کیونکہ آپ
 مقام صدق مع اللہ میں متمکن و محقق تھے ہم نے اپنے زمانے میں نہیں سنا کہ جو حال
 صدق میں عبدالقادر کی طرح ہو اور نہ کوئی ایسا سنا ہے جو مقام صدق میں ابوالسعود کی
 طرح ہو (فتوحات مکیہ ص ۲۲۳ ج ۲)

عبارت کو سیاق و سباق سے کاٹ دیا تا کہ حضرت ابن عربی کا

موقف واضح نہ ہو

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے (ص ۳۴۹) پر لکھتے ہیں شیخ ابوالسعود عبد محض نہ تھے حالانکہ حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں ہم ابوالسعود کے بارے میں یہی گمان رکھتے ہیں کہ وہ عبد محض تھے (فتوحات مکیہ ص ۶۲۴ جلد دوم) ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۳۹۴ پر لکھتے ہیں حال ان کا مقام ہوتا ہے یہی بات حضرت ابن عربیؒ سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کان ذاحال موثرۃ ربانیۃ مدۃ حیاتہ۔ یہاں بھی ممتاز محرف نے ابوالسعود کی امتیازی شان پر مبنی عبارت سیاق و سباق سے کاٹ دی تا کہ مقصد برآری کریں اور چلتے بنیں۔

مکمل عبارت۔ فان الرجال فی ذلك كانوا تحت قهر عبدالقادر فيما يحكى لنا من احواله واحوالهم فكان يقول هذا عن نفسه فيسلم له حاله فان شاهده يشهد له بصدق دعواه فانه كان صاحب حال موثرۃ ربانیۃ مدۃ حیاتہ لم یکن صاحب مقام وما انتقل الی حال ابی السعود وان كان تلمیذہ الا عند موتہ وهی الحال الکبری و كانت هذه الحال مستصحبۃ لابی السعود طول حیاتہ فكان عبداً محضاً لم یشب عبودیتہ ربوبیۃ فا علم ذلك (فتوحات ص ۸۰ جلد ۲)

بلاشبہ اس وقت مردان حق قہر عبدالقادر کے تحت تھے جیسا کہ ہمیں آپکے اور مردوں کے احوال بتائے گئے ہیں تو آپ ایسی بات اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے

مگر آپ کا حال سلامت رہتا بلاشبہ آپ کا شاہد آپ کے صدق دعویٰ کی شہادت دیتا ہے بلاشبہ آپ اپنی مدت حیات تک صاحب حال موثر ربانی تھے صاحب مقام نہ تھے اور ابوالسعود کے حال کی جانب منتقل نہ ہوئے اگرچہ وہ آپ کے تلمیذ تھے مگر بوقت موت حالانکہ یہی (ابوالسعود کا حال) حال کبریٰ ہے اور ابوالسعود کا ساری زندگی یہی حال تھا (ابوالسعود) عبد محض تھے آپ کی عبودیت میں ربوبیت کی آمیزش نہ تھی اس بات کو جان لو حضرت ابوالسعود کے بارے میں فتوحات مکیہ کے (ص ۶۲۴ جلد ۲) پر یہ الفاظ بھی ہیں انی اقطع ان میزانہ بین الشیوخ کان راجحاً۔ اور یہ الفاظ آپ نے حضرت شیخ عبد القادر اور حضرت ابوالسعود کے ذکر کے بعد حضرت ابوالسعود کے بارے میں فرمائے نیز یاد رہے کہ حضرت ابن عربی نے اس مقام کی نفی فرمائی ہے جو حال کے بالمقابل ہے نہ کہ مطلقاً ہر مرتبہ و مقام کی

فافہم ولا تکن من الغافلین

حال و تلوین اور مقام و تمکین کے متعلق کشف المحجوب سے

ایک فیصلہ کن حوالہ

تلوین۔ مشائخ میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ التمکین رفع التلوین (تمکین کیا ہے تلوین کا خاتمہ ہونا ہے) تلوین بھی مشائخ کی ایک اصطلاح ہے جس طرح تلوین اور حال ہم معنی ہیں اسی طرح تمکین اور مقام بھی ہم معنی ہیں لیکن دونوں میں لطیف فرق ہے تلوین کا مطلب ہے رنگ بدلنا (یعنی روحانی حالت کا تبدیل ہونا) اور

ایک حال سے دوسرے حال میں جانا اور تمکین یا صاحب تمکین سے یہ مراد ہے کہ تغیر پذیر نہ ہو مکمل طور پر حق تعالیٰ کی بارگاہ میں قرار پکڑے اور غیر اللہ کو دل سے نکال دے تاکہ نہ کوئی چیز اس کو تبدیل کر سکے اور نہ حال اسکے باطن کو دگرگوں کر سکے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت حالت تلوین میں تھے جب کہ حق تعالیٰ نے کوہ طور پر تجلی فرمائی حق تعالیٰ نے فرمایا۔

وخر موسیٰ صعقا (اور موسیٰ علیہ السلام تجلی ذات میں محو ہو گئے) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام تمکین پر تھے کہ مکہ مکرمہ سے لے کر قاب قوسین تک تجلیوں کی کثرت کے باوجود بھی متغیر نہ ہوئے یہ وہ درجہ اعلیٰ تھا جسے خدا بہتر جانتا ہے۔

(کشف المحجوب اردو ص ۸۷۴ ترجمہ کیپٹن واحد بخش سیال چشتی صابری)

مرنے مولا مجھے صاحب جنوں کر

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب حال تھے صاحب مقام نہ تھے حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب حال صدق تھے صاحب مقام صدق نہ تھے آپ ہی کے تلمیذ شیخ عاقل ابوالسعود صاحب مقام صدق تھے مقام صدق حال صدق سے اعلیٰ ہے (فتوحات ص ۲۲۳ ج ۲)

فتوحات مکیہ ص ۷۷ ج ۳ پر فرماتے ہیں

وصاحب الحال له الشطح و كذا لك كان رضى الله عنه
صاحب حال کے لیے شطح ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ایسے ہی تھے۔

تبصرہ:

مذکورہ بالا عبارات اس بات کی وضاحت میں پیش کی گئیں کہ حضرت شیخ قدس سرہ پر سکر و فناء و استغراق کی حالت طاری ہوتی تھی۔ اور آپ سے شطیحات کا صدور ہوتا تھا۔ اسی حالت میں ہی آپ نے زبان گوہر نشاں سے قصیدہ غوثیہ اور قصیدہ روحی فرمایا کیونکہ آپ اس وقت صاحب حال تھے صاحب مقام نہ تھے۔ ان عبارات کے پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اصحاب احوال اولیاء اللہ کے حالات کی وضاحت ہو جائے لیکن افسوس کہ بعض حضرات نے بدگمانی سے کام لیتے ہوئے غلط مطلب لیا۔

نصیر شاہ کا اعتراض

حضرت شیخ صاحب حال تھے اور صاحب حال مغلوب العقل ہوتا ہے جو مجنوں کی طرح ہے ان سے قلم اٹھالیا جاتا ہے نہ ان کے گناہ لکھے جاتے ہیں اور نہ نیکیاں۔

اعتراض کا جواب: فتوحات کی عبارت میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ صاحب

حال مجنون ہے بلکہ یہ فرمایا گیا صاحب حال حکم مجنون میں ہے جس سے قلم اٹھالیا جاتا ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی محبت کی مستی محویت و استغراق ہے جیسے کہ علامہ اقبال نے کہا ہے

مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

اور اس وقت عبد کامل اللہ تعالیٰ کی محبت کی مستی محویت و استغراق میں بولتا ہے اس کو

پتہ نہیں ہوتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ ورنہ داؤد کو پیٹھی آواز میں نے دی عیسیٰ کے ساتھ میں بول رہا تھا یعقوب کی آنکھیں میری تھوک سے ٹھیک ہوئیں وغیرہ امن الدعویٰ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ بالذات واحد فرد کبیر ہونے کا دعویٰ صحو پر مبنی ہونے کی صورت میں شرعی لحاظ سے یہ دعویٰ کیسے درست ہو سکتے ہیں نیز سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی کے بارے میں کیا کہو گے جو اس حالت استغراق محویت میں فرماتے ہیں سبحانی ما اعظم شأنی المغلوب علی عقولہم کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ حالت جذب و استغراق میں ہوتے ہیں اور اس وقت انہیں پتہ نہیں ہوتا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ نصیر صاحب وہ مجنوں کی طرح نہیں ہیں وہ اولیاء اللہ ہیں لیکن محبت خداوندی میں صاحب استغراق و محویت ہوتے ہیں جس کا آپ نے اقبال کا یہ شعر لکھ کر خود اقرار کیا ہے میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر نیز اصحاب احوال کے حکم مجنوں میں ہونے کی بات بھی ہم نے تو نہیں کی یہ بھی تمہارے ہی گھر کی بات ہے اگر یہ گستاخی ہے تو یہ گستاخی ہمارے کھاتے میں نہ ڈالنے حوالہ فتوحات مکیہ کا ہے اور فرمان حضرت ابن عربی کا اب بسم اللہ کیجئے اور ان پر فتویٰ لگائیے ہم بھی تو دیکھیں کہ آپ لوگ کتنے پانی میں ہیں۔ آپ لوگوں نے صاحب حال کو حکم مجنوں دینے بلکہ مجنوں ثابت کرنے کی جو نسبت ہماری طرف کی ہے اس پر آپ کو وہی تمنغہ ملنا چاہیے۔ جو جھوٹوں کو قرآن پا ک نے دیا ہے۔ ہم بجان و دل حضور غوث اعظم محبوب سبحانی کی خداداد عظمت کو تسلیم کرتے ہیں اور انکی محبت ہمارا ایمان ہے ہم حضور غوث الاعظم کو مجنوں نہیں

کہتے نہ کبھی یہ ہمارا مقصد تھا ایسی گھٹیا سوچ آپ ہی کو مبارک رہے۔

اے کہ خود را در دل مازشت منظر دیدہ ای

روئے خود را چارہ کن آئینہ مازدنیست

جب یہ بات ثابت ہے کہ ہم نے سیدنا غوث الاعظمؒ کو مجنون نہیں کہا تو نصیر شاہ کو چاہیے

کہ اپنے ذکر کردہ تمام القاب فضیحہ کو اب اپنے اوپر جاری کر لیں۔

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی

کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارا

نصیر شاہ نے غوث پاکؒ پر استغراق طاری ہونے کی نفی کی

اپنی بدنام زمانہ کتاب لطمہ میں لکھتے ہیں حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے فرمان کا مطلب یہ

ہے کہ اگر غوث پاکؒ پر حالت استغراق طاری بھی ہوتی تھی تو وہ آپ کے اختیار میں تھی

آپ وعظ فرمانے کے لیے صحو و تمکین میں تشریف لاتے تھے ہم تھوڑی دیر کے لیے مان

لیتے ہیں کہ پیران پیرؒ پر استغراق بھی طاری ہوتا تھا مگر کم از کم وعظ کے دوران تو آپ

صحو میں ہوتے تھے اور ہم مقابیس المجالس ہی کے حوالے سے ثابت کر آئے ہیں کہ آپ

نے قدمی ہذہ کا فرمان دوران مجلس وعظ بامر الہی فرمایا تھا (لطمہ ص ۱۷۲)

دوران وعظ حالت سکر و فنا کے ظہور کا ثبوت

قال ابو سعید المہینی لیس فی جبتی سوی اللہ فانہ کان یعظ الناس

فظہرت حالته فی تلک الوعظ فقال لیس فی جبتی سوی اللہ و وضع

اصبعہ المسبحة علی الجبة حذاء صدرہ فظہر اثر اصبعہ علیہا (لطائف

اشرفی ص ۱۱ حصہ دوئم)

(الی ان قال) احرق منها مقدار موضعها و سوخت ازاں

بقدر موضع انگشت حضرت قدوة الکبری میفرمودند وقتیکہ اس فقیر در نیشاپور رفت با حفا و اولاد
ایشان رسید آں خرقہ ہنوز در خاندان ایشاں ہست یزار و یتبرک زیارت کردہ میشود و
با و برکت حسبہ میشود (لطائف اشرفی حصہ دوم ص ۱۳)

ابوسعید ^{لمھینی} نے کہا میرے جبہ میں اللہ کے سوا نہیں آپ لوگوں کو وعظ کر رہے تھے
تو اسی وعظ میں آپ پر حالت طاری ہو گئی تو آپ نے کہا میرے جبہ میں اللہ کے سوا
نہیں ہے اور اپنی مسجد انگلی سینے کے سامنے جبہ پر رکھی تو جبہ پر انگلی کا اثر ظاہر ہوا
انگلی کی مقدار وہ جبہ جل گیا حضرت قدوة الکبری فرماتے ہیں کہ جب یہ فقیر نیشاپور
میں گیا اور انکے احفا و اولاد کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ خرقہ ابھی تک اس خاندان میں
موجود ہے اسکی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے۔

نوٹ: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر دوران خطبہ حالت
استغراق طاری ہونے کے بارے میں مفصل بیان باب چہارم میں ملاحظہ فرمائیں
تبصرہ: نصیر شاہ نے غوث پاک پر حالت استغراق طاری ہونے پر تبصرہ کرتے
ہوئے لکھا ہے کہ ہم تھوڑی دیر کے لیے مان لیتے ہیں کہ پیران پیر پر استغراق بھی
طاری ہوتا تھا پیر بے ضمیر کا یہ اعتراف بھی انکار کے مترادف ہے۔ ہم حضور غوث
پاک پر حالت استغراق کے ورود پر چند دلائل پیش کرتے ہیں۔ حاشیہ ہجۃ الاسرار ص
۲۲۹ میں ہے عوام کے نزدیک اسکا مشہور نام قصیدہ غوثیہ اور خواص کے نزدیک خمریہ
ہے حضرت شیخ قدس سرہ نے اسے حالت جذب و استغراق میں پڑھا۔ اسکے علاوہ

قصیدہ روحی میں حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا

و كنت مع عيسى في المهد ناطقاً و اعطيت داود حلاوة نغمتي
میں عیسیٰ کے ساتھ مہد میں بولنے والا تھا داؤد کو میں نے اپنے نغمہ کی حلاوت عطاء
کی۔

انا الواحد الفرد الكبير بذاته انا الواصف الموصوف علم الطريقة
میں ہی واحد فرد کبیر با لذات ہوں میں علم طریقت کا و اصف و موصوف ہوں۔ اب
پیر بے ضمیر بتائیں کہ حضرت شیخ کے یہ دعاوی صحو پر مبنی ہونے کی صورت میں شرعی
لحاظ سے کیسے درست ہو سکتے ہیں خاص طور پر واحد فرد کبیر ہونے کا دعویٰ اب ماننا
پڑے گا کہ یہ کلمات حضور غوث پاکؒ سے حالت استغراق میں ہی صادر ہوئے
ہیں اور حضور غوث پاکؒ پر استغراقی حالت طاری ہوتی تھی۔ حضرت شیخ قدس سرہ
خود فرماتے ہیں ۔ شربتم فضلتی من بعد سکری (قصیدہ غوثیہ)

ممتاز محرف کا اعتراض: عام اصحاب احوال کے حالات پر مترتب احکام و

ضوابط کو سیدنا شیخ عبدالقادرؒ کے احوال مبارکہ پر نافذ کرنے کی کوشش کی انہوں نے
صاحب حال کو مجنون کا حکم دے کر عظمت غوثیہ پر کیچڑا اچھالا (قدم الشیخ ص ۳۸۵)

اعتراض کا جواب: ممتاز محرف مولوی ممتاز گولڑوی اپنے پیشوا نصیر شاہ کی

رسوائے زمانہ کتاب لطمہ کے ص ۱۸۷ کا بغور مطالعہ فرمائیں امید ہے کہ انہیں کچھ
سکون نصیب ہو جائے گا۔ نصیر شاہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں فسان

حکم صاحب الحال حکم المجنون ارتفع عنه القلم بلاشبہ صاحب حال
حکم مجنون میں ہے جو کہ مرفوع القلم ہے یہاں عقل و خرد کے معنی اور تقاضے کچھ اور
ہو جاتے ہیں۔ بقول علامہ اقبال لاہوریؒ

عطا اسلاف کا جذب دروں کر
شریک زمرہ لا محزونوں کر
خرد کی گھتیاں سلجھا چکا ہوں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

تبصرہ: لیجئے نصیر شاہ کے بیان سے ہی یہ بات واضح ہو گئی کہ جنون سے مراد
یہاں وہ حالت ہے جسکے حاصل کرنے کی اہل اللہ تمنا اور آرزو کرتے ہیں ہمارا نظریہ
بھی یہی ہے کہ یہ دراصل حب الہی میں استغراق مستی و محویت کی حالت ہے۔
سرشک شوق کی موجوں سے کیوں گھبرا گئی دنیا
ابھی تو میں نے اک قطرہ سمندر سے نکالا ہے

مقام مخدع۔ مقام مخدع ہر قطب وقت کا مقام ہے اور قطب ہر زمانہ میں ایک
ہوتا ہے یہ مقام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ساتھ خاص نہیں یہ مقام ہر قطب
وقت کا ہوتا ہے جہاں وہ اس دور کے دیگر افراد و اصلین سے چھپتا ہے چنانچہ
صاحب فتوحات مکیہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قادری ص ۱۳۰ جلد ۲ میں فرماتے ہیں
فان قلت ما المخدع قلنا موضع ستر القطب عن الافراد الواصلین عندما
یخلع علیہم وهو خزانة الخلع والخازن هو القطب۔

اگر تو کہے کہ مخدع کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ افراد و اصلین سے قطب کے چھپنے کا
مقام جب انکو خلعت دی جاتی ہے یہ خلعتوں کا خزانہ ہے اور خازن قطب ہے

احبار بنی اسرائیل سے بھی بڑی تحرینی مثال خود ممتاز محرف پرفٹ ہو گئی

قدم الشيخ عبدالقادر ص اے پر لکھتے ہیں فان مقام ترك الادب مع الحق هوا
لواقع المشروع الخ بہر حال جمہور اہل طریق اور خاص اہل طریق کی اکثریت
کے نزدیک ترک ادب مع الحق فی العموم والخصوص واقع اور مشروع ہے۔ اور یہ
(ترک ادب) وہ جلیل القدر مقام ہے کہ یہاں اصحاب مقامات اور اہل اللہ میں
سے مردان با کمال کے سوا کوئی نہیں ٹھہر سکتا جو لوگ صرف اصحاب احوال ہوں وہ
اس مقام پر فائز نہیں ہو سکتے۔

ترک الادب مع الحقیقہ کو عظیم تحریف کر کے ترک الادب مع الحق لکھ دیا

دیکھئے فتوحات مکیہ۔ فان مقام ترك الادب مع الحقیقہ هو الواقع المشروع
پس بے شک مقام ترک ادب مع الحقیقت (یعنی تقدیر کے ترک ادب کا مقام)
واقع اور مشروع ہے۔ حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ جو لوگ صرف اصحاب احوال
ہوں وہ اس مقام پر فائز نہیں ہو سکتے اور یہ وہ جلیل القدر مقام ہے کہ یہاں اصحاب
مقامات اور اہل اللہ میں سے مردان با کمال کے سوا کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔

مقصد تحریف: ممتاز محرف صاحب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا مقام ترک

ادب شریعت اور ادلال پر فائز ہونا پہلے بیان کر چکے ہیں اور یہاں ادب شریعت کو
ترک ادب شریعت لکھ کر اصحاب مقامات اولیاء کے اعلیٰ ترین مقام کو انکے لئے
ثابت کرنا چاہتے ہیں ولنعم ما قیل حبك الشیخی یعمی ویصم۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ادب شریعت ترک ادب شریعت سے اعلیٰ مقام ہے

(فتوحات مکیہ ص ۲۸۶ جلد ۲ میں حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں عام اہل طریق شریعت اور اکثر خواص کے نزدیک حقیقت یعنی تقدیر کے ترک ادب کا مقام ہی واقع مشروع ہے عموم و خصوص میں کہ جلیل القدر مقام ہے جس پر اہل اللہ میں سے مردان کامل ٹھہرتے ہیں اور اصحاب مقامات میں سے بہادر لوگ نہ کہ اصحاب احوال قرآن سارے کا سارا اسی مقام کے اعتبار سے نازل ہوا ہے مگر کچھ آیات جن کا ہم نے اول باب میں ذکر کیا ہے اس مقام میں دو آدمی حیرت زدہ رہ جاتے ہیں جسے کشف دیا گیا ہے اور جسے مشاہدہ کرایا گیا ہے حقیقت یعنی تقدیر بھی ادب طلب کرتی ہے اور حق جو مقرر کیا گیا ہے یعنی شرع بھی طلب ادب کرتا ہے ان میں سے ایک کا ادب دوسرے کا ترک ادب ہوگا اور تو مقام ترجیح میں آ گیا ہے حالانکہ وہ تیرے لئے نہیں تو بعض مردان حق شرع کا ترک ادب اپنے اعتقاد اور باطن سے کرتے ہیں اور ظاہر کے اعتبار سے ترک ادب حقیقت یعنی تقدیر کرتے ہیں وہ اپنے ظاہر میں حق یعنی شرع کا ادب کرنے والے ہوتے ہیں اور ظاہر کے اعتبار سے حقیقت یعنی تقدیر کا ادب کرنے والے نہیں ہوتے اور اپنے باطن کے اعتبار سے حقیقت یعنی تقدیر کا ادب کرنے والے اور شرع کا ادب کرنے والے نہیں ہوتے اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ نجات اور سعادت اسی میں ہے اور اسکے برعکس شقاوت ہے پس وہ سیدھا چلتے ہیں اور الٹ نہیں کرتے اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ حق یعنی شرع کا ادب ہی حقیقت یعنی تقدیر کا ادب ہے۔ جس نے شرع کا ادب چھوڑ دیا اس نے تقدیر کا ادب بھی چھوڑ دیا اور وہ اسکی وجہ نہیں جانتے اور وہ اس لئے کہ شرع نے اس بات کو واضح کر دیا

ہے جس کی وجہ سے منع کا حکم لگایا گیا ہے تو فرمایا اپنی غیرت کی وجہ سے حرام کیا ہے فواحش کو نہ یہ کہ ان کو تحریم کے ساتھ فواحش بنایا۔ اس مذہب کا حکمت میں زیادہ دخل ہے اور مخالف کے مذہب کا احدیت العین میں زیادہ دخل ہے اس مقام کے بھی رجال ہیں اور مخالف مقام کے لئے بھی کچھ رجال ہیں بالجملہ یہ حیرت کا مقام ہے نہ من جمیع الوجوہ ایک گروہ کے لئے ہے اور نہ دوسرے کے لئے اخبارات الہیہ اکثر ادلہ عقلیہ کے معارض ہیں اس حیرت سے بڑی کوئی حیرت ہوگی یہ متشابہ ہے جس کے بارے میں لائق یہ ہے کہ جو علم نہیں رکھتا وہ یہ کہے کہ ہم اسپر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے لیکن نہیں نصیحت پکڑتے مگر عقلوں والے اور وہی پکڑنے والے ہیں مغز کو چھلکے کو چھوڑ کر

واللہ یقول الحق وهو یهدی السبیل

ممتاز محرف کی انوکھی تحقیق ادب حق اور ادب حقیقت میں امتیاز نہ کر سکے

ممتاز محرف صاحب حق اور حقیقت کا فرق معلوم نہیں کر سکے حق نام ہے شرع کے مقتضی کا اور حقیقت نام ہے کشف و باطن کے مقتضی کا مثلاً تقدیر الہی یہ ہے کہ فلاں بندہ سے یہ جرم سرزد ہوگا مگر شرع کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کام نہ کیا جائے یہ جرم ہے اب بندہ کو بذریعہ کشف معلوم ہو گیا کہ اس کام کا صدور میرے مقدر میں ہے تو وہ شخص ارادہ الہیہ کا تقاضا پورا کرنے کے لئے وہ کام بسرعت کر گزرتا ہے تو یہ ادب حقیقت ہے ادب حق نہیں اس شخص نے ادب حقیقت تو کیا مگر ادب حق کو موطن کے اعتبار سے یعنی دار تکلیف میں ترک کیا اگرچہ یہ بھی باطن کے اعتبار سے ادب حق ہے اس لئے کہ شریعت نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جو تقدیر الہی میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔ جف القلم بما انت لاق دوسرا شخص وہ ہے جو حق کا ادب کرتا ہے اور ادب حقیقت کو ترک کرتا ہے یعنی تقاضا شرع کے مطابق اس

جرم سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اگرچہ اسے بذریعہ کشف معلوم ہے کہ یہ کام میرے مقدر میں ہے اور تقدیر الہی پوری ہو کر رہے گی حضرت ابن عربیؒ نے اس دوسرے شخص کے بارے میں فرمایا ہے کہ مقام ترک ادب مع الحقیقۃ ہی مشروع ہے۔ خواہ کوئی حالت عموم یعنی سکرو فنا میں ہو یا حالت خصوص یعنی صحو و بقا میں اور یہ جلیل القدر مقام ہے جس پر اہل اللہ میں سے صرف مردان کامل ہی ہوتے ہیں یہ اصحاب احوال کی منزل نہیں اور یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ حضرت ابن عربیؒ صراحۃً غوث الاعظم حضرت شیخ جبلی قدس سرہ کو صاحب حال قرار دیتے ہیں اس لئے کہ ملامیہ کی طرف انتقال تو انتقال سے تھوڑے دن قبل حاصل ہوا اور نزول بھی صرف مقام روح تک ہو سکا۔ اب ظاہر ہے کہ اس موطن دار تکلیف میں جو ظاہر شرع کی مطابقت کرتا ہے وہی افضل ہے نہ وہ جو کشف کی اتباع کرتا ہو اشریعت کی مخالفت کرتا ہے۔ تو صاحب ادب شرع تارک ادب شرع سے افضل ہے لہذا تارک ادب شرع کی تمام اولیاء پر افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ صاحب مقام کا مرتبہ صاحب حال سے ارفع ہوتا ہے (دیکھئے فتوحات مکیہ ص ۳۰۸ جلد ۲)۔

حضرت شیخ نے اپنی مشیت سے تحکم کیا

فاذا اعطى التحکم فى العالم فهى الخلافة فان شاء تحکم و ظهر کعبد القادر الجلیلى وان شاء سلم و ترک التصرف لربه فى عباده مع التمكن من ذلك لا بد منه کابى سعود بن الشبل الا ان یقترن به امر الهی کداود علیه السلام فلا سبیل الی رد امر الله فانه الهوى الذی نهى عن اتباعه و کعثمانؓ الذی لم یخلع ثوب الخلافة عن عنقه حتى قتل لعلمه بما للحق فيه فان رسول الله ﷺ نهاه ان یخلع عنه ثوب الخلافة فکل من اقترن بتحکمہ امر

الہی و جب علیہ الظہور بہ ولا یزال مویداً و من لم یقترن بہ امر الہی فہو
مخیر ان شاء ظہر بہ ظہر بحق و ان شاء لم یظہر فاستتر بحق و ترک الظہور
اولیٰ۔ (فتوحات ص ۳۰۸ جلد دوم)

جب ان کو جہان میں حکم دیا جائے تو یہ خلافت ہے اگر چاہتا ہے تو اپنا حکم جاری اور نافذ
کرتا ہے اور ظاہر ہو جاتا ہے جس طرح کہ عبدالقادر الجیلیؒ اور اگر چاہے تو مقام تسلیم پر
رہتا ہے اور قدرت تصرف کے باوجود رب تعالیٰ کے اپنے بندوں میں تصرف کیلئے خود
ترک تصرف کرتا ہے اسپر قادر ہونے کے باوجود یہ اسکے لئے ضروری ہے جس طرح
کہ ابوالسعود بن شبل مگر یہ کہ اسکے ساتھ امر الہی مقترن ہو جس طرح کہ داؤد علیہ السلام
تو پھر اللہ تعالیٰ کے امر کو رد کرنے کا کوئی رستہ نہیں کیونکہ یہ تو وہی خواہش بن جائے گی
جس کی اتباع سے منع کیا گیا ہے اور جیسے کہ حضرت عثمانؓ جنہوں نے اپنے آپ سے
خلافت کے کپڑے نہ اتارے حتیٰ کہ قتل کئے گئے اس لئے کہ آپ جانتے تھے جو حق
تعالیٰ کا حکم ہے آپ میں اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے آپ کو منع کیا کہ ثوب خلافت
کو اتاریں تو جس کے ساتھ امر الہی کا اقتراں ہوا ہے اس پر واجب ہے ظہور کرنا ساتھ
اس کے اور ہمیشہ رہے گا وہ موید اور جس کے ساتھ امر الہی مقترن نہیں ہے تو اختیار دیا
گیا ہے اگر چاہے تو اس کے ساتھ ظہور کرے تو حق کے ساتھ ظہور کرے گا اور اگر چاہے تو
نہ ظہور کرے تو پوشیدگی حق کے ساتھ کرے گا اور ترک کرنا ظہور کا اولیٰ ہے۔

فتوحات کے اس اہم حوالہ پر مرتب نتائج

حضرت ابن عربیؒ کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ تصرف کرنے پر
مامور نہ تھے کیونکہ انہوں نے حضرت شیخ عبدالقادرؒ کا ذکر مامور لوگوں کے مقابلہ میں کیا

حضرت داؤد علیہ السلام بلا واسطہ مامور تھے اور حضرت عثمانؓ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے واسطہ سے حضرت شیخ ابوالسعود مامور نہیں تھے اور آپ نے ترک تصرف کیا جبکہ حضرت سیدنا غوث اعظمؒ مامور نہیں تھے آپ ظاہر بھی ہوئے اور اپنی مشیت سے تحکم و تصرف کیا اور تحکم شطح کی ہی ایک قسم ہے۔

حضرت ابن عربیؒ کا فیصلہ کن قول ترک تحکیم اعلیٰ مقام ہے

عبارت کے آخر سے حذف کر دیا: ملاحظہ فرمائیں (قدم الشیخ عبدالقادر ص ۳۸۳) ممتاز محرف نے طویل عربی عبارت اور اسکا ترجمہ ذکر کیا لیکن آخری اور فیصلہ کن جملہ ”وترکہ اعلیٰ“ حذف کر دیا

اصل عبارت:- اذالم یوثر عین التحکیم فی المقام فلا باس بہ وترکہ اعلیٰ۔
جب عین تحکیم مقام کی تنقیص میں موثر نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور ترک تحکیم اعلیٰ ہے (الفتوحات المکیہ ص ۵۲۰ جلد دوم)۔

تحکیم کے بارے میں ممتاز تلمیس کا جواب

حضرت ابو مدینؒ کا مذہب یہ نہیں کہ بعض لوگ ماسوا انبیاء اور رسل کے تحکیم پر مامور ہوتے ہیں فرماؤ یہ کہاں لکھا ہے آپ نے مقام غیرۃ کے بارے میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول کی تکذیب کی جارہی ہو تو ولی اپنی کرامت دکھا کر رسول کا سچا ہونا ثابت کر دے یہ عبدیت کے خلاف نہیں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ بوجہ تعریف الہی کے ادلال کرتے ہیں انہیں جو مقام و مرتبہ حاصل ہے کم نہیں ہوتا البتہ اس حال میں آگے ترقی بھی نہیں ہوتی فرشتے امر الہی سے ہی بیان کرتے ہیں یفعلون مایؤ مرون نیز انبیاء بھی امر

الہی سے ایسا کرتے ہیں۔ آگے لکھتے ہیں۔ اذ لم یوثر عین التحکیم فی المقام
فلا باس بہ وترکہ اعلیٰ لانہ علی کل حال فراغ جب عین تحکیم مقام پر اثر انداز نہ
ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس کا ترک کر دینا اعلیٰ ہے اس لئے کہ یہ ہر حال میں فراغ
ہے اور ہم اعلیٰ کی بحث میں ہی ہیں

حاصل کلام ☆ دعوت رسول علیہ السلام کو رد کیا جا رہا ہو یا رسول کو جھٹلایا جا رہا ہو تو ولی
کا اظہار کرامت عین عبدیت ہے نیز ضرورت کے تحت بتانا جائز ہے مثلاً شاگرد کو کہے کہ
میاں میرے پاس یہ علم واستعداد ہے حاصل کر لے قدمی الحج کے وقت صدور میں نہ تو
دعوت رسول علیہ السلام کو رد کیا جا رہا تھا اور نہ رسول کو جھٹلایا جا رہا تھا لہذا یہ قول عین تحکیم و
شطح سے خارج نہ ہوا

تعریف الہی سے تحکیم نقص کا موجب نہیں

جس وقت تحکیم تعریف الہی سے ہو تو اصل مقام سے ناقص نہیں کرے گی لیکن جو مقام ہے
اس پر وہ رہے گا اس سے اعلیٰ بھی نہیں ہوگا اعلیٰ مقام اور ہے اب سوال یہ ہے کہ اعلیٰ
و افضل مقام کون سا ہے کیا اپنی ثنایاں کرنا یہ اعلیٰ مقام ہے یا نہ بیان کرنا یہ اعلیٰ مقام ہے
اسکا فیصلہ حضرت ابن عربی نے فرمادیا کہ ترک تحکیم اعلیٰ مقام ہے بے شک تحکیم بھی اپنی
جگہ ایک مقام ہے لیکن بمطابق فرمان باری تعالیٰ و فوق کل ذی علم علیم ہر شان
کے اوپر ایک شان ہے تحکیم سے اعلیٰ مقام ترک تحکیم ہے نیز متعدد اولیاء کرام نے یہ
وضاحت بھی فرمادی ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ سے یہ قول امر الہی سے صادر نہیں ہوا
جیسا کہ کلام الاولیاء الا کا بر میں ذکر کیا گیا ہے حضرت ابن عربی نے یہ بھی فرمایا کہ آپ پر
شطحیات کا تغلب تھا اور شطح کی تعریف بھی آپ نے خود فرمادی دیکھئے کلام الاولیاء

الا کا بر۔ جب شطح ایسا دعویٰ ہے جو بلا امر الہی سرزد ہوا تو ثابت ہو گیا کہ آپ سے اقوال و دعاوی بلا امر الہی صادر ہوئے اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے رجوع فرمایا حضرت ابن عربیؒ کا مسلک یہ ہے کہ اپنے مرتبہ کا بیان و اظہار امر حقیقی یعنی وحی کے بغیر اعلیٰ تر مقام نہیں اگر حالت سکر ہے تو معذور ہے ورنہ عذر بھی باقی نہ رہے گا حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں اولیاء میں سے کسی کو امر محسوس بھی ہو تو وہ مکر خفی ہے

ابو مدینؒ اور حضرت غوث پاکؒ کی برابری بیان کرنے والا ”سواء“ کا

فیصلہ کن لفظ عین عبارت کے درمیان سے اڑا دیا

ملاحظہ فرمائیں قدم الشیخ عبدالقادر ص ۳۵۵ ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں شیخ ابو مدین مغربی سے شیخ عبدالقادر کا امتیاز۔ غیر ان عبدالقادر کان انھض فی الظاہر لما یعطیہ الشرف۔ مگر شیخ عبدالقادر ظاہر میں کسی چیز کو شرف عطا کرنے میں زیادہ مستعد و سابق تھے مذکورہ بالا عبارت کے شروع سے سواء کا فیصلہ کن لفظ حذف کر لیا پہلے اور بعد والی طویل عبارت نقل کر دی لیکن درمیان میں سے لفظ سواء چھوڑ دیا پھر فی الظاہر کی قید بھی ملحوظ نہ رکھی اور امتیاز و افضلیت ثابت کر دی

انوکھی تحقیق کہ ترجمہ بھی الٹ کر دیا

یعطیہ الشرف میں ضمیر منصوب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف راجع ہے اور شرف فاعل ہے جبکہ اس محقق کو پتہ نہ چلا کہ فاعل کونسا ہے اور مفعول کونسا ہے اور دعویٰ ہے غزالیؒ زماں کی ترجمانی کا یقیناً ایسے لوگوں کو فتوحات ایسی کتب کے مطالعہ کا کوئی حق نہیں۔

اصل عبارت مع ترجمہ و تشریح: سواء غیر ان عبدالقادر کان انھض

فی الظاهر لما يعطيه الشرف (حضرت ابو مدین اور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی) برابر برابر تھے سوائے اسکے کہ بے شک عبدالقادر ظاہر میں اٹھ کھڑے ہوئے (تیار ہو گئے) اس چیز کے لئے جو آپ کو آپکے مقام و مرتبہ اور شرف نے عطا کی

مندرجہ بالا عبارت سے ماخوذ نتائج: ﴿۱﴾ فی الظاهر کے الفاظ سے

دونوں کے درمیان مقام و مرتبہ کے اعتبار سے امتیاز و فرق ختم ہو کر رہ گیا صرف ظہور و بطون کا فرق باقی رہا حضرت ابو مدین جو کہ حضرت شیخ کے زیر قدم تھے کے ساتھ صرف اسی قدر فرق رہا کہ حضرت شیخ جیلی نے جو کچھ ان کو ملا اسے ظاہر کرنے میں سرعت اور تیزی دکھائی جبکہ ابو مدین نے عجلت سے کام نہیں لیا بلکہ حوصلہ اور تحمل سے روحانی واردات کو برداشت کیا نیز لفظ انھض اور اسکے حضرت شیخ جیلی کی طرف اسناد سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ اظہار وہ بلا امر الہی اپنی مرضی سے کرتے رہے

﴿۲﴾ یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ حضرت ابن عربی اپنے شیخ حضرت ابو مدین کے زیر قدم ہونے کے باوجود بھی ان پر حضرت شیخ قدس سرہ کی افضلیت مطلقہ ثابت نہیں کرتے۔

عبارت کا حاصل مطلب

حضرت ابن عربی نے اس عبارت میں بیان فرمایا کہ حضرت ابو مدین اور حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی جلوس مع اللہ میں برابر برابر تھے سوائے اسکے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ عالم ظاہر میں اٹھ کھڑے ہوئے تھے اس چیز کے لئے جو آپ کو مقام و مرتبہ اور شرف نے عطا کی یعنی جو مقام و مرتبہ آپ کو ملا اسے خوب ظاہر کیا مگر حضرت ابو مدین نے مقام و مرتبہ کو ظاہر نہ فرمایا بس یہی فرق تھا ورنہ جلوس مع اللہ اور مقام و مرتبہ میں برابر برابر تھے

منہم من یقام فی مقام الادلال کی وضاحت

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۳۷۲ پر لکھتے ہیں۔ انہ کان فی اوقات صاحب ادلال لما کان الحق یعرفہ بہ من حوادث الاکوان (فتوحات جلد اول ص ۲۳۳) آپ بعض اوقات صاحب ادلال ہوتے اور اس کی یہ وجہ تھی کہ حق تعالیٰ ادلال میں کائنات کے حوادث و واقعات کے ذریعے آپ کی پہچان کروا رہے تھے آگے لکھتے ہیں فی اوقات کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے یہ بات درست نہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مقام ادلال میں رکے رہے گزارش یہ ہے کہ آپ سے اظہار ادلال بعض اوقات میں ہوتا تھا لیکن مقام ادلال سے عبودیت محضہ کی طرف انتقال آخری حصہ عمر میں ہو اور روح المعانی فتوحات مکیہ الجواہر والدرر لطائف الہمن کی عبارات اس پر شاہد ہیں۔ ممتاز محرف صاحب مزید لکھتے ہیں۔ اقام یقیم کا معنی روک دینا اپنی طرف سے گھڑ لیا حالانکہ اقامۃ الشئی کسی چیز کا صحیح حق ادا کرنے کو کہتے ہیں جب کہ روکنے کے معنی کے لئے عربی زبان میں وقف یقف استعمال ہوتے ہیں جس طرح وقفوہم انہم مسئولون

فتوحات مکیہ کی عبارت بحوالہ کلام الاولیاء الاکاہر

منہم من یقام فی مقام الادلال کعبد القادر الجیلی ببغداد سید وقتہ ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو مقام ادلال میں روک دیئے جاتے ہیں۔ جیسے بغداد میں عبدالقادر جیلانی جو اپنے وقت کے سردار تھے (فتوحات مکیہ ص ۲۸۶ جلد ۲۔ کلام الاولیاء الاکاہر ص ۱۱۳)

یقام کا مطلب روک دیئے جاتے ہیں درست ہے

تفسیر بیضاوی۔ ومعنی قاموا وقفوا ومنہ قامت السوق اذار کبت وقام

الماء اذا جمدت تفسیر بیضاوی ص ۴۰

تفسیر کبیر۔ ومعنی قاموا وقفوا وثبتوا فی مکانهم ومنه قامت السوق وقام

الماء جمدا تفسیر کبیر ص ۸۰ ج ۱

تفسیر روح المعانی۔ قاموا ای وقفوا عن المشی ویتجوز به روح المعانی ص ۷۶ ج ۱

تفسیر روح البیان۔ قاموا ای وقفوا فی اماکنهم روح البیان ۷۲ ج ۱

کنز الایمان ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی

واذا ظلم علیہم قاموا سورة بقرہ اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے یوم ظعنکم

ویوم اقامتکم تمہارے سفر کے دن اور منزلوں پر ٹھہرنے کے دن سورة النحل

تبصرہ: ممتاز محرف نے تسلیم کیا کہ عربی زبان میں روکنے کے معنی کے لئے وقف یقف

استعمال ہوتے ہیں جب جلیل القدر مفسرین نے قاموا کی تفسیر وقفوا سے کر دی

تو ثابت ہو گیا کہ ہمارا ترجمہ درست تھا اور یہ فقط ممتاز محرف کی نظر کا فتور تھا کہ انہوں نے

بے سوچے سمجھے اعتراض جڑ دیا۔ سخن شناس نئی دلبر اخطا میں جا است

لفظ یقام کی وضاحت لغت کی کتب سے

منتہی الآداب ص ۴۳۱ جلد سوم۔ قام الماء : بستہ شد آب

قامت الدابة : ایسا وہ شد ستورازستی۔ اقام بالمکان اقامة وقامة ایضاً آرام

کرد در آن جائے ودوام ورزید

عربی منجد فی اللغة ص ۲۶۳ قوم قام یقوم قوماً وقومة وقیاماً

وقامة۔ انتصب وقف تقول للماشی قم لی ای قف لی اقاماً قامو

قائمة الشئى ادامہ وبالمكان دام فيه واتخذہ وطننا

منجد اردو ص ۸۵۰ قام یقوم قوماً وقومۃ وقياماً وقامۃ : کھڑا ہونا قیام کرنا چلنے سے رکنا چلتے ہوئے کو کہا جاتا ہے قم لی میرے لئے ذرا ٹھہرو۔ الماء پانی کا کسی راستہ کے نہ ملنے سے ٹھہرنا۔ قامت بہ دابتہ سواری کا تھک جانا اور رک جانا۔

صراح ج ۲ ص ۳۰۶ : قیام بالكسر بر خاستن قام بامر کذا و قام

الماء ای جمد و قامت الدابة ای وقفت من الکلال نیز مقیم اسے کہتے ہیں جو اپنے شہر میں رکا ہوا ہوتا ہے

جامع التعلیلات ص ۱۶۰ : الاقامة ایستادن واستاده کردن

مصدر فیوض ص ۶۔ ایستادن کھڑے ہونا ٹھہرنا

کریم اللغات ص ۹ استادن کھڑا ہونا

تبصرہ :- لغت کی رو سے ثابت ہو گیا کہ یقام کا معنی روک دیا جانا درست

ہے۔ اور یقام فی مقام الادلال کا مطلب ادلال میں روک دیئے جاتے ہیں برحق اور درست ہے اور فتوحات وغیرہ میں ما انتقل الی حال ابی السعود الا عند موتہ اس مفہوم پر صریح نص ہے نیز ہم آپ کا کیا ہوا معنی ہی تسلیم کر لیتے ہیں اگر آپکو وہی پسند ہے کہ یقام فی الادلال کا مفہوم یہ ہے آپ سے ادلال پوری طرح ادا کروایا گیا مکمل طور پر کروایا گیا مگر یہ بھی یاد رہے کہ ادلال ایک نقص ہے ابن عربی لکھتے ہیں فکل صاحب ادلال فی هذه فقد نقص من المعرفة بالله علی قدر ادلالہ فتوحات ص ۲۳۳ ج ۱ ص ۲۳۲ ج ۲ پر فرمایا لانہ صفة نقص مگر آپکو تو صرف لفظ کامل کا

ہی شوق ہے خواہ کمال نقص میں ہی ہو مثلاً کہا جائے کہ ممتاز محرف کامل گدھا ہے تو آپ پھولے نہ سمائیں گے کہ چلو لفظ کامل تو آ ہی گیا خواہ گدھا پن کندز ہنی اور بلاد ت میں ہی

سہی

☆ مقام ادلال ☆

ممتاز محرف اعتراض قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں یہاں مقام کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے تاکہ انکے خود ساختہ معنی کی مناسبت ثابت ہو حالانکہ فتوحات میں صرف ادلال کا لفظ ہے مقام ساتھ نہیں (قدم الشیخ ص ۳۷۳)

تبصرہ: اگرچہ فتوحات کے اس حوالہ میں مقام کا لفظ نہیں لیکن یہ لفظ معنی و مفہوم میں کسی فساد کا سبب نہیں اس لئے کہ فتوحات مکیہ میں کئی جگہ ادلال کے ساتھ مقام کا لفظ استعمال کیا گیا ہے الغرض ممتاز محرف کا یہ اعتراض بھی بچکانہ ہے ادنیٰ سے ادنیٰ دانش و فہم والا شخص بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ ادلال بھی روحانی مقامات میں سے ایک مقام ہے یوں تو ہر مومن ولایت کے کسی نہ کسی مقام پر ہوتا ہے مگر حضرت ابن عربیؒ نے جس مقام کی حضرت شیخ قدس سرہ سے نفی کی ہے اس کا اطلاق حال و ادلال کے مقابلے میں ہوتا ہے اب فتوحات مکیہ وغیرہا کتب کے وہ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں جن میں ادلال کو مقام ادلال کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے ”بندوں کے لئے اوامر و احکامات سید میں مشغولی باقی نہ رہی تو قاموانی مقام

الادلال وہ مقام ادلال میں قائم ہوں گے جس کا عبودیتہ تقاضا کرتی ہے اور وہ دار
 آخرت میں ہی ہوگا فتوحات مکیہ ص ۲۳۳ ج ۱ کلام الاولیاء الا کا بر ص ۸۲ الکبریت
 الاحمر ص ۸۴ میں حضرت امام شعرانی شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے
 فتوحات مکیہ کے باب نمبر ۳۹ میں فرمایا وهذا المقام وان كان رفيعا فثم ما
 هو ارفع منه وهو مقام الادب والمسكنة مقام صولت و ہمت شطح اور امثال
 و اشكال پر اظہار فخر کا مقام اگر چہ رفیع ہے مگر یہاں اس سے بھی ارفع مقام ہے اور
 وہ مقام ادب و اظہار ذل و مسكنت ہے (کلام الاولیاء الا کا بر ص ۹۲)
 صاحب روح المعانی ص ۵۵ ج ۶ پر لکھتے ہیں اور یہی (تواضع و عجز و نیاز) وہ ہے
 جس کا مقام عبودیتہ محضہ تقاضا کرتا ہے جو کہ تمام مقامات سے اعلیٰ مقام ہے و دون
 ذلک مقام الادلال اور اس سے نیچے مقام ادلال ہے اور حضرت مولانا قطب
 ربانی شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہ اس مقام میں تھے اور آپ کے کچھ ایسے کلمات
 ہیں جو اس کی خبر دیتے ہیں لیکن آپ یہاں متوقف نہ رہے بلکہ یہاں سے مقام
 عبودیتہ محضہ کی طرف منتقل ہو گئے جیسا کہ مولانا عبدالوہاب الشعرانی نے
 الدرر والیواقیت میں نقل فرمایا ہے (کلام الاولیاء الا کا بر ص ۹۲)

فن تلبیس کا حیرت انگیز مظاہرہ مقام عبودیت کے تذکرہ اور قدمی

الخ کو ایک قسم قرار دے دیا

ملاحظہ کیجئے قدم الشیخ ص ۳۷۳ ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں۔ صاحب فتوحات کے
 اظہار و اعلان مقام کے بارے کیا خیال ہے جو اپنے متعلق لکھتے ہیں اپنے سے زیادہ

مقام عبدیت کے ساتھ متحقق میں کسی کو نہیں جانتا اگر کوئی ہوا بھی تو مجھ جیسا ہوگا کیونکہ میں عبودیت کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں پس میں عبد خالص ہوں میں ربوبیت کے طمع سے ناواقف ہوں (الفتوحات المکیہ جلد ۳ ص ۴۱) ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ اگر اس قسم کا اعلان فرمائیں تو وہ شیطیح قرار پائے؟

تحقیق و تبصرہ: حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ کا قول قدمی الخ اس قسم کا اعلان نہیں کیونکہ وہ

عبدیت کا اعلان تو نہیں کر رہے وہ تو فرما رہے ہیں کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے عبدیت کی بات کرنا اور چیز ہے اور اظہار شیطیح کرنا اور چیز ہے اعلان عبدیت اس قسم کا اعلان کس طرح ہوا یہ اعلان کجا اور وہ اعلان کجا

۔ ہمیں تفاوت راہ از کجا ست تا کجا

اللہ کے بندے حضرت ابن عربیؒ تو فرما رہے ہیں مجھ سے زیادہ عجز و نیاز میں کوئی نہیں میں عجز و نیاز میں انتہا کو پہنچا ہوا ہوں اگر ہوا بھی تو عجز و نیاز میں میرے برابر کا ہی کوئی ہوگا کیونکہ میرے دل میں ربوبیت کا کوئی دخل نہیں میں خدا تعالیٰ کا عاجز بندہ ہوں اظہار عبدیت سے مراد یہی ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو کم تر سمجھنا کوئی یہ کہے کہ میں تو اپنے آپ کو سب سے کم سمجھتا ہوں شاید ہی کوئی اس طرح اپنے آپ کو کم سمجھتا ہو یہ برتری کی بات تو نہ ہوئی یہ تو عجز و نیاز کا اظہار ہے

۔ ترسم نرسی بلعبہ اے اعرابی کیس راہ کہ تو میروی بترکستان است

حضرت ابن عربیؒ فرما رہے ہیں کہ میں عاجزی میں پکا ہو چکا ہوں میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ عاجز اور سب سے کم تر سمجھتا ہوں حضرت ابن عربیؒ نے کہیں یہ نہیں

فرمایا کہ میں سب اولیاء سے بلند و بالا ہوں فاتو برہا نکم ان کنتم صدقین
بات شطیحات کی ہو رہی ہے اور ممتاز محرف صاحب کسی اور طرف چل پڑے مثل
مشہور ہے کہ بھوکے کو سورج کی ٹکیا بھی لٹکی ہوئی روٹی نظر آتی ہے۔

مریض عشق پر رحمت خدا کی مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

حضرت ابن عربیؒ نے بیان مشاہدہ کو تحدیث نعمت قرار دیا نہ کہ اعلان

کمال و اظہار تفوق کو۔ حضرت ابن عربیؒ اپنے مشاہدہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے

ہیں کہ انہوں نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور قیامت تک آنے والے تمام
مومنین عوام و خواص سب کو دیکھا اور سب لوگوں کے مراتب کا مشاہدہ بھی کیا، پھر
لکھتے ہیں فانی عبد محض لا اطلب التفوق علی عبادہ الخ پس بے

شک میں عبد محض ہوں اللہ کے بندوں پر تفوق نہیں طلب کرتا اور جو کچھ میں نے ذکر

کیا خدا کی قسم فخر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کا ذکر دو باتوں کی وجہ سے کیا ایک تو یہ امر

خداوندی کہ نعمت کو بیان کرو اور اس سے بڑھ کر نعمت کیا ہوگی اور دوسری بات یہ کہ

کوئی صاحب ہمت میرا یہ حال سن لے اور اس میں ہمت پیدا ہو جائے اور وہ اپنے

آپ کو اسی مقصد کیلئے استعمال کرے جس کے لئے میں نے کیا ہے پس وہ اسی قسم کی

نعمت حاصل کرے اور میرے ساتھ ہو۔ (الفتوحات المکیہ جلد سوم ص ۳۲۳ بحوالہ

قدم الشیخ ص ۳۷۴)

فن تلخیص کا مظاہرہ: ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں حضرت ابن عربیؒ تو تحدیث

نعمت اور مصلحت کی وجہ سے اعلان کمال فرمائیں اور اس میں فخر کا شائبہ نہ ہو لیکن

حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ اگر اس قسم کا اعلان فرمائیں تو وہ ^{شطح} قرار پائے؟
 تحقیق و تبصرہ: حضرت ابن عربیؒ نے فرمایا کہ میں نے انبیاء کرام اور دوسرے
 لوگوں کے حالات و مراتب کے متعلق اپنے باطنی مشاہدہ کا جو ذکر کیا ہے اللہ کی قسم فخر
 کی وجہ سے نہیں کیا حضرت ابن عربیؒ اس مشاہدہ کے بیان کو تحدیث نعمت قرار دے
 رہے ہیں فخر یہ گفتگو کو نہیں۔ قدمی کے قول میں تفوق کا بیان ہو رہا ہے جبکہ حضرت
 ابن عربیؒ تفوق کی نفی کر رہے ہیں۔ آپ تو عبدیت کی بات کر رہے ہیں کہ بے
 شک میں عبد محض ہوں لا اطلب التفوق علی عبادہ جبکہ حضرت شیخ فرما رہے ہیں کہ
 میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ کیا ان دو اقوال میں کوئی فرق ہی نہیں؟ کیا
 حضرت شیخ قدس سرہ نے تحدیث نعمت اس انداز میں فرمائی کہ میں تو محض بندہ ہوں
 اللہ کے کسی بندے پر بلندی و برتری کا اظہار نہیں کرتا ممتاز محرف صاحب کچھ تو ہوش
 کریں۔ بیان مشاہدہ اور اعلان قدمی ایک قسم کیسے ہو گئے۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

نیز حضرت ابن عربیؒ نے اپنے مشاہدات کا ذکر اس وجہ سے کیا تا کہ کوئی صاحب
 ہمت سن لے اور اس عظیم مقصد کے لئے خود کو استعمال کرے جبکہ اعلان قدمی میں تو
 اس قسم کی مصلحت و ضرورت بھی نہیں اس لئے کہ قادری حضرات تو قدم کا مقام
 حضرت شیخ سے مختص سمجھتے ہیں فمائل۔ نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ حضرت شیخ قدس
 سرہ کے دعاوی کو ^{شطح} حضرت ابن عربیؒ نے فرمایا ہے لہذا ممتاز محرف کا یہ اعتراض
 بھی انکی ذات گرامی پر ہے کہ انہوں نے اپنے بیان کو تحدیث نعمت اور حضرت شیخ

قدس سرہ کے دعاوی کو ^{شطح} قرار دیا اب ممتاز محرف حضرت ابن عربیؒ کے بلند کلام کو نہیں سمجھتے تو اسمیں قصور انکی اپنی اہلیت و لیاقت کا ہے نہ کہ حضرت ابن عربیؒ کا

حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ ہوا القاهر فوق عبادہ کے مظہر تھے

بیشک آپ ہوا القاهر کے مظہر تھے مگر ہمارے مشائخ کرام اسماء گرامیہ الرحمن اور الرحیم اور ما ارسلناک الا رحمة للعالمین کے مظہر تام تھے یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ سراپا رحمت و محبت و مودت تھے انکی عبدیت و نزول تام تھا اسی وجہ سے انکی دعوت و تبلیغ موثر ترین ثابت ہوئی کامل ترین اولیاء مظہر رحمت ہوتے ہیں نہ کہ مظہر قہر بلکہ کامل ترین اولیاء اس اسم کا مظہر نہ ہونے پر اللہ کا حمد اور شکر ادا کرتے ہیں۔

لسان القوم حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قادری علیہ الرحمۃ کے ہی ارشادات پیش خدمت ہیں و واللہ ما اناب حمد اللہ من یحب التشفی و الا انتقام من عباد اللہ بل خلقنی اللہ رحمة و جعلنی وارث رحمة لمن قبل له و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین و ما خص مو منامن غیرہ (فتوحات ص ۱۲۳ جلد ۴ مطبوعہ بیروت) نیز حضرت القہر کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں یدعی صاحبہا عبد القہار و عبد القاهر فاکبر العلماء من لا یكون له هذا الاسم اعنی عبد القہار و لا عبد القاهر و هو العارف المکمل المعنی بہ بل ہوا لممصوم و ما تجلی لی الحق بحمد اللہ من نفسی فی هذا الاسم و انما رایتہ من مرآة غیری لان اللہ عصمنی منه فی حال الاختیار و الا اضطرار فلم انزع قط و کل مخالفة تبدو منی لمنزع فہی تعلیم لا نزع

فانى مازقت فى نفسى القهر الا لهى قط ولا كان له من هذه الحضرت فى

حكم قال تعالى و هو القاهر فوق عباده (فتوحات ص ۲۱۵ جلد ۴ طبع بيروت)

(۱) اللہ کی قسم میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کے بندوں سے بدلہ اور انتقام لیتے ہیں بلکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے رحمت بنایا ہے اور مجھے انکی رحمت کا وارث بنایا ہے جن کے بارے میں فرمایا گیا **و ما در سلناک الا رحمة للعالمین** ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ مومن کی غیر مومن سے تخصیص نہیں کی

(۲) اسکے صاحب کو عبد القاهر اور عبد القہار کہا جاتا ہے علماء میں سے بڑا وہ ہے جس کے لئے یہ اسم نہ ہو یعنی عبد القہار اور نہ عبد القاهر یہی عارف مکمل ہے جسکا اعتبار کیا جائے گا بلکہ وہ محفوظ ہے اور میرے لئے حق تعالیٰ نے بجز اللہ تعالیٰ اس اسم کے ساتھ تجلی نہیں فرمائی میں نے اسکو غیر کے آئینے سے دیکھا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار واضطرار میں اس سے محفوظ رکھا ہے میں نے کبھی منازعت نہیں کی اور ہر مخالفت جو مجھ سے کسی منازعت کرنیوالے کے سامنے ظاہر ہوتی ہے تو وہ تعلیم ہے نہ کہ نزاع اس لئے کہ میں نے اپنے آپ میں قہر الہی کا ذوق نہیں پایا کبھی بھی اور اس مقام میں اس کی طرف سے مجھ میں کوئی حکم نہ تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و هو القاهر فوق عباده

ہر دور میں هو القاهر فوق عباده کا مظہر ولی اللہ ہوتا ہے

ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں۔ پھر انہوں نے تازہ ترین انکشاف فرمایا کہ یہ ارشاد صرف حضرت غوث پاکؒ نے نہیں فرمایا بلکہ اس قسم کا اعلان تو حضرت شیخ محمد البکریؒ نے بھی فرمایا تھا اگر زمانے کے اولیائے کرام حضرت غوث پاکؒ کے زیر

قدم تھے تو آپ بھی اپنے سے پہلے اقطاب کے زیر قدم تھے (قدم الشیخ ص ۶۹)

تحقیق و تبصرہ: ہر دور میں ایک ولی ایسا ہوتا ہے جس کو تصرف کامل نصیب ہوتا ہے تو پھر تعجب کیسا؟ حضرت ابن عربیؒ نے فرمایا ایسا ایک شخص جو هو القاہر فوق عبادہ کا مظہر ہوتا ہے ہر زمانہ میں ہوتا ہے اور کسی زمانہ میں مرد کی بجائے کوئی عورت ہو القاہر فوق عبادہ کا مظہر ہوتی ہے۔ فتوحات مکیہ۔ زیر قدم ہونے سے مراد بھی زیر تصرف ہونا ہے۔ حضرت غوث پاکؒ سے قبل جو ولی اللہ اس آیت کا مظہر تھا اور جس کا دور قطبیت تھا یقیناً آپ اس کے زیر قدم رہے کیونکہ زیر قدم کا ظاہری معنی و مفہوم تو مراد نہیں بلکہ زیر تصرف ہونا ہی مراد ہے تو حضرت شیخ کے اپنے سے پہلے قطب کے زیر قدم وزیر تصرف و حکومت ہونے پر لہ الا استطالة علی کل شیء سوی اللہ کی واضح دلیل و برہان موجود ہے۔

راکب دوش اولیاء کے متعلق وضاحت

راکب دوش اولیاء سے مراد یہ ہے کہ دوسرے اولیاء قطب وقت کے زیر تصرف ہیں پھر دوسرے اقطاب کو یہ مقام کیوں نہ حاصل ہوا جبکہ ہر قطب وقت کو تصرف ملتا ہے اور زیر قدم ہونے سے مراد بھی زیر تصرف ہونا ہی ہے اور کیا ہے تو ہر قطب وقت کے باقی اولیاء ماتحت اور زیر تصرف وزیر قدم ہوتے ہیں۔ غوث زماں حضرت خواجہ تونسویؒ نے فرمایا مجھے بھی قدمی الخ کا مرتبہ حاصل ہے قطب وقت اعلان کرے یا نہ کرے اس وقت کے تمام ماتحت اولیاء بلکہ کل عالم ماسوائے ملائکہ عالین کے بیعت بھی کرتے ہیں اور زیر تصرف بھی ہوتے ہیں۔ (فتوحات ص ۱۳۶ و ص ۱۳۷ جلد ۳)

بعض اقطاب نے اظہار فرمایا بعض خاموش رہے لیکن عملاً تو حکومت قائم ہو چکی حضرت

ابن عربیؒ نے اعلیٰ ترین اقطاب رکبان کے بارے میں یہ فرمایا کہ کوئی بہترین ہمتوں پر سوار ہوتے ہیں اور کوئی بہترین اعمال پر سوار ہوتے ہیں۔ اصحاب رکبان کے دو درجے ہیں۔ ان میں سے جو پہلا درجہ ہے یہ اعلیٰ ترین رتبہ کے حامل اقطاب ہیں اور یہ دوسرے درجہ کے اقطاب سے افضل ہیں۔ حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں۔ طائفہ رکبان کے طبقہ اولیٰ میں وہ اقطاب آتے ہیں جو اخفیا ابریاء عبودیۃ اور عجز و نیاز کو لازم پکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ وکان ابو السعود منهم فرماتے ہیں فنطق ابو السعود بلسان الطبقة الاولى من طائفة الرکبان (فتوحات مکیہ الباب الثلاثون فی معرفة الرکبان) اگر ماتحت درجہ کا ولی اس شان کا حامل ہے تو اعلیٰ درجہ کے اولیاء بطریق اولیٰ اس شان کے حامل ہونگے۔

حضرت شیخ قدس سرہ کی تمام اولیاء پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی

ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۶۷۳ پر فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۹۰ کے حوالہ سے یہ روایت درج کرتے ہیں کہ امام العصر شیخ عبدالقادر الجلیؒ نے فرمایا معاشر الانبیاء او تیتم اللقب و او تینا ما لم تؤتوا اے انبیاء کرام کی جماعت آپ کو لقب عطا کیا گیا اور ہمیں وہ عطا کیا گیا جو آپ کو عطا نہیں کیا گیا (الی ان قال) وان اراد رضی اللہ عنہ بالانبیاء ہنا انبیاء الاولیاء اہل النبوة العامة فیکون قد صرح بهذا القول ان اللہ قد اعطاه ما لم یعطهم فان اللہ قد جعلهم فاضلا ومفضولا فمثل هذا لا ینکر اور اگر اس فرمان میں انبیاء سے حضرت کی مراد اولیاء

انبیاء اہل نبوت عامہ ہیں تو پھر آپ نے تصریح فرمادی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ عطا فرمایا ہے جو دوسرے اولیاء کو نہیں دیا گیا کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام میں فاضل و مفضول بنائے ہیں پس ایسی بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا

ممتاز محرف کے اخذ کردہ نتائج

- (۱) حضرت شیخ قدس سرہ ہی وہ عظیم ولی اللہ ہیں جن میں نبوت عامہ کا فیض جاری ہے
- (۲) حضرت شیخ قدس سرہ کو وہ علوم عطا کیے گئے جن کی تحصیل کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے استدعا کی تھی
- (۳) حضرات انبیاء کرام علیہم السلام آپ کی مجلس میں تشریف آوری سے آپ کو مشرف فرمایا کرتے تھے جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فضیلت نبوت کے باوجود حضرت خضر علیہ السلام کو ملاقات سے مشرف فرمایا
- (۴) اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث پاک کو وہ فضائل و کمالات عطا فرمائے جو دوسرے اولیاء کا ملین کو عطا نہیں کیے گئے
- (۵) حضرت ابن عربیؒ نے تصدیق فرمادی کہ خصوصی اسرار و علوم کی بنا پر حضرت شیخ عبدالقادرؒ تمام اولیاء کرام پر فضیلت رکھتے ہیں اور اس میں انکار کی گنجائش نہیں
- (۶) صاحب فتوحات اس قدر بلند دعویٰ کو شطح قرار نہیں دیتے بلکہ اس کی تشریح فرماتے ہیں تو ان کے نزدیک باقی ارشادات کیسے شطح قرار پاسکتے ہیں

ممتاز محرف کے اخذ کردہ نتائج کے جوابات

- ﴿۱﴾ نبوت عامہ کا فیضان دیگر اکابر اولیاء میں بھی جاری ہے
- حضرت ابن عربیؒ نے یہ بیان فرمایا کہ النبوة العامة سارية في اكابر الرجال نبوت عامہ اکابر اولیاء میں جاری ہے لہذا ممتاز محرف کے اس نتیجہ سے کہ سیدنا شیخ عبدالقادرؒ وہ عظیم الشان ولی اللہ ہیں کہ آپ میں نبوت عامہ کا فیض جاری و ساری

ہے تمام اکابر اولیاء پر افضلیت شیخ قدس سرہ ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ نبوت عامہ کا فیضان صرف حضرت غوث پاک کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ اکابر اولیاء میں جاری ہے

﴿۲﴾ غوث پاک کو عطا کردہ علوم کا تعین ابن عربیؒ نے نہیں فرمایا

حضرت ابن عربیؒ نے فرمایا کہ حضرت غوث پاک کے قول او تینا مالم تو تو اے انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت ہمیں وہ عطا کیا گیا جو آپ کو عطا نہیں کیا گیا کا وہی مطلب ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کے قول کا ہے کہ انہوں نے فرمایا اے موسیٰ میں اس علم پر ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے اور آپ وہ نہیں جانتے انتھی شیخ اکبر کے اس بیان سے ممتاز محرف نے جو نتیجہ نکالا وہ درست نہیں اس لئے کہ آپ نے یہ تعین نہیں فرمایا کہ جن علوم و معارف کی تعلیم و تحصیل کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے استدعا فرمائی تھی ان علوم سے غوث پاک کو مشرف فرمایا گیا یہ تعین ممتاز محرف نے اپنی طرف سے کیا قول کی قول کے ساتھ معنی و مطلب میں مماثلت ہے علم کی علم کے ساتھ مماثلت و برابری مراد نہیں

﴿۳﴾ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام فیض عطا کرنے کے لئے تشریف

لاتے ہیں۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام مجالس اولیاء میں فیض دینے کے لئے تشریف لاتے ہیں نہ کہ فیض لینے کے لئے لہذا ممتاز محرف کا یہ کہنا درست نہیں کہ حضرات انبیاء کرام کا آپ کی مجلس میں تشریف لانا اس طرح تھا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام کو ملاقات سے مشرف فرمانا حضرت خضر علیہ السلام تو خود نبی ہیں پھر ان کے پاس سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا تحصیل علم کے لئے آنا ثابت و مسلم ہے باقی رہا

انبیاء کرام کا ملاقات سے مشرف فرمانا تو وہ صرف آپ کے ساتھ ہی خاص نہیں حضرات
انبیاء کرام دیگر اولیاء کرام کو بھی ملاقات سے مشرف فرماتے رہے سلطان المشائخ
حضرت محبوب الہی کی مجلس میں اکثر حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے تھے
(مرآت العاشقین ص ۱۵۳)

﴿۲﴾ اس قول سے حضرت شیخ قدس سرہ کی جزوی فضیلت

ثابت ہوتی ہے: اس روایت کی ابتدا میں امام العصر شیخ عبدالقادر کے الفاظ درج
فرما کر حضرت ابن عربی نے جمیع متقدمین و متاخرین اولیاء کرام پر افضلیت شیخ کے نظریہ کا
قلع قمع کر دیا (۱) معاشر الانبیاء سے مراد حقیقی انبیاء نہ ہوں بلکہ نبوت عامہ والے حضرات
یعنی ملہمین مراد ہوں تو حضرت شیخ قدس سرہ کے ہم زمانہ لوگ مراد ہوں گے اس لئے کہ
وہی مخاطبین ہیں اور جماعت سے مراد بھی آپ کے زمانہ کی جماعت ملہمین ہے
(۲) آپ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اے جماعت ملہمین بعض اسرار و علوم جو
مجھے عطا کیے گئے ہیں وہ تمہیں نہیں دیے گئے جس طرح حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا
اے موسیٰ علیہ السلام انا علی علم علمنیہ اللہ لا تعلمہ انت میں اس علم پر ہوں جو
اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے اور وہ آپ نہیں جانتے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو علم عطا فرمایا
ہے وہ میں نہیں جانتا (۳) یہ واقعہ سامنے رکھا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں بھی
جزوی علوم مراد ہیں جزوی علوم خواص اولیاء کو عطا ہو سکتے ہیں جو ممکن ہے عام اولیاء کو
حاصل نہ ہوں
ہر دور کے اقطاب

وانغواث کو بعض خصوصی علوم و معارف عطا ہوتے ہیں جو دیگر اولیاء کو عطا نہیں کیے جاتے
(۴) حضرت ابن عربی نے بعض اولیاء کا ملین کو صراحتاً حضرت شیخ قدس سرہ سے افضل

قرار دیا تو یقیناً انہیں وہ علوم حاصل ہوں گے جو ان کے ساتھ خاص ہوں گے
(۵) بعض خصوصی اسرار و علوم کے عطا کئے جانے سے جمیع متقدمین و متاخرین اولیاء پر
حضرت شیخ قدس سرہ کی افضلیت مطلقہ ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ یہاں جزوی فضائل
و کمالات مراد ہیں یہ مراد نہیں کہ تمام کمالات آپ کو عطا کئے گئے معلوم نہیں ممتاز محرف کو
کلی علوم اور فضیلت کلی بر جمیع ملہمین متقدمین و متاخرین اس قول سے کیسے سمجھ آگئی

﴿۵﴾ یہاں جزوی فضیلت مراد ہے فضیلت کلی مراد نہیں

حضرت ابن عربیؒ نے اس بات کی تصدیق فرمائی کہ حضرت شیخ قدس سرہ خصوصی اسرار
و علوم کی بناء پر جزوی فضیلت رکھتے ہیں اور اسمیں انکار کی گنجائش نہیں یہاں جزوی
فضیلت مراد ہے فضیلت کلی مراد نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عربیؒ نے فتوحات
مکیہ میں بعض اولیاء عظام کو صراحتاً آپ سے افضل قرار دیا نیز اس فرمان کے مخاطب
حضرت شیخ قدس سرہ کے ہم زمانہ اولیاء کرام ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر تمام ملہمین مراد
ہوں تو ان میں حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور مولائے
کائنات سیدنا علیؓ و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی یقیناً شامل ہوں گے اب
صحابہ پر بھی افضلیت شیخؒ تسلیم کر لو یا اس قول کو آپ کے زمانہ کے اولیاء کے ساتھ مخصوص رکھو
غرض دو گونہ عذاب است جان مجنوں را

﴿۶﴾ دعاوی غوثیہ پر اطلاق شطح

کے دعویٰ معاشر الانبیاء اوتیتم اللقب الخ اور قدمی ہذہ الخ کے بارے میں علامہ
آلوسی کی روح المعانی اور الطراز المذہب میں مذکور یہ تحقیق بھی قدم الشیخ کے ص ۳۸۰ پر

نقل کی کہ آپ سے یہ اقوال مقام فناء فی الرسول میں صادر ہوئے اس تحقیق کو ذکر کرنے کے باوجود وہ مطمئن نہیں ہیں انکو کسی طرح تسلی نہیں ہو رہی وہ ان اقوال کے از قبیل شطیحات ہونے سے انکاری ہیں حالانکہ جب یہ اقوال مقام فناء میں صادر ہوئے ہیں تو انکو شطح سے تعبیر کرنا بھی درست ہے علامہ آلوسی تو واضح طور پر فرما رہے ہیں کہ آپ نے حقیقت محمدیہ کی زبان پر اس طرح فرمایا جب کہ حضرت ابن عربیؒ نے صراحت فرمائی ہے کہ ”نہیں ظاہر ہوتا ایسا قول مگر غلبہ حال کے بسبب فنا میں (فتوحات ص ۵۲۰ ج ۲) معاشر الانبیاء الخ کی تاویل ہو سکتی تھی جو حضرت ابن عربیؒ نے بیان فرمادی یہ کیسے ثابت ہوا کہ جس قول کی تاویل و تشریح کر دی جائے وہ شطح ہی نہیں رہتا ممتاز محرف صاحب کچھ اپنی عقل کا علاج کراؤ حضرت ابن عربیؒ نے اس قول کی تشریح و توضیح کر دی تو باقی اقوال جن کو انہوں نے صراحتاً شطح قرار دیا وہ بھی ان کے نزدیک شطح نہیں رہے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں منہم من تغلب علیہ الشطحات لتحققہ بالحق
 کعبد القادر فیظہر العلو علی امثاله و اشکالہ و علی من ہو اعلی منہ
 (فتوحات ص ۵۶۰ ج ۳)

امام العصر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے قول کی وضاحت

آپ نے فرمایا معاشر الانبیاء اوتیتم اللقب و اوتینا مالہم تو تو اے انبیاء کرام کی جماعت آپکو لقب عطا کیا گیا اور ہمیں وہ عطا کیا گیا جو آپکو عطا نہیں کیا گیا حضرت ابن عربیؒ نے اگرچہ دونوں پہلو بیان کئے ہیں کہ حضرت شیخ کے قول میں انبیاء سے مراد حقیقی انبیاء ہیں یا انبیاء اولیاء یعنی ملہمین لیکن ترجیح بہر حال اس پہلو کو ملے گی کہ

انبیاء سے حقیقی انبیاء مراد ہیں اس لئے کہ آپ کے قول کا مطلب یہ ہے اے انبیاء کی جماعت آپ کو جو لقب دیا گیا ہے مجھے وہ لقب نہیں ملا جو لقب حضرت غوث پاک کو نہیں ملا اس کی بات ہو رہی ہے ورنہ اگر جماعت ملہمین مراد ہو تو جو لقب انکو ملا ہے وہ آپ کو بھی ملا ہے باقی اولیاء ملہم ہوں اور آپ ملہم نہ ہوں یہ کیسے مراد ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ حقیقی انبیاء ہی مراد ہیں اسی لئے تو غوث پاکؒ نبی کے لقب کی اپنے آپ سے نفی کر رہے ہیں۔

☆ علامہ آلوسی کی تحقیق ☆ ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۳۸۰ پر لکھتے

ہیں خاتم المفسرین علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی جلد دوم تیسرے پارے میں اس فرمان کو نقل کرنے کے بعد لکھا ”ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ نے حقیقت محمدیہ اور ذات احمدیہ میں فناء ہو کر حقیقت محمدیہ اور ذات احمدیہ کی زبان سے اس طرح فرمایا (تا) صاحب روح المعانی نے آپ کے ارشاد قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے متعلق بھی اپنی کتاب الطراز المذہب میں یہی موقف اختیار کیا تھا کہ اس کا صدور حقیقت محمدیہ کی زبان سے ہوا ہے۔ **نوٹ:** جب یہ دونوں اقوال مقام فناء میں صادر ہوئے ہیں ان کو شطح سے تعبیر کرنا بھی درست ہو ممتاز محرف کو چاہئے کہ اپنے قصور فہم کا اعتراف اس شعر کی روشنی میں کریں

ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

بقول ممتاز گولڑوی علامہ آلوسی کو شرح صدر بعد میں ہوئی

ممتاز محرف لکھتے ہیں بہر حال صاحب روح المعانی کو اس فرمان کے بارے میں شرح صدر بعد میں ہوئی وہ اس کے مفہوم و مطلب اور رموز و اسرار پر مطلع ہو گئے اور انہیں اس کی نقل صحیح بھی دستیاب ہو گئی انہوں نے اعتراف کیا کہ پہلے بیان کردہ توجیہ کے علاوہ اس

فرمان کی ایک توجیہ یہ ہے صاحب روح المعانی لکھتے ہیں رواہ ابو البدر التماشکی
 البغدادی عن الشيخ بشیر عن القطب عبدالقادر الجیلی قدس سرہ انہ
 قال معاشر الانبياء اوتيمم القلب و اوتينا مالم تؤتوا فان معنى قوله اوتيمم
 القلب انه حجر علينا اطلاق لفظ النبي وان كانت النبوة العامة ابدية
 وقوله اوتينا مالم تؤتوا على حد قول الخضر لموسى عليه السلام وهو
 افضل منه يا موسى انى على علم علمنيه الله تعالى لا تعلمه انت وهذا
 وجه آخر غير ما اسلفنا من قبل فى توجيه هذا الكلام (روح المعانى جلد
 سوم پارہ پنجم ص ۷۶)

تبصرہ: علامہ آلوسی نے اس قول کی جو توجیہ ممتاز محرف کے بقول شرح صدر کے بعد
 نقل کی اس میں بھی معاشر الانبياء سے حقیقی انبیاء مراد لیئے گئے ہیں اور یہی مطلب بیان
 کیا گیا کہ اے انبیاء کرام کی جماعت آپکو لقب عطا کیا گیا اور ہم پر لفظ نبی کا اطلاق ممنوع
 ہے کاش ممتاز گولڑوی صاحب روح المعانی کی بات کو سمجھ لیتے اور شرح صدر کے بعد
 ذکر کردہ نقل کو ہی تسلیم کر کے انکی روش اپنا لیتے

امام شعرانی اور شیخ علی الخواص نے بھی انبیاء سے حقیقی انبیاء

مراد لئے ہیں۔ ممتاز محرف نے قدم الشیخ کے ص ۳۷۹ پر امام شعرانی اور انکے شیخ
 علی الخواص کے حوالے سے غوث پاکؒ کے اس قول کی جو توجیہ ذکر کی وہ یہ ہے کہ آپ
 نے فرمایا معاشر الانبياء اوتيمم القلب و اوتينا مالم تؤتوا یعنی حجر علينا
 اسم النبي مع اطلاقنا على علمه من طريق كشفنا (الجواهر والدرر للشعرانی

بہا مش الابریز ص ۲۵۹ طبع مصر) اے جماعت انبیاء آپ کو لقب دیا گیا اور ہمیں وہ دیا گیا جو آپ کو نہیں دیا گیا یعنی ہم پر لفظ نبی کا اطلاق ممنوع ہے اگرچہ کشف کے ذریعے ہم علوم

نبوت پر اطلاع رکھتے ہیں

تبصرہ: امام شعرانی نے اپنے شیخ سیدنا علی الخواص سے اس قول کی جو توجیہ ذکر کی اس

میں بھی حقیقی انبیاء مراد ہیں اور حضرت شیخ قدس سرہ کے قول کا یہ مطلب بیان کیا گیا کہ

آپ نے فرمایا انبیاء کو نبی کا لقب عطا کیا گیا اور ہم پر اس لقب کا اطلاق ممنوع ہے کاش

ممتاز محرف اولیاء کرام کی ذکر کردہ راجح توجیہ کے مطابق اس قول کا مطلب بیان کرتے

اور تحریف و تلبیس کی عادت ترک کر دیتے

افضلیت شیخ قدس سرہ پر ممتاز محرف کی دلیل

ممتاز محرف نے قدم الشیخ کے ص ۳۲۶ میں جمیع اولیاء کرام پر بالعموم اور شیخ ابوالسعود پر

بالخصوص افضلیت غوث پاک ثابت کرنے کے لئے یہ روایت درج کی کہ شیخ ابوالسعود

نے حضرت خضر علیہ السلام کی طرف توجہ نہ کی اور غوث پاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

خضر علیہ السلام کو یہ جواب دیا لم یتروک فی هذا الشیخ فضیلة لغيره انتھی ممتاز

مخرف لکھتے ہیں آپ نے فرمایا اس شیخ وقت میں غیر کے لئے کوئی فضیلت نہیں چھوڑی گئی

یعنی آپ سب فضائل و کمالات کے جامع ہیں اس لئے مجھے کسی کی طرف متوجہ ہونے کی

ضرورت پیش نہیں آتی

ممتاز محرف کا بیان کردہ مفہوم درست نہیں

ممتاز محرف صاحب آپکا بیان کردہ مفہوم صریح نصوص کے خلاف ہے تم لوگ غلو کی بنیاد رکھتے ہو اس بنیاد پر ہی عالی کہتے ہیں کہ حضرت شیخ قدس سرہ انبیاء و رسل پر بھی فضیلت رکھتے ہیں کسی اور کے لئے کوئی فضیلت نہیں چھوڑی گئی پھر تو نبوت و رسالت بھی باقی نہ رہی کیونکہ نبی کے مقابلہ میں بات ہو رہی ہے

(۱) اگر فضیلت سے مراد تمام فضائل و کمالات لے لیں اور غیر سے مراد حضرت شیخ قدس سرہ کے علاوہ تمام ہوں تو انبیاء و رسل علیہم السلام بھی اس میں شامل ہو جائیں گے اس لئے کہ بات تو خضر علیہ السلام سے ہو رہی ہے جو نبی ہیں حضرت ابو السعودؒ کے قول کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی فضیلت بھی حضرت غوث پاکؒ کو حاصل ہے اور آپ حضرت خضر علیہ السلام سے بھی افضل ہیں

(۲) اگر حضرت ابو السعود کا یہ قول اولیاء اللہ کے اعتبار سے ہے اور فضیلت سے مراد اولیاء کرام پر حضرت شیخ قدس سرہ کی فضیلت ہے تو پھر یہ بات بھی آپ کے زمانہ کے ساتھ خاص ہے حضرت شیخ قدس سرہ کے ہم زمانہ اولیاء کرام مراد ہیں اور ہم زمانہ اولیاء سے حضرت شیخ قدس سرہ یقیناً افضل تھے ماسوائے اولیاء افراد کے کہ یہ حضرات دائرہ قطب سے خارج ہوتے ہیں ہم زمانہ اولیاء مراد ہونے پر دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عربی نے حضرت بایزید بسطامیؒ حضرت شیخ ابو السعودؒ اور دیگر اکابر اولیاء کو صراحتاً حضرت شیخ قدس سرہ سے افضل قرار دیا دیکھئے فتوحات مکیہ نیز حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ نے مشائخ چشت میں سے کئی حضرات کو افضل قرار دیا اسکا ذکر ہم پہلے بھی کر چکے ہیں حضرت ابو السعود کی فضیلت کے بارے میں پیش کردہ فتوحات کے حوالہ جات کو مصنوعی کہنے پر ممتاز محرف کو حیا دامن گیر کیوں نہ ہوئی اب میرا دل چاہتا ہے کہ ان کے سامنے جھوٹ کی

ذمت میں وارد آیت پڑھ دوں۔

ایک مثالی واقعہ سے حضرت ابوالسعودؒ کے قول کی وضاحت

ایک دفعہ حضرت غوثِ زمانِ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ حضرت زہد الانبیاء بابا فرید گنج شکرؒ کے عرس مبارک کے لئے پاکستان شریف کی طرف جا رہے تھے اور سید مستان شاہ افغانی بھی آپ کے ہمراہ تھے مستان شاہ حضرت صاحبؒ کے خلفاء میں سے تھے صاحب حال و جذبہ تھے اور اکثر وقت ان پر مستی کا غلبہ رہتا تھا راستے میں ایک بزرگ ملے اور حضرت صاحب سے باتوں میں مشغول ہو گئے حضرت صاحبؒ نے مستان شاہ سے فرمایا کہ میاں یہ خضر علیہ السلام ہیں اگر ان سے کچھ چاہتے ہو تو پوچھ لو انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں خضر کی حاجت نہیں ہمارے خضر آپ ہیں اور ہماری ہر مراد اور ہمارا ہر مقصود آپ کے دروازے سے حاصل ہو جاتا ہے (مناقب المحبوبین اردو ص ۱۷۰)

حضرت شیخ ابوالسعودؒ کے قول کا صحیح مطلب

آپ نے فرمایا لم یتروک فی هذا الشیخ فضیلة لغيره میرے خواجہ میرے خضر و رہنما میرے آقا و مولیٰ تو حضرت شیخ قدس سرہ ہیں اور میری ہر مراد اور ہر مقصود آپ کے دروازے سے حاصل ہو جاتا ہے مجھے میرے شیخ کا دروازہ ہی کافی ہے کسی اور کی طرف جانے کی مجھے حاجت ہی نہیں

مینوں منگنا پیا نہیں دردرتوں ایسا خیر سخی نے پاچھڈیا

آپ نے فرمایا جو فضیلت بھی میرے لئے مقدر کی گئی ہے اس کے لئے مجھے کسی اور کی حاجت نہیں وہ کسی اور کے لئے نہیں چھوڑی گئی وہ مجھے اس شیخ کامل گر کی ذات اقدس

میں ہی ملے گی جیسے مستان شاہ نے حضرت غوث زماںؒ سے عرض کیا کہ ہمیں خضر کی حاجت نہیں ہمارا ہر مقصود تو آپ کے دروازے سے حاصل ہو جاتا ہے یعنی جو فضیلت بھی میرے مقدر میں ہے وہ کسی اور جگہ سے حاصل نہ ہوگی وہ مجھے میرے شیخ کے در اقدس سے ملے گی اور مجھے میرے شیخ کا دروازہ ہی کافی ہے اس لئے کہ شیخ کامل ہی مرید کے لئے فیض الہی کا دروازہ ہوتا ہے

حضرت امیر خسروؒ کا واقعہ

حضرت امیر خسروؒ دہلوی کی فصاحت و زبان دانی کا ذکر ہوا فرمایا کہ حضرت امیر خسرو شاعر نہ تھے بلکہ ان کی شاعری بھی کسی خاص مقام سے ہے ایک دن وہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاتی ہوئے خضر علیہ السلام نے کہا کہ اے خسرو مجھ سے کچھ مانگو خسرو صاحب نے انکار کیا اور کہا کہ میں جو کچھ طلب کرتا ہوں اپنے پیر سے طلب کرتا ہوں میرے شیخ کی بارگاہ ہی میری حاجت گاہ ہے ہاں شعر گوئی کا شوق ہے مگر اسکے متعلق شیخ کی خدمت میں عرض کرنا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ یہ ایک ادنیٰ کام ہے حضرت خضر نے فرمایا کہ یہ فیض مجھ سے قبل ازیں سعدیؒ نے لے لیا ہے اور میں نے سب اسی کو دے دیا ہے کوئی اور چیز طلب کرو کہا بس اور کوئی چیز طلب نہیں کرتا یہ ماجرا حضرت محبوب الہی کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے خود امیر خسرو کو شعر گوئی کی اجازت فرمائی بس اس دن سے ان کے اشعار علم سلوک میں بہت مقبول ہوئے اور بہت ہی حلاوت و لطافت رکھتے ہیں

(ملفوظات مہر یہ ملفوظ نمبر ۹۸)

بقول ممتاز محرف حضرت خضر علیہ السلام بھی ناواقف تھے

ممتاز محرف قدم الشیخ عبدالقادرؒ کے ص ۳۳۳ پر لکھتے ہیں صاحب فتوحات نے غوث اعظمؒ کو ولایت کے سب سے اعلیٰ مقام پر فائز تسلیم کیا نیز آپکو ایسے بلند مقام کا حامل قرار دیا ہے جس کی پہچان اولیاء افراد کو بھی نہ ہو سکی حالانکہ اولیاء افراد حسب تصریح شیخ دائرہ قطب سے خارج ہوتے ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام بھی ان میں سے ہیں انتھی

تبصرہ: ممتاز محرف نے حضرت خضر علیہ السلام کو مقام غوث پاک سے ناواقف قرار دے دیا بقول ممتاز محرف اولیاء افراد کو آپ کے مقام کی پہچان نہ ہو سکی اور خضر علیہ السلام بھی اولیاء افراد میں سے تھے نتیجہ بالکل واضح ہے کہ خضر علیہ السلام کو بھی آپ کے مقام کی پہچان نہ ہو سکی یعنی حضرت خضر علیہ السلام بھی ان میں سے تھے تو وہ بھی آپ کے مقام سے ناواقف ٹھہرے یہ ہے ان کا غلو جس کا مظاہرہ وہ اپنی کتاب میں جا بجا کرتے نظر آتے ہیں گویا۔ خوف خدا شرم نبی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

باب چہارم

امام شعرانی کی کتب الدرر و الجواہر وغیرہا کے متعلق وضاحت

قدمی الخ کے بارے میں الجواہر و الدرر کا اقتباس

حضرت امام شعرانی اپنے شیخ قطب وقت علی الخواصؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کان الشیخ محی الدین یقول الشیخ ابوالسعود عندی اکمل من الشیخ عبدالقادر وقد اطلعت الی مقامات کثیر من الرجال فما عرفت لهذا الرجل قرارا قلت لشیخنا انی رایت فی بہجة الشیخ عبدالقادر انه لم یقل قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ تعالیٰ الا باذن اللہ فقال رضی اللہ عنہ لو کان ذالک ہامر من اللہ ما وقع منه ندم حین وفاته فقد بلغنا انه

وضع خده على الارض وقال هذا هو الحق الذى كنا عنه فى غفلة وندم
 واستغفر الخ الجواهر والدرر على الابريز ص ۱۴۲ کلام الاولياء الا کا بر ص ۶۱
 حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرمایا کرتے تھے کہ شیخ ابوالسعود میرے نزدیک شیخ
 عبدالقادر سے اکمل ہیں میں نے کثیر اولیاء کے مقامات پر اطلاع پائی تو اس آدمی کے لیے
 (کہیں) قرار نہ پایا تو میں نے اپنے شیخ کو کہا کہ میں نے بھجے شیخ عبدالقادر میں دیکھا ہے
 کہ آپ نے قدمی هذه على رقبة كل ولي الله باذن الله کہا ہے تو شیخ نے کہا اگر
 یہ قول بامر الہی ہوتا تو آپ سے وقت وفات میں ندامت واقع نہ ہوتی ہمیں یہ امر بتحقیق
 پہنچا کہ بلاشبہ آپ نے اپنا رخسار زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ یہ ہی حق ہے جس سے ہم غفلت
 میں تھے اور ندامت کا اظہار کیا اور استغفار کیا۔

تبصرہ: حضرت شیخ قدس سرہ کے رجوع کے بیان پر مشتمل الجواهر والدرر کی
 مذکورہ بالا روایت سے تنگ آکر ممتاز گولڑوی اور نصیر شاہ نے تمام کتاب کو منسوخ کرنے کی
 سعی کی حتی کہ امام شعرانی پر تحریف کا الزام عائد کر دیا اس سلسلے میں گزارش یہ ہے
 لطائف الممن سے الجواهر والدرر میں درج روایات کی تصدیق و تائید ہوتی ہے
 تردید نہیں ہوتی لہذا لطائف الممن سے الجواهر والدرر کو منسوخ کرنے کی کاوشیں ممتاز
 محرف اور پیر بے ضمیر کے لیے سود مند ثابت نہیں ہو سکتیں

ممتاز محرف نے قدم الشيخ کے ص ۱۶۲ پر اس روایت کے ترجمہ میں بھی تحریفی کارنامہ سر
 انجام دیا چنانچہ لو کان ذالک بامر من الله ما وقع منه ندم حين وفاته فقد

بلغنا انه وضع خده على الارض وقال هذا هو الحق الذي كنا عنه في غفلة وندم واستغفر کے ترجمہ میں تحریفی کاروائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں امام شعرانی نے اپنے شیخ علی الخواص سے پوچھا میں نے بھجے الاسرار میں پڑھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر نے باذن الہی فرمایا قدمی هذه على رقبة كل ولي الله تو انہوں نے فرمایا اگر اس طرح ہوتا تو بوقت وصال آپ تو اضع اور استغفار نہ فرماتے ناظرین گرامی قدر آپ ہی انصاف کریں ما وقع منه ندم حين وفاته میں ندامت کا ترجمہ تو اضع کے لفظ سے کرنا اور پھر اس کے بعد مکمل سطر کا ترجمہ ہضم کر جانا تحریف و تبدیل سے بڑھ کر علمی خیانت اور بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے

کسی بھی نبی نے وحی سے جو فرمایا اس پر کبھی اظہار ندامت نہیں کیا

ما نقل عن نبی قط انه ندم على ما قاله مما اوحى اليه فيه (فتوحات مکیہ ص ۲۵۲ ج ۲)

حضرت شیخ قدس سرہ نے رجوع فرمایا

حضرت امام شعرانی اپنے شیخ علی الخواص سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ بلاشبہ شیخ عبدالقادر جیلانی پر جب وقت وفات آیا تو آپ نے اپنا رخسارہ زمین پر رکھ دیا پس کہا یہی وہ حق ہے جس سے ہم حجاب ادلال میں تھے تو آپ نے اپنے آپ پر اس بات کی شہادت دی کہ وہ مقام ادلال جس میں آپ تھے نقص ہے نسبت آپ کے اس حال کے جو وقت وفات آپ پر ظاہر ہوا تو میں نے عرض کی کہ اس میں اس بات کے غیر صحیح ہونے کی دلیل ہے کہ آپ کو تصریف و ادلال کا امر دیا گیا جیسا کہ

انکے اہل سلسلہ میں مشہور ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں لو کان اذن له فی ذالک ما وقع منه ندم اگر آپ کو اس کا اذن ہوتا تو آپ سے ندامت واقع نہ ہوتی لیکن شدت صدق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے حال کی تمہیم فرمادی تو کمال حال پر فوت ہوئے الخ
الجواہر والدرر علی الابریز ص ۳۱۱

لطائف اللمن کا اہم ترین حوالہ:

حضرت امام شعرانی نے کہا شیخ محی الدین ابن عربی کہا کرتے تھے کہ بلاشبہ شیخ ابوالسعود بن شبل اپنے شیخ عبدالقادر جیلانی سے اعلیٰ مقام پر ہیں اس لیے کہ آپ پر مقام تصرف پیش کیا گیا تو آپ نے انکار کر دیا اور کہا ہم نے حق تعالیٰ پر چھوڑ رکھا ہے کہ ہمارے لیے تصرف کرے اور شیخ عبدالقادر پر مقام تصرف پیش کیا گیا تو آپ نے تصرف کرنا شروع کر دیا حالانکہ آپ کیلئے بہتر یہ تھا کہ تصرف ترک کر دیتے یہاں تک کہ آپ کو تصرف کا امر دیا جاتا تو تصرف کرتے

ممتاز محرف کی من پسند کتاب لطائف اللمن سے

الجواہر والدرر کے اقتباس کی چاروں باتوں کی تصدیق ہوتی ہے

(۱) ان الشيخ ابوالسعود بن الشبل اعلى مقاما من شيخه سے حضرت ابوالسعود کا اکمل ہونا ثابت ہوا

(۲) والشيخ عبدالقادر عرض عليه مقام التصريف فتصرف سے یہ ثابت ہوا کہ آپ اپنے اقوال و افعال میں مامور نہیں تھے

(۳) كان الاولى له ان يترك حتى يؤمر بالتصريف فهناك يتصرف

بامر کے الفاظ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ کے لئے بایں الفاظ تحدیث نعمت ترک کرنا ہی اولیٰ تھا اس لئے کہ حضرت امام شعرانیؒ نے صراحت فرمادی کہ حضرت شیخ قدس سرہ کے لئے ترک تصرف ہی اولیٰ تھا یہاں تک کہ آپ کو تصرف کا امر دیا جاتا تو امر سے تصرف کرتے

(۴) وفات سے قبل آپ نے حال وادلال اور تصرف بلا امر سے رجوع بھی فرمایا

ومن المشهور ان سيدنا الشيخ عبدالقادر الجيليؒ كان يقول قدمي هذا على عنق كل ولي الله عزوجل من باب التحدث بالنعمة ثم انه لما حضرته الوفاة قال ليت امي لم تلدني وكان تحت راسه مخدة فقال انزلوا خدي عن هذه المخدة وضعوه على التراب لعل الله تعالى يرى ذلي فيرحمني ثم قال هذا هو الحق الذي كنا عنه في حجاب هكذا نقله عنه الشيخ محي الدين في الفتوحات لطائف المنن ۳۸ طبع بيروت اور یہ بات مشہور ہے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ قدمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ تحدیث نعمت کے طور پر کہا کرتے تھے پھر جب وفات کا وقت آیا تو کہنے لگے کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی اور آپ کے سر کے نیچے تکیہ تھا تو کہا میرا خسارہ اس تکیے سے نیچے اتار دو اور مٹی پر رکھ دو شاید کہ اللہ تعالیٰ میری عاجزی کو دیکھ کر مجھ پر رحم فرمائے پھر کہا یہی وہ حق ہے جس سے ہم حجاب میں تھے اس طرح آپ سے اس بات کو شیخ محی الدین نے فتوحات مکیہ میں نقل کیا ہے حضرت امام شعرانیؒ کے ان الفاظ سے کہ فتوحات مکیہ میں اسکی تفصیل اسی طرح موجود ہے حضرت شیخ قدس سرہ کے رجوع پر مشتمل فتوحات مکیہ کی اس روایت کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے کہ اس میں

شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

فتوحات مکیہ سے منقول لطائف الممن کی عبارت کی وضاحت

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۱۶۱ پر لکھتے ہیں ومن المشہور ان سیدی الشیخ عبدالقادر الجیلیؒ کان یقول قدمی هذا علی رقبة کل ولی اللہ عز وجل من باب التحدث بالنعمة یہ بات درجہ شہرت کو پہنچی ہوئی ہے کہ سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی کا ارشاد گرامی کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تحدیث نعمت کے باب سے ہے (لطائف الممن ص ۳۰ ص ۲۳۱ حصہ دوم)

ممتاز محرف صاحب بقیہ عبارت اپنی عادت نامبارک کے مطابق چھوڑ جاتے ہیں جو یہ ہے ثم انه لما حضرته الوفاة قال لیت امی لم تلدنی وکان تحت راسه منخدة فقال انزلوا خدی عن هذه المنخدة وضعوه علی التراب لعل اللہ تعالیٰ یرى ذلی فیرحمنی ثم قال هذا هو الحق الذی کنا عنه فی حجاب هکذا نقل عنه الشیخ محی الدین فی الفتوحات (الممن الکبریٰ ص ۲۳۸ مطبوعہ بیروت لبنان) یہ فتوحات مکیہ کی ہی روایت ہے لہذا ناظرین فتوحات کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں حضرت ابن عربی فرماتے ہیں فلیست الدنیا بدار ادلال الا ترى عبدالقادر الجیلی مع ادلاله لما حضرته الوفاة وبقی علیہ من انفاسه فی هذه الدار ذلک القدر الزمانی وضع خده فی الارض واعترف بان الذی هو فیہ الان هو الحق الذی ینبغی ان یکون العبد علیہ فی هذه الدار وسبب ذالک انه کان فی اوقات صاحب ادلال لما کان

الحق يعرفه به من الحوادث الا كوان عصم الله ابا السعود تلميذه من
ذالك الادلال فلا زم العبودية المكلفة مع الا نفاس الى حين موته فما
حكى انه تغير عليه الحال عند موته كما تغير على شيخه عبد القادر

فتوحات مكيه شريفه ص ۲۳۳ ج اول كلام اولياء الا کا بر ص ۸۲

دار دنیا دار ادلال نہیں ہے کیا تو عبد القادر جیلانی کو نہیں دیکھتا اپنے ادلال کے باوجود
جب وقت وفات ہوا اور آپ کے انفاس میں سے معمولی وقت رہ گیا تو آپ نے اپنا
رخسارہ زمین پر رکھا اور اقرار کیا کہ یہ حال جس میں اب ہوں یہی حق ہے جس پر دار دنیا
میں بندے کا ہونا لائق ہے اس کا سبب یہ تھا کہ آپ اپنے وقت میں صاحب ادلال تھے
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حوادث اکوان کا علم دے دیتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے تلمیذ
ابو السعود کو اس ادلال سے محفوظ رکھا آپ نے تمام زندگی وقت وفات تک عبودیت مکلفہ
کو لازم پکڑے رکھا تو آپ کے بارے میں یہ حکایت نہیں کی گئی کہ بوقت وفات آپ کا حال
بھی متغیر ہوا ہو جیسا کہ آپ کے شیخ عبد القادر جیلانی کا حال متغیر ہوا

تحقیق و تبصرہ: ناظرین گرامی قدر حضرت امام شعرانی نے بھی روایت صاحب
فتوحات سے نقل کی اور اصل روایت سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ بوقت وفات حضرت
نے اعتراف کیا کہ دنیا دار ادلال نہیں ہے اور جس حالت میں وہ اب ہیں وہی حق ہے ان
کے اس اعتراف کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ آپ بعض اوقات صاحب ادلال تھے امام
شعرانی لطائف المہمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ جیلانی نے فرمایا ہذا هو
الحق الذی کنا عنہ فی حجاب یہ حال ہی حق ہے جس سے ہم حجاب میں تھے پھر
فرماتے ہیں ہکذا نقلہ عنہ الشیخ محی الدین فی الفتوحات اسی طرح
حضرت شیخ جیلانی سے شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات میں نقل کیا نیز قدمی الخ باب

تحدیثِ نعمت سے ہو تو پھر بھی فی حجاب کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ سے تحدیثِ نعمت بہتر نہیں ہے

مقامِ فناء میں صادر کلمات سے اولیاءِ کارِ جوع ثابت ہے

حضرت محبوب الہیؑ نے حضرت بایزید بسطامیؒ کے بارے میں فرمایا
 اے او وقتے گفتہ بود سبحانی ما اعظم شانی بعد از اں در آخر عمر مستغفر شد و گفت من این سخن نیکو نگفتم
 آپ نے کسی وقت سبحانی ما اعظم شانی کہا تھا بعد از اں آخر عمر میں استغفار کیا اور کہا میں
 نے یہ بات اچھی نہیں کہی (فوائد الفوائد ص ۳۲۸ کلام الاولیاء الا کا بر ص ۶۹)

قطبِ وقت حضرت بایزید بسطامیؒ کا آخر عمر میں رجوع ثابت ہے تو

حضرت شیخِ قدس سرہ کا قدمی اے سے آخر عمر میں رجوع کیونکر محال ہے

ممتاز محرف نے قدم الشیخ کے ص ۶۷ پر حضرت امام حاتمی ابن عربیؒ کے اس فرمان پر کہ شیخ
 قدس سرہ نے ادلال سے بوقتِ وفات رجوع فرمایا تھا اپنے ظنِ فاسد سے یہ اعتراض کیا
 تھا کہ آخر حصہ عمر میں رجوع کا قول درست نہیں اس لئے کہ حضرت شیخ کی اشاعتِ اسلام
 کیلئے گراں قدر خدمات ہیں تو ساری زندگی ادلال میں کیونکر رہ سکتے ہیں حضرت محبوب
 الہیؑ کے مذکورہ بالا فرمان سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت بایزید بسطامیؒ نے آخر عمر میں
 اپنے قول سبحانی ما اعظم شانی سے رجوع فرمایا تھا حضرت شیخ کا آخری حصہ عمر
 میں رجوع حضرت امام حاتمی نے بیان فرمادیا تو اس میں کیا استبعاد ہے اس لئے کہ حکم تو
 غالب حالت پر ہے اور بقول حضرت حاتمی حضرت شیخ پر حال کا غلبہ آخر عمر تک رہا نیز
 حضرت بایزید بسطامیؒ بھی قطبِ وقت تھے جیسے کہ حضرت ابن عربیؒ نے صراحت فرمائی
 اور اولیاءِ کبار میں آپکی عظیم شان اور اسلام کیلئے آپکی خدمات کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا

نیز حضرت ابن عربی کے فرمان انہ کان فی اوقات صاحب ادلال کا مطلب بھی یہ ہے کہ اظہار ادلال بعض اوقات میں ہوتا تھا لیکن ادلال سے رجوع بوقت وفات ہوا

مقام سکر و فنا میں صادر اقوال کے متعلق وضاحت

حضرت خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں سبحانی ما اعظم شانی حضرت شیخ بایزید بسطامی کا قول ہے جس کے معنی ہیں کہ پاک ہوں میں اور میری شان کس قدر بلند ہے اور آپ کا قول لیس فی جبتی سوی اللہ (میرے جبہ میں سوائے اللہ کے کچھ نہیں) وغیرہ کی بھی حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی نے ان معنوں میں تاویل نہیں فرمائی لیکن انکے متعلق اس قدر فرمایا یہ عاشقانہ لغزش ہے ص ۶۳۴ مقابیس المجالس

قدمی از قبیل شطیحات ہے کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری کا

بصیرت افروز تبصرہ

۱ عاشقانہ لغزش بمعنی غیر ذمہ دارانہ کلام تصوف کی اصطلاح میں ایسے کلمات کو شطیحات کے نام سے موسوم کرتے ہیں یعنی وہ کلمات جو بظاہر غیر شرع نظر آئیں لیکن حقیقت میں خلاف شرع نہ ہوں ابن حلاج کا نوحہ انا الحق بھی اسی قبیل سے ہے روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ ان حضرات نے اس قسم کے بظاہر خلاف شرع نعرے حالت استغراق میں لگائے جب ہوش میں آنے کے بعد انکو بتایا گیا کہ آپ کے منہ سے یہ کلمات نکل گئے تھے تو نادام ہوئے جب حضرت بایزید بسطامی کو بتایا گیا کہ آپ کے منہ سے یہ کلمات نکلے ہیں تو آپ نے حکم دے دیا اگر دوبارہ مجھ سے یہ غلطی ہو تو مجھے قتل کر دینا لیکن جب آپ نے حالت استغراق میں پھر وہی کلمات کہے تو خدام نے آپ کے حکم کے مطابق آپ پر

چھریاں چلائیں تو چھریوں کے رخ خود بخود مڑ کر مارنے والوں کی طرف ہو گئے نعرہ انا الحق اگرچہ بظاہر غیر شرع ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ منصور نہیں کہہ رہے تھے کہ میں خدا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ خود فرما رہا تھا کہ میں خدا ہوں اس وجہ سے کہ منصور کو اس وقت ذات حق میں فنایت تامہ حاصل تھی اور وہ اپنی ہستی سے فانی ہو کر حق کی ہستی سے باقی ہو گئے تھے حضرت بایزید بسطامیؒ کے مندرجہ بالا دونوں نعرے بھی حالت فنا میں سرزد ہوئے اور فنا سے جب باہر آئے تو انہیں برا سمجھا اسی طرح حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے جب فرمایا کہ قدمی ہذہ علی عنق اولیاء اللہ میرا یہ قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہے تو اس وقت بھی آپ مقام فنا فی اللہ میں تھے ورنہ حالت نزول شعور اور عبدیت میں کوئی بزرگ اس قسم کے کلمات نہیں کہتے یہ کلمات صرف مدہوشی عروج محویت اور استغراق ذات کی حالت میں سرزد ہوتے ہیں کالمین ان سے درگزر کرتے ہیں چنانچہ شیخ فرید الدین عطارؒ نے درگزر کرنے کی یوں ترغیب دی ہے

عاقلاں را شرع تکلیف آماست بیدلاں را عشق تشریف آماست
لا جرم دیوانہ را گرچہ خطا است ہرچہ مے گوید بگستاخی روا است
توزباں از شیوہ او دوردار عاشق دیوانہ را معذوردار

حاشیہ مقابیس المجالس اردو ص ۶۳۴ تا ص ۶۳۵

حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ کا قول

آپ کو احرار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے لیکن جب یہ بات حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے کانوں تک پہنچی آپ کو اس لفظ (احرار) پر جوش آ گیا اور فرمایا کہ لوگوں نے مجھے کیا سمجھا ہے میرے قدموں کے نیچے اسقدر اولیاء پامال اور بے بس ہوئے ہیں کہ اتنی

چیونٹیاں بھی لوگوں کے پاؤں کے نیچے پامال نہیں ہوئی ہونگی مقابیس المجالس ص ۸۲۲

قدمی از قبیل شطیحات ہے اولیاء ایسے اقوال سے لازماً رجوع کرتے ہیں

مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری حضرت عبداللہ احرار کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے حاشیہ مقابیس المجالس پر لکھتے ہیں اس قسم کے کلام کو تصوف کی اصطلاح میں شطیحات کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس کے معنی ہیں وہ کلمات جو بظاہر غیر شرع نظر آئیں لیکن درحقیقت خلاف شرع نہ ہوں مثل حضرت شیخ منصور کا نعرہ انا الحق حضرت بایزید بسطامی کا دعویٰ سبحانی ما اعظم شانی اور حضرت غوث الاعظم کا فرمان قدمی هذا علی عنق اولیاء اللہ یہ کلمات اولیاء کرام سے اس وقت صادر ہوتے ہیں جب وہ عروج اور فنا فی اللہ کے مقام پر ہوتے ہیں لیکن جب نزول میں آتے ہیں جو خاصہ ہے اولیاء امت محمدیہ کا اور جو بلند ترین مقام ہے راہ حق میں تو ان نعروں پر نادم ہوتے اور حق تعالیٰ سے معافی طلب کرتے ہیں یاد رہے کہ کامل اکمل عارفین کے نزدیک عروج نہیں بلکہ نزول فنا نہیں بلکہ بقا الوہیت نہیں بلکہ عبدیت بلند ترین مقام ہے فنا درمیانی منزل ہے اور متوسطین کا مقام ہے منتہیوں کا مقام بقاء باللہ اور نزول ہے حاشیہ بر مقابیس المجالس ص ۸۲۲

الجواہر والدرر کے حوالہ میں ندم کا لفظ صراحتاً موجود ہے

ممتاز محرف نے ندم کے لفظ کو نہیں دیکھا اگر اس لفظ پر غور کرتے تو بات سمجھ میں آ جاتی کہ بلا امر ادلال و تصرف پر ندامت کا اظہار ہوتا ہے حضرت شیخ قدس سرہ ادلال و تصرف میں مامور نہیں تھے یہ بات بھی ہم نے لطائف الممن سے ثابت کر دی اور آپ کا رجوع بھی لطائف الممن کے حوالہ سے بیان کر دیا گیا ہے اب لازماً رجوع بھی تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں بلا امر تصرف و ادلال پر ندامت و رجوع کیا جاتا

ہے جو کچھ امر الہی سے ہو اس پر ندامت نہیں ہوتی جیسے کہ انبیاء علیہم السلام نے جو کچھ
 اوامر الہی کے تحت بتایا اس پر انہیں ندامت نہیں ہوئی ہم نے یہ بات بھی فتوحات مکیہ کے
 حوالہ سے پیش کر دی اب ممتاز محرف اور اسکے پیروں نے ضمیر نصیر بد تحریر کی قیاس آرائیوں اور
 تحکم کی ان تصریحات کے مقابلہ میں تو کوئی حیثیت نہیں اور نہ ہی ممتاز محرف اور پیروں نے
 ضمیر کے مفروضات اور ڈھکوسلوں کو کوئی ذی شعور آدمی تسلیم کرے گا

لطائف الہمن میں موجود تحدیثِ نعمت کے بیان سے الجواہر والدرر کو

منسوخ کرنے کا انوکھا انداز

ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں امام شعرانی کا وضاحتی بیان لطائف الہمن حصہ اول ص ۳۰ پر
 اور حصہ دوم ص ۲۳۱ پر مندرج ہے یہ بیان الجواہر والدرر کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے
 (قدم الشیخ ص ۱۶۳) ممتاز محرف لطائف الہمن حصہ اول ص ۳۰ کا اقتباس پیش کرتے
 ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت امام شعرانی نے وضاحت فرمائی کہ یہ اعلان تحدیثِ نعمت کا
 آئینہ دار ہے۔

لطائف الہمن سے پہلا اقتباس۔ وکان الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی
 اللہ عنہ یقول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر
 جیلانی فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے

ممتاز بددیانتی۔ اس ایک اقتباس کے درج کرنے میں ممتاز محرف کی بددیانتی

ملاحظہ فرمائیے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے بعد موجود یعنی من اہل
 عصرہ کے الفاظ حذف کر دیئے (دیکھئے قدم الشیخ ص ۱۶۱)

لطاائف اللمن سے دوسرا اقتباس۔ ممتاز محرف لطائف اللمن حصہ دوم ص ۲۳۱ کا اقتباس درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں امام شعرانی نے اپنی کتاب کے بالکل اختتام پر اس ارشاد گرامی کا پھر تذکرہ کرتے ہوئے صاف الفاظ میں لکھا ہے **ومن المشهور ان سیدی الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ کان یقول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ عزوجل من باب التحدث بالنعمة (دیکھئے قدم الشیخ ص ۱۶۱)**

ممتاز بددیانتی۔ اس اقتباس کے درج کرنے میں بھی ممتاز محرف نے بددیانتی سے کام لیا چنانچہ حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ کے رجوع پر مشتمل الفاظ حذف کر دیئے حضرت امام شعرانی نے لطائف اللمن سمیت اپنی کسی کتاب میں قدمی کو بامراہی نہیں کہا بلکہ لطائف اللمن میں تو یہ صراحت فرمائی کہ آپ بلا امر تصرف فرماتے تھے باقی رہا قدمی کا باب تحدیث نعمت میں سے ہونا تو یہ الگ بات ہے اس سے قدمی میں مامور ہونا ثابت نہیں ہوتا لطائف اللمن میں امام شعرانی نے حضرت بایزید بسطامیؒ کے قول سبحانی ما اعظم شانی کو بھی باب تحدیث بالنعمة سے شمار کیا ہے اور آپکا اپنے اس قول سے آخر عمر میں رجوع حضرت محبوب الہیؒ نے فوائد الفواد شریف میں بیان فرمایا ہے **فما مل حق التامل**

ممتاز محرف نے امام شعرانی پر تحریف کا الزام لگا دیا

ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں الجواہر والدرر امام شعرانی کی کتاب نہیں ہے بلکہ ان کے شیخ علی الخواص کے ملفوظات ہیں جنہیں امام شعرانی نے جمع کیا اور وضاحت فرمادی کہ ہمارے شیخ طریقت امی تھے ہم ان کی ترجمانی کرنے میں خطا اور تحریف کے صدور پر معذرت خواہ ہونگے پھر ان مضامین کی ترجمانی میں خطا و تحریف غیر متوقع نہیں اس لئے

کہ کثرت نسیان اور ضعف قلب کی وجہ سے ہمیں شیخ کی گفتگو یاد بھی نہیں رہی

تبصرہ: ممتاز محرف نے المرء یقیس علی نفسہ پر عمل کرتے ہوئے امام شعرانی پر تحریف کا الزام لگا دیا یہی طریقہ ان کے پیشوا پیر بے ضمیر نصیر گولڑوی نے اختیار کیا پیر بے ضمیر کی تو اپنی کوئی سوچ ہی نہیں ہر جگہ ممتاز محرف کی تحقیقات بلکہ تحریفات پر اکتفاء کرتے نظر آتے ہیں ممتاز محرف نے امام شعرانی کے عجز و نیاز پر مشتمل الفاظ سے اپنے فاسد گمان کی بناء پر یہ نتیجہ نکالا کہ الجواہر والدرر کی عبارات میں امام شعرانی سے خطا و تحریف کا صدور ہوا لہذا یہ تمام کتاب ہی منسوخ ہے نیز یہ تحریر و تصنیف میں ان کی احتیاط استخراج و استنباط اور اجتہاد کا زمانہ عروج نہ تھا بلکہ استرشاد استفادہ اور سلوک کا زمانہ تھا جبکہ اٹھارہ سال بعد لطائف الممن لکھتے ہوئے نسیان اور ضعف قلب بھی ختم ہو گیا چنانچہ جب آپ اس انتہائی معتبر دور سے گزرے جو کہ تحریر و تصنیف میں احتیاط کا زمانہ عروج تھا تو ایک مہذب و منقح اور مجرب تصنیف وجود میں آگئی

الجواہر والدرر امام شعرانی کی تالیف ہے: حضرت امام شعرانی

الجواہر والدرر کی وجہ تالیف ذکر فرماتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں فقد التمس منی بعض الاخوان الخصیصین بی حفظہم اللہ من الشیطان ان اذکر لہم ما تلقیتہ من شیخی وقد وتی الی اللہ تعالیٰ الشیخ الکامل الراسخ المحقق صاحب الکشفات الربانیة والمعارف اللدنیة سیدی علی الخواص بمصر المحروسة رضی اللہ عنہ مما فاوضتہ فیہ من الجواہر والدرر او سمعتہ من حال مجالستی له مدة عشر سنین فاجبتہم الی ذلک مستعینا باللہ عزوجل فما کان من صحة و صواب فمن

نفحاته رضى الله عنه وما كان من خطاء او تحريف فهو منى والتبعة على
 فى ذلك دنيا واخرى واقول استغفر الله العظيم فرحم الله امرأى
 فى هذا الكتاب خطاء او تحريفاً عن سواء السبيل فاصلحه او جوابا
 اوضح من جواب الشيخ رحمه الله فكتبه عقب جوابه فانه رضى الله
 عنه كان اميالا يعرف الخط وانما كنت انا اترجم بالعبارة المألوفة بين
 العلماء على انى قد اوضحت اكثر الاجوبة بما اقتبسته من شعاع نور
 كلام اهل الدوائر الكبرى كالشيخ ابي الحسن الشاذلى وسيدى ابي
 السعود بن ابي العشائر واضرابهما رضى الله تعالى عنهم كما استراه
 انشاء الله تعالى واعلم انه لا يمكننى ان استحضر كلما فاوضته فيه من
 المسائل لكثرة نسيانى وضعف جنانى فانه لا مرقى لفهم كلامه الا
 بالسلم الذى صعد منه الشيخ رضى الله عنه ولكنى اسلك فى ذلك
 طريقا وسطا لا لوم فيها انشاء الله تعالى وهو ان المسائل التى لا يمكن
 وصول معانيها الى السامع الا ذوقا اذكرها بلفظ دون ان اتعرض لمعناها
 والمسائل التى اعلم انه سترها عن قوم دون قوم اوضح معناها بما يفتح
 الله تعالى به على ذلك الوقت والمسائل التى علمت انه سترها مطلقا
 اذكرها مطلقا على سبيل الاشارة وهو حسبي ونعم الوكيل وسميته
 بالجواهر والدرر وسميت كل قولة منه باسم شئى من الجواهر النفيسة
 اشارة لعزة الجواب عنها بين اظهر العلماء على حسب تفاوت درجات
 ذلك الكلام فى النفاسة فاقول ماس كافور كبريت احمر ياقوت

بلخش جوهر دری زبر جلدز مرد مرجان ونحو ذلک واللہ حسبی ونعم
الوکیل (الجواہر والدرر علی الابر یز ص ۱۰۱)

میرے بعض مخصوص بھائیوں نے اللہ ان کی شیطان سے حفاظت کرے مجھ سے یہ بات
طلب کی کہ جو کچھ میں نے اپنے شیخ اور اللہ کی طرف اپنے راہنما شیخ کامل راسخ محقق
انکشافات ربانیہ اور معارف لدنیہ والے میرے سردار علی الخواص سے مصر محروسہ میں
حاصل کیا ان کے لیے ذکر کردوں یعنی جو کچھ میں نے آپ سے جواہر و درر کا فیض حاصل
کیا یا دس سال کی ہم نشینی میں سنا۔ میں نے انکی اس بات کو اللہ سے مدد طلب کرتے
ہوئے قبول کیا تو جو صحیح اور درست بات ہو وہ آپ کا فیض ہے اور جو خطایا تبدیلی پائی
جائے وہ میری طرف سے ہے اور اس کی دنیا اور آخرت میں ذمہ داری مجھ پر ہے اور میں
استغفر اللہ العظیم کہتا ہوں اللہ ایسے مرد پر رحم کرے جو اس کتاب میں خطایا درست راستے
سے تبدیلی دیکھے تو اسکی اصلاح کر دے یا شیخ کے جواب سے زیادہ واضح جواب اسکے پاس
موجود ہو تو اسکے جواب کے بعد اس کو لکھ دے اس لیے کہ آپ امی تھے لکھنا نہ جانتے تھے تو
میں اس عبارت کے ساتھ جو علماء کے درمیان مالوف ہے آپ کی ترجمانی کیا کرتا تھا علاوہ
بریں اکثر جوابات کی وضاحت میں نے کردی اس وجہ سے کہ میں نے اہل دوائر کبریٰ
کے نور کلام کے شعاع سے اقتباس کیا جیسے کہ شیخ ابوالحسن شاذلی اور سیدی ابوالسعود بن
ابوالعشائر اور ان جیسے لوگ رضی اللہ عنہم جیسے کہ تو ان شاء اللہ عنقریب دیکھے گا اور جان
لے کہ میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ ان سب مسائل کا استحضار کروں جن کا میں نے آپ سے
فیض حاصل کیا کثرت نسیان اور ضعف جنان کی وجہ سے اس لیے کہ آپ کے کلام کی فہم
کے لیے اس سیڑھی کے سوا کوئی سیڑھی نہیں جس سے شیخ چڑھے، میں لیکن میں اس معاملہ
میں معتدل راستے پر چلوں گا جس میں انشاء اللہ کوئی ملامت نہیں وہ اس طرح کہ وہ مسائل

جن کے معانی کا سامع تک پہنچنا ممکن نہیں مگر صرف ذوق کے ساتھ تو میں اس کو شیخ کے الفاظ کے ساتھ ہی ذکر کروں گا ان کے معنی کے ساتھ تعرض کے بغیر اور وہ مسائل جن کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ ایک قوم سے ان کو چھپایا ہے سوادوسری قوم کے تو میں ان کے معنی کو واضح کر دوں گا جیسے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت مجھ پر کھولے گا اور وہ مسائل جن کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ انہیں مطلقاً چھپایا ہے تو میں بھی ان کو علی الاطلاق بر سبیل اشارہ ذکر کروں گا اور وہی میرے لیے کافی ہے اور اچھا کارساز ہے اور میں نے اس کا نام الجواہر والدرر رکھا ہے اور اس میں سے ہر قول کا نام نفیس جواہر میں سے کسی کے ساتھ رکھ دیا جو اب کی عمدگی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے علماء کے مابین اس کلام کے درجات کے تفاوت کے مطابق نفاست میں تو میں کہوں گا ماس، کافور، کبریت احمر، یاقوت، بلخش، جوہردری، زبرجد، زمرد، مرجان، اور اس کی مثل اور اللہ میرے لیے کافی اور اچھا کارساز ہے

تبصرہ: ناظرین گرامی قدر حضرت امام شعرانی نے عاجزی و انکساری کا اظہار فرمایا لیکن ممتاز محرف اور نصیر شاہ گولڑوی نے یہ مطلب لیا کہ واقعی امام شعرانی نے اپنے شیخ کے کلام میں تحریف کی اور وہ اس بات کا خود اعتراف کر رہے ہیں پھر ان کو کثرت نسیان اور ضعف جنان کا عذر بھی لاحق تھا

حالانکہ آپ تو فرما رہے ہیں کہ جو میں نے لکھا ہے اسکی دنیا اور آخرت میں ذمہ داری مجھ پر ہے اور اکثر جوابات کی میں نے خود وضاحت کر دی اس لیے کہ میں نے اہل دوائر کبریٰ کے نور کلام کی شعاع سے اقتباس کیا جیسے کہ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ اور ان جیسے لوگ نیز فرمایا کہ میں اس معاملہ میں معتدل راستے پر چلوں گا جس میں

انشاء اللہ کوئی ملامت نہیں جبکہ ممتاز محرف نے یہی رٹ لگائے رکھی کہ یہ امام شعرانی کی تصنیف ہی نہیں اس صورت حال میں اس کی ذمہ داری امام شعرانی پر کیسے ڈالی جاسکتی ہے

عاجزی و انکساری کا اظہار مؤلفین ملفوظات کا طریقہ ہے

انوار قمریہ کے مؤلف لکھتے ہیں اپنی بے ہمتی و بے مائیگی مانع رہی کہ اسقدر عظیم شخصیت اعلیٰ مرتبت مجددین و ملت غوثِ زماں کے کلمات ذیشانِ قلمند کرنے کی قابلیت رکھنے والا نہیں (تا) اگر کوئی کتابت کی غلطی یا عبارت میں سقم یا محاورہ وغیرہ کی غلطی ہو تو راقم الحروف ہی کی طرف سے یا کاتب کی طرف سے یقین کرنا حضرت شیخ الاسلام کی طرف منسوب کرنا بھی سراسر گستاخی و غلطی ہوگی انوار قمریہ ص ۱۸

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

ممتاز تلبیس کا مظاہرہ - ممتاز محرف و ملبس قدم الشیخ کے ص ۱۶۴ پر لکھتے ہیں

امام شعرانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اس کتاب میں کوئی غلطی اور ردو بدل دیکھے تو اسکی اصلاح کر دے یا شیخ کے جواب سے کوئی زیادہ واضح جواب پائے تو شیخ کے جواب کے بعد لکھ دے جن مسائل پر حضرت شیخ کے ساتھ میری گفتگو ہوئی ان کا استحضار کثرت نسیان اور ضعف قلب کی وجہ سے میرے لیے ممکن نہیں اس لیے کہ شیخ کے بلند کلام کیلئے کوئی سیڑھی نہیں مگر جس سیڑھی سے حضرت شیخ چڑھے ہیں امام شعرانی فتاویٰ شیخ علی الخواص میں لکھتے ہیں حضرت شیخ کے علوم و معارف کا استحضار میرے لئے کثرت نسیان اور ضعف قلب کی وجہ سے ممکن نہیں پس ہمارے دوستوں میں سے شیخ کے جواب کو جس نے سنا وہ اس رسالے میں لکھ دے لیکن یہ خیال کرے کہ شیخ کے الفاظ نہ بدلیں کیونکہ شیخ کے بلند کلام کے فہم کی سیڑھی وہی ہے جس سے شیخ اوپر گئے ہیں اور ہم جیسے

لوگوں کو یہ مقام کہاں میسر ممتاز محرف لکھتے ہیں اب فرمائیں کہ امام شعرانی نے تو فتاویٰ شیخ علی الخواص میں مناسب جواب درج کرنے کی مشروط اجازت بھی دے دی ایسی صورت حال میں حضرت علی الخواص کے فتاویٰ کی ذمہ داری امام شعرانی پر ڈال دینے اور انکی صحت اور پختگی کو ان سے منسوب کرنے کا معاملہ بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

ڈاڑھی کی نہیں ریاض اب شرم جب پاگئے بے حساب پی لی

مندرجہ بالا اقتباسات پر تبصرہ

فتاویٰ شیخ علی الخواص کے اقتباس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ نے ہر شخص کو اجازت نہیں دی کہ انکی کتابوں میں اصلاح کرے بلکہ آپ نے صراحت فرمائی

فمن سمع من اخواننا شيئا من اجوبة الشيخ فليكتبه في هذه الرسالة لكن بلفظ الشيخ خاصة ولا يتصرف في عبارته

(درر الخواص علی الا بریز ص ۳) ہمارے پیر بھائیوں میں سے جس نے شیخ کے جوابات کو سنا ہے وہ لکھے لیکن شیخ کے الفاظ کے ساتھ خاص طور پر اور آپکی عبارت میں تصرف نہ کرے نیز کیا اس مشروط اجازت کے بعد کسی نے کوئی اضافہ کیا اسکا کوئی ثبوت نہیں اگر اس اضافہ کا کوئی ثبوت ممتاز محرف کے پاس ہے تو پیش کریں ہم نے متنازعہ مسئلہ میں حضرت امام شعرانی کی فیصلہ کن صراحت ان کی کتاب میں سے کئی مقامات سے پیش کی صراحت کے مقابلے میں ممتاز محرف کی قیاس آرائیاں تو کوئی وقعت نہیں رکھتیں پھر لطائف الممن کی عبارات سے بھی اسکی تصدیق و تائید ہوتی ہے تردید ثابت نہیں ہوتی حضرت امام شعرانی نے عجز و انکساری اور کسر نفسی کی بنیاد پر یہ لکھا کہ اس کتاب میں کوئی غلطی ہو تو میری طرف منسوب کی جائے نہ کہ میرے پیر و مرشد کی طرف ممتاز محرف نے بد

گمانی کرتے ہوئے یہ تاثر دیا کہ امام شعرانی سے اپنے شیخ کے کلام میں تحریف سرزد ہوئی
پھر انکو ضعف اور کثرت نسیان کی شکایت بھی تھی جو کہ اٹھارہ سال بعد لطائف المہین لکھتے
ہوئے حیرت انگیز طور پر یکا یک دور ہو گئی۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

حضرت امام شعرانی نے ممتاز محرف کی من پسند محبوب و مرغوب کتاب لطائف المہین میں
الجواہر والدرر کی نہایت عمدہ الفاظ سے تعریف فرما کر اس کتاب کی صحت اور پختگی پر مہر
تصدیق ثبت فرمادی اور ممتاز محرف کی تمام کاوشوں پر پانی پھیر دیا

امام شعرانی نے فرمایا تعصب سے پاک شخص الجواہر والدرر کو تسلیم

کرے گا۔ امام شعرانی فرماتے ہیں قد جاء بحمد الله كتاب يخضع له عنق

كل من ترك التعصب والحمية للنفس فان فيه كل جواب لا يهتدى لا
دراكه الا اكابر العلماء وما يعرف مقدار الرجال الا الرجال والشرط عند اهل

الله عز وجل اذا الفو كتاب ان لا يذكر وافيه قط كلاما سبقهم احد الى وضعه
في كتاب ولا يدكرون عن احد من سلفهم حكما الا على سبيل الاستشهاد

لا غير فان فتوحهم دائما جديد يتجدد بتجدد الاوقات فمن سمى
مؤلفهم مجموعا فقد ظلمهم رضى الله عنهم فالحمد لله الذي هدانا

لهذا واهلنا له وارجو من مدد رسول الله ﷺ ان يكون جميع ما رقمنا ه
باناملنا منقوشا في نفوسنا ومحفوظا في ارواحنا ليكون ذلك وسيلة الى

العمل بما فيه من الزواجر والقوارع (الجواہر والدرر علی الابریز ص ۳۳۳)

ضرور ایسی کتاب بحمد اللہ تیار ہوئی ہے جس کے سامنے ہر اس شخص کی گردن

جھک جائے گی جو تعصب اور نفسانی جوش و خروش کو ترک کرے گا اس لیے کہ

اس میں ہر ایسا جواب موجود ہے کہ جس کو اکابر علماء کے ماسوا کوئی نہیں پاسکتا اور مردوں کی قدر مرد ہی پہچانتے ہیں اور اہل اللہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ جب کوئی کتاب تالیف کرتے ہیں تو اس میں کبھی کوئی ایسی کلام ذکر نہیں کرتے جسے کوئی شخص کسی کتاب میں ان سے پہلے بیان کر چکا ہو اور سلف صالحین میں سے کسی شخص کا کوئی حکم ذکر نہیں کرتے مگر بطور استشہاد اس لیے کہ ان حضرات کی فتوحات دائمی نئی ہوتی ہیں جو نئے اوقات میں اپنے نئے پن کے ساتھ ظہور پذیر ہوتی ہیں تو جس شخص نے ان کے مؤلف کو مجموعہ کہا اس نے ان پر ظلم کیا رضی اللہ عنہم سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں اس کی ہدایت دی اور ہمیں اسکا اہل بنایا اور میں رسول اللہ ﷺ کی مدد سے امید کرتا ہوں کہ جو بھی ہم نے اپنی انگلیوں سے لکھا ہے ہمارے دلوں میں منقوش ہو جائے اور روحوں میں محفوظ تا کہ جو اس میں زجر و توبیخ ہے اس پر عمل کرنے کا وسیلہ ہو جائے۔

لطائف الممن سے الجواہر والدرر منسوخ نہیں ہوتی بلکہ اسکی تصدیق

وتائید ہوتی ہے۔ ومما من اللہ تبارک وتعالیٰ بہ علیٰ اخذی بعض

مقامات الطريق عن امی لا یقراء ولا یکتب وهو سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ وجہ المنۃ فی ذلک ان الامی ینطق بجوامع الکلم بحسب ما اعطیہ من الارث المحمدی فیختصر علی المرید الطريق ومن علامة علوم الاولیاء الامیین انها تاتی خالیة عن الاشکال (الی ان قال) ولقد جمعت جملة صالحہ من کلام سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ سمیتها الجواہر والدرر

وكتب عليها علماء الاسلام بمصر وتعجبوا منها غاية التعجب
 واستفادوا منها ما لم يكن عندهم من العلم وندموا على عدم اجتماعهم بالشيخ
 حال حياته (لطائف المنن ص ۵۰۱ طبع بيروت)

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا کہ میں نے بعض مقامات طریق ایک اُمّی سے اخذ کئے جو نہ پڑھتا
 ہے اور نہ لکھتا ہے اور وہ سیدی علی الخواص ہیں اس معاملے میں وجہ احسان یہ ہے کہ اُمّی جوامع
 الکلم کے ساتھ بولتا ہے جو اسے وراثتِ محمدی سے دیا جاتا ہے تو مرید کا راستہ مختصر کر دیتا ہے اور
 اولیائے امین کے علوم کی علامت یہ ہے کہ وہ اشکال سے خالی ہوتے ہیں (تا) اور میں نے
 ایک بڑا اچھا مجموعہ سیدی علی الخواص کے کلام سے جمع کیا ہے جس کا نام الجواہر والدرر رکھا اور
 اس پر مصر کے علمائے اسلام نے تائیدات لکھیں اور اسے انتہائی پسند کیا اور انہوں نے اس سے
 اس علم کا استفادہ کیا جو ان کے پاس نہ تھا اور شیخ کیساتھ حالِ حیات میں عدم اجتماع پر نادم ہوئے

الجواہر والدرر اور الکبریت الاحمر کو امام شعرانی نے اپنی

تصنیفات میں شمار کیا: ومما صنفته کتاب مفحم الاکباد فی بیان مواد

الاجتہاد (الی ان قال) و کتاب الجواہر والدرر جمعت فیہ ما سمعته من

العلوم والاسرار من سیدی علی الخواص رحمہ اللہ علیہ و کتاب

الکبریت الاحمر فی بیان علوم الکشف! لا کبر و کتاب الکبریت الاحمر

فی علوم الشیخ الاکبر لطائف المنن طبع بیروت ص ۷۳

اور میری تصنیفات میں سے ہے کتاب مفحم الاکباد فی بیان مواد الاجتہاد (تا) اور کتاب

الجواہر والدرر اسمیں میں نے وہ علوم واسرار جمع کئے جو سیدی علی الخواص سے سنے اور

کتاب الکبریت الاحمر فی بیان علوم الکشف الاکبر، کتاب الکبریت الاحمر فی علوم الشیخ الاکبر

امام شعرانی کی صراحت الجواہر والدرر میری تالیف ہے

قال ذلك وكتبه مؤلفه العبد الفقير الى الله تعالى عبد الوهاب بن احمد بن علي الشعراني الانصاري خادم نعال العلماء عفى الله تعالى عنه وذلك في يوم الاحد حادي عشرين من شهر رمضان المعظم قدره سنة اثنين واربعين وتسع مائة (الجواہر والدرر علی الا بریز ص ۳۳۵) یہ کہا اور اس کو لکھا اس کتاب کے مؤلف اس بندے نے جو اللہ کا فقیر ہے عبد الوهاب بن احمد بن علی الشعرانی الانصاری نعال علماء کا خادم عفی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ اکیس شہر رمضان المعظم یوم ہفتہ میں ہوا سن ۹۴۲ ہجری

حق عیاں ہو جائے گا باطل نہاں ہو جائے گا

الجواہر والدرر کا جامع اقتباس منسوخ نہیں ملاحظہ فرمائیں

حضرت امام شعرانی تحریر فرماتے ہیں فقلت له قد بلغنا ان الامام علياً كان يقول في خطبته على رؤس الاشهاد انا نقطة بسم الله انا جنب الله الذي فرطتم فيه انا القلم وانا اللوح المحفوظ وانا العرش وانا الكرسي وانا السموات السبع والارضون فاذا صحا وارتفع عنه تجلى الوحدة في اثناء الخطبة يعتذر ويقر بعبودية وضعفه وانقهاره تحت الاحكام الالهية فقال رضى الله عنه نعم وكذلك بلغنا ان الشيخ عبدالقادر الجيلي رضى الله عنه لما حضرته الوفاة وضع خده على الارض وقال هذا هو الحق الذي كنا عنه في حجاب الادلال فشهد على نفسه بان مقام

الادلال الذى كان فيه نقص بالنسبة الى حاله الذى ظهر له عند الموت
فقلت له فى هذا دليل على عدم صحة امره بالتصريف والادلال كما هو
مشهور بين اهل خرقته فقال رضى الله عنه نعم لو كان اذن له فى ذلك
ما وقع منه ندم ولكن من شدة صدقه تمم الله عليه حاله فمات على
كمال حال ثم قال رضى الله عنه وعندى، ان تلميذه الشيخ ابو السعود
بن الشبل رضى الله عنه كان اتم حالا من الشيخ عبدالقادر لانه لم يزل
محفوظا من الادلال والتصريف ملازما للعبودية مع الا نفاس حتى مات
فقلت له فصح قول الطائفة بداية التلميذ اذا صدق نهاية الشيخ فقال
رضى الله عنه نعم الجواهر والدرر على الابريز ص ۳۱۱

میں نے آپ کو کہا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ بلاشبہ امام علیؑ سب لوگوں کے سامنے اپنے
خطبے میں کہا کرتے تھے میں بسم اللہ کا نقطہ ہوں میں اللہ کا وہ پہلو ہوں جس میں تم نے
کو تاہی کی میں قلم ہوں اور میں لوح محفوظ ہوں اور میں عرش ہوں اور میں کرسی ہوں
ساتوں آسمان اور زمین میں ہوں جب حالت صبح میں آتے اور جب خطبے کے دوران تجلی
وحدت مرتفع ہو جاتی تو عذر کرتے اور اپنی عبودیت اور ضعف اور احکام الہیہ کے تحت مقہور
ہونے کا اقرار کرتے تو آپؑ نے فرمایا کہ ہاں اور ایسے ہی ہمیں پہنچا ہے کہ بلاشبہ شیخ
عبدالقادر جیلیؒ کا وقت وفات آیا تو اپنا رخسارہ زمین پر رکھ دیا کہ یہی وہ حق ہے جس سے ہم
ناز کے حجاب میں تھے تو انہوں نے خود اپنے آپ پر گواہی دی کہ مقام ناز جس میں آپ
تھے اس حال کی بنسبت نقص ہے جو آپ پر وقت وفات ظاہر ہوا تو میں نے آپ کو کہا کہ
اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو تصریف و ادلال کا امر دیا گیا صحیح نہیں جیسے کہ وہ
آپ کے اہل سلسلہ میں مشہور ہے آپؑ نے فرمایا ہاں اگر آپ کو اس کا اذن ہوتا تو آپ

سے ندامت کا وقوع نہ ہوتا لیکن آپ کے شدتِ صدق کی وجہ سے اللہ نے آپ کا حال تمام کر دیا تو آپ کی وفات کمالِ حال پر ہوئی پھر آپ نے کہا میرے نزدیک بلاشبہ آپ کے تلمیذ شیخ ابوالسعود بن شبلؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے زیادہ کامل حال والے تھے اس لیے کہ وہ ناز و تصرف سے ہمیشہ محفوظ رہے پوری زندگی عبودیت کو لازم پکڑے رکھا یہاں تک کہ وفات پائی تو میں نے آپ کو کہا پس اس جماعت کا قول درست ہے کہ شاگرد کی ابتداء جب سچا ہو تو شیخ کی انتہاء سے ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا ہاں

حضرت امام شعرانی کے بارے میں ممتاز محرف کی کذب بیانی

ممتاز محرف صاحب اپنی کتاب قدم الشیخ عبدالقادر کے ص ۱۶۸ پر تمام اقوال و افعال غوثیہ بامر الہی ہیں کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں لطائف المہن میں حضرت امام شعرانی نے حضور غوث پاک کے تمام اقوال و افعال کو بامر الہی قرار دیا ہے نیز ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۱۶۶ میں الجواہر والدرر ملفوظات حضرت علی الخواصؒ پر غصہ نکالتے ہوئے رقمطراز ہیں امام شعرانی کے زمانہ استرشاد و استفادہ و سلوک کے جمع کردہ ملفوظات کے لئے اٹھارہ سال بعد میں لکھی ہوئی انکی مہذب و منقح و مجرب تصنیف قطعی و یقینی طور پر ناسخ ہے ممتاز محرف کے پیشوا نصیر شاہ نے بھی اپنی رسوائے زمانہ کتاب لطمہ میں اپنے مرید باصفا کے دیکھا دیکھی یہی راگ الا پا ہے

مٹاتے ہیں جو وہ ہم کو تو اپنا کام کرتے ہیں مجھے حیرت تو ان پر ہے جو اس مٹنے پہ مرتے ہیں

امام شعرانی کی تصنیف انوار قدسیہ سے بھی ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۱۶۸ پر تحت عنوان اقوال و افعال غوثیہ بامر الہی ہیں لکھتے ہیں امام شعرانی لکھتے ہیں وقد کان اهل العصر الخالی رضی اللہ عنہم لا

یتصدر احد منهم لهذا الباب الا بعد رسوخه وتمكنه في مقام البقاء
وليس بعده مقام الا القطبية لانه حينئذ يصدق عليه في حديث بي يسمع
و بي يبصرو بي ينطق الحديث فلا ينطق حتى ينطق كما كان حال سيدى
الشيخ عبدالقادر الجيلى رضى الله عنه فيامن حينئذ من الدعوى
ويسدد ويحفظ فى اقواله و افعاله (الانوار القدسية للشعرانى ص ۱۲۲) گزشتہ
زمانے کے بزرگوں میں سے کوئی ایک اس وقت تک ارشاد و مشیخت کی مسند صدارت پر
متمکن نہ ہوتے تھے جب تک کہ وہ فنا کے بعد بقا کے مقام پر متمکن نہ ہو جاتے اور مقام
بقا کے بعد تو پھر صرف مقام قطبیت ہے پس مقام بقا پر فائز ہونے کے وقت اس بزرگ
کی اس حدیث قدسی سے تصدیق کی جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ عبد کامل
میری سمع سے سنتا ہے میری بصر سے دیکھتا ہے اور میری زبان سے بولتا ہے پس ایسا عبد
کامل خود نہیں کہتا یہاں تک کہ اس سے کہلوا یا جاتا ہے جس طرح کہ سیدی شیخ عبدالقادر
الجبلیؒ کا حال تھا اس وقت ایسا عبد کامل امر الہی کے بغیر دعویٰ سے محفوظ رہتا ہے اور اپنے
تمام اقوال و افعال میں درست اور محفوظ رکھا جاتا ہے قدم الشیخ ص ۱۶۹

انوار قدسیہ کے حوالہ میں ممتاز تحریف

تحریف معنوی۔ ممتاز محرف نے فیامن حينئذ من الدعوى کا ترجمہ یہ کیا کہ
اس وقت ایسا عبد کامل امر الہی کے بغیر دعویٰ سے محفوظ رہتا ہے

درست مطلب۔ فیامن حينئذ من الدعوى وہ اس وقت دعویٰ سے مامون ہو جاتا

ہے دعویٰ نہیں کرتا دعویٰ سے رک جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی طرف سے دعویٰ نہیں کرتا بلکہ وہ مقام فنا میں ہوتا ہے تو دعویٰ کسی اور کی طرف سے ہوگا جو کسی نہ کسی صحیح تاویل کے ساتھ درست ہوگا ورنہ پھر حضرت بایزید بسطامی کا قول سبحانی ما اعظم شانی اور لوانی ارفع من لواء محمد بھی تو دعویٰ ہے اور حضرت بایزید بسطامی قطب وقت بھی تھے حضرت بایزید بسطامی کی قطبیت کی صراحت فرماتے ہوئے حضرت ابن عربی تحریر فرماتے ہیں ومنہم من لہ الخلافة الباطنة خاصة ولا حکم لہ فی الظاہر کا محمد بن ہارون الرشید السبٹی و کابی یزید البسطامی فتوحات مکیہ ص ۶ ج ۲

دعویٰ میں مامور ہونا ثابت نہیں ہوتا

انوار قدسیہ کی روایت سے حضرت شیخ قدس سرہ کا دعویٰ میں مامور ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اتنے پاڑ بیلنے کے باوجود بھی ممتاز محرف لطائف المہن کے حوالہ سے مامور ہونا ثابت نہ کر سکے چنانچہ اس کتاب سے مایوس ہو کر انوار قدسیہ کی طرف آئے۔ مجھ تک کب انکی بزم میں آتا تھا دور جام ساقی نے کچھ ملانہ دیا ہو شراب میں ممتاز محرف نے یہاں یہ عنوان بنایا اقوال و افعال غوثیہ بامر الہی ہیں نیچے انوار قدسیہ کا مذکورہ بالا حوالہ درج کیا۔ اور جب اس کی عبارت سے مامور ہونا ثابت نہ کر سکے تو ترجمہ میں تحریف کا پرانا ہتھیار استعمال کر کے مامور ہونا ثابت کرنے کی کوشش کی چنانچہ یا من حینئذ من الدعویٰ کا یہ معنی بیان کیا کہ وہ امر الہی کے بغیر دعویٰ سے محفوظ رہتا ہے حالانکہ امر الہی کے بغیر والے الفاظ مذکورہ عبارت میں موجود نہیں یہ ہے انکی بددیانتی کی انتہا اور تحریفی کارروائی جس سے وہ باز نہیں رہ سکے

وہ کرتے ہیں سب چھپ کر تدبیر سے کہتے ہیں ہم دھریے جاتے ہیں تقدیر سے کہتے ہیں

فلا ینطق حتی ینطق کا مطلب: حدیث قدسی بی یسمع بی یصرو بی

ینطق سے مقام فناء کی طرف ہی اشارہ ہے عبد کامل کو فنا کا جو مقام حاصل ہوتا ہے اس طرف سے ہی وہ بلایا جاتا ہے اور یہ تو ہم مانتے ہیں کہ حضرت شیخ قدس سرہ فناء میں ہی بولے تھے حضرت بایزید بسطامیؒ کے اقوال لو انی ارفع من لواء محمد اور سبحانی ما اعظم شانی شیخ منصورؒ کا قول انا الحق اور اس قبیل کے اولیاء کرام کے دیگر ارشادات بھی اس حدیث قدسی کے تحت ہی آئیں گے مگر ظاہر ہے کہ ان کی کوئی درست اور مناسب تاویل تو کرنی ہوگی حضرت داتا گنج بخشؒ حدیث قدسی لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل الخ درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں تا اندر حال غلبہ بدال صفت گردد کہ ابو یزید گفت سبحانی ما اعظم شانی و آنکہ گفت نشانه گفت از وے و گویندہ حق بود و رسول گفت ^{صلی اللہ علیہ وسلم} الحق ینطق علی لسان عمرؓ کشف المحجوب فارسی ص ۱۹۹

ممتاز محرف کی بے بسی و بے اطمینانی کا ثبوت

ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۷۰ پر لکھتے ہیں امام شعرانی کی کتابوں میں رد و بدل ہوا ہے آپ نے لطائف الہمن میں اسکی تفصیل بیان فرمائی لیکن ممتاز محرف کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ لطائف الہمن کی عبارات سے تو بجائے تردید کے الجواہر والدرر کے تفصیلی مضامین کی تائید و تصدیق ہوتی ہے نیز لطائف الہمن میں ہی حضرت امام شعرانیؒ نے الجواہر والدرر کی انتہائی شاندار تعریف فرما کر اسکو منسوخ کرنے کی تمام تلپسی کوششوں کا قلع قمع کر دیا ممتاز محرف و ملبس مزید لکھتے ہیں کہ الجواہر والدرر کی عبارات میں الحاق کے احتمال کو خاصی تقویت ملتی ہے جب کہ لطائف الہمن میں قطع و برید اور الحاق کا تذکرہ

امام شعرانی اور دوسرے بزرگوں نے کہیں نہیں فرمایا ممتاز محرف کی سب سے بڑی دلیل امکان ہے چنانچہ لکھتے ہیں لطائف الممن کی واضح عبارات سے الجواہر والدرر کی روایات کے منسوخ ہونے کے ساتھ ہمارے نزدیک انکا الحاقی ہونا ممکن بلکہ قرین قیاس ہے صریح عبارات کے مقابلے میں ممتاز محرف امکانات اور قیاس آرائیوں سے کام لے رہے ہیں چنانچہ انکی سب سے بڑی دلیل امکان ہے جس کا کوئی جواب ہی نہیں اسکا مظاہرہ انہوں نے اس مقام پر بھی فرمایا یہ ہے انکی بے اطمینانی و بے بسی کا ثبوت کہ منسوخ قرار دینے کی کوششیں بار آور ہوتی نظر نہ آئیں تو الحاقی ہونا ثابت کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔
تھا کچھ ابھی بیان کچھ بیان ہے گویا تری زبان کے نیچے زبان ہے

الیواقیت و الجواہر امام شعرانی کی تصنیف ہے

حضرت امام شعرانی فرماتے ہیں وقد بسطنا لقلوبه رضی اللہ عنہ فی کتابنا المسمی بالیواقیت و الجواہر فی بیان عقائد الاکابر (لطائف الممن ص ۵۰۴) اور ہم نے آپ کے قول کو تفصیل سے اپنی کتاب مسمی الیواقیت و الجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں ذکر کیا ہے کما او ضحنا ذلک فی کتابنا المسمی بالیواقیت و الجواہر (لطائف الممن ص ۶۲۱) جیسے کہ ہم نے اس کو واضح کیا ہے اپنی کتاب مسمی الیواقیت و الجواہر میں وقد ذکرنا فی مقدمة کتابنا المسمی بالیواقیت و الجواہر فی بیان عقائد الاکابر (لطائف الممن ص ۶۷۲) اور ضرور ہم نے اپنی کتاب مسمی الیواقیت و الجواہر فی بیان عقائد الاکابر کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے

و صنف کتاب لواقع الانوار القدسیة فی مختصر الفتوحات المکیہ (الی ان قال) و کتاب الیواقیت و الجواہر فی بیان عقائد الاکابر (لطائف الممن طبع

بیروت ص ۷۳) اور میں نے کتاب لواقع الانوار القدسیہ فی مختصر الفتوحات المکیہ تصنیف کی (تا) اور کتاب ایواقیت و الجواہر فی بیان عقائد الاکابر

ایواقیت و الجواہر کے اقتباس کی تصدیق لطائف الممن سے

لطائف الممن کی عبارت۔ حضرت امام شعرانی اپنے شیخ علی الخواص سے

روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ضرور شیخ محی الدین ابن عربی کہا کرتے تھے کہ شیخ ابو السعود بن شبل اپنے شیخ عبدالقادر جیلانی سے اعلیٰ مقام پر ہیں اس لئے کہ ان پر تصرف کا مقام پیش کیا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم نے حق تعالیٰ کے لئے تصرف چھوڑ دیا ہے کہ وہی ہمارے لئے تصرف کرے اور شیخ عبدالقادر جیلانی پر مقام تصرف پیش کیا گیا تو انہوں نے تصرف شروع کر دیا اور آپ کے لئے بہتر یہی تھا کہ تصرف ترک کر دیتے یہاں تک کہ آپ کو تصرف کا امر دیا جاتا تو امر سے تصرف کرتے لطائف الممن ص ۱۹۰ طبع بیروت

ایواقیت و الجواہر کی عبارت۔ ایواقیت و الجواہر ص ۱۰۴ تصنیف حضرت

امام شعرانی میں ہے۔ اعطی الشیخ ابو السعود ابن الشبل مقام التصریف فی الوجود فترکہ وقال نحن قوم ترکنا الحق تعالیٰ یتصرف لنا فکان اکمل من الشیخ عبدالقادر الجیلانی مع انه تلمیذہ ہکذا ذکر الشیخ فی الباب الثانی والتسعين ومائة من الفتوحات شیخ ابو السعود بن شبل کو مقام تصرف فی الوجود عطا فرمایا گیا تو آپ نے اسے ترک کر دیا اور فرمایا کہ ہم وہ قوم ہیں کہ ہم نے حق تعالیٰ پر چھوڑ دیا ہے کہ ہمارے لئے تصرف فرمائے لہذا آپ شیخ عبدالقادر جیلانی سے باوجود

آپ کے تلمیذ ہونے کے افضل تھے

الکبریت الاحمر کے اقتباس کی تصدیق لطائف الہمن سے

الکبریت الاحمر ص ۸۴ میں حضرت امام شعرانی شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے باب ۳۹۷ میں فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی تصریف و تاثیر فی الوجود اور دعوائے عریضہ کے ساتھ ظاہر ہوئے اس لئے کہ آپ کا مشہد حق تعالیٰ سے حضرت اسم ظاہر تھا تو اس نے آپ کو صولت و ہمت شطح اور اپنے امثال و اشکال بلکہ اس پر بھی اظہار علود یا جو اپنے مقام میں آپ سے اعلیٰ تھا شیخ اکبر فرماتے ہیں یہ مقام اگر چہ رفیع ہے مگر یہاں اس سے بھی ارفع مقام ہے اور وہ مقام ادب و اظہار ذل و مسکنت ہے اور جس نے احکام الہی پر شطح کا اظہار کیا اسکی بنسبت زیادہ ادب والا ہے جس نے اللہ کے بندوں پر شطح کا اظہار کیا اس لئے کہ اللہ اپنے وسع کے باعث شطح قبول کر لیتا ہے بخلاف مخلوق کے اس لئے کہ مخلوق کے ہاں تنگی ہے

☆ الدرر والیواقیت بحوالہ روح المعانی ☆

صاحب روح المعانی ص ۵۵ ج ۶ پر الحافظون لحدود اللہ کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں وترک مرادہ لمراد الحبيب بل لا یرید الا ما یرید ہ هو الذی یقتضیہ مقام العبودیۃ المحضۃ الذی ہوا علی المقامات ودون ذلک مقام الادلال ولقد کان حضرت مولانا القطب الربانی الشیخ عبدالقادر الکیلانی قدس سرہ فی هذا المقام وله کلمات تشعر بذلک لکن لم یتوقف قدس سرہ حتی انتقل منه الی مقام العبودیۃ المحضۃ کما نقل مولانا عبدالوہاب الشعرانی فی الدرر والیواقیت وقد ذکر ان هذا المقام کان لتلمیذہ حضرت مولانا ابو السعود الشبلی قدس سرہ

اپنی مراد حبیب کی مراد کے لئے ترک کر دیتا ہے بلکہ کسی شے کا ارادہ ہی نہیں کرتا مگر اس چیز کا جس کا محبوب ارادہ فرمائے اور یہی (تواضع و عجز و نیاز) وہ ہے جس کا مقام عبودیت محضہ تقاضہ کرتا ہے جو کہ تمام مقامات سے اعلیٰ مقام ہے اس سے نیچے مقام ادلال ہے اور حضرت مولانا قطب ربانی شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہ اس مقام میں تھے اور آپ کے کچھ ایسے کلمات ہیں جو اسکی خبر دیتے ہیں لیکن آپ یہاں متوقف نہ رہے بلکہ یہاں سے مقام عبودیت محضہ کی طرف منتقل ہو گئے جیسا کہ مولانا عبدالوہاب الشعرانی نے الدرر والیواقیت میں نقل فرمایا ہے اور آپ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ مقام (عبودیت محضہ) آپ کے تلمیذ مولانا ابوالسعود الشبلی قدس سرہ کا تھا

الجواهر والیواقیت کے اقتباس کی تصدیق لطائف اللمنن کے

مذکورہ اقتباس سے۔ الیواقیت والجواهر کی عبارت بحوالہ روح المعانی صاحب

روح المعانی ص ۵۶ ج ۷ پر رقمطراز ہیں ان القطب الربانی الشیخ عبدالقادر الکیلانی قدس سرہ غمرنا برہ لم یتوقف حتی ترقی عن مقام الادلال الی التفویض المحض وقد نص علی ذلک الشیخ عبدالوہاب الشعرانی فی کتابہ الجواهر والیواقیت قطب ربانی الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ٹھہرے نہ رہے حتی کہ مقام ادلال سے ترقی کر کے تفویض محض تک پہنچے اس پر شیخ عبدالوہاب شعرانی نے اپنی کتاب الجواهر والیواقیت میں نص کی ہے

لطائف اللمنن کی عبارت: حضرت امام شعرانی ابوالسعود کے بارے میں تحریر

فرماتے ہیں عرض علیہ مقام التصرف فابی وقال قد ترکنا الحق یتصرف

لنا والشيخ عبدالقادر عرض عليه مقام التصرف فتصرف و كان الاولى
له ان يتر كه حتى يومر بالتصريف فهناك يتصرف بامر لطائف الممن طبع
بيروت ص ۱۹۰

تبصرہ: اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ آپ پہلے مقام ادلال و تصرف پر قائم رہے لطائف
الممن کی عبارات الجواہر والدرر اور امام شعرانی کی دیگر کتب کی مؤید ہیں ممتاز محرف تو
لطائف الممن سے الجواہر والدرر وغیرہا کو منسوخ کرنے کی سعی کر رہے تھے مگر ان کی یہ
کوشش بھی بار آور نہ ہوئی

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

باب پنجم

عوارف المعارف شریف کے متعلق وضاحت اور مقام سکرو فناء کا بیان

عوارف المعارف کی عبارت پر ایک اعتراض کا جواب

شیخ عبدالحق زبدة الآثار ص ۳۶ پر لکھتے ہیں و سیکہ حکم کرده است از اہل قوم علی الاطلاق بر
اقوال مشائخ کہ در بیان بحديث نعمت اللہ گفته اند باخبار کرده اند از حال و رتبه خود آں از
غلبہ سکرو طمخ حال و استراق نفس است شاید کہ آں نیز از تقید بحکم قیاس و عقل است بے
اشکشاف و تمیز کہ از کدام صادر شدہ و چگونه صادر شدہ و تفصیل و تمیز اولی و تسلیم اسلام چنانکہ
گفته اند اسلام تسلیم تا نیفتی در ورطہ خطر و نباشی از جملہ آنہا کہ خبر داده است وے سبحانہ
بل کذبوا بما لم یحیطوبہ ولا یاتہم تاویلہ

تبصرہ: شیخ عبدالحق نے حضرت شیخ الشیوخ سھروردیؒ پر اعتراض کیا حالانکہ

آپ حضرت غوث اعظمؒ کے تربیت یافتہ ہیں بقول قادر یہ مجلس قدمی کے حاضرین میں سے تھے اور اس حالت کے عینی شاہد تھے بلاشبہ عارف کامل امام متقن و محدث شیخ الشیوخ سھروردیؒ شیخ عبدالحقؒ سے اعلم افضل اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے محرم اسرار تھے نیز امام حاتمى اور دیگر اکابر نے بھی یہی فرمایا ہے

صاحب بھجہ کی روایت کے ساتھ عوارف کی عبارت کو رد نہیں کیا جاسکتا

القول المستحسن کے مؤلف ص ۵۵۰ پر عوارف کی اس عبارت پر کہ قدمی ہذہ علی رقاب جمیع الاولیاء سکر یہ ہے تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں المخالف لما اجمع علیہ العرفاء فان الظن الحسن ان هذه الجملة من ملحقات بعض الجهلة لرواية الشيخ نفسه عن شيخ شيخه ما يخالفه قال صاحب البهجة الخ عارفین کے اجماع کے مخالف ہے حسن ظن یہ ہے کہ یہ جملہ الحاقی اور ان لوگوں نے درج کیا جو حضرت سھروردی کی بذات خود روایت سے ناواقف ہیں جو انہوں نے اپنے شیخ کے شیخ سے روایت کی جس طرح کہ صاحب بھجہ نے بیان کی ہے الخ القول المستحسن کے مؤلف نے عوارف المعارف شریف کی عبارت کا رد کیا اس نے یہ رد صاحب بھجہ کی اس روایت کے ساتھ کیا جو وہ کئی راویوں کے واسطے سے حضرت سھروردی قدس سرہ سے روایت کرتے ہیں

ے ناطقہ سر بگر بیان ہے اسے کیا کہئے خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے

فی اللجب القول المستحسن کے مؤلف نے صاحب بھجہ کی روایت کے ساتھ شیخ الشیوخ

سہروردی قدس سرہ کی خود اپنی کلام کو جو انکی اپنی کتاب مستطاب عوارف المعارف شریف میں موجود ہے رد کر دیا حق تو یہ تھا کہ عوارف کے ساتھ بھجہ کی روایت کو رد کیا جاتا کیونکہ یہ حضرت مصنف قدس سرہ کی اپنی تصنیف ہے اور صاحب بھجہ کی روایت تو کئی دوسرے راویوں کی وساطت سے ہے نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق نے بھی اس عبارت کے وجود کا انکار نہیں کیا لیکن یہ بات ذکر کی کہ حضرت شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہ نے اپنے فہم اور اپنے مرتبہ علم کے ساتھ لکھا ہے حضرت شیخ قدس سرہ کے فہم اور علم پر اعتراض کر دیا حالانکہ حضرت سہروردی قدس سرہ صاحب بھجہ لخمی اور محدث دہلوی سے علم و فہم اور ولایت کے اعتبار سے اجل و اعظم ہیں شہادت کے اعتبار سے بھی آپؒ ارفع و اعلیٰ ہیں کیونکہ آپ حضرت شیخ جیلانیؒ کے جلیس مصاحب اور محرم اسرار تھے اور بقول شما آپ اس مجلس میں بھی حاضر تھے جس میں حضرت سے یہ قول صادر ہوا حضرت شیخ الشیوخ سہروردیؒ شاہد عدل محدث اور امام ہیں لہذا حق وہی ہے جو حضرت سہروردی نے فرمایا نہ وہ جسکو صاحب بھجہ لخمی نے نقل کیا ہے کیونکہ لخمی جو روایات مشائخ سے نقل کرتے ہیں ان میں غلو اور مبالغہ ہے جس طرح کہ حضرت سہروردی قدس سرہ سے ایک روایت نقل کر دی حالانکہ شیخ الشیوخ قدس سرہ نے خود اپنی کتاب میں اس کے خلاف بیان فرمایا لہذا صاحب بھجہ کی اس روایت کو رد کیا جائے گا کہ آپ نے یہ قول بامرالہی فرمایا تھا نیز جتنی بھی امر کی روایات ہیں انکا ناقل صاحب بھجہ لخمی ہے اور بعد میں جس نے بھی نقل کیں بھجہ سے نقل کیں امام حاتمؒ امام شعرانیؒ حضرت علی الخواصؒ اور حضرت مجدد احمد سرہندیؒ نے امر ہونے کا رد کیا ہے اور وہی پیشوا کافی ہیں

بھجہ الاسرار کی حیثیت

جمال الدین یمنی نے رویت کے بارے میں اپنے رسالہ میں لکھا ہے
وفی کتاب البهجة علی مناقب الشیخ عبدالقادر وغیرہ من الحکایات
المسندة کثیر من ذلک لکن رجال اسانیدها فیہم من لا یوثق بہ بل
مصنفها ایضا متساهل وقد یجازف

بھجہ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب میں لکھی گئی ہے اور اس کے غیر میں سند
والی حکایتیں بہت ہیں لیکن ان سندوں میں ایسے لوگ ہیں جن پر وثوق نہیں کیا گیا بلکہ
مصنف بھی تساهل پسند ہے اور بغیر سوچے سمجھے بات کر دیتا ہے

امام حافظ ذہبی نے طبقات القراء میں لکھا کان ذا غرام بالشیخ عبدالقادر
الجیلی صاحب بھجہ جو شیخ عبدالقادر جیلانی سے شدید محبت کرنے والا تھا نیز فرمایا و کتب
فیہا عن اقبل و ادبر فراج علیہ فیہا حکایات کثیرة مکذوبة اور بھجہ میں
ان لوگوں سے حکایات لکھ دیں کہ جو بھی آیا اور گیا تو اسمیں بہت سی جھوٹی حکایات لکھنے میں
جلد بازی کی۔

حضرت سہروردی کے کلام کی تصدیق حضرت مجدد کی زبانی ”بلکہ بیان واقع

نمودہ است“ میں ممتاز تحریف۔ ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۲۰۸ پر زیر عنوان

حضرت سہروردی کا کلام حضرت مجدد کی نظر میں لکھتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی مکتوب ۱۲۱
میں لکھتے ہیں صاحب عوارف قدس سرہ کہ قول قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ
را کہ از حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ صادر شدہ است بر بقیہ سکر محمول داشته است مرادش
تصور اس قول نیست کما تو ہم کہ آں عین محمدہ اوسنت صاحب عوارف نے اس ارشاد کو بقیہ

سکر پر محمول کیا ہے تو اس سے اس ارشاد میں کوئی قصور واقع نہیں ہوتا جس طرح کہ وہم کیا جاتا ہے بلکہ یہ بات عین تعریف و مدح ہے

ممتاز محرف نے جو عبارت چھوڑی وہ یہ ہے

بلکہ بیان واقع نمودہ است یعنی صدور اس قسم سخن کہ مبنی از مباحثات و افتخار است بے بقیہ سکر کائن نیست کہ در صحو خالص بہ امثال اس سخناں تکلم نمودن دشوار است (مکتوب ۱۲۱ ج ۳) بلکہ بیان واقع کیا ہے یعنی اس قسم کی باتوں کا صدور جو کہ مباحثات و افتخار کی خبر دیتی ہوں بغیر بقیہ سکر کے ثابت نہیں کہ صحو خالص میں ایسی باتیں کہنا مشکل ہے

مقصد تحریف: - ممتاز محرف صاحب حضرت سہروردی کے کلام صادق نظام سے

حیران و پریشان ہیں حضرت مجدد نے اس کی تصدیق کی اور اسے واقع کے مطابق بیان فرما کر اسکے صادق و برحق ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی تو وہ اور بھی غلطاں و سرگرداں ہو گئے وہ یہ منصوبہ بنا چکے تھے کہ عوارف شریف کو سکر یہ عبارات پر مشتمل کتاب قرار دیں تاکہ نہ رہے بانس نہ بچے بانسری اب حضرت مجدد کی اس تصدیق کے بعد انکے لیئے یہ صورت حال پیدا ہو گئی نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن چنانچہ انہوں نے اپنا پرانا ہتھیار استعمال کیا اور اس عبارت کو ہی درمیان سے کاٹ دیا

ایک عبارت سے جان چھڑانے کے لئے تمام عوارف المعارف

شریف کو سکر یہ قرار دے دیا - ممتاز محرف صاحب نے جب یہ دیکھا کہ حضرت مجدد نے حضرت سہروردی کا یہ قول ذکر کر دیا ہے کہ قدمی الخ بقیہ سکر کی وجہ سے صادر ہوا ہے تو وہ حتی الامکان حضرت سہروردی کے اس قول کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش میں

ہیں پہلے اس قول کی تصدیق میں وارد حضرت مجدد کے یہ الفاظ ”بلکہ بیان واقع نمودہ است“ عبارت کے درمیان سے حذف کر دیئے اب آگے بیان شروع کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں کہ حضرت کی تمام کتاب کی عبارات میں سکر کا احتمال ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ حضرت مجدد نے ایک ورق میں انکے بعض معارف سکر یہ جمع کئے ہیں حالانکہ اس ذات شریف کو اتنی خبر نہیں کہ حضرت مجدد کے ان تصدیقیہ الفاظ ”بلکہ بیان واقع نمودہ است“ کے ساتھ حضرت سہروردی کی یہ عبارت جس میں انہوں نے قدمی الخ کو بقیہ سکر پر محمول فرمایا ہے حقیقت بن کر سامنے آگئی اور معارف سکر یہ کے ساتھ اسکا کوئی تعلق نہ رہا افسوس جس موت سے آپ نے فرار کی کوشش فرمائی وہ آپ کے سر پر آچڑھی حضرت مجدد جو کہ سکر یہ معارف کو جمع کر رہے ہیں اگر یہ قول بھی سکر یہ ہوتا تو پہلے اس کے بارے میں وضاحت کرتے چہ جائیکہ اس کو حق و سچ اور واقع کے مطابق بتائیں ممتاز محرف نے اپنی اس فاسد مہم میں حضرت مجدد کو شریک کرنے کی جو سعی نامراد کی ہے وہ قابل مذمت ہے ممتاز محرف صاحب بلکہ بیان واقع نمودہ است کے الفاظ ہضم کرنے کے بعد کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت مجدد کے کلام کو وہیں سے شروع کرتے ہوئے گل افشانی فرماتے ہیں اس کے بعد حضرت مجدد حضرت شہاب الدین سہروردی کے متعلق لکھتے ہیں صاحب عوارف کہ از کل ارباب صحواست در کتاب او چنداں معارف سکر یہ است کہ چہ شرح آل دہدو ایں فقیر در روتے بعضے معارف سکر یہ اور اقدس سرہ جمع کردہ است اب فرمائیے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو حضرت مجدد نے بہت سے معارف سکر یہ کا حامل قرار دیا اور انکی کتاب میں جس کے چند مبہم کلمات سے آپ ارشاد غوثیہ کے سکر میں صادر ہونے پر مصر ہیں جب بہت سی سکر آ میز عبارات و معارف موجود ہیں تو پھر ان

عبارات سکر یہ سے اثبات سکر پر استدلال کی کیا وقعت باقی رہ جاتی ہے حضرت مجدد نے کلمات سکر کی وضاحت نہیں فرمائی کہ عوارف کہ یہ کلمات سکر پر مبنی ہیں اور یہ نہیں ہیں لہذا تمام کتاب کی عبارات میں سکر کا احتمال ہو گیا اور آپ جانتے ہیں کہ

”اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال“ جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے

ممتاز محرف کو اپنے اس منصوبہ کے پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ذرا بھی شرم دامن گیر نہیں ہوئی کہ وہ شیخ عبدالحق کے قول کو ترجیح دے رہے ہیں اور حضرت سہروردی جو علم و فضل ولایت تقویٰ وزہد میں افضل و اعلیٰ ہیں ان کے قول کے بارے میں فاسد تاویلات کا جال بچھا رہے ہیں حالانکہ حضرت مجدد امام سہروردی کی زیر بحث عبارت کی واضح الفاظ میں تصدیق فرما چکے ہیں آپ فرماتے ہیں بلکہ بیان واقع نمودہ است اب خواہ ساری عوارف کو سکر یہ مان لو یہ عبارت ہرگز ہرگز سکر یہ ثابت نہ کر سکو گے لہذا اس بلائے ناگہانی سے گلو خلاصی ناممکن ہے

وقع فی العوارف کی وضاحت

ممتاز تلمیسیس:۔ ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں حضرت شیخ عبدالحق کے الفاظ وقع فی العوارف سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ عبارت ملحقات میں سے ہے ورنہ حضرت شیخ ماوقع کی بجائے بما قال یا بما کتب یا بما ذکر فی العوارف تحریر فرماتے

ممتاز تلمیسیس کا جواب:۔ قال اللہ تعالیٰ اذا وقعت الواقعة جب واقع ہونے والی واقع ہوئی کیا ممتاز محرف صاحب قیامت کے واقع ہونے میں بھی شک

کریں گے؟ کیا خداوند کریم نے یہ لفظ شک ڈالنے کے لئے استعمال کیا العیاذ باللہ وقع اور وقعت میں یہی فرق ہے کہ وقعت مونث کا صیغہ ہے وقع الامر کہا جاتا ہے جب کوئی امر ثابت ہو جائے اور پکا ہو **منجد**: وقع ای الحق ثبت

مفتی الارب: وقوع ثابت گردیدن حق ص ۳۲۹ ثابت ہوا کہ وقع فی العوارف کا مطلب ہے عوارف میں موجود ہے نیز قرآن کریم میں ہے فقد وقع اجرہ علی اللہ

ممتاز محرف کا دوغلہ پن: ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۲۰۹ پر عوارف المعارف کی اس عبارت کو حضرت سہروردی کا قول تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں حضرت سہروردی سے یہ کلمات سکر میں صادر ہوئے ہیں۔ ناظرین ممتاز محرف نے جیسے بھی تسلیم کیا اتنی بات تو واضح ہے کہ اس کو شیخ الشیوخ سہروردی کا قول تسلیم کر لیا پھر الحاقی ہونے کی بات کرنا چہ معنی دار ممتاز محرف صاحب آگے جا کر اپنے اس بیان سے انکاری ہو جاتے ہیں چنانچہ ص ۲۱۱ پر اس عبارت کو الحاقی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے شیخ عبدالحق کے بیان قول وے درس باب کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس بارے میں عوارف کی عبارت حالانکہ شیخ عبدالحق اس عبارت کو حضرت سہروردی کا قول تسلیم فرما رہے ہیں آپ نے بھی اسکے الحاقی ہونے کی بات نہیں کی

مولانا جامی کی زبانی عوارف شریف کی قدر و منزلت کا بیان

عوارف رادر مکہ مبارکہ تصنیف کردہ است ہر گاہ کہ بروے امرے مشکل شدے بہ خدائے تعالیٰ بازگشت و طواف خانہ کردے و طلب توفیق کردے در رفع اشکال و دانستن آنچه حق است (نفحات الانس ص ۴۷۴ مطبوعہ تہران) حضرت سہروردی نے عوارف المعارف

شریف کو مکہ مبارکہ میں تصنیف کیا جس وقت آپ پر کوئی امر مشکل ہوتا خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے بیت اللہ شریف کا طواف کرتے اور رفع اشکال اور حق بات جاننے کی توفیق طلب کرتے۔

کلمات دالہ بر علو حالت سکر میں صادر ہوتے ہیں شیخ الشیوخ سہروردی کے

قول کی لطائف الممن سے تصدیق۔ و کثیر اما ینطق الحق تعالیٰ علی

لسان بعضهم بکلام لا یلیق الا باللہ تعالیٰ حال اصطلامہم و غیبتہم

فینکر الناس علیہم ذلک ولا ینبغی ذلک الا لو قالوہ حال صحوہم

(لطائف الممن ص ۶۳ طبع بیروت) اور بسا اوقات حق تعالیٰ ان میں سے بعض کی زبان

پر ایسے کلام سے بولتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لائق ہے۔ جب وہ استغراق و محویت میں

ہوتے ہیں تو لوگ ان پر اس بات کا انکار کر دیتے ہیں اور یہ لائق نہیں مگر یہ کہ اگر حال صحو میں

کہیں۔ امام شعرانیؒ لطائف الممن ص ۲۰۳ پر تحریر فرماتے ہیں

وربما تکلم العارف فی نظمہ او غیرہ علی لسان الحق تبارک و تعالیٰ

وربما تکلم علی لسان رسولہ ﷺ بسا اوقات عارف اپنی نظم یا نثر میں حق تعالیٰ

کی زبان سے تکلم کرتا ہے اور بسا اوقات اپنے رسول کی زبان سے تکلم کرتا ہے۔

لطائف اشرفی سے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے قول کا ثبوت

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے ہیں در ترجمہ عوارف آورده است کہ سکرار باب قلوب را باشد

وآن استیلاء حال است از مشائخ کبار و شیوخ نامدار و بعضی وقت کلمات متضمن عجائب

اسرار و غرائب آثار در وجود آید و آل بواسطہ بقاء سکر بود و صاحب صحور از این چارہ نیست

لطائف اشرفی ص ۲ حصہ دوم

عوارف المعارف شریف کے ترجمے میں آیا ہے کہ سکرار باب قلوب کے لئے ہوتا ہے اور وہ غلبہ حال ہے جو مشائخ کبار اور شیوخ نامدار سے پایا جاتا ہے اور بعض اوقات ایسے کلمات کا ظہور ہوتا ہے جو عجیب اسرار اور نادرا آثار کے متضمن ہوتے ہیں اور یہ بواسطہ بقائے سکر ہوتا ہے صاحب صحو کے لئے اس سے چارہ نہیں ہے۔

ممتاز محرف کو شکست فاش کا سامنا

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ ص ۲۳۱ پر لکھتے ہیں فرمان غوثیہ اور صاحب روح المعانی صاحب روح المعانی الطراز المذہب شرح قصیدہ مدح الباز الاشہب میں لکھتے ہیں

والذی یخطر ببال هذا العبد الفقیر ان القدم علی حقیقتها کما هو الظاهر المتبادر من اللفظ ویؤیدہ الوصف بہذہ فانہا حقیقۃ فی المشار الیہ المشاهد المحسوس وان الشیخ قدس سرہ ما قال ذالک الا علی لسان الحقیقۃ المحمدیۃ ملاحظہ ہو الطراز المذہب ص ۲۰ جو بات عبد فقیر کے دل میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ارشاد غوثیہ میں قدم اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے جس طرح کہ لفظ کے ظاہر سے فوری طور پر معلوم ہوتا ہے پھر ہذہ کا کلمہ جس کی وضع ایسے مشار الیہ کے لئے ہے جو دیکھا جائے اور محسوس ہو اس معنی کی تائید کرتا ہے اور بے شک حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ نے حقیقت محمدیہ کی زبان سے اس طرح فرمایا ہے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

حق چھپانے سے چھپ نہیں سکتا۔ ممتاز محرف سر کی آنکھوں کے ساتھ

ساتھ دل کی آنکھیں کھول کر مندرجہ بالا عبارت پڑھیں تو انہیں حق مہر نیمروز کی طرح
عیاں نظر آئے گا

دل بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

عبارت پر تبصرہ: علامہ آلوسی کی ذکر کردہ عبارت سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں
(۱) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے حقیقت محمدیہ کی زبان سے یہ قول ارشاد فرمایا اور اس
وقت آپ مقام فنا فی الرسول پر فائز تھے
(۲) اب اس حالت کو حالت سکر سے تعبیر کرنا بھی درست ہے
(۳) اولیائے کرام نے رسالت پناہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کے
احترام میں سر جھکایا

(۴) اولیائے کرام کی رقاب عالیہ پر قدم بھی رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ہے یعنی یہ
قول قول انکا تھا اور قدم قدم انکا تھا نہ کہ حضرت شیخ قدس سرہ کا
ناظرین کرام ممتاز محرف کے درج کردہ اقتباس نے انکے نظریہ عموم و شمول کا کام تمام
کر دیا ہے

جس طرف اٹھ گئی ہیں آپ ہیں چشم بد دور کیا نگاہیں ہیں

ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۱۲۵ پر لکھتے ہیں آپ نے یہ کلام لسان شفاعت سے فرمایا تھا
کیونکہ آپ فنا فی الرسول کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے مگر ان کو آپ کی یہ عظمت کسی قیمت پر
گوارہ نہ تھی وہ تو طے کر چکے تھے کہ یہ کلام سکر و مستی میں صادر ہوا قدم الشیخ ص ۱۹۱ پر لکھتے
ہیں حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی نے تصدیق فرمائی کہ یہ قول مقام فنا فی الرسول میں
صادر ہوا یہی مسلک و موقف مشائخ چشت کا ہے حضرت سیالوی نے فاسد بنیاد کو ہلا کر

رکھ دیا اور دو ٹوک الفاظ میں واضح فرمایا کہ حضور غوث پاک کا ارشاد مقام فنا فی الرسول میں صادر ہوا

کلام الاولیاء الا کا بر کا حوالہ

حضرت محقق العصر ہمارا موقوف کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں آپ سے یہ قول غلبہ سلطان حال و فنا تام کی ابتدا میں بوجہ سکر و مستی سرزد ہوا جیسے سیدنا بایزید بسطامی کا قول ”سبحانی ما اعظم شانی“ اور لوائی ارفع من لواء محمد ﷺ ایسے اقوال از قبیل تشابہات ہوتے ہیں جنہیں شطحیات اولیاء کہا جاتا ہے (کلام الاولیاء الا کا بر ص ۵۱)

کلام الاولیاء ص ۲۷۱ پر صاحب روح المعانی کی یہ عبارت درج فرمائی لنا ان نقول ان ذلك القول صدر عن القائل عند فناءه في الحقيقة المحمدية والذات الاحمدية فاللسان حينئذ لسانها والقول قولها هم یہ کہیں گے کہ یہ قول قائل سے حقیقت محمدیہ اور ذات احمدیہ میں فنا کے وقت صادر ہوا لہذا یہ اس کی زبان اور اسی کا قول ہے اور یہ آپ کی طرف سے صادر نہیں ہوا کلام الاولیاء ص ۷۸ پر تحریر فرمایا حضرت شیخ عبدالقادرؒ پر شطحیات سکر کا بہت غلبہ تھا کیونکہ آپ متحقق بالحق یعنی مقام وحدت و فنا میں تھے۔ کتاب کے بالکل آخر میں آپ تحریر فرماتے ہیں چونکہ اس قول کا ظہور مقام فنا میں ہوا لہذا واضعین کا وضع اس ذات کیلئے تھا جس میں آپ کو فنا تام حاصل ہوا تھا (کلام الاولیاء الا کا بر ص ۳۱۸)

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۳۵۹ پر لکھتے ہیں حضور غوث اعظم اپنے تمام دعاوی اور اقوال میں مامور من اللہ تھے حدیث قدسی میں ارشاد باری ہے کہ نوافل کے ذریعے

بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے پھر میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں پھر میں اسکی سمع ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکی بصر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسکا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے بخاری شریف ج دوم ص ۱۹۶۳ اس حدیث کے بعض دوسرے طرق میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں و فوادہ الذی یعقل بہ و لسانہ الذی یتکلم بہ اسکا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اسکی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اشعۃ اللمعات ج دوم ص ۱۸۲ حضور رسول پاک کے بارے میں ارشاد خداوندی و ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی اس طرح حضرت عمر بن خطاب کے بارے میں ارشاد نبوی ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ یہ تمام حقائق اس مفہوم کو روز روشن کی طرح واضح کر دیتے ہیں حضرت مولانا روم فرماتے ہیں

گفتہ او گفتہ اللہ بود گر چہ از حلقوم عبد اللہ بود

تبصرہ: حضرت غوث پاک کا یہ قول مقام فناء فی الرسول میں صادر ہوا اور یہ حضرت بایزید بسطامی کے قول سبحانی ما اعظم شانی کے قبیل سے ہے پھر ایک کو بلا امر اور سکر یہ کہنا اور دوسرے کو بامر الہی کہنا چہ معنی دارد حضرت بایزید بسطامی کے قول کو حضرت داتا گنج بخش نے اسی حدیث قدسی کے تحت درج کیا ہے (کشف المحجوب فارسی ص ۱۹۹) شاہ منصور کا قول انا الحق اور اس قبیل کے دیگر اقوال بھی اسی حدیث قدسی کے تحت ہی آئیگی لہذا ضروری ہے کہ انکی کوئی مناسب اور درست تاویل کی جائے ناظرین کرام صاحب روح المعانی کا حوالہ آپ ملاحظہ فرما چکے جس سے متقدمین و متاخرین پر قدم غوث کا دعوی غلط ثابت ہوا اس حوالہ کی رو سے ممتاز محرف صاحب کے تمام ٹوٹل اور تخمینے غلط ثابت

ہوئے اور انکو صاحب روح المعانی کی روش بھی کچھ فائدہ نہ پہنچا سکی بقول شاعر
 تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آپ حیواں تشنہ می آرد سکندر را
یہ اعلان ارشاد نبوی انا سید ولد آدم ولا فخر کے قبیل سے ہے؟

ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۱۹۱ پر لکھتے ہیں حضور غوث پاک کا ارشاد مقام فناء فی الرسول
 میں صادر ہوا اور یہی بات اکابر مشائخ نے فرمائی کہ آپ نے لسان شفاعت اور لسان
 قطبیت سے ارشاد فرمایا صاحب روح المعانی نے بعینہ یہی الفاظ فرمائے و ما قال
 الشیخ ذالک الا علی لسان الحقیقة المحمدیة حضرت شیخ عبدالقادر نے یہ
 ارشاد حقیقت محمدیہ کی زبان سے فرمایا رسول پاک ﷺ کا مقام تو واضح ہے و ما یناطق عن
 الهوی ان هو الا وحی یوحی آپ کی گفتگو آپ کا کلام وحی الہی ہوتا ہے جب حضور
 غوث پاک نے فناء فی الرسول کے مقام پر یہ اعلان کیا تو بلاشبہ یہ اس قبیل سے ہوا جس
 طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا انا سید ولد آدم ولا فخر انا قائد المرسلین
 ولا فخر میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور میں قائد المرسلین ہوں مگر بطور فخر یہ نہیں کہہ رہا
 انتھی

تبصرہ: جب یہ قول بلا شک و شبہ اس قبیل سے ہے جس طرح حضور علیہ السلام نے ارشاد
 فرمایا انا سید ولد آدم ولا فخر اور مقام فناء فی الرسول میں صادر ہوا تو یہ قول بھی
 رسول اللہ ﷺ کا تھا اور قدم بھی اولیاء کرام کی گردنوں پر انکا تھا غوث پاک کا نہ تھا آقائے
 دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک تو ہر زمانہ کے اولیاء کے لئے باعث شرف ہے
 حضرت بایزید بسطامی سے مقام فناء فی اللہ میں قول لوانی ارفع من لواء محمد

صادر ہوا تو کیا انکو خدا تسلیم کر لیا جائے لہذا ماننا پڑے گا کہ یہ قول بھی خدا تعالیٰ کا تھا اور
 محمد ﷺ کے لواء سے اعلیٰ لواء بھی خدا کا تھا نہ کہ حضرت بایزید بسطامی کا اسی طرح فنا فی
 الرسول میں صادر ہوا تو یہ قول بھی رسول پاک کا تھا اور قدم بھی رسول پاک کا تو غوث
 پاک کے قدم کی بحث ہی ختم ہوگئی اس لیے کہ وہ تو مراد ہی نہیں ضروری یہ ہے کہ ایسے
 اقوال کی کوئی درست تاویل کی جائے اسلئے کہ ان کا ظاہری معنی نہ مراد ہوتا ہے نہ مقصود
 ایسے اقوال قائل کے فرد وقت اور یکتائے روزگار ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور قائل کی
 غوثیت و قطبیت کا نشان و اعلان ہیں حضرت سیالویؒ کے نظریہ سے غلط نتیجہ اخذ کرتے
 ہوئے ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کے نزدیک یہ قول سکر و مستی کے عالم میں
 ہرگز صادر نہیں ہوا ممتاز محرف ص ۳۸۰ پر لکھتے ہیں صاحب روح المعانی فرماتے ہیں لنا
 ان نقول ذالک القول صدر عن القائل عند فنائه في الحقيقة المحمدية
 والذات الا حمدية فاللسان حينئذ لسانها والقول قولها ہم یہ کہہ سکتے ہیں
 کہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ نے حقیقت محمدیہ اور ذات احمدیہ میں فنا ہو کر حقیقت محمدیہ اور
 ذات احمدی کی زبان سے اس طرح فرمایا ممتاز محرف کہتے ہیں غوث پاک مقام فنا میں
 اس کلام کے متکلم بھی تھے لیکن ان کے قول کو سکر یہ بہنا بہت بڑی گستاخی ہے یہ حضرت
 اس شعر کے مصداق بن گئے ہیں

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوانے کام کیا دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

صحو و سکر کے درمیان فرق

بداں اعزک اللہ تعالیٰ کہ سکر و غلبہ عبارتست کہ ارباب معانی کردہ انداز غلبہ محبت حق تعالیٰ
 و صحو عبارتست از حصول مراد (کشف المحجوب ص ۱۲۲)

تجھے خدا عزت دے تجھے جاننا چاہیے کہ ارباب حقیقت کے نزدیک سکر اور غلبہ سے مراد محبت الہی کا غلبہ ہے اور صحو کا مطلب مقام ہوشیاری میں آنا ہے۔

کشف المحجوب سے صحو و سکر کا بیان

حضرت داتا گنج بخش فرماتے ہیں آنا نکہ سکر را فضل نہند بر صحو آن ابو یزید است و متابعان وے گویند صحو بر تمکین و اعتدال صفت آدمیت صورت گیر دو آں حجاب اعظم بود از حق و سکر بر زوال آفت و نقص صفات بشریت و وہاب تدبیر و اختیار وے و فنائے تصرفش اندر حق ببقائے معانی و قوائے کہ اندر وے موجود است بخلاف جنس وے و آں ابلغ و اتم و اکمل آں حال بود چنانکہ داؤد اندر حال صحو بود و فعلے از وے بوجود آمد کہ خداوند تعالیٰ فعل ویرا بدو اضافت کردہ گفت و قتل داؤد جالوت و پیغامبر ﷺ اندر حال سکر بود فعلے از وے در وجود آمد کہ خداوند تعالیٰ فعل وے را بخود اضافت کرد و گفت و ماریت اذرمیت و لکن اللہ رمی فشتان ما بین عبد و عبد و آنکہ بخود قائم بود و بصفات خود ثابت کردند تو کردی بروجہ کرامت و آنکہ بحق قائم بود و از صفات خود فانی گفتند ما کردیم آنچه کردیم (کشف المحجوب فارسی ص ۱۴۵)

حضور داتا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی اور انکے تبعین کہتے ہیں کہ صحو اس وقت قائم ہوتا ہے جب آدمی اپنے صفات اور ہستی کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور یہ حجاب اکبر ہے اور سکر اس وقت قائم ہوتا ہے جب بشریت ختم ہو جاتی ہے اسکا اختیار تدبیر اور ارادہ مٹ جاتا ہے اور اسکا تصرف حق تعالیٰ کے تصرف میں فنا ہو جاتا ہے اور انسان کے اندر بہیمانہ صفات (جانوروں جیسی صفات) کی بجائے صفات رحمانی رہ جاتی ہیں اور یہ اکمل افضل اور بہترین حالت ہے چنانچہ آیہ و قتل داؤد جالوت داؤد نے جالوت کو

قتل کیا ہے ظاہر ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام مقام صحو میں تھے اس لئے جو فعل (یعنی قتل) ان سے سرزد ہوا اس کو حق تعالیٰ نے ان کا فعل کہا ہے لیکن جب ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مقام سکر میں تھے تو حق تعالیٰ نے آیت و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی (جب آپ نے کفار پر مٹی پھینکی تو آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے پھینکی) میں آنحضرت ﷺ کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا ان دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے

تبصرہ: بعض حضرات مشائخ سکر کو افضل سمجھتے ہیں اور بعض صحو کو قطع نظر اس سے کہ صحو افضل ہے یا سکر عبارت مندرجہ بالا سے یہ بات واضح ہے مقام فنا میں سرزد کلام اس ہستی کا کلام ہوتا ہے جس میں فنا حاصل ہوئی اور اس وقت حالت سکر طاری ہوتی ہے

صحو و سکر کے متعلق مزید وضاحت:

حضرت جنیدؒ اور ان کے تبعین کا نظریہ بیان کرتے ہوئے حضرت داتا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ چنانکہ موسیٰ اندر حال سکر بود و طاقت اظہار یک تجلی نداشت و از ہوش بشد خرد موسیٰ صعقا و رسولؐ ما اندر حال صحو بود از مکہ تا بقباب تو سین در عین تجلی بود و ہر زمان ہشیار تر و بیدار تر شربت الراح کا سا بعد کا س

فما فات الشراب و ما رویت (کشف المحجوب ص ۱۲۵)

حضرت جنیدؒ اور ان کے تبعین صحو کو سکر سے افضل قرار دیتے ہیں ان کے نظریہ کے بیان میں حضرت داتا صاحب تحریر فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ حالت سکر میں تھے تجلی الہی کو برداشت نہ کر سکے اور ہوش گم کر بیٹھے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے و خرد موسیٰ صعقا موسیٰ علیہ السلام محو و بے خود ہو کر گر گئے اور ہمارے رسول ﷺ چونکہ حالت صحو میں

تھے اور ایسے مقام پر فائز تھے کہ جسے قرآن پاک نے قاب قوسین کہا ہے بے پناہ تجلیات کے وقت بھی آپ ہوشیار تر اور بیدار تر تھے

کشف المحجوب سے مقام فناء فی اللہ کی وضاحت

حضرت گنج بخش فیض عالم جمع و تفرقہ کے بیان میں فرماتے ہیں چنانکہ پیغمبر ﷺ مارا خبر داد از جبرئیل و جبرئیل از خداوند تعالیٰ چنانکہ گفت

لا يزال عبدی يتقرب الی بالنوافل حتی احبته فاذا احبته كنت سمعا و بصرا ویدا ولسانا فبی یسمع و بی یبصر و بی ینطق و بی یبطش و چوں بندہ ما بجاہدہ بما تقرب کند ما اور ابدوستی خود رسائیم و ہستی اور اندر وے فانی کنیم و نسبت وے از افعال او برداریم کہ تا بما شود آنچه شنود و ذکر ما سلطان ذکر وے شود و نسبت آدمیت از ذکر وے منقطع شود پس ذکر ما باشد پس روا باشد کہ دوستی حق تعالیٰ بردل بندہ سلطان شود و بغلبہ و افراط آں عقل و طبایع از حمل آں عاجز گردند و امر وے از کسب وے بساقت شود آنگاہ ایں درجہ را جمع خوانند چنانکہ رسول ﷺ مستغرق و مغلوب بود فعلی تو ہر چند کہ نشانہ فعل تو بودے و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی یا محمد ﷺ آں مشت خاک بر روئے دشمن نہ تواند اختی بلکہ مانند ختم چنانکہ ہم از اں جنس فعلی از داؤد علیہ السلام حاصل آمد اورا گفت و قتل داؤد جالوت داؤد جالوت را کشت چہ داؤد اندر تفرقہ حال بود کشف المحجوب فارسی ص ۱۹۹ طبع لاہور ایک حدیث قدسی میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ نوافل (زائد عبادت) کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کی آنکھیں کان ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے دیکھتا ہے میری قدرت سے کام کرتا ہے

اور مجھ سے بولتا ہے یعنی ہمارے ذکر میں مغلوب ہو جاتا ہے اور اپنے کسب کا خیال اسکے دل سے نکل جاتا ہے اور ہمارے ذکر پر غالب آ جاتا ہے نسبت آدمیت اس سے منقطع ہو جاتی ہے پس اسکا ذکر ہمارا ذکر بن جاتا ہے اسی غلبہ حال کی وجہ سے حضرت ابو یزید بسطامیؒ پکاراٹھے،، سبحانی ما اعظم شانی،، (میں پاک ہوں اور میری شان بلند ہے) حالانکہ جو کچھ وہ کہہ رہے تھے ان کی زبان سے حق بول رہا تھا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الحق ینطق علی لسان عمرؓ (اللہ تعالیٰ حضرت عمر کی زبان سے بولتا ہے)۔ یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کی قاہریت انسان پر غلبہ کرتی ہے تو اسکی ہستی کو اس سے ضبط کر لیتی ہے اور پھر انسان کا کلام حق تعالیٰ کا کلام ہوتا ہے۔ حلول اور اتحاد کے بغیر کیونکہ حق تعالیٰ ان سب چیزوں سے پاک اور بااثر ہے۔ جو ملحدین اس سے منسوب کرتے ہیں اسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کا قرب بندہ کے دل پر حاوی ہو جاتا ہے اور اسکی ہستی اور اعمال ساقط ہو جاتے ہیں اس درجے کو جمع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ذات حق میں اس قدر مستغرق اور مغلوب تھے کہ ان کے فعل کو حق تعالیٰ نے اپنا فعل قرار دیا اور فرمایا و ما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمی (اے محبوب وہ آپ نہیں تھے جس نے دشمن پر کنکریاں پھینکیں بلکہ وہ تو اللہ نے خود پھینکیں) اسی طرح جب ایک فعل حضرت داؤد سے سرزد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا و قتل داؤد جالوت اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت داؤد اس وقت حالت تفرقہ میں تھے ان دو باتوں میں فرق ہے۔ (کشف المحجوب اردو ترجمہ، تحقیق کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری)

مقام محبوبیت پر فائز شخص کو تصرف عطاء ہوتا ہے

سیدی احمد بن الرفاعیؒ نے اپنے خادم یعقوب سے یہ بات بیان فرمائی۔ ان اللہ تعالیٰ
 اذا احب عبداً صرفه فی جمیع مملکتہ واطلعه علی ماشاء من علوم
 الغیب ”فقال یعقوب،، تفضلوا علی بدلیل علی ذلک فقال سیدی
 احمد،، الدلیل علی ذلک قول اللہ عزوجل فی الحدیث القدسی،، ولا
 یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احبته کنت سمعه الذی
 یسمع به و بصره الذی یبصر به الی آخره واذا کان الحق تعالیٰ مع
 عبده کما یرید صار کانه صفة من صفاته انتھی لطائف المنن ص ۲۸۸
 بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے اپنی تمام مملکت پر اختیار دے
 دیتا ہے اور علوم غیب میں سے جس پر چاہے اطلاع دے دیتا ہے یعقوب کہنے لگے کہ
 مہربانی کر کے اس کی دلیل بتاؤ تو سیدی احمد نے کہا کہ اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے
 حدیث قدسی میں میرا بندہ نوافل کے ساتھ ہمیشہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں
 اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے پس جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اسکے کان ہو جاتا
 ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اسکی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے آخر تک تو
 جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ہو جاتا ہے جیسے کہ ارادہ فرماتا ہے تو بندہ ایسا ہو گیا
 کہ گویا اسکی صفات میں سے ایک صفت ہے۔

اولیاء کرام باوجود غلبہ حال کے نماز اور دیگر معمولات کے لیے وقت

نکال لیتے ہیں

حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے فرمایا کہ شیخ شبلی پر ساری عمر غلبہ حال رہا وہ بہت کوشش کرتے
 تھے کہ اس حال سے نکل جائیں اور مقام صحو و ہوشیاری پر پہنچیں۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے

(مقابیس المجالس ص ۹۳۸) خاتم العاشقین حضرت خواجہ غلام فرید نے فرمایا کہ شیخ شبلی کی عظمت کی اس سے زیادہ علامت اور کیا ہو سکتی ہے کہ حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی قدس سرہ شیخ شبلی کے سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کے بعد فرمایا کہ شیخ شبلی چھ مہینے متواتر عالم بے خودی و فناء میں رہے لیکن نماز کے وقت آپ عالم شعور میں آ کر نماز ادا کرتے تھے۔ اور پھر ملک بے خودی میں چلے جاتے تھے۔ اس کے بعد فرمایا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی پر بھی مکہ معظمہ میں کافی عرصہ تک یہی حالت فنا و بے خودی طاری رہی لیکن اسکے باوجود آپ پنجگانہ نماز اور دیگر معمولات کے باقاعدگی سے پابند رہے لیکن آپ کو کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔ (مقابیس المجالس ص ۸۱۷)

لطائف اشرفی سے حالت سکر و فنا کی وضاحت

حضرت قدوة الکبریٰ میفرمودند کہ شطیحات از صاحب سکر خیزد کہ لوازم تلوین است و معاملات از اہل صحور یزد کہ از خواص تمکین است (لطائف اشرفی ص ۳ حصہ دوم)

اما قوله یكون الناس تحت لواء محمد يوم القيامة و محمد یكون تحت لوائنا و قوله لوائی اعظم من لواء محمد فقالوا قیل لابی یزید یكون الناس تحت لواء محمد علیه السلام يوم القيامة فقال له وهو غلبة الحال و قوة السكر فاجراها الله تعالى على لسانه من غير قصدہ فيكون مضافاً اليه تعالى لا الی ابی یزید (لطائف اشرفی ص ۵)

حضرت قدوة الکبریٰ فرماتے ہیں کہ شطیحات صاحب سکر سے ہیں اور معاملات اہل صحو سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو کہ تمکین کے خواص سے ہیں اور بہر حال آپ کا قول کہ لوگ بروز قیامت محمد ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہونگے۔ اور آپ کا قول کہ میرا جھنڈا محمد ﷺ کے جھنڈے سے بڑا ہے تو

انہوں نے کہا کہ بایزید کو کہا گیا کہ لوگ قیامت کے دن محمد ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہونگے تو آپ نے غلبہ حال اور قوت سکر میں کہا تو اللہ تعالیٰ نے یہ کلمہ آپ کی زبان پر آپ کے قصد کے بغیر جاری کر دیا۔ تو یہ اللہ کی طرف ہی منسوب ہو گا نہ کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کی طرف

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قولہ انا الحق کلام اجرأہ اللہ تعالیٰ علی لسانہ فی حال سکرہ من شراب المحبۃ من غیرہ قصدہ فالقائل فی الحقیقۃ هو اللہ تعالیٰ (لطائف اشرفی ص ۸ حصہ دوم) حضرت شیخ منصورؒ کا قول انا الحق ایسا کلام ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے شراب محبت کی وجہ سے بلا قصد حالت سکر میں ان کی زبان پر جاری کیا پس قائل فی الحقیقت اللہ تعالیٰ ہے

باب ششم

قادری حضرات کے دلائل کا جائزہ

قادری حضرات کی سب سے بڑی دلیل بھجیہ میں مذکور روایت

قیلوی میں ممتاز تحریف

قدم الشیخ کے ص ۲۳۸ پر ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں ہم اپنے موقف کے ثبوت اور ترجیح کے دلائل پیش کرتے ہیں پھر چھ مقامات پر روایت قیلوی کو تحریفی انداز میں پیش کیا سبحان اللہ گویا تحریف سے شروع کیا نظریہ عموم و شمول اور ماشاء اللہ تحریف پر ہی ختم کیا

تحریف معنوی۔ ممتاز محرف لکھتے ہیں والبسہا بمحضر من جمیع الاولیاء من

تقدم منهم ومن تاخر الایاء باجسادہم والاموات بارواحہم آپ نے

خلعت کو تمام اولیائے متقدمین و متاخرین کی موجودگی میں زیب تن فرمایا ظاہری حیات کے دور والے بزرگ اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور اس جہاں سے رخصت ہو جانے والے ارواح کے ساتھ حاضر تھے۔ قدم الشیخ عبدالقادر ص ۲۳۸

مقصد تحریف۔ ممتاز محرف کے تحریف کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی طرح متاخرین اولیاء کی موجودگی و حاضری ثابت کر کے ان کو زیر قدم لایا جاسکے جبکہ ابوسعید قیلوی کی اس روایت میں صرف ان اولیاء کی حاضری کا ذکر کیا گیا جو آپ کے زمانہ میں موجود تھے یا پہلے فوت ہو چکے تھے اس پر یہ الفاظ نص صریح ہیں

الاحیاء باجسادہم والاموات بارواحہم۔ زندہ اپنے اجسام کے ساتھ حاضر تھے فوت شدہ اپنی ارواح کے ساتھ رہے وہ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے انکی حاضری بھی نہیں ہوئی بلکہ جو زندہ تھے وہ بھی سب وہاں حاضر نہ تھے جیسا کہ بھجہ ہی کی دوسری روایت سے واضح ہے لہذا بھجہ کی روایات میں تضاد کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اس روایت زیر بحث میں مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے۔

من تقدم منہم ومن تاخر سے مراد قدمی کے تکلم سے

پہلے کے متقدمین و متاخرین اولیاء ہیں

حضرت شیخ کے وقت تکلم سے پہلے زمانے کے اولیاء متقدمین و متاخرین کی حاضری پر من تقدم ومن تاخر میں ماضی کے صیغوں کا استعمال شاہد عدل ہے

روئے زمین پر موجود اولیاء نے سر جھکایا

اس روایت میں سر جھکانے والے اولیاء کا الگ ذکر ہے سب حاضرین سر جھکانے والے

نہیں تھے ممتاز محرف نے سر جھکانے والے اولیاء کا ذکر حذف کر دیا

تحریف لفظی: ممتاز محرف نے جو الفاظ حذف کئے وہ یہ ہیں 'ولم یبق ولی فی

الارض الا حنی عنقه' کہ روئے زمین پر موجود کوئی ولی اللہ باقی نہ رہا مگر اس نے اپنی

گردن کو جھکایا اس روایت میں صرف ان اولیاء کے سر جھکانے کا ذکر کیا گیا ہے جو اس

وقت روئے زمین پر زندہ موجود تھے ساکنین ارض تھے زمین پر آباد تھے سر جھکانے میں ان اولیاء

کا ذکر نہیں کیا گیا جو ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اور نہ ان اولیاء کے سر جھکانے کا ذکر ہے

جو اس وقت روئے زمین پر آباد نہ تھے بلکہ ساکنین اعلیٰ علیین تھے ورنہ فی الارض کی قید نہ

لگائی جاتی اور یوں کہا جاتا 'ولم یبق ولی الا حنی عنقه' یہ تھی قادر یوں کی سب سے

بڑی دلیل جو پادر ہوا ثابت ہوئی

ارواح کی مجلس قطب میں حاضری

بعض ارواح کا مجلس میں آجانا اور بات ہے یوں تو بعض انبیاء کی ارواح طیبات بھی

تشریف لاتی ہیں یہ فیض دینے کے لیے تشریف لاتی ہیں نہ کہ لینے کے لیے نیز یہ معاملہ

ہر قطب وقت کے ساتھ پیش آتا ہے حق تعالیٰ اسکے قلب پر تجلی فرماتے ہیں نبی پاک

خلعت عطاء فرماتے ہیں اور جملہ عالم اسکے تصرف میں آجاتا ہے سب اولیاء وقت

ماسوائے افراد کے اسکے ماتحت ہوتے ہیں دیکھئے فتوحات ص ۱۵۷ ج ۲۔ نیز سر جھکانے

کی بات ان حضرات کے ساتھ ہی خاص ہوتی ہے جو زندہ موجود ہوں اسی وجہ سے فی

الارض کی قید بھگتہ کی مندرجہ بالا روایت میں بھی موجود ہے نفحات الانس میں مولانا جامی

علیہ الرحمہ نے بعض ارواح کے حاضر ہونے کی تصریح فرمائی

نفحات الانس میں درج روایت کا نصف حصہ آخر سے حذف کر دیا اور

غلط مطلب گھڑ کر حضرت مولانا جامیؒ کی طرف منسوب کر دیا

تحریف لفظی ملاحظہ فرمائیں قدم الشیخ عبدالقادرؒ ص ۲۳۹ ممتاز محرف صاحب لکھتے

ہیں حضرت مولانا عبدالرحمن جامی نقشبندیؒ نے فرمان غوثیہ کے عموم و شمول کو اپنی کتاب نفحات الانس میں پوری تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا لکھتے ہیں۔ بہ محضر اولیائے متقدمین و متاخرین کہ آنجا حاضر بودند احياء باجساد خود و اموات با ارواح خود۔ آپ نے اولیائے متقدمین و متاخرین کی موجودگی میں یہ اعلان فرمایا یہاں تک عبارت لکھ کر اگلا حصہ حسب عادت چھوڑ دیا کیونکہ وہ انکے خود ساختہ نظریہ کے خلاف تھا اور اس سے فرمان غوثیہ کے

عموم و شمول کی نفی ہوتی تھی متقدمین سے مراد اموات ہیں جو اپنی ارواح کے ساتھ اور

متاخرین سے مراد احياء ہیں جو اپنے اجساد کے ساتھ مجلس میں حاضر ہوئے سب نے

گردنیں نہیں جھکائیں جن اولیاء نے گردنیں جھکائیں ان کا تذکرہ حذف شدہ عبارت

میں ہے جو یہ ہے خلعتے دروے پوشانید و ملائکہ و رجال غیب مجلس وے رادر میان گرفتہ

بودند و صفہادر ہوا ایستادہ و بر روئے زمین ہیج ولی نماند مگر کہ گردن خود را پست کرد و بعضے گفتہ

اند کہ یک کس از عجم تو اضع نہ کرد حال وے از وے متواری شد (نفحات ص ۵۱۲ مطبوعہ

تہران) حاصل کلام یہ ہے کہ روئے زمین پر کوئی ولی نہ رہا مگر اس نے اپنی گردن جھکادی

تحریفی عبارت درج کر کے من گھڑت نظریہ عموم و شمول فرمان

غوثیہ صاحب قلاند الجواہر کی طرف منسوب کر دیا

تحریف لفظی و معنوی: ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۲۳۹ پر لکھتے ہیں حضرت الشیخ

امام محمد بن تکی التاذنی الانصاری نے اپنی کتاب قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر میں فرمان غوثیہ کے عموم و شمول کو متقدمین و متاخرین اولیائے کرام کیلئے ثابت کیا ہے۔
 تحریر فرماتے ہیں من تقدم منهم و من تأخر الا حياء بالا جساد والاموات
 بالارواح : یہاں تک لکھ کر اگلی عبارت چھوڑ دی جو یہ ہے 'ولم یبق ولی فی
 الارض الا حنی عنقه روئے زمین پر کوئی ولی باقی نہ رہا مگر اس نے اپنی گردن جھکا دی

ممتاز غلط بیانی: ملاحظہ کیجئے قدم الشیخ ص ۲۴۱ ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں

حضرت شیخ محقق نے شیخ ابوسعید قیلوی کی وہ روایت بھی نقل فرمائی ہے جس میں ارشاد
 غوثیہ کا عموم و شمول متقدمین و متاخرین اولیائے کرام سب کیلئے ثابت ہے (زبدۃ الاسرار ص ۱۰)

تبصرہ: اس روایت کی رو سے عموم و شمول کا نظریہ ثابت نہیں ہوتا حضرت خواجہ غلام فرید
 نے صراحت فرمادی کہ متقدمین و متاخرین اولیاء کی حاضری عزت و اکرام کی خاطر ہوتی
 ہے۔ سر جھکانے والے اولیاء اور ہیں۔ (مقابیس المجالس)

ممتاز محرف نے صاحب سیر الاقطاب کو بھی معاف نہ کیا

ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں سیر الاقطاب کے مصنف شیخ الہدیہ بن عبدالرحیم چشتی عثمانی
 حضور غوث پاک کے فرمان عالیشان کو اولیاء متقدمین و متاخرین سب کیلئے شامل قرار
 دیتے ہیں لکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ و ملائکہ مقربین و اولیائے متقدمین و متاخرین کہ در
 آل جا حاضر بودند احواء با جساد خود و اموات بار و ارح خود خلعت دروے پوشانیدند

(سیر الاقطاب ص ۱۱۵) جب آپ نے قدمی ہڈی علی رقبہ کل ولی اللہ فرمایا تو رسول پاک ﷺ ملائکہ مقربین اور اولیائے متقدمین و متاخرین کی موجودگی میں آپ کو خلعت پہنائی گئی۔ قدم الشیخ ص ۲۴۲

تبصرہ: ممتاز محرف گوڑوی نے چشتی عثمانی صاحب کے حق میں بھی غلط بیانی کی پھر اس روایت میں بھی متقدمین و متاخرین اولیاء کی موجودگی میں خلعت پہنانے کا ذکر ہے اور یہ بھی روایت قیلوی ہے جس میں زمین پر موجود اولیاء کے سر جھکانے کا ذکر پھر ممتاز محرف نے حذف کر لیا صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں بروئے زمین ہیچ ولی نماند کہ گردن خود را ز ازاں پیچد

حضرت سید گیسو دراز کی طرف غلط نظریہ کو منسوب کر دیا

ممتاز محرف لکھتے ہیں حضرات مشائخ چشت کی معتبر اور مستند کتاب اقتباس الانوار کے مصنف شیخ محمد اکرم صابری چشتی قدوسی نے حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز خلیفہ حضرت شاہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے حوالے سے ارشاد غوثیہ کے متقدمین و متاخرین اولیائے کرام کیلئے عموم و شمول کو ثابت کیا ہے آپ ارشاد غوثیہ کے عموم کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ بردست طائفہ ملائکہ مقربین بہ محضر اولیائے متقدمین و متاخرین کہ آنجا حاضر بودند احياء باجساد خود و اموات با ارواح خود خلعت دروے پوشانیدند (اقتباس الانوار ص ۸۱، ۸۲) رسول پاک ﷺ نے ملائکہ مقربین کی جماعت کے ہاتھوں اولیائے متقدمین و متاخرین کی موجودگی میں آپ کو یہ خلعت پہنائی جو اولیائے کرام حیات ظاہری سے موجود تھے وہ اپنے اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور جو وصال فرما چکے تھے وہ اپنی ارواح طیبہ کے ساتھ حاضر تھے (قدم الشیخ ص ۲۴۲)

تبصرہ:- یہ بھی روایت قیلوی ہے جس کا آخری حصہ ممتاز محرف نے پھر حذف کر لیا نیز اس روایت میں متاخرین اولیاء کی حاضری بھی ثابت نہیں ہوتی کہ وہ نہ احیاء باجساد میں شامل ہیں نہ اموات میں تو انکا سر جھکانا کیسے ثابت ہو گیا

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی زبانی روایت قیلوی کا صحیح مفہوم

مولوی فیض احمد اویسی رضوی بہاولپوری نے اپنی کتاب التذکار السعیدی ذکر خواجہ غلام فریدؒ کے اندر ملتان میں حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کے سجادہ نشین سے قول قدمی کے بارے میں آپکی گفتگو نقل کرتے ہوئے لکھا حضرت خواجہ نے نفحات الانس کی یہ عبارت پڑھی چون شیخ عبدالقادر گفت قدمی هذه على رقبة كل ولي الله حق سبحانه بردل وے تجلی کردور رسول خدا ﷺ بردست طائفہ از ملائکہ مقربین بحضرت اولیاء متقدمین و متاخرین کہ اس جا حاضر بودند احیاء باجساد خود و اموات بارواح خود خلعتی دروے پوشانیدند و ملائکہ و رجال غیب مجلس وے را در میان گرفتہ بودند و بر روئے زمین ہیج ولی نہ بود مگر کہ گردن خود پست کرد اور فرمایا کہ محضر کے لفظ سے یہاں غلط فہمی پیدا ہو گئی متقدمین و متاخرین کا حضور تو صرف اکرام و عزت کی خاطر تھا کہ ان کے حضور میں حضرت شیخ کو خلعت اجلال و عظمت پہنایا گیا اور لوگوں نے یہ سمجھا کہ سب حاضرین نے بھی گردنیں جھکا دیں حالانکہ گردنیں خم کرنے والا دوسرا گروہ تھا جس کا ذکر بر روئے زمین سے شروع ہوا اور وہی شیخ کے ہم عصر و ہمزمان تھے۔ تذکار السعید ص ۳۴ تا ۳۵

مولفہ مولوی فیض احمد اویسی، یکے از قائلین قدم غوث بر متقدمین و متاخرین۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

ہر قدم پر نت نئے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں لوگ

دیکھتے ہی دیکھتے کتنے بدل جاتے ہیں لوگ

افضلیت غوث اعظم سے متعلق قادری حضرات کی سب سے بڑی دلیل
بھیجے میں منقول روایت خضر جس میں موجود وقت کی قید کو ہمارے مہربان اکثر حذف فرمادیتے

ہیں ملاحظہ فرمائیں

شیخ ابو محمد القاسم روایت کرتے ہیں فقلت للحضر عليه السلام فهل لهؤلاء
الاحباب رجل فرد في كل وقت يرجعون الى امره قال نعم فقلت من هو في
وقتنا هذا قال هو الشيخ عبدالقادر قلت اخبرني عن حال الشيخ عبدالقادر قال
هو فرد الاحباب وقطب الاولياء في هذا الوقت وما اوصل الله تعالى وليا الى
مقام الا و كان الشيخ عبد القادر اعلاه ولا سقى الله حبيبا كاسا من حبه الا
و كان الشيخ عبدالقادر اهناه ولا وهب الله لمقرب حالا الا و كان الشيخ
عبدالقادر اجله وما اتخذ الله وليا كان او يكون الا وهو متادب مع الله في
سره مع الشيخ عبدالقادر الى يوم القيامة بھیجے الاسرار ص ۱۷۳

میں نے خضر کو کہا کہ کیا ان احباب میں ہر وقت کے اندر ایک آدمی فرد ہوتا ہے کہ جس
کے حکم کی طرف وہ رجوع کرتے ہیں تو آپ نے کہا **ہاں** تو میں نے کہا ہمارے اس
وقت میں کون ہے آپ نے کہا وہ شیخ عبدالقادر ہیں میں نے کہا کہ مجھے شیخ عبدالقادر کے
حال کے بارے میں خبر دو آپ نے کہا وہ اس وقت میں فرد احباب اور قطب اولیاء ہے
اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہیں پہنچایا مگر شیخ عبدالقادر اس سے اعلیٰ ہیں اور نہ کسی
محبوب کو اپنا جام محبت پلایا مگر شیخ عبدالقادر کو خوشگوار تر دیا اور نہ کسی مقرب کو حال عطا فرمایا
ہے مگر شیخ عبدالقادر کو اس سے بڑا عطا فرمایا ہے اور اللہ نے کوئی ولی نہیں بنایا جو پہلے گزر

چکا ہے یا ہوگا مگر وہ اللہ کے ساتھ اپنے بھید میں شیخ عبدالقادر کے ساتھ ادب کرنے والا ہے قیامت تک۔

روایت خضر کی وضاحت

ممتاز محرف نے قدم الشیخ کے ص ۴۶۰ پر اس روایت سے افضلیت غوث اعظمؒ بر اولیاء اولین و آخرین پر استدلال کیا روایت خضر میں ادب کرنے کا ذکر ہے اور ادب کے ساتھ افضلیت ثابت ہی نہیں ہوتی ادب تو افضل بھی مفضول ولی کا کرتا ہے بھجے الاسرار میں ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے حضرت خضر علیہ السلام کو ایک ولیہ کے ادب کرنے کا حکم ملا حالانکہ آپ یقیناً افضل تھے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال حضور علیہ السلام نے ایک جن پر بھی تصرف کا اظہار نہ فرمایا اور فرمایا کہ مجھے اپنے بھائی سلیمانؑ کی یہ دعایا آگئی رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے امام نووی لکھتے ہیں تو اضعا و تادبا یعنی آپ نے تو اضیع اور ادب کی وجہ سے تصرف کا اظہار نہ فرمایا (شرح امام نووی مسلم شریف ج ۱ ص ۲۰۵) علامہ عبدالغنی نابلسی تحریر فرماتے ہیں فتادب ای نبینا علیہ السلام معہ ای مع سلیمان علیہ السلام (شرح الفصوص للنابلسی ص ۱۵۸ ج ۲) رای بعض الفقراء الشیخ عبداللہ بن ابی جمرة المدفون بقرافة مصر رضی اللہ عنہ وهو جالس علی کرسی وعلیہ حلة خضراء والانبیاء کلہم وافقون بین یدیہ فاشکل ذلک علیہ فعرضہ علی بعض العارفين فقال له وقوف الانبیاء انما هو ادب مع من البس الخلعة لا مع من لبس الخلعة (الجواہر والدرر علی الابریز ص ۳۱۱) بعض اولیاء اللہ نے خواب میں دیکھا کہ شیخ عبداللہ بن جمرة جو قرافہ مصر میں مدفون ہیں رضی اللہ عنہ ایک کرسی پر بیٹھتے ہیں سبز لباس

پہنے ہوئے ہیں اور سارے کے سارے انبیاء ان کے سامنے کھڑے ہیں اس پر آپ کے دل میں اشکال پیدا ہوا تو بعض عارفین کے سامنے اسے پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ انبیاء کا کھڑا ہونا اسکے ادب کی وجہ سے ہے جس نے خلعت پہنائی ہے نہ کہ اس کی وجہ سے جس نے خلعت پہنی ہے نیز روایت خضر سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہر وقت کا ایک فرد ہوتا ہے جس کی طرف اس وقت کے سارے اولیاء رجوع کرتے ہیں اور راوی نے جب خضر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہمارے اس وقت کا فرد کون ہے تو آپ نے فرمایا ہو الشیخ عبدالقادر کہ ہمارے اس وقت کا فرد شیخ عبدالقادر ہے۔ نیز جب راوی نے سوال کیا کہ مجھے شیخ عبدالقادر کے حال کے بارے میں خبر دو تو حضرت خضر نے فرمایا وہ اس وقت میں فرد احباب اور قطب اولیاء ہیں

یہاں بھی حضرت خضر نے وقت کی قید کو واضح طور پر بیان فرمادیا تو بعد میں مذکور جتنے بھی اوصاف ہیں وہ اس وقت کی قید کے تحت آئیں گے ماسوا ادب کے ادب کرنے کے عموم کو آپ نے کان او یون کے ساتھ بیان فرمایا لیکن ادب کا معنی یہ ہے بڑوں کا احترام کرنا اور چھوٹوں پر شفقت کرنا تو معنی یہ بنا کہ جو آپ سے بڑے ہیں وہ آپ پر شفقت کرتے ہیں اور جو آپ سے چھوٹے ہیں وہ آپ کا احترام کرتے ہیں تو لفظ ادب سے بھی بعض اولیاء کا روحانی طور پر بڑا ہونا اور بعض کا آپ سے چھوٹا ہونا سمجھ آ رہا ہے نیز ادب تو افضل ولی بھی اپنے مفضل کا کرتا ہے کما مراً روایت خضر میں وقت کی قید کو بڑے بڑے قادری حضرات نے نظر انداز کیا اور

اسمیں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں

ممتاز محرف نے وقت کی قید پر مشتمل الفاظ حذف کر دیے

ممتاز محرف مولوی ممتاز گولڑوی نے شیخ عبدالحق کا تبصرہ نقل کرتے ہوئے لکھا کہ حضرت شیخ عبدالحق نے تحریر فرمایا شیخ کی افضلیت مطلقہ پر دلیل روایت خضر ہے جو اس طرح ہے ما اتخذ الله وليا كان او يكون الا وهو متأدب مع الله في سره مع الشيخ عبد القادر الى يوم القيامة

زبدة الآثار کے الفاظ: شیخ عبدالحق لکھتے ہیں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی افضلیت مطلقہ پر دلیل وہ روایت ہے جو ہم نے خضر سے روایت کی ہے شیخ ابوالقاسم کی حکایت میں ”زیرا کہ تحقیق او گفت اولاً کہ وے فرد احباب است و قطب الاولیاء است دریں وقت پس تر گفت کہ نگر فت خدائے تعالیٰ ہیچ ولی را کہ بود یا باشد مگر در آں حال کہ وے با ادب باشد با خدا در راز خود با شیخ عبد القادر تا روز قیامت و گر نہ البتہ ہر دو کلام وے متناقض باشند (ص ۳۱)

تبصرہ ۵: (۱) روایت شیخ قاسم میں حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت شیخ قدس سرہ کے بارے میں فرمایا وے فرد احباب است دریں وقت اس روایت میں حضرت شیخ قدس سرہ کیلئے تمام اوصاف مذکورہ کے لئے دریں وقت کے الفاظ قید ہیں۔

(۲) کلام الاولیاء الا کا بر میں بھیجے کی روایت کے ساتھ اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ افضل ولی بھی مفضول ولی کا ادب کرتا ہے اور وہ ادب نسبت حق تعالیٰ کی وجہ سے ہوتا ہے لہذا یہ روایت افضلیت مطلقہ کی دلیل نہیں بنتی

(۳) حضرت خضرؑ کے ہر دو کلام وے فرد احباب است و قطب الاولیاء است دریں وقت اور نگر فت خدائے تعالیٰ ہیچ ولی را کہ بود یا باشد مگر در آں حال کہ وے با ادب باشد با

خدا در راز خود با شیخ عبدالقادر تاروز قیامت اس لیے متناقض نہیں ہونگے کہ حضرت
 خضر علیہ السلام کے کلام اول میں قطبیت کا ذکر ہے جو مقید بوقت ہے اور کلام ثانی میں
 ادب کا ذکر ہے جس میں وقت کی قید نہیں ممتاز محرف صاحب اب سوچتے ہونگے کہ وہ
 دوے فرد احباب است و قطب اولیاء است دریں وقت،، کے الفاظ حذف نہ ہی کرتے تو
 بہتر تھا اس لیے کہ انکی یہ حرکت بے برکت بھی انکے لئے بے سود ثابت ہوئی
 چراکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

ممتاز محرف کی ایک احتمال سے افضلیت مطلقہ ثابت کرنے کی کوشش

ممتاز گولڑوی نے قدم الشیخ کے ص ۴۶۱ پر شیخ عبدالحق کے ذکر کردہ ایک احتمال سے بھی
 افضلیت مطلقہ ثابت کرنے کی سعی کی کہ آپ نے روایت خضر علیہ السلام پر مزید تبصرہ
 کرتے ہوئے فرمایا، و احتمال میشود اینکہ باشد از قبیل اضافت اسم تفضیل برائے تخصیص
 و مراد مطلق زیادتی باشد،، جس طرح رسول پاک کے متعلق کہا جاتا ہے افضل قریش پس
 یہاں مضاف الیہ پر افضلیت مقصود نہیں بلکہ افضلیت مطلقہ مقصود ہے زبدۃ الآثار ص ۳۲

تبصرہ۔ رسول خدا ﷺ کا افضل ہونا قرآن و سنت کی ادلہ قویہ سے ثابت ہے لیکن جمیع

اولیائے اولین و آخرین پر حضرت شیخ قدس سرہ کی افضلیت مشائخ کبار سے منقول کسی
 روایت سے ثابت نہیں ہوتی روایت خضر علیہ السلام میں بھی صرف ادب کرنے کا ہی ذکر
 ہے ادب اور چیز ہے اور افضلیت مطلقہ اور چیز ہے

حضرت شیخ عبدالحق نے اکابر اولیاء تابعین کی تخصیص فرمائی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں بلکہ میگوئیم بالضرور از تخصیص تابعین است

برائے ایشاں باحسان نیز وجہ استثناء خبریت است کہ استفادہ می شود از حدیث مخصوص بقرن
یلون قرنہم ثم الذین یلونہم و ظاہر است کہ آن از برائے دریافتن ایشاں شرف صحبت و قرب زمانہ
آنحضرت ﷺ است نہ کہ فضیلت کل در تمام وجوہات۔ زبدۃ الآثار ص ۳۳ مطبوعہ دہلی

تبصرہ۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی تابعین باحسان کی تخصیص ضروری

قراردی وجہ استثناء حدیث پاک خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم کو قرار دیا فرماتے ہیں شرف صحبت اور قرب زمانہ کی وجہ سے ان حضرات کا استثناء
ضروری ہے یہاں اول تو یہ بات قابل غور ہے کہ یہی دلیل تبع تابعین کے بارے میں بھی
موجود ہے تو ان کو بھی مستثنیٰ ماننا پڑے گا دوم یہ کہ جب یہ حضرات افضل و مستثنیٰ ہیں تو یہ قول
عام مخصوص منہ البعض بن گیا۔ اور اس میں مزید تخصیص بھی ہو سکتی ہے تو بعد والے
حضرات میں سے بھی کسی کا افضل ہونا ممکن ہے جسکی دلیل اولیائے کرام کے ارشادات
ہیں جیسا کہ مولانا احمد رضا بریلوی حدائق بخشش میں۔ سید جید ہر دھر کے تحت لکھتے
ہیں والمعنی اطلاق التفضیل الا من خص بدلیل حضرت شیخ قدس سرہ کا
یہ قول بھی کشف سے تعلق رکھتا ہے تو اسمیں تخصیص بھی دیگر اولیائے کرام کے ارشادات
سے ہو جائے گی استثناء کے لئے اولیاء کرام کے فرمانات سے مافوق کسی دلیل کی ضرورت
نہیں پڑے گی شیخ عبدالحق محدث قادری نے ”نہ کہ فضیلت کل در تمام وجوہات“ لکھ کر
یہ تسلیم کر لیا کہ بعض تابعین کو حضرت شیخ قدس سرہ پر تمام وجوہات میں فضیلت حاصل
ہے لیکن تمام تابعین کو جمیع وجوہ سے فضیلت نہیں ہاں ان کو فضیلت مطلقہ بر شیخ قدس سرہ
حاصل ہے جب کہ شدید عالی قادری تو انبیاء کرام پر بھی بعض وجوہ سے بلکہ من کل الوجوہ
فضیلت کے قائل ہیں۔

باب ہفتم

حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ اور حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے ملفوظات پر ممتاز محرف کے

اعتراضات اور ان کے جوابات

حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ کے ارشادات کی وضاحت

حضرت سیالویؒ کا پہلا قول۔ ہر زمانہ میں ایک غوث الاعظم ہوتا ہے جس کا قدم اس

زمانے کے سب اولیاء پر ہوتا ہے

ممتاز محرف کا اعتراض: قدم تو حضرت غوث کا مشہور ہے کسی مستند کتاب میں

نہیں کہ کسی دوسرے بزرگ نے اس طرح فرمایا ہو لہذا یہ قول شاذ بے دلیل ہے

اعتراض کا جواب: حضرت ابن عربیؒ فتوحات کے باب نمبر ۷۳ میں فرماتے

ہیں ومنہم رضی اللہ عنہم رجل واحد وقد تكون امرأة في كل زمان آيته

وهو القاهر فوق عباده له الاستطالة على كل شئى سوى الله شهم شجاع

مقدام كبير الدعوى بحق يقول حقا ويحكم عدلا كان صاحب هذا المقام

شيخنا عبدالقادر الجيلی ببغداد كانت له الصولة والاستطالة بحق على

الخلق كان كبير الشان اور ان میں سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک مرد ہوتا ہے ہر زمانہ

میں اور کبھی کوئی عورت بھی ہوتی ہے اسکی آیت هو القاهر فوق عباده ہے اسکو اللہ کے

ماسواہر شئے پر استطالة حاصل ہوتی ہے معظم شجاع آگے بڑھنے والا ہوتا ہے بڑے بڑے

حق دعوے کرتا ہے حق کہتا ہے عدل کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اس مقام والے ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد میں تھے آپ کے لیے حق کی طرف سے دبدبہ اور استطالہ مخلوق خدا پر حاصل تھی آپ بڑی شان والے تھے۔

تبصرہ۔ حضرت شیخ اکبرؒ نے صراحت فرمادی کہ ایسا ایک شخص جو هو القاهر فوق عباده کا مظہر ہوتا ہے ہر زمانہ میں ہوتا ہے زیر قدم کا ظاہری معنی و مفہوم تو مراد نہیں بلکہ زیر تصرف ہونا ہی مراد ہے تو آپؒ بھی اپنے سے پہلے قطب کے زیر تصرف و زیر قدم تھے اس پر

لہ الا استطالة على كل شئى سوى الله کی واضح دلیل موجود ہے نیز حضرت ابن عربیؒ کے کلام سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر زمانہ میں اس تصرف کا مالک حضرت شیخ قدس سرہ سے کم درجہ ہی ہو

مقام استطالہ پر فائز اولیاء سے کلمات دالہ بر علو کا اظہار ہوتا ہے

حضرت امام شعرانی طبقات کبریٰ ص ۱۵۹ ج ۱ پر حضرت ابراہیم الدسوقی کے کلمات دالہ بر علو اور شطیحات ذکر فرمانے کے بعد رقمطراز ہیں ہذا الکلام من مقام الاستطالة تعطى الرتبة صاحبها ان ينطق بما ينطق وقد سبقه الى نحو ذلك الشيخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلام مقام استطالہ سے ہے اسکے صاحب کو یہ رتبہ دیا جاتا ہے کہ جو چاہے بولے اور آپ سے پہلے ایسے ہی مقام پر شیخ عبدالقادر الجیلی ہوئے کلام الاولیاء الا کا بر ص ۱۹۶ افضل الصلوٰۃ علی سید السادات ص ۱۴۶ کی عبارت یہ ہے فان سیدی محمدا هذا کسیدی عبدالقادر الجیلیؒ فی عصره من حيث الناطقية عن المرتبة (کلام الاولیاء الا کا بر ص ۲۱۸)

تبصرہ۔ ممتاز محرف نے حضرت شیخ محمد البکریؒ کے قول قدمی ہذہ علی رقبتہ کل ولی اللہ تعالیٰ مشرقا کان او مغربا پر بڑے پیچ و تاب کھائے ہیں حالانکہ حضرت امام شعرانی نے صاف صاف فرمادیا کہ صاحب مقام استطالۃ کو یہ رتبہ دیا جاتا ہے کہ بولے جو چاہے بولے لطائف المنن سے اس مقام کی وضاحت اور طبقات الکبریٰ کے

اقتباس کی تصدیق

ولعمری من یری مثل سیدی محمد البکری ویسمع مایتکلم بہ من العلوم والاسرار الی تبهر العقول مع صغر سنہ ولم یعتقدہ فہو محروم من مدد اہل العصر کلہم فان سیدی محمداً ہذا کسیدی عبدالقادر الجیلی فی عصرہ من حیث الناطقۃ وعلو المرتبۃ المنن الکبریٰ للشعانی عربی ص ۱۱۶ طبع بیروت لبنان

غوث زمان حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ نے

فرمایا مجھے قدمیؒ کا مقام حاصل ہے

از پیر و مرشد خود شنیدہ ام کہ مے فرمودند کہ حق تعالیٰ مرا قدمی ہذہ علی رقبتہ کل ولی اللہ دادہ است مناقب المحبوبین فارسی ص ۲۶۸ مولانا دیدار بخش پاکپتنی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت غوث زمان (سیدنا شاہ سلیمانؒ) سے سنا فرماتے تھے، کہ حق تعالیٰ نے مجھے قدمی ہذہ علی رقبتہ کل ولی اللہ، میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے کا مقام دیا ہوا ہے مناقب المحبوبین اردو ص ۱۹۴

حبیب رحمان خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کے فرمان کی وضاحت تحقیق المعانی سے

علامہ محمد علی مصطفوی حنفی تحقیق المعانی فی قدم الغوث الجیلانی کے ص ۲۳۹ پر لکھتے ہیں
 حضرت غوث جیلانی قدس سرہ کے فرمان کی منسوخی کی ضرورت تب پیش آتی اگر انکا یہ
 فرمان انکے زمانہ سے لیکر یوم قیامت تک محیط ہوتا حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس
 سرہ کا فرمان انکے زمانہ حیات کے اولیاء کرام کے لئے تھا بھجے کی روایات میں سب اولیاء
 اس بات پر متفق نظر آتے ہیں حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کے قول کا کسی ولی اللہ سے
 انکار بھی مروی نہیں لہذا کہا جاسکتا کہ انکے قول پر اجماع سکوتی ہو چکا ہے اس قول سے
 ثابت ہوتا ہے کہ حضرت غوث جیلانی قدس سرہ العزیز کی طرح خواجہ شاہ سلیمان تونسوی
 بھی اپنے وقت کے قطب و غوث تھے

عارف رومی فرماتے ہیں اقطاب کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا

پس بہر دورے ولی قائم است تا قیامت آزمائش دائم است
 پس ایک ولی قائم (قطب الاقطاب) ہر دور میں ہے قیامت تک آزمائش دائم ہے
 پس امام حجتی و قائم آل ولی است خواہ از نسل عمر خواہ از علی است
 پس زندہ اور قائم امام (قطب) وہ ولی ہے خواہ حضرت عمرؓ کی نسل ہو یا حضرت علیؓ کی ولی
 قائم اور امام حجتی و قائم سے مراد قطب الاقطاب ہے مثنوی مولانا روم ص ۸۷ دفتر دوم
 حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں ولا یزال الامر علیٰ ذلک الیٰ یوم القیامة اور یہ امر
 قطبیت اسی طرح قیامت کے دن تک جاری رہے گا (فتوحات مکیہ ص ۵۷۱ ج ۲)

اکابر اولیاء کرام مرتبہ غوثیت کے حضرت شیخ پر ختم ہونے کے قائل نہیں

الامام المحقق علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانیؒ حضرت شیخ ابراہیم عبیدی علیہ الرحمۃ کی
 کتاب „عمدة التحقیق فی بشار آل الصدیق سے نقل کرتے ہیں کچھ اہل اللہ کا ارشاد ہے کہ

یہ مقام رفیع سیدی غوث اعظم عبدالقادر جیلانیؒ کو عطا ہوا ان کے بعد اس مرتبہ پر حضرت سیدی ابویعزی مغربیؒ فائز ہوئے ان کے بعد یہ درجہ عالیہ حضرت سیدی ابوالحسن شاذلیؒ کو نصیب ہوا پھر یہ عظمت کا تاج حضرت سیدی علی وفا کے سر سجا انکی پیش گوئی تھی جس کا ذکر امام شعرانی نے اپنی کتاب „الاخلاق المقبولیۃ“ میں سیدی محمد مغربی انصاری کی سند سے کیا ہے یہ سند حضرت علی وفا تک جاتی ہے لوگوں کے بھرے مجمع میں حضرت علی وفا نے فرمایا سیدنا صدیق اکبرؓ کی اولاد میں محمد بکری نامی ایک شخص ظہور پائے گا احوال فقر میں وہ ہمارے مقامات پائے گا جمع و تفصیل کی ذوقی زبان کا وارث ہوگا ہمارا مرتبہ ناطقہ اسکے حصے میں آئے گا حضرت علی وفا کے بعد یہ عالی مقام حضرت سیدی شمس الدین حنفیؒ کا نصیب بنا ان کے بعد اس تخت عظمت پر سیدی محمد بکری تشریف فرما ہوئے (جامع کرامات الاولیاء جلد اول ص ۷۸۰-۷۸۱ اردو)

حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ کا دوسرا قول

میرے نزدیک تمام مشائخ چشت غوث اعظم کے مقام پر فائز ہیں

ممتاز محرف کا اعتراض۔ جب پورے زمانہ میں غوث اعظم ایک ہوتا ہے تو تمام

مشائخ چشت کا اس منصب پر فائز ہونا کس طرح ثابت ہوا حضرات مشائخ چشت تو ایک زمانے میں سینکڑوں بزرگ ہوئے اس کلام میں تعارض و تناقض اور اصول درایت کی خلاف ورزی ہے

اعتراض کا جواب۔ حضرت امام شعرانی اپنے شیخ قطب وقت حضرت علی

الخواصؒ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے قطبیت کی مدت کے بارے میں

سوال کیا تو آپ نے فرمایا فالحق عدم تقدیر مدة القطبية بمدة معينة وقد بلغنا عن الشيخ ابى النجاء سالم المروزی انه اقام فى القطبية دون العشرة ايام و كذلك الشيخ ابى مدين المغربى در النواص على حاشية الا بریز ص ۹۰ (کلام الاولیاء الا کا بر ص ۱۸۸) حق یہ ہے کہ قطبیت کے لیے کوئی مدت مقرر و معین نہیں ہمیں شیخ ابوالنجاء سالم المروزی کے بارے پہنچا ہے کہ آپ دس دن سے بھی کم مقام قطبیت میں رہے اسی طرح شیخ ابو مدین مغربی

تحقیق و تبصرہ: غوثیت کے منصب کے لئے کم از کم مدت مقرر و متعین نہیں اس مدت کے بعد یہ منصب دوسرے شخص کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور پہلا شخص مقام فردیت میں چلا جاتا ہے لہذا اس قول میں کیا استبعاد پورے زمانے کا ایک غوث اعظم تو کسی نے بھی نہیں کہا تمام عالم کا ایک وقت میں ایک غوث اعظم ہوتا ہے زمانہ تو اس وقت سے شروع ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا حضرت سیالویؒ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جہاں کسی وقت غوث الاعظم و قطب مدار کی حاکمیت باطنیہ سے خالی نہیں ہوتا ہر زمانہ میں ایک قطب مدار موجود رہتا ہے جس وقت تک یہ باطنی حاکم مقام قطبیت پر فائز رہتا ہے یہ اسکا دور و زمانہ کہلاتا ہے ممتاز محرف صاحب بتائیں ایک زمانہ میں سینکڑوں کون سے ہوئے ہیں ہر زمانہ میں ایک قطب وقت کے موجود ہونے کی صراحت حضرت ابن عربیؒ حضرت امام شعرانیؒ و دیگر اکابر نے فرمائی ہے ان اکابر علماء و مشائخ کی صراحت و وضاحت کے مقابلہ میں ممتاز محرف کی الٹی منطق کو تو کوئی بھی تسلیم نہیں کرے گا ہر زمانے میں ایک غوث اعظم یا قطب وقت موجود ہوتا ہے اس کی وفات یا مقام فردیت میں منتقلی کے بعد دوسرا شخص اس منصب پر قائم ہوتا ہے جس وقت مشائخ عظام اس

منصب پر فائز ہوں اس وقت سے لیکر بالفرض وقت وفات تک انکی مدت قطبیت بھی ہو تو پھر بھی اکابر مشائخ چشت کا اس منصب پر فائز ہونا بعید بات نہیں مثلاً حضرت خواجہ عثمان ہرونی قطب وقت ہوں تو انکے وصال کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز موجود رہے اس وقت انہیں مقام قطبیت مل گیا پھر انکی وفات کے بعد حضرت قطب پاک رہے انکو منصب قطبیت مل گیا انکے وصال کے بعد حضرت گنجشکر اس دار دنیا میں موجود رہے یہ مقام انکی طرف منتقل ہوا حضرت بابا صاحب کے وصال کے بعد حضرت محبوب الہی موجود رہے مقام غوثیت عظمیٰ انکی طرف منتقل ہو گیا علیٰ ہذا القیاس اس طرح بھی ہوتا ہے وقت ملتا ہے تمام مشائخ چشت اہل بہشت اپنے اپنے وقت و زمانہ میں مقام قطبیت پر فائز ہوئے شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی نے فرمایا اعلیٰ حضرت سیالوی خواجہ شمس الحق والدین اپنے وقت کے غوث اعظم تھے مرآت العاشقین ص ۲۹۷

تمام مشائخ چشت غوث اعظم کے مقام پر فائز ہیں

غوثیت کا منصب ایک گھنٹہ بلکہ ایک لمحہ کے لیے بھی مل سکتا ہے اور اسکے بعد دوسرے کی طرف منتقل ہو سکتا ہے اور پہلا شخص مقام فردیت میں چلا جاتا ہے لہذا حضرت شیخ الاسلام سیالوی کے اس فرمان میں کیا استبعاد کہ فرماتے ہیں میرے نزدیک تمام مشائخ چشت غوث اعظم کے مقام پر فائز ہیں

ملفوظات حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ

در سلسلہ چشتیہ بسیار محبوبان حق ہجو حضرت محبوب سجانی اند (مناقب الحبوبین فارسی ص ۲۷۰ مطبع محمدی لاہور) سلسلہ چشتیہ میں محبوب سجانی جیسے بے شمار محبوب ہیں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ نے فرمایا حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ فرماتے تھے در سلسلہ مایعنی در

سلسلہ چشتیہ پیر صاحبؒ جسے کئی ہن غداء الحبین ملفوظات محبوب ذی العرش خواجہ اللہ بخش
تونسوی ص ۳۲۰

سلسلہ چشتیہ میں محبوب سجائی جیسے بے شمار محبوب ہیں اور جو مشائخ چشت افضل ہیں انکے
بارے میں بھی صراحت غداء الحبین میں موجود ہے حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی نے
فرمایا گا ہے گا ہے حضرت صاحبؒ (خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی) بعضے را از مشائخ خویش
نام مبارک گرفته میفرمودند کہ فلاں و فلاں از مشائخ ما رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کئی
درجے پیر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تی و ڈے ہن و دھ کے ہن (غداء الحبین ص ۳۲۰)
حضرت شمس الاسلام سیالوی نے فرمایا غوث اعظم چار دن مقام محبوبیت میں رہے اور خواجہ
نظام الدین اولیاء محبوب الہی سترہ دن محبوبیت کے مقام میں رہے (مرآت العاشقین
ص ۲۹۳)

اعلیٰ حضرت سیالوی کے متعلق غوث زماں کا فرمان

ایک مرتبہ آپ پیر سیال (خواجہ شمس الحق والدین) سخت بیمار ہوئے اور ہر ایک کو یقین ہو
گیا اب زندگی محال ہے کسی نے تونسہ شریف حاضر ہو کر عرض کی غریب نواز ساہی وال
والے مولوی صاحب سخت بیمار ہیں انکا آخری وقت ہے دعا فرمائیں اتفاقاً اس وقت کسی
نے حضور کے سامنے چینا پیش کیا تھا جو آپ کے پاس پڑا تھا آپ نے اس چینے سے
دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملا کر (بک) بھر کر علیحدہ رکھ دیا پھر دوبارہ اور تیسری دفعہ بک
بھر کر فرمایا انیس (اتنے) تو اس نے قطب اور غوث بنانے ہیں اور تو کہتا ہے آخری وقت
ہے (انوار قمریہ ص ۲۳۳) حضرت شیخ الاسلام کے فرمان میں تمام مشائخ چشت سے مراد
کل مشائخ چشت ہوں اور کل کا بمعنی اکثر استعمال ہونا شائع ذائع ہے

حضرت شیخ الاسلام سیالوی کے ارشاد میں استبعاد نہیں

تمام مشائخ چشت سے مراد تمام اکابر مشائخ چشت اہل بہشت ہیں یہ بات ظاہر ہے کہ اکابرین ہی سب چشتیوں کے مشائخ کہلائیں گے حضرت شیخ الاسلام سیالوی کا مطلب بھی یہ ہے کہ تمام چشتیوں کے جو مشائخ ہیں جو مشائخ سلسلہ عالیہ کی بنیاد ہیں وہ تمام اکابر غوثیت عظمیٰ کے مقام پر فائز ہوئے ہیں ممتاز محرف نے یہ سمجھا کہ شاید یہ مراد ہے کہ جو بھی سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ساتھ منسلک ہو گیا وہ قطب ہے ہم نے یہ مختلف توجیہات اس لئے ذکر کیں تاکہ اس ارشاد کا حق ہونا واضح ہو جائے

حضرت سیالوی کا تیسرا قول اولیائے کرام اور خواص کے صحو میں

آمیزش سکر کی وضاحت۔ حضرت مجدد کے اس فرمان کہ صحو بغیر آمیزش سکر کے نہیں ہوتا کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام سیالوی نے فرمایا اس قسم کا صحو اولیاء کرام اور خواص کے لیے ہے

ممتاز محرف کا اعتراض۔ اس تشریح مجددیہ اور تائید قمریہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے تمام مشائخ چشت کے صحو میں سکر کی آمیزش تھی

ممتاز محرف کی دورخی پالیسی۔ لکھتے ہیں بے شک حضرت مجدد کی یہ تحقیق

اپنے مقام پر بجا مگر ہماری سمجھ سے بلند و بالا ہے ایک طرف تو بجا تسلیم کر رہے ہیں جبکہ دوسری طرف کہہ رہے ہیں ہماری سمجھ سے بلند و بالا ہے

۔ ناز محبوباں بصد اطوار ہست پیش ہر انکار صد اقرار ہست

ممتاز محرف الزام تراشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں عوارف کی عبارت سے بقیہ سکر کے اثرات کو محل تنقید بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ جواباً عرض ہے کہ محل اعتراض نہیں بنایا گیا بلکہ حضرت مجدد کے فرمان کے مطابق قدمی کو سکر سے تعبیر کرنا حضرت شیخ قدس سرہ کی عین مدح و تعریف ہے

ممتاز بدگمانی و الزام تراشی۔ ممتاز محرف اعتراض مزید قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس چیز کو ثابت کر کے وہ حضرت غوث اعظم کے ارشاد گرامی کی تنقیص کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں اسے پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ تمام مشائخ چشت کیلئے ثابت کر ڈالا جواباً عرض ہے کہ العیاذ باللہ تنقیص کرنا چاہتے تو پھر آپکی طرح سکر کے انکاری ہو جاتے حضرت مجدد کی پاکیزہ روش پر چلتے ہوئے سکر سے تعبیر کر کے عین مدح و تعریف نہ کرتے خواص کے صحو میں سکر کے نظریہ سے نہ تو حضرت شیخ قدس سرہ کی تنقیص ہوتی ہے نہ ہی حضرات مشائخ چشت رضوان علیہم اجمعین کی البتہ حضرت سیدنا شیخ جیلی قدس سرہ پر غلبہ سکر تھا اور حضرات مشائخ چشت پر غلبہ صحو تھا

کامل ترین اصحاب صحو کا مطلب و مفہوم

اصحاب صحو سے مراد وہ ہیں جن حضرات پر غلبہ صحو تھا اور سکر مغلوب تھا اور اصحاب سکر سے مراد وہ ہیں جن پر سکر کا غلبہ تھا اور صحو مغلوب ممتاز محرف نے کم فہمی کی بناء پر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اصحاب صحو انکو کہتے ہیں جنکے صحو میں سکر کی آمیزش نہیں ہوتی حضرت مجدد فرماتے ہیں خالص صحو نصیب عوام ہے ممتاز محرف صاحب تم حضرت شیخ قدس سرہ کو عام آدمی سمجھتے ہو تو اس بات پر قائم رہنا

ممتاز محرف کا دوغلہ پن

لکھتے ہیں حضرات مشائخ عظام کی بارگاہ میں آمیزش سکر کا تلخ نذرانہ پیش کیا۔

تبصرہ: ممتاز محرف صاحب ایک جگہ تو یہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مجددؑ کی یہ تحقیق کہ

صحو بغیر آمیزش سکر کے نہیں ہوتا اپنے مقام پر بجا ہے قدم الشیخ ص ۱۸۸۔ دوسرے مقام پر

یہ تحریر فرماتے ہیں ہم اس تصور کو قبول نہیں کرتے کہ حضرات مشائخ کے صحو میں سکر کی

آمیزش تھی نیز طریقت میں انکی دورخی اس بات سے عیاں ہو رہی ہے کہ تحریر فرمایا ہمیں

چشتی فریدی صاحب جتنی نسبت چشتیہ تو حاصل نہیں ممتاز محرف نے گویا اقرار کر لیا کہ چشتی

کا صرف لیبل ہے اندر سے معاملہ کچھ اور ہے انکو چاہیے کہ مار آستین نہ بنیں اور دورنگی

چھوڑ کر ایک رنگ اختیار کر لیں۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

صحو کے متضمن سکر ہونے پر حضرت مجددؑ کی صراحت

حضرت مجددؑ فرماتے ہیں غایت مافی الباب در سکر مراتب کثیرہ است ہر چند سکر بیشتر^{فطرح}

غالب تر بسطامی باید کہ بے تحاشی قول لوائی ارفع من لواء محمد ازاں بوجود آید پس

ہر کہ صحو دار دگمان نکدید کہ سکر ہمراہ اونیست کہ آل عین قصور است صحو خالص نصیب عام

است ہر کہ صحو را ترجیح دادہ است مرادش غلبہ صحو است نہ صحو صرف وہم چنین ہر کہ سکر را

ترجیح میدہد مرادش غلبہ سکر است نہ سکر خالص کہ آل آفت است جنید قدس سرہ کہ رئیس

اصحاب صحو است و صحو را بر سکر ترجیح میدہد چنداں عبارت سکر آمیز دارد کہ چہ تعداد آں نماید

(دفتر سوم حصہ دوم مکتوب نمبر ۱۲۱ ص ۱۳۵) فتوحات مکیہ میں ہے لا یكون صحو فی

هذا الطريق الا بعد سكر حضرت شمس الفقہاء تحریر فرماتے ہیں صحو سے پہلے سکر کا تسلیم کرنا لازم ہوگا بغیر جذب و سکر کیف و مستی محویت و فنا اور غلبہ عشق و محبت الہی مقام ولایت کیسے نصیب ہو سکتا ہے نیز وہ صحو جو سکر سے افضل ہے وہ وہی ہے جس میں سکر مندرج ہوتا ہے اور جو متضمن سکر ہے (کلام الاولیاء ص ۷۴)

خواص کے صحو میں آمیزش سکر ہوتی ہے

ممتاز محرف اور اسکے پیشوا ملک الغالین نصیر الوہابین والرافضیین پیر بے ضمیر نصیر شاہ گولڑوی لطمہ بر رخ او اپنی بے علمی اور تصوف سے ناواقفیت کی بناء پر سکر کو بہت بری چیز سمجھتے ہیں اور سکر کے لیے نشہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں حالانکہ سکر اللہ تعالیٰ کی ذات میں محویت و فنا اور عشق و مستی کا مقام ہے

ہنس کے کہنے لگے میرے ایک دوست فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

اولیاء اللہ فنا فی اللہ کا مقام طے کر کے ہی بقا باللہ کے مقام پر پہنچتے ہیں کوئی ولی اللہ مقام سکر و فنا اور حال و ادلال میں رک جاتا ہے جب تک وہ اس مقام میں رہے اس سے شطیحات کا ظہور ہوتا رہتا ہے جبکہ کوئی ولی اللہ اس مقام سکر و فنا سے فوراً آگے گزر کر اگلے مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس سے ایسے کلمات کا ظہور نہیں ہوتا بغیر اس مقام و منزل کے طے کرنے کے تو کوئی ولی اللہ ہی نہیں بن سکتا ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ کسی ولی اللہ کو مقام فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ حاصل ہی نہ ہو اور وہ سیدھا بقا باللہ تک پہنچ جائے تو ماننا پڑے گا کہ حضرت غوث الاعظمؒ بھی مقام فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ میں سکر و محویت اور استغراق کی کیفیت سے گزر کر ہی بقا باللہ تک پہنچے حضرات مشائخ چشت کامل ترین اصحاب صحو تھے اس کا مطلب بھی یہ ہے کہ انکا صحو غالب اور سکر مغلوب تھا یہ مطلب نہیں کہ انکو محبت خداوندی میں استغراق نہیں

ہوتا اصحاب صحو انکو کہا جاتا ہے جنکا صحو غالب ہو اور سکر مغلوب ہو جائے اور اصحاب سکر ان کو کہتے ہیں جن کا سکر غالب اور صحو مغلوب ہو کماتر حضرت مجدد نے فرمایا کہ جو بھی صحو رکھتا ہے اسکے متعلق یہ خیال نہ کریں کہ اسکے ساتھ سکر نہیں ہے کہ وہ عین قصور ہے صحو خالص عوام کا حصہ ہے حضرت مجدد اصحاب صحو اولیاء اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ صحو کے ساتھ ان پر محویت بھی رہی ہے لیکن صحو کا غلبہ ہو جاتا ہے اس لیے یہ سکر و محویت ان پر اثر انداز نہیں ہوتی غلبہ سکر و حال کی وجہ سے کلمات دالہ بر علو کا اظہار ہوتا ہے ہمارے مشائخ چشت پر صحو کا غلبہ تھا اس لیے ان سے ایسے کلمات سرزد نہیں ہوئے

نصیر صاحب زمانہ نازک ہے دونوں ہاتھوں سے تھامنے دستار

حضرت شیخ الاسلام کا چوتھا قول

اس سوال کے جواب میں کہ حضرت غریب نواز نے بل علی راسی و عینی کہا حضرت خواجہ صاحب سیالوی نے فرمایا میں اس کا جواب دے چکا ہوں کہ یہ قول مقام فنا فی الرسول میں صادر ہوا تو اولیاء کا جھکنا حضور علیہ السلام کے سامنے تھا جیسے درخت سے انی انا اللہ کی آواز

ممتاز محرف کا اعتراض: حضرت سیالوی نے اپنے ارشاد میں ترمیم کی کوشش کو رد کیا اور سابقہ حوالہ دیا اور تصدیق فرمائی کہ یہ قول مقام فنا فی الرسول میں صادر ہوا یہی مسلک و موقوف مشائخ چشت کا ہے

تبصرہ ۵ - یہ ایک علیحدہ سوال تھا اور مزید وضاحت کے لیے کیا گیا تھا تو اس کو سابقہ جواب میں ترمیم کرانے کی کوشش خیال کرنا ممتاز محرف کی نظر کا فتور ہے نیز شیخ الاسلام

خواجه صاحب سیالوئی نے بفرض تسلیم بل علی راسی و عینی کا یہ جواب ارشاد فرمایا بعض اوقات مخالف کے موقوف کے مطابق برسبیل تنزل بھی بات کر لی جاتی ہے آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض اس طرح بھی ہو تو اولیاء کا جھکنا حضور ﷺ کے سامنے تھا اس لیے کہ آپ سے یہ قول مقام فنا فی الرسول میں صادر ہوا جیسے درخت سے انی انا اللہ کی آواز حضرت سیالوئی نے بل علی راسی و عینی والی حکایت کی تصدیق نہیں فرمائی یہ قول فنا و استغراق کی حالت میں صادر ہوا تو یہ قول بھی آپ کا قول نہیں بلکہ حضور ﷺ کا قول ہے قدم سے مراد بھی آپ کا قدم نہیں ہوگا بلکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا قدم مبارک ہوگا اور احترام کرنے والوں کا احترام بھی سر دو عالم ﷺ کیلئے ہوگا جیسے کہ علامہ آلوسی نے ذکر فرمایا اور اس قول سے صرف آپ کا فرد وقت ہونا ثابت ہوا جیسے کہ بھجہ کی روایات سے واضح ہے نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ حالت سکر و فنا میں سرزد کلمات سے غلبہ صحو کی حالت میں رجوع کیا جاتا ہے اور حضرت شیخ قدس سرہ کا اپنے اس قول سے رجوع فتوحات مکیہ وغیرہا کے حوالہ جات سے واضح ہے حضرت ابن عربیؒ نے صراحت فرمادی کہ وضع خدہ فی الارض و اعترف بان الذی ہو فیہ الان هو الحق الذی ینبغی ان یکون العبد علیہ فی ہذہ الدار و سبب ذالک انہ کان فی اوقات صاحب ادلال حضرت سیالوئی نے اس من گھڑت حکایت کی تصدیق نہیں کی اور آپ سے یہ متصور ہی نہیں ہو سکتا کہ اپنے عظیم ترین مشائخ کے خلاف موقوف کا اظہار فرمائیں ممتاز محرف المرء یقیس علی نفسہ پر عمل کرتے ہوئے انہیں اپنی ذات پر قیاس نہ کریں غوثِ زماں خواجه شاہ سلیمان تونسوئی نے بل علی راسی و عینی والے واقعہ کو محض غلط اور بے سرو پا قرار دیا ہے

خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ نے اس واقعہ کو غلط قرار دیا

غوث زماں خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ واقعہ بل علی راسی و عینی کے بارے میں فرماتے ہیں اس واقعہ کہ منسوب بحضرت خواجہ معین الدین حسن سجزیست کہ او بر فرمان شیخ بغداد حضرت محی الدین جیلانی بغدادی سرخم کردواز و مستفید شدند محض غلط و بے سرو پا است (ملفوظات سلیمان ص ۴۱ بحوالہ غوث الاعظم خواجہ محمد سلیمان مصنفہ اسد نظامی ص ۱۶۷)

تبصرہ ۵: حضرت غریب نوازؒ کو حضور علیہ السلام نے اپنا نائب بنا کر ہندوستان میں بھیجا تو آپ نائب الرسول ہوئے آپ کو نائب غوث جیلانی قرار دینا حق و انصاف سے بعید ہے لہذا یہ قول کوئی حقیقت نہیں رکھتا کہ حضرت غوث اعظم جیلانیؒ نے اپنے سامنے گردن جھکانے کی وجہ سے آپ کو ولایت ہند سے سرفراز فرمایا۔

حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ نے فرمایا روایت بل علی راسی و عینی درست نہیں

حضرت مولانا ابوالطاہر محمد عبدالعزیز چشتی سیالوی مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ و مرشد حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ سے سوال کیا کہ کیا حضرت غریب نواز اجمیریؒ نے حضرت غوث پاک کے قول قدمی الخ کو سکر بل علی راسی و عینی فرمایا تھا آپ نے فرمایا یہ روایت درست نہیں حضرت غریب نوازؒ نے بل علی راسی و عینی نہیں فرمایا اس لیے کہ آپ واضعین رؤس اولیاء میں سے نہ تھے گروں جھکانے والے اولیاء اور تھے انتہی اس روایت سے ہمارے اس موقف کو تائید و تقویت حاصل ہوئی کہ حضرت شیخ الاسلام نے حکایت بل علی راسی و عینی کی تصدیق نہیں فرمائی بلکہ آپ نے بفرض تسلیم یہ جواب ارشاد فرمایا کہ میں اسکا جواب دے چکا ہوں کہ جب یہ قول

مقام فنانی الرسول میں صادر ہوا تو اولیاء کا جھکنا حضور علیہ السلام کے سامنے تھا جیسے

درخت سے

انی انا اللہ کی آواز

اب افسوس کرتا ہے: ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۲۶۳ پر فرمان غوثیہ پر گردن

جھکانے والے اولیاء کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے ”افسوس کہ فرمان غوثیہ پر گردن جھکانے والے اولیاء کرام کے حالات پر مشتمل مشہور اور مستند کتابوں میں حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین اجمیریؒ کے حالات دستیاب نہیں سیرت و تاریخ کا یہ ایک زبردست المیہ ہے جو حیرت انگیز بھی ہے اور تعجب خیز بھی“

لطائف الغرائب: بل علی راسی و عینی والی روایت کے حوالہ کے لئے

لطائف الغرائب کا نام لیا جاتا ہے ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۲۷۶ پر لکھتے ہیں پاکستان میں حضرات چشتیہ کے ایک دو کتب خانوں میں اس کتاب کی ہمیں پختہ اطلاع ملی ہے مگر یہ لوگ تعصب اور تنگ نظری کی وجہ سے اس کتاب کو ظاہر نہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اپنی اس جدوجہد کو جہاد اکبر سمجھتے ہوئے مشائخ چشت کے ساتھ حسن عقیدت کی تکمیل کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں ہمیں قوی امید ہے کہ ہم لطائف الغرائب کو منظر عام پر لانے میں کامیاب ہونگے

تبصرہ ۵: ممتاز محرف نے حضرات چشتیہ پر تعصب اور تنگ نظری کا فتویٰ لگا کر اپنی نام

نہاد چشتیت کا پردہ چاک کر دیا اور واضح کر دیا کہ وہ کسی اور کمپنی سے تعلق رکھتے ہیں

ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

ممتاز محرف کی ہٹ دھرمی دیکھنے کہ سر جھکانے والے حضرات میں حضرت غریب نواز اجمیری کا تذکرہ نہ ملنے پر افسوس کا اظہار کرنے کے بعد لطائف الغرائب کے ثبوت کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں مگر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی نہیں مل رہا چنانچہ لکھتے ہیں ہمیں اس کتاب کی اطلاع ملی ہے اور ہم منظر عام پر لے آئیں گے معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ خود لطائف الغرائب نامی کتاب گھڑ رہے ہیں

چشتیت سے بیزاری کا اظہار: قدم الشیخ کے ص ۲۶۶ پر لکھتے ہیں سلسلہ چشتیہ کی اتنی

مشہور و مستند کتابیں ہمارے موقف کی موید ہیں البتہ ہم ان روایات میں درج کردہ سنین کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے نہ یہ ہم پر عائد ہوتی ہے اور نہ ہم اسکے جواب دہ ہیں

تبصرہ ۵: مندرجہ بالا عبارت سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صرف لیبل چشتی ہے اندر

سے کچھ اور ہیں اسی لئے بار بار چشتیت سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں

ہم بدلنا چاہتے تھے نظم میخانہ تمام آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانہ کا نام اس ذات شریف سے کوئی پوچھے کہ جب چشتی ہو تو پھر ذمہ دار اور جواب دہ کیوں نہیں

حضرت شیخ الاسلام کا پانچواں قول

حضور غوث پاکؒ کا یہ ارشاد فنا فی الرسول کے مقام میں اس طرح تھا جیسے درخت سے انی

انا اللہ کی آواز۔ ممتاز محرف نے اس مثال پر بھی اعتراض کیا انکو اور انکے پیر بے ضمیر کو

مثالوں سے بڑی چڑ ہے اگر ذرا بھی عقل سے کام لیتے تو اس مشہور و معروف مثال پر

اعتراض نہ کرتے اس مثال کو عارف رومیؒ نے مثنوی شریف میں بایں الفاظ بیان فرمایا

چوں رو ابا شد انا اللہ از درخت کے روا بنود کہ گوید نیک بخت

قطب و حید خواجہ غلام فرید کے فرمان کی وضاحت

حضرت خواجہ نے فرمایا ”ہاں اگر یہ بات معتبر و مستند کتابوں مثل نجات الانس اخبار الاخیار اور مکتوبات امام ربانی میں درج ہے تو میں ماننے کو تیار ہوں“ (مقابلہ المجالس) ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں کہ اس بات سے ظاہر ہوا کہ حضرت خواجہ غلام فرید ارشاد غوثیہ کے عموم کا انکار نہیں فرماتے تھے ابھی آپ نے تحقیق نہیں فرمائی تھی (العیاذ باللہ) غرور زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو کہ بندگان خدا پر زباں دراز کرے

حضرت خواجہ نے ثابت کر دکھایا کہ جو کچھ میں کہتا ہوں مستند ہے

ملا فیض احمد اویسی رضوی بھاو پوری واقعہ ملتان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مقابلہ المجالس کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ نے نہ صرف مستند کتابوں کے نام گنوائے بلکہ اسی وقت انکو منگوا کر ان سے حوالے پڑھ کر سنائے اور ثابت کر دکھایا کہ جو کچھ میں کہتا ہوں مستند ہے

(”تذکار السعید“) جبکہ ممتاز محرف مولوی ممتاز گولڑوی صاحب لکھتے ہیں حضرت ارشاد غوثیہ کے عموم کا انکار نہیں فرماتے تھے ابھی آپ نے تحقیق نہیں فرمائی تھی قدم الشیخ

عبدالقادر ص ۲۴۴

بہیں تفاوت راہ از کجا است تا کجا است

حضرت خواجہ غلام فرید نے جن کتابوں کا ذکر کیا ان سے ارشاد

غوثیہ کا عموم ثابت نہیں ہوتا

(۱) ﴿نفحات الانس﴾ حضرت خواجہ نفحات الانس کی روایات سے عموم و شمول

فرمان غوثیہ ثابت نہیں فرماتے بلکہ عموم و شمول کی نفی فرماتے ہیں چنانچہ روایت قیلوی کے بارے میں فرمایا کہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ سب حاضرین نے بھی گردنیں جھکائیں حالانکہ گردنیں خم کرنے والا دوسرا گروہ تھا جس کا ذکر برروئے زمین سے شروع ہوا (تذکار السعید ص ۳۵) شیخ حماد کی خدمت میں حاضری والی روایت کے بارے فرمایا کہ اگر متقدمین و متاخرین مراد ہوتے تو نہ وقت وے کی قید کی ضرورت تھی اور نہ خواہد بود فعل مستقبل کی غوث وقت کی خدمت میں حاضری والی روایت کے بارے فرمایا کہ اولیاء وقت کے معنی وہی اولیاء کرام ہیں جو شیخ کے ہم عصر تھے (تذکار السعید ص ۳۲)

نفحات الانس میں درج روایت سے حضرت خواجہ غلام فریدؒ

عموم سمجھنے والوں کا رد فرما رہے ہیں

اور ممتاز محرف نے کہا حضرت خواجہ نے تحقیق نہیں فرمائی تھی

نفحات الانس کی روایت اور حضرت خواجہ کی اسکے بارے وضاحت ہم نے درج کر دی اب باقی گفتگو تذکار السعید کے حوالے سے لیکن پہلے وہ القاب جو مولوی فیض احمد اویسی رضوی نے حضرت خواجہ کے بارے ذکر کیے ملاحظہ کیجئے حضرت قطب العالم غوث الاعظم فردا نجم حضور خواجہ غلام فرید ثانی (ص ۱۱) اللہ رب العزت نے اپنی ذات کے مظہر حضور خواجہ غلام فریدؒ کو حقیقت و معرفت کے کمالات سے آراستہ کر کے روحانیت کے تمام محاسن اور اوصاف کا مخزن بنایا تھا (ص ۱۱) خواجہ صاحب کے تخریعی کے تحت (ص ۳۰) پر

لکھا آپ ظاہری و باطنی علوم میں کامل و مکمل نہیں تھے بلکہ دونوں علوم میں اکمل کا درجہ رکھتے تھے (تا) اور قطبیت عظمیٰ کے عرش پر تمکین فرما کر آپ نے ظاہری و باطنی علوم میں رشد و ارشاد کا سلسلہ بدستور جاری رکھا (ص ۳۱) علماء و فضلاء کے مجمع میں ہر موضوع سخن پر بغیر کسی وقتی تیاری کے حق بیان ادا کرنا سوائے تبحر اور بحر بیکراں معلومات کے ناممکن نہیں تو محال عادی ضرور ہے اکثر ہوتا ہے کہ مشکل سے مشکل مسائل آپ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور انہیں منٹوں میں حل فرما کر اسی موضوع پر معلومات صحیحہ کا انبار لگا دیتے ہیں چنانچہ ملتان میں ایک بار جب حضرت مخدوم سید محمد صدر الدین شاہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ حضرت موسیٰ پاک شہید نے شیخ المشارق و المغرب شیخ عبدالقادر جیلانی کے اس قول کی تشریح پوچھی کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تو حضور نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ اولیاء اللہ ہیں جو شیخ کے زمانہ میں موجود تھے اس پر ان علماء نے اعتراض کیا جو مخدوم صاحب کے ساتھ آئے تھے اور ثابت کرنا چاہا کہ متقدمین و متاخرین سب اولیاء اس میں شامل ہیں اور کچھ کتب تصوف کا حوالہ بھی دیا تو حضرت خواجہ نے پہلے اس روایت پر ازراہ درایت تنقید فرمائی کہ اگر اولیاء متقدمین و متاخرین سب مراد ہیں تو یقیناً صحابہ بھی اس میں شامل ہیں اور یہ نہایت سوء ادب ہے اور ہم کہیں کہ صحابہ کی گردنیں بھی نعوذ باللہ حضرت شیخ جیلانی کے قدموں میں جھکی ہوئی ہیں اور اجماع امت کے بھی خلاف ہے کیونکہ صحابہ کی فضیلت پر امت مسلمہ متفق ہے اسکے بعد روایت کا مقابلہ روایت سے یہ کہتے ہوئے کیا اکثر کتب ملفوظات غیر صحیحہ اندو بلا تحقیق نوشتہ اند پس سند انہا نزد من قابل اعتبار و اعتناء نیست و آں کتب کہ معتبر و مستند اند چون نجات الانس اخبار الاخیار و مکتوبات امام ربانی کہ مصنفات ثقات اند اگر دریں کتب یاد گیر کتب معتمد علیہ اس چینی نوشتہ باشد

کہ شامی گوئید پس من اعتبار و اعتراف خواہم کرد (مقابیس المجالس جلد چہارم ص ۴۳۷)

سبحان اللہ کس قدر مدلل و مستند گفتگو ہے اور سوائے ایک وسیع النظر محقق کے اور کون ہے جو اس طرح عام ملفوظات کی عدم صحت کا فتویٰ دے پھر صرف یہی نہیں کہ مستند کتابوں کے نام گنوا دیئے بلکہ اسی وقت انکو منگوا کر ان سے حوالے پڑھ کر سنائے اور ثابت کر دکھائے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں مستند ہے چنانچہ نفعات الانس میں سے یہ عبارت پڑھ کر سنائی شیخ عبدالقادر جوان بود در صحبت شیخ حماد بود روزے با ادب تمام دروے نشستہ بود چوں برخاست و بیرون رفت شیخ حماد گفت ایس عجمی راقدمیست کہ در وقت وے برگردن ہمہ اولیاء خواہد بود۔ یہ عبارت پڑھ کر حضور نے فرمایا کہ یہاں وقت وے کی قید سے صاف پتہ چلتا ہے کہ غوث الاعظم کا قدم انکے ہم عصر اولیاء کی گردن پر ہوگا

متاخرین و متقدمین کا اس سے کوئی تعلق نہیں اگر متقدمین و متاخرین مراد ہوتے تو نہ ”وقت وے“ کی قید کی ضرورت تھی اور نہ ”خواہد بود“ فعل مستقبل کی (تذکار السعیدی فی ذکر خواجہ غلام فرید ص ۳۳ مصنفہ مولوی فیض احمد اویسی رضوی بھاو لپوری)

(۲) اخبار الاخیار: حضرت خواجہ غلام فرید نے اخبار الاخیار کا حوالہ دیا اس

کتاب میں درج کسی روایت سے نظریہ عموم و شمول فرمان غوثیہ ثابت نہیں ہوتا سعی بسیار کے باوجود ممتاز محرف اس کتاب سے عموم فرمان ثابت نہ کر سکے ایک روایت درج کی جس سے الثا عموم کی نفی ثابت ہوتی ہے ممتاز محرف صاحب نے حضرت خواجہ غلام فرید کا نظریہ ثابت کرنا تھا تو انصاف یہ تھا کہ شیخ عبدالحق کی دوسری کتابوں کی طرف دوڑنے کی بجائے حضرت کی ذکر کردہ کتب سے ثابت کرتے نیز زبدہ میں بھی کوئی روایت بغیر قید وقت کے نہیں ہے مگر وہ تو تحقیق کے نام پر تلبیس کا طے کر چکے تھے انصاف کی پاسداری

کیسے کرتے حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے اپنے موقف کی وضاحت کے لئے اخبار الاخیار کا ذکر فرمایا ممتاز محرف کی طرف سے حضرت خواجہ کے موقف کی وضاحت میں زبدۃ الاسرار کا حوالہ دینا صریح بددیانتی ہے نیز زبدۃ الاسرار ہجرت کی روایات کا ہی ترجمہ ہے اور ہجرت کی روایات سے عموم ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ ہجرت کی تمام روایات میں وقت کی قید موجود

ہے۔ ممتاز محرف صاحب کو شیخ عبدالحق کے متعلق حبیب ذی العرش خواجہ اللہ بخش

تونسوی کا یہ فرمان بھی مد نظر رکھنا چاہیے جو آپ نے انکی ذکر کردہ بعض روایات کو سن کر بطور تبصرہ فرمایا آری عبدالحق قادر یہ است اونوشته باشد غذاء الحبین ص ۳۳۹

(۳) مکتوبات مجددؒ۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے فرمایا کہ ارشاد غوثیہ کے عموم

کی بات اگر مکتوبات مجدد میں درج ہے تو میں ماننے کیلئے تیار ہوں اس فرمان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ کی تحقیق یہ تھی کہ مکتوبات مجدد سے عموم ثابت نہیں ہوتا ورنہ آپ مکتوبات کا حوالہ نہ دیتے مکتوب نمبر ۲۹۳ ج ۲ میں حضرت مجددؒ نے صراحت فرمادی کہ یہ حکم اس وقت کے اولیاء کے ساتھ خاص ہے یہی آپ کی آخری رائے تھی اس پر دلیل حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا مکتوبات معصومیہ میں یہی موقف اختیار کرنا ہے مکاشفات غیبیہ سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ غوث پاک کا عروج تام تھا عموم فرمان غوثیہ قطعاً ثابت

نہیں ہوتا ہم نے مکتوبات مجدد اور مکاشفات غیبیہ سے عموم کے عدم ثبوت پر کافی دانی دلائل پیچھے ذکر کیے ہیں فلینظر ثمہ ناظرین کرام ممتاز محرف صاحب کی یہ بات کیسے تسلیم کی جاسکتی ہے کہ نفحات الانس مکتوبات مجدد اور اخبار الاخیار میں عموم ارشاد کی وضاحت حضرت خواجہ کے علم میں نہ تھی اور آپ نے ابھی تحقیق نہیں فرمائی تھی ایسے ہی کتابوں کے نام گنوار ہے تھے کہ دیکھ لو مکتوبات مجدد نفحات الانس اور اخبار الاخیار حقیقت یہ ہے کہ حضرت

خواجہ غلام فریدؒ کا یہ فرمان بالکل بجا و درست اور برحق ہے کہ ان کتابوں کی روایات سے
عموم ثابت نہیں ہوتا

ممتاز محرف نے حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے متعلق لکھا کہ
عموم ارشاد غوثیہ کی وضاحت آپ کے علم میں نہ تھی

پس جب نجات الانس اور زبدۃ الاسرار میں عموم ارشاد کی وضاحت ہے جو اس وقت
حضرت خواجہ کے علم میں نہ تھی تو پھر آپ کا موقف عموم و شمول فرمان غوثیہ برائے اولیائے
متقدمین و متاخرین واضح اور ثابت ہو گیا قدم الشیخ ص ۲۴۴

تبصرہ ۵۔ حضرت خواجہ غلام فریدؒ کا نظریہ یہ تھا کہ حضرت غوث پاکؒ کا قدم آپ کے
زمانہ کے اولیاء کی گردنوں پر ہے اگر قطب و حید حضرت خواجہ غلام فریدؒ کا یہ نظریہ نہ ہوتا تو
تردید کر دیتے انہوں نے اپنی زندگی میں اس موقف کی تردید کیوں نہ کی؟ کیا ساری
زندگی درست نظریہ سے ناواقف رہے (العیاذ باللہ) نیز یہ بات بھی مد نظر رہے کہ حضرت
خواجہ غلام فریدؒ کو نجات الانس زبدۃ الاسرار اخبار الاخیار کے مطالعہ سے کوئی نظریہ اختیار
فرمانے کی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ وہ اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے اگر ان کی گردن پر
غوث پاک کا قدم ہوتا تو انہیں اس کا مشاہدہ ہو جاتا جیسا کہ حضرت مجددؒ نے فرمایا کہ اس
وقت بھی حق سبحانہ کسی کو چشم بینا عطا فرمائے تو وہ دیکھ سکتا ہے جس طرح اس غوث نے
دیکھا کہ اس وقت کے اولیاء کی گردنیں آپ کے قدم کے نیچے ہیں اور یہ حکم اس وقت کے
اولیاء کے علاوہ کسی اور کی طرف تجاوز نہیں کرتا (مکتوبات مجدد ۲۹۳ ج ۱)

یہی کہا تھا میری آنکھ دیکھ سکتی ہے تو مجھ پہ ٹوٹ پڑا ایک شہرنا بینا

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی نے اس جگہ بڑا بصیرت افروز تبصرہ فرمایا ہے دیکھئے ہدایۃ المتمد بذب ص ۲۶۲

اب ہم ممتاز محرف کو ان کے پیشوا نصیر شاہ گولڑوی کے الفاظ لکھ کر شرم دلانے کی کوشش کرتے ہیں پیر بے ضمیر اپنی بدنام زمانہ کتاب لطمہ کے ص ۱۹۲ پر حضرت خواجہ غلام فریدی کی تعریف و توصیف میں یوں رطب اللسان ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ بصیر پوری صاحب اور ہمارے نزدیک بھی حضرت خواجہ صاحب ایک مستند چشتی نظامی اور عارف باللہ شیخ کامل تھے جن کا سینہ بے کینہ عرفان و تقویٰ کے انوار کا تجلی خانہ ہونے کے سبب کشف و کرامت کا ایک شفاف آئینہ بھی تھا ہم سب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب نگاہ ظاہر کے ساتھ نگاہ باطن بھی رکھتے تھے۔ معاذ اللہ اسے ہم سر راہ بیٹھے کسی مخبوط الحواس اور کور باطن ملنگ کا قول لغو تو قرار نہیں دے سکتے بلکہ ہمیں یہ ایک ایسے مستند اور جامع الصفات شخص کا ایک ایسا مبنی بر حقیقت ارشاد تسلیم کرنا پڑے گا جو معارف و حقائق درد و گداز اور علوم ظاہری و باطنی کے حوالے سے مجمع البحرین حیثیت کا حامل تھا معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ غلام فریدی نے بہ سلسلہ قدمی ہذہ جو کچھ فرمایا اپنے باطنی کشف کی آنکھ سے دیکھ کر فرمایا (لطمہ ص ۱۹۲، ۱۹۳)

بہت غرور ہے تجھ کو اے سر پھرے طوفان
مجھے بھی ضد ہے کہ دریا کو پار کرنا ہے

یہ تیری پیٹھ ہے اے میرے بے خبر دشمن
مگر مجھے تیرے سینے پہ وار کرنا ہے

تو وہیں ہار گیا تھا میرے بزول دشمن: ممتاز محرف نے قدم الشیخ کے ص

۱۷۹ پر حضرت خواجہ غلام فریدی کے ملفوظات کے حوالہ سے ایک روایت درج کی جس نے انکے نظریہ عموم و شمول قدم غوثیہ کا بیڑا غرق کر دیا اس ایک روایت سے انکی تمام کتاب اور

دعویٰ افضلیت غوث اعظم بر جمیع اولیاء اولین و آخرین کاستیاناس ہو گیا ساتھ ہی انکے بے
سند موقف کا پردہ بھی چاک ہو گیا

صلائے عام ہے یا رانِ نکتہ دان کے لیے

اس روایت سے دعویٰ عموم کی نفی اور بعض حضرات مشائخ کی حضور

غوث الاعظم سے مرتبہ میں برابری بھی ثابت ہو گئی

ممتاز محرف لکھتے ہیں حضرت خواجہ غلام فرید سے حضرت غوث الاعظم کے ارشاد گرامی کے
بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ایک دن حضرت شیخ قدس سرہ کرسی پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے
اسی اثنا میں عالم غیب سے ایک عجیب حالت آپ پر طاری ہو گئی اس وقت جناب رسالت
مآب ﷺ مع اپنے اصحاب تشریف فرما تھے تمام انبیاء اور ملائکہ مقربین بھی رونق افروز
تھے پس جناب باری تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر ہم نے ہر ولی کو
تمہارے زیر قدم کیا انکو کہہ دو کہ تمہارے زیر قدم ہو جائیں اسکے بعد حضرت شیخ نے فرمایا
قدمی هذه على رقبة كل ولي الله مير اقدم سب اولياء الله كي گردن پر ہے پس ہر
ولی کامل، منتہی، غوث، قطب، اوتاد ابدال، وغیرہ قریب و بعید سے جو اس وقت روئے
زمین پر حضرت غوث اعظم کے ہم عصر و ہنرمان تھے خواہ مرتبہ میں حضرت شیخ کے برابر تھے
یا مرتبہ میں کم تھے مگر درجہ انتہا کو پہنچے ہوئے تھے سب یہ کلام سن کر پوری رضا و رغبت سے
حضرت شیخ کے زیر قدم ہو کر سرفراز و ممتاز ہوئے سوائے اولیائے متقدم و اولیائے متاخر
اور مبتدیان اور سالکان کے جو ابھی سلوک کو نہیں پہنچے تھے کیونکہ یہ لوگ اس حکم سے خارج
ہیں اس وجہ سے کہ یہ حکم خاص ان منتہیوں کے لئے ہے جو آپ کے ہم عصر تھے آپ کی مجلس
میں سو سے زیادہ اکابر اولیاء اللہ موجود تھے سب نے گردن نیچے کر لی اور حضرت شیخ قدس

سرہ کے زیر قدم ہو گئے اور سب سے پہلے ولی اللہ جو اس سعادت سے مشرف ہوئے شیخ
علی بن ہیتیؒ تھے جن کا شمار اکابر اولیاء میں ہوتا ہے (مقابیس المجالس ص ۷۷۷ قدم الشیخ
عبدالقادر ص ۷۹)

- اخذ کردہ نتائج (۱)** حضرت خواجہ غلام فرید نے بعض مشائخ عظام کی حضرت غوث
الاعظمؒ کے ساتھ مرتبہ میں برابری بیان فرما کر افضلیت مطلقہ کے دعویٰ کی نفی فرمادی
(۲) حضرت خواجہؒ کے اس فرمان سے کہ ہم عصر و ہم زمان اولیاء زیر قدم ہوئے سوائے
اولیاء مقدم اور اولیاء متاخر کے دعویٰ عموم و شمول قدم غوثیہ کی صراحتاً نفی ہوگئی
(۳) حضرت خواجہ نے قدمی کے وقت صدور میں آپؒ پر ایک خاص حالت طاری ہونے
کی بھی گواہی دی یہ سوا سکر و فناء کے اور کوئی حالت نہیں ہو سکتی
(۴) حضرت خواجہؒ کے اس ملفوظ سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ قدمی امر الہامی سے بھی
ہو تو متقدمین و متاخرین اولیاء کا زیر قدم ہونا ثابت نہیں ہوتا

تبصرہ ۵۔ اب ممتاز محرف صاحب بتائیں کیا آپ کے موقف نے آپ سے بے وفائی
کی شکایت کرتے ہوئے یہ نہیں کہا کہ حضرت آپ نے یہ کیا گل کھلا دیا کہ اپنے ہاتھوں
اپنی ساری کتاب کا بیڑا غرق کر دیا اب آپ کے ہاتھ میں نہ متن رہا نہ دیباچہ رہا نہ ہی
مخالفت کی وجہ سے خواجگان تو نسہ و سیال کا دامن رہا دیکھا آپ نے مشائخ چشت کی
مخالفت کا عبرتناک انجام ۔ گم کنی ہم متن وہم دیباچہ را

﴿پیر نصیر کی شان تحقیق﴾ حضرت خواجہ غلام فریدؒ سے منقول اقتباس

الانوار کی مندرجہ بالا روایت کو درج کرنے میں ممتاز محرف کے پیشوا نصیر شاہ کی دیانتداری

ملاحظہ فرمائیں رسوائے زمانہ کتاب لطمہ کے ص ۱۶۰ پر اس روایت کا اتنا حصہ ہی درج کیا جہاں تک اپنے مفید مطلب تھا روایت کا نصف حصہ جو انکے موقف کے خلاف تھا حذف کر لیا انہوں نے یہ روایت حضرت غوث پاکؒ کے فرمان قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تک درج کی۔

روایت کا وہ حصہ جو پیر نصیر نے حذف کیا ملاحظہ فرمائیں

پس ہر ولی کامل منتھی، غوث قطب، اوتا ذابدال وغیرہ قریب و بعید سے جو اس وقت روئے زمین پر حضرت غوث الاعظمؒ کے ہم عصر و ہم زمان تھے خواہ مرتبہ میں حضرت شیخ کے برابر تھے یا مرتبہ میں کم تھے مگر درجہ انتہا کو پہنچے ہوئے تھے سب یہ کلام سن کر پوری رضا و رغبت سے حضرت شیخ کے زیر قدم ہو کر سرفراز و ممتاز ہوئے سوائے اولیائے مقدم اور اولیائے متاخر اور مبتدیان اور سالکان کے جو ابھی سلوک کو نہیں پہنچے تھے کیونکہ یہ لوگ اس حکم سے خارج ہیں اس وجہ سے کہ یہ حکم خاص ان منتہیوں کے لئے ہے جو آپ کے ہم عصر تھے مقابیس المجالس ص ۲۷۷ پچھلے صفحہ پر روایت کے دونوں حصے پڑھیں اور نصیر شاہ کی شان تحقیق انصاف و دیانتداری کی داد دیجئے

اذا کان الغراب دلیل قوم سیہد یہم طریق الہالکین
جب کو کسی قوم کا رہنما ہو تو وہ انہیں ہلاکت کے رستہ کی طرف ہی راہنمائی کریگا

باب ہشتم

باب التحدیث بالنعمة

تحدیث نعمت سے متعلق حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ کے ارشادات

س: اولیاء اللہ کے لئے اپنے کمالات کا اظہار بہتر ہے یا ستر

ج: اخفاء ضروری ہے

س: قرآن کریم میں ہے ”اما بنعمة ربك فحدث

ج: تحدیث نعمت سے یہ مراد نہیں کہ اپنے کمالات بیان کرتے پھر و تحدیث نعمت سے یہ

مراد ہے اگر اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو اچھے کپڑے پہنو علم دیا ہے تو عمل کرو دوسروں کو سکھاؤ

س: حضور علیہ السلام فرماتے ہیں انا سید ولد آدم ولا فخر

ج: ہاں بے شک انبیاء کا حکم بخلاف اولیاء کے ہے انبیاء کے لئے اظہار ضروری ہے کہ ان

حضرات نے تشریح کرنی ہوتی ہے اور پہلے ثابت شدہ احکام کو منسوخ کرنا ہوتا ہے نیز انکا

کہنا بحکم خداوندی ہوتا ہے ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى

س: اولیاء نے بعض وقتوں میں اظہار فرمایا ہے

ج: یہ احياناً بضرورت و مجبوری ہو سکتا ہے

ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۱۸۷ پر لکھتے ہیں تحدیث نعمت کا یہ مفہوم اگر حضرت سیالوی

سے ثابت ہوتا تو ان کے مسترشد پیر کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن میں ضرور اسکا

حوالہ دیتے

تفسیر ضیاء القرآن سے شیخ الاسلام سیالوی کے بیان کردہ مفہوم کی تصدیق

ہر نعمت کا شکر واجب ہے اور شکر کا طریقہ یہ ہے کہ اس نعمت کو منعم کی رضا میں صرف کیا جائے نعمت مال کا شکر یہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خلوص نیت کے ساتھ اسے خرچ کرے صحت کی نعمت کا شکر یہ یہ ہے کہ فرائض کو ادا کرے اور گناہوں سے مجتنب رہے اور علم و عرفان کی نعمت کا شکر یہ یہ ہے کہ جاہلوں کو علم سکھائے اور گم کردہ راہوں کو راہ راست پر گامزن کرے تفسیر ضیاء القرآن ص ۵۹۴ جلد پنجم

تبصرہ: اعظم رجال کے اقوال برحق ہیں انکا انکار کوئی نہیں کرتا یہ اقوال تو مقام فناء میں سرزد ہوئے حضرت سیالوی کے ارشادات کا وہ مطلب نہیں جو ممتاز محرف نے سمجھا پیر کرم شاہ نے بھی حضرت شیخ الاسلام کے بیان کردہ مفہوم کے خلاف رائے کا اظہار نہیں کیا خود ممتاز محرف کی عقل ناقص ہے کہ وہ کسی بات کو سمجھتے ہی نہیں

پیش ہرا انکار صد اقرار ہست: ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۱۵۴ پر لکھتے

ہیں تحدیث نعمت کے اس مفہوم کا انہوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا شاید اس لیے کہ یہ مفہوم آج تک کسی نے بیان کیا ہی نہیں قدم الشیخ کے ص ۱۸۷ پر لکھتے ہیں تحدیث نعمت کے جس مفہوم کو حضرت سیالوی کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ اکابر علماء و مشائخ اور حضرات مفسرین کی تشریح سے متناقض ہے آگے چل کر لکھتے ہیں ہاں یہ اور بات ہے کہ اچھے کپڑے پہننا اور دوسروں کو تعلیم دینا اور علم پر عمل کرنا تحدیث نعمت کے مفہوم میں داخل ہیں حضرت شیخ الاسلام کی بیان کردہ تحدیث نعمت کی اقسام کا ثبوت

تفسیر ابن عربیؒ سے

واما بنعمة ربك من العلم والحكمة الفائض عليك في مقام البقاء
فحدث بتعليم الناس واغنائهم بالخير الحقيقي كما اغنتك والله
تعالیٰ اعلم (تفسیر ابن عربی الجزء الثانی ص ۲۲۰ مطبوعہ بیروت لبنان)
اور اپنے رب کی نعمت علم و حکمت جو مقام بقاء میں تجھ پر فائض ہوئی ہے کی تحدیث
کرو لوگوں کو تعلیم دینے کے ساتھ اور انکو غنی کر دینے کے ساتھ جیسے کہ میں نے تجھے
غنی کر دیا ہے

تحدیث نعمت سے متعلق حضرت سیالویؒ کے ارشادات کی وضاحت

حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ کا یہ فرمانا کہ تحدیث نعمت سے یہ مراد نہیں کہ اپنے کمالات
بیان کرتے پھر اس سے مراد یہ ہے کہ اعلیٰ ترین اولیاء کی تحدیث نعمت اس طرح نہیں کہ
وہ بحالت صحو اپنا مقام و مرتبہ زبان سے اس طرح بیان کریں کہ دوسروں پر فخر کا اظہار ہو
بلکہ یہ حضرات بے پناہ عجز و نیاز کا اظہار کرتے ہیں پھر تصرف بھی اس وقت محو ہو جاتا ہے
شیخ الاسلام و المسلمین حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں فلیزن
ذک بمیزان اصحاب رسول ﷺ وتواضعهم واجتنابهم امثال هذا
الكلمات واستبعادهم ان يجوز للعبد التظاهر بشئ من ذلك (الی ان
قال) وكلام السكاري يحمل عوارف المعارف ص ۱۱ کلام الاولیاء ص ۶۴

فوائد الفواد سے وضاحت: حضرت سیدنا محبوب الہیؒ فرماتے ہیں آنچہ

اولیاء بیرون میدہند از مستی ایشان است کہ ایشان اصحاب سکراند برخلاف انبیاء کہ اصحاب صحواند (فوائد الفوائد ص ۵۴) آپ فرماتے ہیں آں زماں کہ اولیاء در غلبات شوق میباشند از سکر چیزے میگویند نیز حضرت محبوب الہی فرماتے ہیں

ے مرداں ہزار دریا خوردند و تشنہ رفتند

(فوائد الفوائد ص ۱۹ کلام الاولیاء ص ۶۸) حضرت محبوب الہی قدس سرہ کے مذکورہ بالا فرمان پر تبصرہ فرماتے ہوئے حضرت شمس الفقہاء دامت برکاتہم العالیہ تحریر فرماتے ہیں ” اور پھر کس حسین پیرایہ میں حضرت محبوب الہی نے بیان فرمایا ذکر مردان خدا کا ہے اپنا نام تک نہ لیا حالانکہ سب سے بڑے مرد تو آپ خود تھے علامہ رومی فرماتے ہیں“

ے خوش تر آں باشد کہ سرد لبر اں گفتہ آید در حدیث دیگر اں (کلام اولیاء ص ۲۵)

حضرت خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں

ے توڑے جو دریا نوش ہن پر جوش تھیں خاموش ہن

سبحان اللہ یہ بزرگ اسرار کے ایسے سرپوش ہیں کہ شدید نسبت عشقیہ کے باوجود شراب وصل کے پیالے نہیں صراحی نہیں خم نہیں ندی نالے نہیں دریا نوش کر رہے ہیں لیکن مست نہیں ہوتے اور زبان سے انا الحق جیسا کوئی کلمہ نہیں نکالتے بلکہ عین صحو و تمکین میں ہل من مزید کے نعرے لگاتے ہیں

سیر الاولیاء سے وضاحت: سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جو کچھ اولیاء اللہ

سے ظاہر ہوتا ہے اور لوگوں کے سامنے آتا ہے وہ انکی مستی ہے برخلاف انبیاء کے وہ اہل صحو (اہل ہوش) ہیں (تا) فرمایا کہ اسرار کے ضبط کرنے کے لئے بھی بڑے عزم و حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے اس کام کے اہل اہل صحو ہیں سیر الاولیاء تصنیف سید محمد مبارک کرمانی

حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کی عظمت شان کا بیان

شاہ ابوالمعالیٰ کی زبانی

آں ترک عجم چوں زے حسن طرب کرد

بر پشت سمند آمدہ و صید عرب کرد

چوں کا کل ترکانہ بر انداخت زمستی

غار ت گری کوفہ و بغداد و حلب کرد

داری خبر اے مہ جیلی کہ معالی

بر یاد تو القادر قادر ہمہ شب کرد

اس ترک عجم نے جب شراب محبت سے مستی کا خوبصورت اظہار کیا گھوڑے کی پشت پر

آئے اور عرب کو شکار کیا جب ترکوں جیسی زلفیں مستی سے ڈالیں۔ کوفہ اور بغداد اور عرب کو

لوٹ لیا اے جیلان کے چاند تجھے خبر ہے کہ معالی آپ کی یاد پر ساری رات القادر القادر کرتا رہا

ہے (شرح فتوح الغیب ص ۱۱۳ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

حضرت قطب الاقطاب کا ارشاد: حضرت خواجہ قطب الاسلام قدس

سرہ نے ارشاد فرمایا اے فرید سلوک کے راستے پر وہ درویش گامزن ہوتے ہیں جو قوت

ضبط رکھتے ہیں یہاں تک کہ اسرار کے ایک لاکھ دریا سامنے آجائیں تو پی جاتے ہیں اور

پرواہ نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں اور لاؤ (فوائد السالکین اردو ص ۲۷۷ ترجمہ اسد نظامی

ملفوظات قطب الاسلام مرتبہ حضور گنجشکر)

متحدہ مستند شیران احد: حضرت مجدد فرماتے ہیں واز سکر است کہ مباحات

وافتخار کردہ میشود واز سکر است کہ مزیت خود بردیگر اظہار کردہ مے آید اگر صحو خالص باشد

افشائے اسرار آنجا کفر بود و خود را از دیگر بہتر دانستن شرک باشد بقیہ سکر در صحو رنگ نمک کہ

مصلح طعام است اگر نمک نباشد طعام معطل و بے کار بودے

گر عشق نبودے و غم عشق نبودے چندیں سخن نغز کہ گفتمے و شنودے

صاحب عوارف قدس سرہ کہ قول قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ را کہ از حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ صادر شدہ است برہنات سکر محمول داشتہ است مرادش قصور ایں قول نیست کما توہم کہ او عین محمدہ اوست بلکہ بیان واقع نمودہ است یعنی صدور ایں قسم سخن کہ مبنی از مباحات و افتخار است بے بقیہ سکر کائن نیست کہ در صحو خالص بہ امثال ایں سخناں تکلم نمودن دشوار است مکتوب نمبر ۱۲۱ ج ۳

گم تھیوں ہے مطلب: حضرت خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں

غوثی قطبی رتبہ پایو تاں وی کیا تھی پیا گم تھیوں ہے مطلب

مولانا پکتان واحد بخش سیال صاحب تحریر فرماتے ہیں حضرت شاہ شہید اللہ فریدی نے اس شعر کا مطلب اس طرح بیان فرمایا کہ یہ گم ہونا فنایت کا گم ہونا نہیں بلکہ بقا باللہ کا گم ہونا ہے جب سالک فنا فی اللہ کے استغراق اور محویت سے نکل کر مقام صحو اور مقام بقا باللہ یا مقام عبودیت پر واپس آتا ہے تو خلافت ارضی کا تاج اسکے سر پر رکھا جاتا ہے اور کائنات کی حکمرانی اسکے حوالہ کی جاتی ہے لیکن وہ اس عجز و انکسار اور تسلیم و رضا کی وجہ سے جو مقام بقا باللہ کا خاصہ ہے اپنا اختیار نہیں چلاتا بلکہ اللہ کا دیا ہوا سب کچھ پھر اللہ کے حوالے کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی خواہش اور ارادہ بھی ترک کر کے اللہ کی خواہش اور ارادہ میں گم کر دیتا ہے اور خود بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے یہ ہے بقایت کا گم ہونا جو تحفہ نیستی اور

عجز و انکسار ہے اور یہ بہترین تحفہ ہے جو بارگاہ حق تعالیٰ میں انسان پیش کر سکتا ہے مقدمہ

مقابیس المجالس ص ۱۱۴

تبصرہ: شہید کربلا حضرت امام عالی مقام سیدنا حسینؑ بھی ترک تصرف

واختیار کے اس بلند ترین منصب و مقام پر فائز تھے اور اس مقام کا حق ادا کر دیا کہ کنبہ کا کنبہ راہ حق میں کٹوا دیا اور مشیت و ارادہ خداوندی پر نثار ہونے کی مثال قائم کر دی

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

یہی وہ بلند و بالا مقام ہے جسے ترک تصرف کا مقام کہا جاتا ہے اور منزل ملامیہ پر فائز حضرات کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے

کتب تفاسیر سے تحدیث نعمت کی وضاحت

تفسیر الدر المنثور: اخرج الطبرانی عن ابی الاسود الدؤلی ووزان

الکندی قال قلنا لعلیؑ حدثنا عن اصحابک فذکر مناقبهم قلنا فحدثنا عن نفسک قال مهلا نهی اللہ عن التزکیة فقال له رجل فان اللہ تعالیٰ یقول واما بنعمة ربک فحدث قال فانی احدث بنعمة ربی کنت واللہ اذا سالت اعطیت واذ اسکت ابتدئت (الدر المنثور ص ۳۶۳)

طبرانی نے ابوالاسود دؤلی اور وزان الکندی سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ ہم نے حضرت علیؑ کی خدمت میں عرض کی کہ اپنے ساتھیوں کے بارے میں ہمیں کچھ بتاؤ تو آپ نے انکے مناقب بیان فرمائے ہم نے کہا اب اپنے بارے میں بتاؤ آپ نے فرمایا ٹھہر واللہ نے تزکیہ سے منع فرمایا ہے تو ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اما بنعمة ربک فحدث آپ نے فرمایا کہ میں اپنے رب کی نعت کی تحدیث کرتا ہوں اللہ کی قسم جب مجھ سے مانگا جاتا تھا تو میں دیتا تھا اور جب سکوت کیا جاتا تو اپنے آپ دیتا

حاشیہ الجمل علی الجلالین میں ہے کہ ستر افضل ہے

حاشیة الجمل: واما بنعمة ربك فحدث بها فان التحدث بها شكر
وانما يجوز لغيره صلی اللہ علیہ وسلم مثل هذا اذا قصد به اللطف وان يقتدى به غيره
وامن على نفسه الفتنة والستر افضل (حاشیة الجمل علی الجلالین
تالیف الشیخ سلیمان الجمل ج ۲ ص ۵۵۳) پس بے شک اس کا
تحدث نعمت کا شکر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر کے لیے ایسا کرنا اس وقت جائز ہے جب
کسی پر مہربانی کرنے کا مقصد ہو اور یہ کہ دوسرا اسکی اقتداء کرے اور اپنے بارے میں فتنے
سے امن ہو اور اخفاء افضل ہے

تفسیر جلالین سے وضاحت

واذ کر وانعمة الله عليكم بالاسلام وما انزل عليكم من الكتب القرآن
والحكمة ما فيه من الاحكام يعظكم به بان تشكروها بالعمل به واتقوا
الله واعلموا ان الله بكل شىء عليم (تفسیر جلالین ص ۳۵) اور اپنے آپ پر اللہ
کی نعمت کو یاد کرو کہ تمہیں اسلام عطا فرمایا اور جو تم پر کتاب قرآن کریم نازل کی گئی اور جو
تمہیں حکمت عطا فرمائی گئی یعنی جو اس میں احکام ہیں اللہ تمہیں اسکی نصیحت کرتا ہے کہ اس
نعمت کا شکر کرو اس پر عمل کرنے کے ساتھ اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ
ہر چیز کو جاننے والا ہے

تفسیر کبیر سے تحدیث نعمت کا بیان: حضرت امام فخر الدین رازی

تحت آية واما بنعمة ربك فحدث لکھتے ہیں وفيه وجوه احدها قال

مجاهد تلك النعمة هي القرآن فان القرآن اعظم ما انعم الله به على محمد صلی اللہ علیہ وسلم والتحديث به ان يقرأه ويقراءه غيره ويبين حقائقه لهم و ثانيها روى ايضا عن مجاهد ان تلك النعمة هي النبوة اي بلغ ما انزل اليك من ربك وثالثها اذا وفقك الله فراعيت حق اليتيم والسائل وذلك التوفيق نعمة من الله عليك فحدث بها ليقتهدي بك غيرك ومنه ماروى عن الحسين بن علي عليه السلام انه قال اذا عملت خيرا فحدث اخوانك ليقتهدوا بك الا ان هذا انما يحسن اذا لم يتضمن رياء وظن ان غيره يقتهدي به ومن ذلك لما سئل امير المؤمنين علي عليه السلام عن الصحابة فاثني عليهم وذكر خصالهم فقالوا له فحدثنا عن نفسك فقال مهلا فقد نهى الله عن التزكية فقل له ليس الله تعالى يقول (واما بنعمة ربك فحدث) فقال فاني احدث كنت اذا سئلت اعطيت واذا سئكت ابتديت وبين الجوانح علم جم فاسئلوني تفسير كبري ص ۲۲۱ جز ۳۱، ۳۲ اس میں کئی وجوہ ہیں اس میں سے ایک یہ ہے کہ مجاہد کہتے ہیں کہ وہ نعمت قرآن ہے پس بے شک قرآن سب سے بڑی نعمت ہے جو اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائی اور اسکی تحدیث یہ ہے کہ اسکو پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں اور اسکے حقائق بیان فرمائیں اور دوسری وجہ وہ بھی مجاہد نے روایت کی ہے یہ کہ وہ نعمت نبوت ہے یعنی آپ کے رب کی طرف سے جو آپ پر نازل کیا گیا ہے اسکی تبلیغ کرو اور تیسری وجہ یہ ہے کہ جب تجھے اللہ نے توفیق دی ہے پس تو نے سائل اور یتیم کے حق کی رعایت کی اور وہ توفیق تجھ پر اللہ کی نعمت ہے تو اسکا ذکر کرو تا کہ تیرا غیر تیرے ساتھ اقتداء کرے اور اسی سے ہے

جو روایت کی گئی ہے حضرت حسین بن علیؑ سے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تو کوئی اچھا عمل کرے تو اپنے بھائیوں کو بتاؤ تا کہ تیرے ساتھ اقتداء کریں مگر بلاشبہ یہ اس وقت اچھا ہو گا جب متضمن ریاء نہ ہو اور گمان کرے کہ دوسرا اسکی اقتداء کرے گا اور اسی سے ہے جب امیر المؤمنین علیؑ سے صحابہؓ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے انکی تعریف فرمائی اور انکے خصائص کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ اپنے بارے میں بتائیں آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاکیزگی بیان کرنے سے منع فرمایا ہے تو آپ کو کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا فاما بنعمة ربك فحدث پس آپ نے فرمایا کہ میں تحدیث نعمت کرتا ہوں مجھ سے جب مانگا جاتا تھا تو میں دیتا تھا اور جب سکوت کیا جاتا تو میں خود ابتداء کرتا اور ان پہلوؤں کے درمیان بہت بڑا علم ہے مجھ سے پوچھو!

حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ

عن ابی ابن کعب عن النبی ﷺ قال قام موسیٰ النبی خطیبا فی بنی اسرائیل فسئل ای الناس اعلم فقال انا اعلم فعتب اللہ عزوجل علیہ اذ لم یرد العلم الیہ فاوحی اللہ الیہ ان عبدا من عبادی بمجمع البحرین هو اعلم منک بخاری شریف جلد اول ص ۲۳ باب جب عالم سے یہ سوال ہو کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے تو اس کو جواب میں یہ کہنا مناسب ہے کہ اللہ ہی جانے اس باب میں امام نے وہی حدیث ذکر کی ہے جس میں حضرت خضر و موسیٰ علیہما السلام کا واقعہ ہے اس حدیث میں باب سے متعلق صرف اتنا واقعہ ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ آپ نے فرمایا میں ہوں اگرچہ آپ کا یہ جواب بالکل حق و صواب تھا کیونکہ نبی اپنی امت میں سب سے زیادہ وظائف نبوت

وامور شریعت کو جانتا ہے اور علم کے لحاظ سے بھی سب سے اعلم و افضل ہوتا ہے مگر یہ جواب عند اللہ زیادہ مناسب نہ قرار پایا اس وجہ سے اللہ عزوجل نے آپ پر عتاب فرمایا اور حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق بتایا کہ ان کو ہم نے وہ علم دیا ہے جس کے تم حامل نہیں ہو حدیث کے اس ٹکڑے سے امام نے یہ استدلال فرمایا کہ جب اس قسم کا سوال ہو تو اللہ اعلم کے لفظ سے جواب دینا زیادہ مناسب ہے فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری ص ۳۱۳ جلد اول علامہ سید محمود احمد رضویؒ

تبصرہ: ایک جلیل القدر رسول صرف انا اعلم کہنے پر زیر عتاب آجاتا ہے فعتب اللہ عزوجل علیہ۔ مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں
عقلمنداں را اشارہ کافیت

امام شعرانی نے حالت سکر و فنا میں صادر حضرت بایزید بسطامیؒ کے قول

”سبحانی ما اعظم شانی کو از قبیل تحدیث نعمتہ قرار دیا“

امام شعرانی مقام فنا فی الرسول میں صادر حضرت شیخ کے قول قدمی الخ کو بھی تحدیث نعمتہ قرار دیتے ہیں اور مقام فنا میں سکر و استغراق کے وجود کا انکار نہیں کیا جاسکتا ثابت ہوا کہ دونوں اقوال ایک ہی قبیلے سے ہیں۔ ایک کو صحیح میں صادر قرار دینا اور دوسرے کو سکر میں یہ ممتاز محرف گولڑوی اور اسکے پیشوا کا ہی خود ساختہ نظریہ ہے جس کی تائید انہیں لطائف المہین تو کیا اکابر اولیاء کی کسی کتاب میں نہیں مل سکتی

سبحانی ما اعظم شانی من باب التحدث بالنعمة

وقد بلغنا عن ابی یزید البسطامی رحمه الله تعالى انه قال قلت یوما

سبحان الله فناد انى الحق تعالى فى سرى هل فى عيب تنزهنى عنه
فقلت له لا يارب فقال ففسك اذن نرها عن ارتكابها الرزائل قال
فاقبلت على نفسى بالرياضة حتى تنزهت عن الرزائل وتخلفت
بالفضائل والكمالات 'فصرت اقول ما اعظم شانى من باب التحدث
بالنعمة لطائف الممن ص ۶۳ طبع بيروت۔ ہمیں حضرت بايزيد بسطامی سے یہ بات
پہنچی ہے کہ آپ نے کہا میں نے ایک دن سبحان اللہ کہا تو حق تعالیٰ نے میرے سر میں
مجھے ندا کی کہ کیا مجھ میں کوئی عیب ہے جس سے تو مجھے پاک کر رہا ہے میں نے کہا نہیں
اے رب تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر تو اپنے آپ کو رزائل کے ارتکاب سے پاک کر تو میں
مجاہدہ اور ریاضت کے ساتھ اپنے آپ پر متوجہ ہوا حتیٰ کہ میں رزائل سے صاف ہو گیا اور
فضائل و کمالات سے متصف ہو گیا تو میں کہنے لگا ما اعظم شانى تحدث بالنعمة کے باب سے

مقام فناء میں صادر کلمات حالت سکر میں سرزد ہوتے

ہیں قدمی اے کو صحو میں صادر قرار دینا انصاف نہیں

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۲۱۲ پر شیخ عبدالحق دہلوی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ
آپ نے فرمایا قدمی اے حالت صحو میں جبکہ سبحانی ما اعظم شانى وغیرہ کلمات حالت سکر میں
صادر ہوئے شیخ عبدالحق زبدۃ الآثار ص ۳۴ پر اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں
تفصیل وے رضی اللہ عنہ ذات خود را بر غیر خود دلالت می کند کہ تحقیق وے در مقام
صحو است زیرا کہ تحقیق اہل سکر در مقام مشاہدہ احدیت ذات غائب انداز ذوات خود نے
بیند اعیان خود را پس چگونہ غیر را بیند و سخنہائے ایشان بمثل این است کہ سبحانی ما

اعظم شانی و لیس فی الدارین غیری و لیس فی جبتی سوی اللہ و انا الحق
الخ ممتاز محرف صاحب مزید لکھتے ہیں اولیائے کرام حالت سکر میں اپنے نفوس سے
غائب ہوتے ہیں پھر انہیں غیر سے کیا سروکار کہ وہ دوسروں پر اپنی فضیلت کا اظہار کریں

تبصرہ: حضرت غوث اعظمؒ سے یہ قول مقام فناء فی الرسول میں صادر ہوا حالت فناء
میں متکلم خود رسول اللہ ﷺ ہیں یہ کلمات جناب رسالت مآب کے ہیں آپ اپنی ذات
مبارکہ اور اپنے سوا تمام کو جاننے والے بھی ہیں رسول اللہ ﷺ کا خود کو اولیاء پر فضیلت
دینا بھی بجا و درست ہے نیز مقام فناء فی الرسول یعنی حال و سکر میں خود کو دوسروں پر
فضیلت دینا ثابت ہے جس طرح کہ سلطان العارفین بایزید بسطامی کا قول لوائی
ارفع من لواء محمد ﷺ اس حالت فناء میں متکلم خود خدا تعالیٰ ہے اور وہ اپنی
ذات اور اپنے غیر کو جاننے والا بھی ہے لہذا خدا تعالیٰ کا خود کو دوسروں پر فضیلت دینا بھی
درست ہے

تحدیث نعمت بایں الفاظ صحو میں مشکل ہے

ایسے اقوال جو امثال و اشکال پر تفوق کو ظاہر کریں مقام صحو میں کہنا مشکل ہیں البتہ سکر تو
خود ایک عذر ہے اور بقول امام سحروردیؒ کلام السکاری یحمل ایسے اقوال جب
مقام سکر و فناء میں سرزد ہوں تو قائل کے بلند و بالا مقام پر دال ہونے کی وجہ سے تحدیث
نعمت کے باب سے شمار کئے جاسکتے ہیں جس طرح امام شعرانیؒ کے کلام سے عیاں ہوتا ہے
پھر حضور سرور کائنات افضل جملہ موجودات ﷺ جن کا کلام وحی خداوندی ہے نے بھی ولا فخر
فرمایا حضرت امام حاتمؒ بیان مشاہدہ کے بعد مومذ بقسم لا اطلب التفوق علی عبادہ

کے الفاظ سے فخر کی نفی فرماتے ہیں حضرت امام شعرانی نعم و اخلاق اور عبادات کے بیان کے بعد فخر کی نفی تکرار قسم سے مٹو کہ فرمائیں پھر وہ بھی اس مقصد سے بیان فرمائیں کہ دوسرے لوگ انکی اتباع کر سکیں تو حضرت سیدنا غوث اعظمؒ سے مقام صحو میں فخر کی نفی کے بغیر کلمات تفوق و برتری کیونکر متصور ہو سکتے ہیں بلکہ ایسا تصور کرنا آپکی عظمت شان کے سمجھنے میں تقصیر و کوتاہی ہے لہذا ضروری ہے کہ انکے فرمان کو غلبہ محویت و استغراق کی حالت میں سرزد کلام قرار دیا جائے یہی عین محمدہ و مدح حضرت شیخ قدس سرہ کی ہے جیسے کہ امام ربانی مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں

قدمی ایخ کا تحدیث نعمت کے باب سے ہونا بنیادی بحث نہیں

اصل بحث متقدمین متاخرین پر فضیلت کا ثبوت ہے

ممتاز محرف اس ایٹھ کو لیکر چل پڑے کہ اس قول کو از قبیل تحدیث نعمت ثابت کیا جائے اور پھر اوراق سیاہ کرتے چلے گئے اصل بحث متقدمین و متاخرین پر حضرت شیخ کی فضیلت اور قدم کا ثبوت ہے اس پر ممتاز محرف کوئی دلیل پیش نہ کر سکے جو روایات قدمی ایخ کے بارے میں پیش فرمائیں وہ تقریباً سب قید زمانہ سے مقید تھیں ممتاز محرف صاحب تحریف و تلبیس سے کام لیتے رہے اور ضمنی موضوعات پر طویل بحثیں شروع کر دیں اصل بحث سے فرار اختیار کیا کتاب کے بہت سے اوراق قدمی ایخ کے باب تحدیث نعمت میں ہونے پر سیاہ کئے خارج از موضوع باتوں سے کتاب کا حجم بڑھانے کی سعی بے سود کی حالانکہ ارباب عقول پر یہ بات مخفی نہیں کہ قدمی ایخ باب تحدیث نعمت سے ہو تو پھر بھی اس قول سے اولیائے متقدمین و متاخرین پر آپ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی جس طرح حضرت بایزید

بسطامی کا قول سبحانی ما اعظم شانی مقام فناء میں صادر ہوا اور باب تحدیث نعمت سے ہے اس طرح یہ قول بھی مقام سکر و فناء میں صادر ہوا اور اس اعتبار سے باب تحدیث نعمت سے شمار ہوگا مقام سکر و فناء میں ایسے اقوال صادر ہوں تو ان سے اولیاء کا رجوع بھی ثابت ہے اس لیے کہ حالت سکر میں بھی احساس موجود رہتا ہے حضرت ابن عربی فرماتے ہیں

وانما يستغفر لان السكر ان لا بدان يبقى فيه من الاحساس ما يكون معه الطرب (فتوحات مکیہ ص ۵۴۷ ج ۲) اور وہ استغفار کرتا ہے اس لیے کہ صاحب استغراق کیلئے احساس کا باقی رہنا ضروری ہے جس کے ساتھ وہ طرب کا اظہار کرتا ہے

سیدنا فاروق اعظمؓ کے اظہار شکر کی وضاحت

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ عبدالقادر کے ص ۱۵۵ پر لکھتے ہیں ایک دن فاروق اعظمؓ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس حال میں پہنچایا کہ مجھ سے اعلیٰ کوئی اور نہیں ہے یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا میں نے اظہار شکر کیلئے اس طرح کیا ہے انتھی

حضرت ابن عربی نے حضرت عثمان غنیؓ کا بواسطہ رسول

علیہ السلام مامور ہونا بیان فرمایا: جب ان کو جہان میں تحکم دیا جائے تو یہ خلافت ہے اگر چاہتا ہے تو حکم جاری و نافذ کرتا ہے اور ظاہر ہو جاتا ہے جس طرح کہ عبدالقادر الجیلی اور اگر چاہے تو تسلیم اور ترک تصرف کرتا ہے اپنے رب کیلئے اسکے بندوں میں باوجود قادر ہونے کے اس چیز پر یہ اسکے لیے ضروری ہے جس طرح کہ ابوالسعود بن شبلی مگر یہ کہ اسکے ساتھ امر الہی مقترن ہو جس طرح کہ داؤدؑ تو پھر اللہ تعالیٰ کے امر کو رد

کرنے کا کوئی رستہ نہیں کیونکہ یہ تو وہی خواہش بن جائے گی جس کی اتباع سے منع کیا گیا ہے اور جیسے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے اپنی گردن سے خلافت کے کپڑے نہ اتارے حتیٰ کہ قتل کئے گئے اس لئے کہ آپ اپنے بارے میں حق تعالیٰ کا حکم جانتے تھے اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے آپ کو منع کیا کہ ثوب خلافت کو اتاریں فتوحات مکیہ ۳۰۸ ج ۲

سیدنا فاروق اعظمؓ حضرت عثمان غنیؓ کی طرح بواسطہ

رسول علیہ السلام مامور تھے

(۱) ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ اپنے ظاہری عہدہ خلافت و حکومت کے لحاظ سے فرما رہے ہوں کہ مجھ سے اوپر کوئی نہیں ”لیس فوقی احد“

(۲) جس طرح حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کی شہادت کی خبر دی انکے فضائل بھی بیان فرمائے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنی فضیلت کا قطعی علم تھا

(۳) یہ بھی عین ممکن ہے کہ آپ کو حضور ﷺ نے اپنے مقام کے بیان کا حکم دیا ہو

(۴) وحی حقیقی کے ذریعے حاصل ہونے والے قطعی علم سے اپنے مقام و مرتبہ کا بیان کیا جائے تو درست ہے

(۵) حضرت ابن عربی نے مذکورہ بالا حوالہ میں حضرت غوث پاکؒ کا ذکر مامور لوگوں کے مقابلے میں کیا جس سے واضح ہو گیا کہ آپ مامور نہیں تھے داؤد علیہ السلام بلا واسطہ مامور تھے جبکہ حضرت عثمان غنیؓ بواسطہ رسول ﷺ مامور تھے نیز ہمارا مسوقف یہ ہے کہ فخریہ بات نہ کرنے والے افضل ہیں حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ یقیناً افضل تھے آپ نے ایسی کوئی بات نہ کہی پھر ایسا حکم جو غیر قیاسی ہو صحابی کی طرف سے پایا جائے تو وہ مرفوع

حدیث کے درجہ میں ہوتا ہے لہذا یقیناً حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے بحکم سرکارِ دو عالم ﷺ اپنے مقام کو بیان فرمایا ہے

فقہ اکبر کے حوالہ سے عین الہدایہ کے مصنف لکھتے ہیں مرفوع وہ حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ سے ہو مثلاً آپ نے کہا یا کیا یا مقرر رکھا اور اگر کوئی بات قیاس و اجتہاد سے باہر کوئی صحابی بیان کرے تو وہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے کہ وہ بات اس نے حضور ﷺ سے سن کر ہی بیان کی ہے (مقدمہ ہدایہ بر عین الہدایہ ص ۱۱۵)

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی عظمت شان

عن عبد اللہ ابن سلمة قال سمعت عليا يقول خير الناس بعد رسول الله ﷺ ابو بكر وخير الناس بعد ابو بكر عمر (ابن ماجہ ص ۱۱) عبد اللہ بن سلمہ سے روایت ہے آپ نے کہا میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں سے بہتر ابو بکر ہیں اور ابو بکر کے بعد سب لوگوں سے بہتر عمر رضی اللہ عنہم ہیں

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله ﷺ ما من نبی الا وله وزیران من اهل السماء و وزیران من اهل الارض فاما وزیرای ای من اهل السماء فجبرائیل و میکائیل و اما وزیرای ای من اهل الارض فابو بکر و عمر رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص ۵۶۰) ابو سعید خدری سے روایت ہے آپ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر ہوتے ہیں آسمان والوں میں سے اور زمین والوں میں سے اور میرے آسمان والوں میں سے دو وزیر جبرائیلؑ اور میکائیلؑ ہیں اور زمین والوں میں سے دو وزیر ابو بکرؓ اور عمرؓ ہیں

حضرت امام شعرانی نے لطائف الممن میں اولیاء پر اپنی

برتری و فضیلت کا اظہار نہیں فرمایا: وَمَا مِنْ اللَّهِ تَسَاكُوهَ تَعَالَى

بقیہ صفحہ 246

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے قول ”لیس فوقی احد“ کے متعلق وضاحت

درحقیقت غالی لوگ اس قول کو پیش کر کے بری طرح پھنس چکے ہیں اس لئے کہ قید زمانہ متفاہم عرفی یا تخصیص عقلی کے تو یہ لوگ قائل نہیں ہیں کیوں کہ عقل سے ہیں ہی پیدل تو لازم آئے گا کہ سیدنا عمر سیدنا صدیق اکبر بلکہ سرکارِ دو عالم ﷺ و دیگر انبیاء و رسل سے افضل و اعلیٰ ہوں حالانکہ در وقت تکلم بہذا کلام بھی چار انبیاء کرام زندہ موجود تھے سیدنا عیسیٰ سیدنا خضر سیدنا الیاس سیدنا ادریس علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام شاعت پر شاعت یہ کہ الاحد الصمد پر بھی فوقیت لازم آئے گی العیاذ باللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اولیاء سے احلاق و مناصب کا بھی اخفاء ہی اولیٰ ہے الا

بضرورت و مجبوری: حضرت امام شعران نے لطائف الممن کے ص ۵ پر باعث

حدیث کے درجہ میں ہوتا ہے لہذا یقیناً حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے بحکم سرکارِ دو عالم ﷺ اپنے مقام کو بیان فرمایا ہے

فقہ اکبر کے حوالہ سے عین الہدایہ کے مصنف لکھتے ہیں مرفوع وہ حدیث ہے کہ آنحضرت

۶

عَلَّ

ا

لوگو

عن

من ا

السد

وعمر

نے کہا

یہاں سے دووزیر اور میرے آسمان والوں میں سے دووزیر جبرائیل اور میکائیل

ہیں اور زمین والوں میں سے دووزیر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں

حضرت امام شعرانی نے لطائف الممن میں اولیاء پر اپنی

برتری و فضیلت کا اظہار نہیں فرمایا: ومما من الله تبارک و تعالیٰ به

على عدم الجزم بتفضيل احد من علماء العصر و اوليائه على غيره بل

الواجب الادب مع كل من اقامه الله تعالى في رتبة من الرتب و اما

حقائقهم عند الله تعالى و تفضيله تعالى لهم فلا علم لنا بذلك ولا يلزم

من الا فضلية الظاهرة الا فضلية الباطنة و مالنا من حيث انفسنا الا

المحبة للجميع و الوقوف عندما امر الله تعالى به من الطاعة لا ولى الامر

منا سواء كانوا امراء او اولياء و فى الحديث التقوى ههنا و اشار الى قلبه

(لطائف الممن ص ۵۰۵) اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ میں نے

زمانے کے اولیاء و علماء میں سے کسی کو حتمی تفضیل نہیں دی دوسرے پر بلکہ ہر ایک کا ادب

واجب ہے جسے اللہ نے مراتب میں سے کسی رتبے پر قائم فرمایا ہے بہر حال اللہ کے

نزدیک ان کی حقیقتیں اور اللہ کا ان کو فضیلت دینا تو ہمیں اس کا علم نہیں ظاہری افضلیت

سے باطنی افضلیت لازم نہیں آتی اور ہمارے لیے نہیں ہے مگر سب کے ساتھ محبت کرنا اور

جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اولی الامر کی اطاعت کرو پٹھرنا خواہ وہ حکام ہوں یا اولیاء ہوں

اور حدیث پاک میں ہے کہ تقویٰ یہاں ہے اور آپ نے اپنے دل کی طرف اشارہ کیا۔

اولیاء کیلئے اخلاق و مناقب کا بھی اخفاء ہی اولیٰ ہے الا

بضرورت و مجبوری: حضرت امام شعرانی نے لطائف الممن کے ص ۵ پر باعث

تالیف امور کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے نعم و اخلاق کے اظہار و بیان کیلئے اپنی ضرورت اور مجبوری کا ذکر فرمایا۔ حد ہابہ لیتقدی بی اخوانی فیہا فیتخلقو ابہاو یشکر واللہ تعالیٰ علی ذلک و قد مکثت متخلقا بہا عدة سنین ولا یشعر اخوانی بذالک و کنت آمرہم بالتخلق بہا فلا یسمعون فقال لی یوما جماعۃ منہم ہذہ الاخلاق الی تامرنا بہا لم نجد احد اتخلق بہا من اہل عصرنا حتی نقتدی بہ فیہا فاستخرت اللہ تعالیٰ و اظہرت لہم تخلقی بہا قطعاً لِحجتہم و قلت لہم انظرو الی ہذہ الاخلاق الی اذکرہا لکم فی ہذا الکتاب فکل خلق را یتمونی متخلقا بہ فاتبعونی علیہ وما بقی لکم حجة فی ترک التخلق بہ فلو لا ذالک لربما کان الکتمان لہا ولی۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ میرے بھائی ان میں میری اقتداء کرتے ہوئے ان اخلاق کے ساتھ متصف ہو جائیں اور اس پر اللہ کا شکر کریں میں متعدد سال ان اخلاق کے ساتھ متخلق رہا مگر میرے دینی بھائیوں کو اس کا کوئی علم نہ تھا میں انہیں ان اخلاق کے اختیار کرنے کا حکم دیتا تو وہ میری بات نہ سنتے ایک دن ان میں سے ایک جماعت مجھے کہنے لگی کہ یہ اخلاق جن کے بارے میں تو ہمیں کہتا ہے ہم نے ان کے ساتھ کسی کو متصف نہیں پایا اپنے اہل زمانہ میں سے حتیٰ کہ ہم ان اخلاق میں انکی اقتداء کر سکیں تو میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور ان کے لئے اپنا ان اخلاق کے ساتھ متخلق ظاہر کیا ان کی حجت کو قطع کرنے کے لئے تو میں نے انہیں کہا کہ یہ اخلاق جن کا میں تمہارے لئے اس کتاب میں ذکر کرتا ہوں تو جس خصلت کے ساتھ مجھے متخلق دیکھو اس پر میری پیروی کرو اور اب تمہارے پاس ترک تخلق کی کوئی حجت باقی نہیں رہی اگر یہ

بات نہ ہوتی تو بسا اوقات میں ان کا کتمان ہی اولیٰ ہوتا

حضرت امام شعرانیؒ نے ضرورت کی وجہ سے اخلاق و مناقب کا

ذکر فرمایا: ووالله ثم ووالله اننى لم اقصد بذكرى لا اخلاقى و مناقبى فى

هذا الكتاب فخر ا على الاخوان وانما قصدت بذلك اقتداء هم بي فى
تحصيلها والتخلق بها بعد ان سمعت بعضهم مرارا عديدة يستغرب قيام

احد بهذا الاخلاق ويقول ما بقى احد من فقراء هذا الزمان يصلح ان

يقتدى به فى شىء من اخلاق القوم لعدم تخلقه بها (لطائف المنن ص ۵۴)

اور اللہ کی قسم پھر اللہ کی قسم بے شک میں نے اس کتاب میں اپنے مناقب و اخلاق کے ذکر

کرنے سے اپنے بھائیوں پر فخر کا قصد نہیں کیا میرا قصد یہ ہے کہ وہ میرے ساتھ ان کی

تحصیل میں اقتداء کریں اور ان سے متصف ہو جائیں اس کے بعد کہ میں نے ان میں

سے بعض سے متعدد مرتبہ سنا کہ وہ ان اخلاق کے ساتھ کسی کے قیام کو نادر جان رہا ہے اور

کہتا ہے کہ اس زمانے کے فقراء میں سے کوئی باقی نہیں رہا کہ جس کے ساتھ ان اخلاق

میں اقتداء کی جائے اس لیے کہ وہ خود ان اخلاق سے متخلق نہیں ہے

وقد قدمت لك يا اخى فى مقدمة الكتاب اننى ما صرحت لك

بالامور التى كان الاولى بنا سترها فى هذه الدار الا رحمة بك لتتقدى

بنا فى ذلك ولا تعلل حتى اجد احدا يتخلق بها قبلى فاتبه فيها انا قد

اعلمتک بانى قد تخلقت بها فاتبعنى وما بقى لك عذر (لطائف المنن

ص ۷۴۰) اور اے میرے بھائی میں مقدمہ کتاب میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ جن امور

کا اخفاء اس دار دنیا میں اولیٰ تھا اسے میں نے صرف تجھ پر مہربانی کے لئے بیان کیا تاکہ

اسمیں ہمارے ساتھ اقتداء کر سکے اور یہ نہ کہے کہ میں ان اخلاق کے ساتھ اپنے سے پہلے کسی کو متصف پاتا تو اسکی پیروی کرتا تو آگاہ ہو جا کہ میں نے تجھے جنوا دیا ہے کہ میں ان اخلاق کے ساتھ متخلق ہوں پس انکی پیروی کر اور تیرا کوئی عذر باقی نہ رہا

اعلیٰ ترین اولیاء بایں انداز تحدیث نعمت نہیں کرتے کہ

دوسروں پر فخر کا اظہار ہو: ہمارا موقف یہ ہے کہ تحدیث نعمت کے طور پر اپنے

مقامات و مراتب کو بیان کرنا گناہ نہیں لیکن اعلیٰ ترین اولیاء اس انداز سے تحدیث نعمت نہیں کرتے کہ اپنے کمالات و مراتب اور فضائل و مناقب کو بلا ضرورت و مجبوری بیان کرتے پھر یہی قال سیدی عبدالقادر[ؒ] من عظمت مرتبہ کبرت صغیرتہ (لطائف المنن ص ۱۱۷)

جن کا رتبہ ہے سوان کو سوا مشکل ہے

نیز حسنات الابرار سیئات المقربین کے مطابق بعض مباحات مقربین کیلئے سیئات بن جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عربیؒ نے اسے صراحتاً سوء ادب خلاف اولیٰ اور غیر افضل قرار دیا ہے حضرت ابن عربیؒ اور دیگر اکابر اولیاء کے نزدیک تحدیث نعمت بایں انداز اولیاء کا افضل و اعلیٰ مقام نہیں حضرت ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ ص ۵۶۰ ج ۳ پر اور حضور داتا گنج بخشؒ نے کشف المحجوب ص ۱۹۱ پر مراتب اولیاء کے بیان میں سب سے پہلے ان حضرات کا ذکر فرمایا ہے جو ذات الہی کے مشاہدہ جمال میں مستغرق ہیں حضرت ابن عربیؒ نے انہیں اصحاب ہویت کے نام سے موسوم کیا ہے اسکے بعد ان حضرات کا ذکر فرمایا جو اہل حل و عقد ہیں اور کائنات میں متصرف حضرت ابن عربیؒ نے اصحاب ہویت کو سب

اولیاء سے افضل قرار دیا ان کے بعد غیر اصحاب ہویت میں سے ان حضرات کو بلند و بالا قرار دیا جو دعویوں سے بچتے ہیں اور پھر وہ حضرات جو دعویوں سے اجتناب نہیں کرتے لیکن وہ اپنے دعویوں میں حق پر ہوتے ہیں ان میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو شمار فرمایا ہے حضرت سلطان المشائخ محبوب الہیؒ اور خاتم العاشقین خواجہ غلام فریدؒ اور دیگر اولیاء کے ارشادات بھی اسی بات پر دال ہیں ممتاز محرف یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ تحدیث نعمت بایں صورت کہ اپنے فضائل و مناقب کو بیان کیا جائے اور امثال و اشکال پر اظہار فخر کیا جائے اولیاء کا افضل و اعلیٰ مقام ہے حضرت امام شعرانیؒ نے بھی بضرورت و مجبوری لطائف المؤمنین میں اپنے اخلاق و اعمال کو بطور تحدیث نعمت بیان فرمایا ہے تاکہ لوگوں پر اتمام حجت ہو جائے اور وہ ان اخلاق کے ساتھ متخلق ہو جائیں حضور سیدنا غوث اعظم کا قول قدمی الخ از قبیل تحدیث نعمت ہو تو بھی حالت فناء و سکر میں سرزد ہوا اور بقول اکابر اولیاء کرام آپ اس قول میں مامور بامر الہامی نہیں تھے اس پر دلائل پیچھے گزر چکے ہیں نیز تحدیث نعمت تو ایک ضمنی بات ہے اصل بحث تو فرمان غوثیہ کی وسعت کے بارے میں ہے وہ اس فرمان کے تحدیث نعمت ہونے یا بامر الہامی ہونے سے بھی ثابت نہیں ہوتی

مراتب اولیاء کے متعلق حضور گنج بخش کا ارشاد

حضور گنج بخش علی الجبوریؒ فرماتے ہیں اولیاء کرام دو قسم ہیں از ایشاں چھار ہزار اند کہ ایشاں مکتومانند و مریکد گرانشنا سند جمال حال خودشنا سند و اندر کل احوال از خود و از خلق مستور باشند ان میں سے چار ہزار ہیں جو مکتوم و مخفی ہیں اور ایک دوسرے کو بھی نہیں پہچانتے اپنے جمال حال کو بھی نہیں پہچانتے اور تمام احوال میں اپنے آپ سے اور مخلوق سے مستور ہوتے ہیں اس امر کے متعلق روایات بھی وارد ہیں اور اولیاء کرام کا کلام بھی

اس پر دلالت کرتا ہے اور مجھے خود اس معاملہ میں اس خبر کا مشاہدہ ہوا ہے واما آنچه اہل حل و عقد اندوسر ہنگان درگاہ حق جل جلالہ سے صدتن انداخ اور بہر حال وہ جو اہل حل و عقد ہیں اور بارگاہ حق جل جلالہ کے سپاہی ہیں تین سو ہیں جن کو اختیار کہتے ہیں اور انکے علاوہ چالیس ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں اور سات وہ ہیں جنکو ابرار کہتے ہیں اور چار ہیں جن کو اوتاد کہتے ہیں اور تین وہ ہیں جن کو نقباء کہتے ہیں اور ایک وہ ہستی ہے جس کو قطب اور غوث بھی کہتے ہیں یہ حضرات ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور تدبیر امور میں ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج ہوتے ہیں اور مروی اخبار اس بات پر دلالت کرتی ہیں اور اہل سنت کا اس نظریہ کی صحت پر اتفاق ہے (کشف المحجوب ص ۱۹۱)

تبصرہ: ان ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کے جمال کے جلوؤں میں مستغرق رہنے والے اصحاب ہویت اولیاء کرام باقی اولیاء کرام سے افضل و اعلیٰ ہیں انہیں نہ اپنی خبر ہے نہ دوسروں کی لہذا غوث کے زیر تصرف اور زیر قدم ہونے سے بھی خارج ہیں

مراتب اولیاء کے متعلق حضرت ابن عربیؒ کے ارشادات

امام المکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ فتوحات مکیہ ص ۵۶۰ ج ۳ میں تحریر فرماتے ہیں بلاشبہ حق تعالیٰ اس کیلئے صرف صورت محمدیہ میں ہی تجلی فرماتا ہے تو وہ اسے رؤیت محمدیہ سے دیکھتا ہے اور یہی اکمل رؤیت ہے جس میں اور جسکے ساتھ حق کو دیکھا جاسکتا ہے تو اسے اس رؤیت کے بسبب ایسی بلند منزل پر لے جاتا ہے جسے صرف محمدی اولیاء ہی پاسکتے ہیں و هو منزل الهویت فلا یزال فی الغیب مشہدہ فلا یری

له اثر فى الحس وهذا كان مشهد ابى السعود بن شبل ببغداد من اخص اصحاب عبدالقادر الجبلى اور اس منزل کا نام منزل هویت ہے تو اس کا مشہد ہمیشہ عالم غیب میں ہوتا ہے اور حس میں اس کا کوئی اثر نہیں دیکھا جاتا اور یہی ابو السعود بن شبل بغدادی کا مشہد تھا جو کہ عبدالقادر جبلی کے خاص اصحاب سے تھے فاذا كان صاحب هذا الشهود غير صاحب هویت بل يشهد ه فى الملكوت مليكا توجب اسی مشہد کا حامل صاحب هویت نہ ہو بلکہ اپنے آپ کو ملکوت میں ملوک (بادشاہ) مشاہدہ کرے (الی ان قال) فيظهر بالا سم الظاهر تو وہ اسم ظاہر کے ساتھ ظہور کرتا ہے (الی ان قال) واصحاب هذا المقام (ای غیر صاحب الهویت) علی قسمیں منہم من يحفظ عليه ادب اللسان كابى يزيد البسطامى وسليمان الدبلى اور اس مقام کے اصحاب (غیر صاحب هویت) دو قسم پر ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جن پر ادب لسان کی حفاظت کی جاتی ہے جیسے بایزید بسطامی اور سليمان الدبلى ومنهم من تغلب عليه الشطحات لتحققه بالحق كعبد القادر فيظهر العلو على امثاله واشكاله وعلى من هو اعلى منه فى مقامه وهذا عندهم سوء ادب بالنظر الى المحفوظ فيه اولياء میں سے وہ ہیں جن پر شطحات کا غلبہ ہوا اسکے تحقق بالحق ہونے کی بنا پر جیسے عبدالقادر تو وہ اپنے امثال و اشکال پر اور جوان سے اعلیٰ مقام پر ہوتا ہے اس پر بھی برتری کا اظہار کرتے ہیں اور یہ محفوظ (یعنی صاحب هویت اور ان دو قسموں میں سے قسم اول) کی طرف نظر کرنے کے اعتبار سے سوء ادب ہے وان الذى يشطح بالله على الله فذلك اكثر ادب مع الله من الذى يشطح على امثاله اور بلاشبہ جو شخص اللہ کے ساتھ

اللہ تعالیٰ پر شطح کا اظہار کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا زیادہ ادب کرنے والا ہے نسبت اس شخص کے جو اپنے امثال پر شطح کا اظہار کرتا ہے (الی ان قال) وکان عبد القادر الجیلی ممن یسطح علی الاولیاء والانبیاء بصورة حق فی حاله فکان غیر معصوم اللسان اور عبد القادر جیلی ان میں سے تھے جو اپنے حال میں بصورت حق اولیاء وانبیاء پر شطح کا اظہار کرتے تھے تو آپ غیر معصوم اللسان تھے۔

نوٹ: یہاں غیر معصوم بمعنی غیر محفوظ استعمال ہوا ہے اس لیے کہ پہلے المحفوظ فیہ موجود ہے اور منہم من یحفظ کے الفاظ اس بات کا قرینہ ہیں لفظ معصوم صرف بطور تفسیر استعمال کیا گیا ہے جیسے کہ حضرت ابن عربی اپنے بارے میں فرماتے ہیں لان اللہ عصمنی منه (فتوحات بحت حضرت القہر)

حضرت شیخ اکبرؒ کی مذکورہ بالا عبارت سے ماخوذ نتائج

(۱) حضرت شیخ عبد القادر پر شطیحات سکر کا بہت غلبہ تھا کیونکہ آپ متحقق بالحق یعنی وحدت و فناء میں تھے

(۲) آپ نے نہ صرف اپنے امثال و اشکال برابر و مساوی پر ہی علو اور بڑائی کا اظہار کیا ہے بلکہ جو اپنے مقام میں شیخ سے اعلیٰ تھا اس پر بھی بلندی کا اظہار کیا ہے اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ شیخ اکبرؒ کے نزدیک بعض حضرات آپ سے بلند مقام پر فائز ہیں مگر شیخ جیلانی نے ان پر بھی تفوق کا اظہار کیا ہے

(۳) یہ اظہار علو سوء ادب ہے بہ نسبت اسکے جو اس سے محفوظ ہے جو اس قسم کی شطیحات سے محفوظ ہیں انہیں حضرت شیخ اکبرؒ نے صاحب الہویت کا نام دیا ہے ان میں حضرت شیخ اکبر نے شیخ ابوالسعود کا ذکر فرمایا ہے نیز ان دو اقسام میں سے قسم اول کے اولیاء بھی محفوظ

فی اشرح ہیں

- (۴) جو مقام وحدت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ پر شطح کا اظہار کرتا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ادب مع اللہ رکھتا ہے جو امثال پر شطح کا اظہار کرتا ہے
- (۵) حضرت شیخ جیلانی اولیاء کے علاوہ انبیاء پر بھی اظہار شطح کرتے رہے ہیں
- (۶) آپ کی زبان شطحیات و سکریات سے معصوم نہیں تھی
- (۷) حضرت ابن عربیؒ کے نزدیک اظہار شطح نہ کرنے والے اولیاء ہی افضل ہیں نیز تحدیث نعمت بایں انداز انکے نزدیک افضل و اعلیٰ مقام نہیں

بلا امر الہی (وحی) اظہار منزلت کے متعلق حضرت ابن عربیؒ

کا متوقف ترک تحکیم و شطح اعلیٰ مقام ہے

لسان غوث پاک حضرت ابن عربی فرماتے ہیں اذا لم یوثر عین التحکیم فی المقام فلا باس بہ وترکہ اعلیٰ لانہ علی کل حال فراغ (فتوحات المکیہ ص ۵۲۰ ج ۲) عین تحکیم مقام پر اثر انداز نہ ہو تو اسمیں کوئی حرج نہیں اور اسکا ترک کر دینا اعلیٰ ہے

تبصرہ: ترک تحکیم اعلیٰ مقام ہے اور ہم اعلیٰ مقام کی بحث میں ہی ہیں نیز یہ بھی یاد رہے کہ حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں هذا ضرب من الشطح کہ تحکیم شطح کی ہی ایک قسم ہے فتوحات مکیہ ص ۵۲۰ ج ۲

اظہار شطح سے ارفع مقام عجز و انکساری کا اظہار ہے

الکبریٰ الاحمر ص ۸۴ میں حضرت امام شعرانیؒ شیخ اکبرؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے

باب ۳۹۷ میں فرمایا انما ظهر الشيخ عبدالقادر الجيلي بالتصريف في الوجود والتاثير والدعوى العريضة لان شهادته من الحق تعالى كان حضرت الاسم الظاهر فاعطاه مقام الصولة والهمة والشطح و اظهار العلو على امثاله واشكاله بل على من هو اعلى منه في مقامه قال وهذا المقام وان كان رفيعا فثم ما هو ارفع منه وهو مقام الادب و اظهار الذل والمسكنة قال ومن شطح على الله اكثر ادب ممن شطح على عباد الله لان الله تعالى يقبل الشطح لو سعه بخلاف المخلوق لضيقه شيخ عبدالقادر الجيلاني تصريف و تاثير في الوجود اور دعوائے عريضة کے ساتھ ظاہر ہوئے اس لیے کہ آپ کا مشہد حق تعالیٰ سے حضرت اسم ظاہر تھا تو اس نے آپ کو صولت و ہمت شطح اور اپنے امثال و اشکال بلکہ اس پر بھی اظہار علو دیا جو اپنے مقام میں آپ سے اعلیٰ تھا شیخ اکبر فرماتے ہیں یہ مقام اگرچہ رفیع ہے مگر یہاں اس سے بھی ارفع مقام ہے اور وہ مقام ادب و اظہار ذل و مسکنت ہے اور جس نے احکام الہی پر شطح کا اظہار کیا اس کی نسبت زیادہ ادب والا ہے جس نے اللہ کے بندوں پر شطح کا اظہار کیا اس لیے کہ اللہ اپنے وسع کے باعث شطح قبول کر لیتا ہے بخلاف مخلوق کے اس لیے کہ مخلوق کے ہاں تنگی ہے (کلام الاولیاء الا کا بر ص ۹۲)

حضرت شیخ قدس سرہ سے شطحیات کا صدور ہوا

حضرت ابن عربی فتوحات مکیہ ص ۲۲۳ ج ۲ پر فرماتے ہیں صاحب الحال له الشطح و كذلك كان رضى الله تعالى عنه اور صاحب حال کیلئے شطح ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ایسے ہی تھے (فتوحات مکیہ ص ۷۷ ج ۳) کلام الاولیاء ص ۱۸۵

تبصرہ: حضور سیدنا شیخ عبدالقادرؒ سے دعاوی کا بکثرت صدور ہوا آپ کا قول قدمی ارنے بھی بہت بڑا دعویٰ اور شطح بہت بڑی ہے ایسے کلمات مقام فناء میں غلبہ حال کی وجہ سے بعض اولیاء سے صادر ہوتے ہیں جب وہ اس حالت سے گزر جاتے ہیں تو ان کلمات سے رجوع و استغفار کرتے ہیں

باب نہم

لفظ کل۔ قید وقت اور عرف کے متعلق وضاحت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

بے شک اللہ کے ولیوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے اولیاء اللہ کون ہیں اسمیں بھی لوگوں نے اشتباہ پیدا کر دیا اور اعتراضات کیے علمائے کرام مفسرین عظام نے اپنے اپنے الفاظ میں ولی کی تعریف کی ہے مفہوم ایک ہی ہے کہ ولی وہ ہوتا ہے جو اللہ کی طاعت پر مواظبت کرے ہمیشہ ہمیشہ خدا کی فرمانبرداری میں رہے ذکر و فکر کے اندر ہمیشہ مشغول رہے اور اللہ نے جن چیزوں سے روکا ہے ان سے ہمیشہ ہمیشہ اجتناب کرے زاہد عن الدینا ہو دنیا کی طرف اسکو رغبت نہ ہو دنیا کی محبت اسکے دل میں نہ ہو اللہ کی معرفت باستطاعت بشریہ حاصل کرے رسول پاکؐ کا سچا غلام ہو۔ کرامت خرق عادت ولی اللہ کی خاص علامت اور نشانی نہیں ممکن ہے کوئی ولی اللہ ایسا ہو کہ ساری زندگی اس سے کسی ایسی چیز کا جسے عوام کرامت سمجھتے ہیں ظہور نہ ہو لیکن وہ اللہ کو بڑا پیارا ہو جس طرح

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ نکاح کا پیغام بھیجیں تو ان کا پیغام قبول نہ کیا جائے کسی کی سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول نہ کی جائے کسی کے دروازے پر آجائیں تو آنکو دھکے دیکر بھگا دیا جائے لیکن انکی شان اللہ کے حضور یہ ہے کہ لو اقسام علی اللہ لا برہ اگر وہ خدا کو قسم دے دے تو خدا اسکی قسم پوری کر دے لہذا ولی کی تعریف وہی ہے جو پہلے ذکر کر دی گئی اب یہ تعریف جس پر سچی آئے گی اس کو ولی کہا جائے گا مثلاً علمائے کرام کلمہ کی تعریف کرتے ہیں (الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد) کلمہ ایسا لفظ ہے جو معنی مفرد کیلئے وضع کیا گیا ہو اب یہ تعریف جس لفظ پر بھی سچی آئے گی وہ کلمہ ہوگا۔ اسم کی تعریف جس پر سچی آئے گی اسکو اسم کہا جائے گا فعل کی تعریف جس پر سچی آئے گی اسکو فعل کہا جائے گا اس طرح ولی کی تعریف جس پر سچی آئے گی اسکو ولی کہا جائے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا صحابہ کرام پر بھی یہ تعریف سچی آتی ہے یا نہیں وہ اوامروناوہی میں خدا کی فرمانبرداری کرنے والے نہیں تھے کیا وہ اللہ کی رضا جوئی کیلئے ہمیشہ مصروف نہیں رہتے تھے وہ تراہم رکعاسجد نہیں تھے۔ کیا وہ زاہد عن الدنیا دنیا سے منہ موڑنے والے نہیں تھے یقیناً تھے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اولیاء اللہ ہیں ان لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ عرف میں صحابہ پر لفظ ولی کا اطلاق نہیں ہوتا وجہ یہ تھی اگر صحابہ کو اولیاء اللہ میں شامل مان لیں تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے قول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے بارے میں ماننا پڑے گا کہ یہ ان کے زمانے اور اس وقت کی بات ہے کیونکہ ہر زمانے میں ایک غوث اعظم ہوتا ہے جو سارے اولیاء کا اس وقت سردار ہوتا ہے اور قدم کے گردن پر ہونے سے مراد یہ تھا میں اس دور کا قطب اور غوث ہوں باقی اولیاء میرے ماتحت ہیں جیسے ایک چیف آف آرمی سٹاف ہوتا ہے جب

اسکا دور ختم ہو جاتا ہے تو کوئی دوسرا اس منصب پر آ جاتا ہے پھر اسکا دور ختم ہو جاتا ہے تو کوئی تیسرا آ جاتا ہے اس طرح غوثیت اور قطبیت بھی روحانی طور پر منصب ہے جو تبدیل ہوتا رہتا ہے اور ہر سابق غوث اعظم کا منصب بعد میں آنے والا غوث اور قطب سنبھالتا ہے

صحابیت کا منصب دائرہ ولایت کے اندر ہے

یہ بات متفق علیہ ہے اور سارے اولیاء اللہ نے لکھی ہے کہ جہاں ولایت کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی ابتدا ہو جاتی ہے دیکھئے حضرت ابن عربی کی فتوحات مکیہ ذاتا گنج بخش علی ہجویری کی کشف المحجوب امام قشیری کا رسالہ قشیریہ سیدنا محبوب الہی نظام الدین اولیاء کے ملفوظات فوائد الفواد وغیرہ بے شمار کتب تصوف اب ان سربراہان غلو و جہالت کو کون سمجھائے کہ صحابہ کرام بھی اولیاء اللہ ہیں اس لئے کہ جس طرح ابدال اوتاد، اخیار، نجیب، نقیب، شہید، قطب، غوث ہونا دائرہ ولایت کے اندر مختلف مقامات و مراتب ہیں اس طرح صحابی ہونا بھی دائرہ ولایت کے اندر ایک مرتبہ و منصب ہے صحابی نبی نہیں ہو سکتا لہذا دائرہ ولایت کے اندر ہی داخل ہے نبی کو عرف عام میں ولی نہیں کہا جاتا کیونکہ اسکے پاس ایک ایسا منصب ہے جو دائرہ ولایت سے بلند تر ہے لیکن جب اولیاء اللہ کہا جائے گا تو صحابہ بھی اس میں داخل ہونگے کیونکہ صحابیت کا جو مرتبہ اور منصب ہے یہ دائرہ ولایت کے اندر ہے دائرہ ولایت سے اوپر نہیں دائرہ ولایت سے اوپر تو نبوت کا بلند و بالا منصب ہے اب ماننا پڑے گا کہ قدمی الخ کا مفہوم یہ ہے کہ میں اس دور کا قطب اور غوث ہوں

ولایت قیامت تک جاری ہے حضرت غوث پاک پر اسکا

اختتام نہیں ہے: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے پہلے بھی قطب اور غوث تھے

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھو چھوئی جو خود بھی اپنے دور کے غوث تھے آپ نے فرمایا کہ جس بزرگ کی خدمت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے دوہم سبق ساتھیوں کے ساتھ حاضر ہوئے آپ نے ادب کیا تو اس بزرگ غوث وقت نے دعادی انکی دعا کی وجہ سے آپ کو مقام غوثیت ملا اور اس بزرگ نے یہ فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جب تیرا وقت آئے گا تو اس وقت تو ایسا کہے گا اور تیرے وقت کے اولیاء اپنے سروں کو تیرے لئے جھکا دیں گے اگر متقدمین و متاخرین سارے اولیاء مراد ہوتے تو وہ بزرگ غوث وقت جنگی خدمت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فیض حاصل کرنے کے لئے گئے اور ان کی دعا سے آپ کو مقام غوثیت ملا یہ فرماتے کہ تیری یہ شان ہوگی کہ میری گردن بھی تیرے قدم کے نیچے ہوگی پہلے سارے بزرگ بھی تیرے قدم کے نیچے ہونگے بعد والے اور تیرے ہم عصر بھی لیکن ایسا انہوں نے نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ تیرا ایک وقت آئے گا اس وقت میں جو بزرگ ہونگے وہ تیرے ماتحت ہونگے لیکن یہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ وقت کی قید تو بس اتفاقی ہی ہے لیکن مراد یہ ہے کہ پہلے بھی قدموں کے نیچے ہیں اور بعد والے بھی۔ یہ بات درست نہیں اسلیئے کہ متقدمین و متاخرین و معاصرین سب اولیاء نے وقت کی قید لگائی اگر یہ قید اتفاقی ہوتی تو آپ سے قبل اور بعد کے اولیاء تو یقیناً یہ قید نہ لگاتے اور اطلاق کو صراحت و وضاحت سے بیان کرتے لہذا اگر کوئی یہ تاویل کرتا ہے تو یہ اسکی ذاتی رائے ہے جو اولیائے کرام کے صریح ارشادات کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی نیز ہر روایت مذکورہ فی البھیجہ وغیرہا میں وقت کی قید موجود ہے تو اطلاق کی کوئی دلیل ہی نہ پائی گئی۔ غلو انتہا کو پہنچ جائے تو اس کا رد کرنا ضروری ہو جاتا ہے وقت کی قید ہر روایت میں موجود ہے اسکے باوجود ان لوگوں نے یہی مطلب لیا کہ پہلے بھی قدموں کے نیچے ہیں اور

بعد والے بھی حتیٰ کہ ان میں ایسے غالی بھی موجود ہیں جو صحابہؓ کو بھی نہیں چھوڑتے اور کہتے ہیں کہ صحابہؓ بھی قدموں کے نیچے ہیں اور اس سے آگے بڑھ کر انبیاء علیہم السلام کو بھی نہیں چھوڑتے بلکہ ایک غالی کی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ دو جہاں کے تاجدار جناب محمد رسول اللہ سیدہ آمنہؓ کے لال مازاغ البصر و ما طغی والے والے والے والے والے والے والے والے والے زلفوں والے معراج پہ جانے والے قاب قوسین کی شان والے اودنی کی عظمت والے اللہ کے حبیب وہ بھی فیض حاصل کرتے ہیں تو غوث پاکؒ سے حاصل کرتے ہیں نعوذ باللہ من ذالک ہم سب اولیاء اللہ کو ماننے والے ہیں جبکہ غالی غوث اعظمؒ کی شان میں غلو کرتے ہوئے باقی اغواث و اقطاب کا نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ انکی شان میں توہین و تنقیص کے مرتکب ہوتے ہیں کیا ہم عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے نہیں ہم عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی دنیا سے زیادہ ماننے والے ہیں لیکن عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ ابن اللہ ہیں یا خدا ہیں ہم کہتے ہیں تم عیسیٰ علیہ السلام کو مان نہیں رہے بلکہ تم انکار کر رہے ہو مانتے ہم ہیں اسلئے کہ ہم یہ مان رہے ہیں کہ وہ اللہ کے پیارے بندے خدا کے نبی اور خدا کے رسول ہیں۔ اور یہی اعلان عیسیٰ علیہ السلام نے خود فرمایا انی عبد اللہ اتانی الکتب وجعلنی نبیا معلوم ہوا کہ جو صحیح اور درست شان ہے وہ مانی جائے تو پھر بات بنتی ہے ہم ان کو محبوب سبحانی بھی مانتے ہیں کون نہیں مانتا تم لوگ ہو سکتے ہو کہ خواجہ اجمیری غریب نواز کا انکار کر دو حضور بابا فرید گنجشکرؒ کا انکار کر دو ہم کہتے ہیں کرتے رہو انکی عالمگیر محبوبیت و مقبولیت کا انکار اور اپنی بد بختی خریدتے رہو لیکن اگر نصیب اور بخت ٹھیک کرنے ہیں تو پھر سب کو مان لو ہم تو سب کو ماننے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ محبت کرنا باعث نجات ہے انکی خدمت میں بیٹھ جانا نیک بختی کا سبب ہے اور یہ بات حدیث پاک میں موجود ہے ہم القوم لا یسقی بہم جلیسہم اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے یہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا انکے بسبب بد بخت نہیں رہتا انکی محبوبیت کے صدقے انکی ولایت کے صدقے انکے ہم نشین کی بد بختی کو میں سعادت مندی کے ساتھ تبدیل کر دوں گا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے فرمان میں استثناء کرنا پڑے گا

حضرت شیخ الاسلام سیالوی نے فرمایا ہر زمانے میں ایک غوث الاعظم ہوتا ہے جس کا قدم اس زمانے کے سب اولیاء پر ہوتا ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا قدم بھی ہر زمانے کے تمام اولیاء پر نہیں استثناء تو کرنا پڑے گا جیسے حضرت شیخ کے مشائخ کرام آپ نے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ مقام فناء میں فرمایا جیسے درخت سے آواز آئی انی انا اللہ اور حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا سبحانی ما اعظم شانی کلام الاولیاء
الا کا برص ۲۰۵

تخصیص عقلی: حضرت امام شعرانی لطائف اللمنن کے ص ۵۱ پر تحریر فرماتے ہیں

حضرت شیخ جلال الدین کی کتاب التحدیث بالنعمة میں انکے خط کیساتھ اس صراحت کو دیکھا کہ انا اعلم خلق اللہ الآن قلما وفما میں اب اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے تحریر و تقریر کے لحاظ سے سب سے بڑا عالم ہوں پھر فرمایا کہ اگر ہم پر کوئی معترض اعتراض کرے تو ہم اسکو کہیں گے ہذا مو کول الی تخصیص العقل ذلک بعالم زماننا او بلدنا او اقلیمنا لا غیر یہ تخصیص عقل کے سپرد ہے وہ ہمارے زمانے کا عالم ہے یا ہمارے شہر یا ہمارے ملک کا نہ غیر کا اور اسی پر علماء نے بنی اسرائیل کے بارے میں قول باری تعالیٰ وانی فضلتکم علی العالمین کو حمل کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ اس میں انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ داخل نہیں ہوتے فرمایا شیخ جلال الدین نے ولو لا اعتبار

هذه القاعدة التي ليس عنها براح لكان التلقيب بقاضى القضاة واقضى
القضاة محرما غير مباح لانه شامل لكل نبى بل ولرب العالمين اكراس
قاعده کا اعتبار نہ ہو جس کے بغیر چارہ نہیں ہے تو قاضى القضاة اور اقضى القضاة کے ساتھ
لقب دینا بھی حرام اور ناجائز ہو اس لئے کہ یہ لقب ہرنبى بلکہ رب العالمين کو بھی شامل
ہے انتھى لطائف المنن للشعرانى ص ۵۱ مطبوعہ بیروت لبنان

تبصرہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان انی فضلتکم عای العالمین میں عالمی زمانہم
کے ساتھ تخصیص کی گئی جس طرح حضرات مفسرین نے صراحت فرمائی ہے تو حضرت شیخ
قدس سرہ کے قول قدمی هذه على رقبة كل ولي الله میں بھی تخصیص ضروری ہے
جیسے کہ حضرت امام شعرائی نے ای من اهل عصره کے الفاظ کے ساتھ تخصیص فرمادی
دیکھئے لطائف المنن ص ۵۰ نیز حضرت امام شعرائی نے صراحت فرمادی کہ انا اعلم
خلق الله الآن قلماً و فماً جیسے اقوال تخصیص عقلی کے سپرد کئے جائیں گے یعنی جہاں
بھی ایسے اقوال ہوں گے عقل خود بخود تخصیص کر دے گی تخصیص عقلی کے لئے کسی دلیل کی
بھی ضرورت نہیں پڑتی تو مراد اس زمانے یا اس شہر یا اس ملک کے لوگوں پر فضیلت ہوگی
اگر اس قاعده کا اعتبار نہ ہو جس کے بغیر چارہ ہی نہیں تو کسی کو قاضى القضاة اقضى القضاة
کا لقب دینا حرام غیر مباح ہوگا کیونکہ یہ لقب ہرنبى بلکہ رب العالمين کو بھی شامل ہے
ایسے ہی غوث الاعظم کہنا بھی جائز نہ ہو کیونکہ غوث ہر غوث تو رب العالمين ہے حضرت شیخ
سعدی فرماتے ہیں

نداریم غیر از تو فریادرس

فرمان غوثیہ کے عموم میں عقلاً تخصیص ضروری ہے

عقلاً تخصیص کے لازم و ضروری ہونے کے متعلق حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ہم خلوص قلب اور صدق دل سے حضور شیخ عبدالقادر جیلانی کی عظمت و رفعت کے قائل ہیں لیکن جو آپ کی شان اقدس کے شایان اور لائق ہے ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص بقائمی ہوش و حواس یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میرا قدم میرے ماں باپ کی گردن پر ہے میرا قدم میرے اساتذہ کی گردن پر ہے میرا قدم میرے مشائخ اور پیران عظام کی گردنوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ والدین کے متعلق تعظیم و تکریم کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتا ہے (واخفض لهما جناح الذل من الرحمة) ماں باپ کیلئے عجز و انکسار کا پہلو از روئے رحمت و رقت قلب جھکا (واشکر لی ولو الٰدیک) میرا شکر یہ ادا کر اور والدین کا شکر یہ ادا کرو غیر ذلک تو جن کا شکر یہ ادا کرنا فرض اور جن کے سامنے پیکر عجز و نیاز اور مجسمہ تواضع و انکسار بن کر پیش آنا ضروری ہوا انکو اپنے زیر قدم لانے اور ان پر اپنی حکومت و سلطنت اور امر و حکم کا نفاذ جتلانے کا کیا جواز ہو سکتا ہے اور استاد و معلم اور شیخ طریقت کا مقام ان سے بھی بلند تر ہے تو ان پر اقتدار اور تسلط جتلانے کا کیا جواز ہو سکتا ہے نیز آپ نے (قدمی ہذہ) فرمایا تو جب یہ قدم تھا ہی نہیں تو اسوقت میں موجود اولیاء کرام زیر قدم کیسے آگئے علاوہ ازیں اس سے مراد حکومت و سلطنت ہے تو جو گزر چکے اور دار آخرت میں پہنچ گئے وہ آپ کے زیر سلطنت کیوں کر ہو سکتے اور مطیع و فرمانبردار کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ وہ دار العکلیف میں ہی نہ رہے لہذا از روئے عقل اس عموم میں تخصیص و تقیید لازم ہے تاکہ آپ کے آباؤ اجداد اور مشائخ عظام اور اساتذہ کرام بالخصوص ائمہ اہل بیت علیہم الرضوان اور صحابہ کرام بالعموم اور خلفاء اربعہ

بالخصوص مستثنیٰ ہو جائیں اور انکا آپ کے زیر قدم ہونا لازم نہ آئے۔
(ہدایۃ المتمدن بذب الحیر ان ص ۲۴۰)

ممتاز محرف کے نزدیک کل کے عموم میں تخصیص کی کوئی

دلیل یا قرینہ نہیں: قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ میں لفظ کل کے
عموم کے متعلق ممتاز محرف اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں پس جب کل کے عموم
میں تخصیص کی کوئی دلیل یا قرینہ موجود نہیں تو اسکا اپنے عموم پر رہنا یقینی قرار پائے گا
(قدم الشیخ ص ۳۱۱)

تبصرہ: یہاں ممتاز محرف نے تسلیم کیا کہ قرینہ یا دلیل موجود ہو تو پھر تخصیص یقینی ہے ہم
کہتے ہیں کہ قرینہ تخصیص قدم کا حدوث ہے نیز یہ بھی قرینہ ہے کہ وہ لوگ تو موجود ہی نہیں
جو وفات پا گئے وہ دنیا سے چلے گئے اور جو ابھی پیدا ہونے والے ہیں وہ ابھی آئے ہی
نہیں مخاطب تو وہی ہوتا ہے جو اس زمانے میں موجود ہو کہ وہی قطب کے زیر تصرف ہوتا
ہے اسکی آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ قطب کا قدم اور تصرف تمام فوت شدہ پر بھی ہوتا
ہے اور پیچھے آنے والوں پر بھی اس کا تصرف ختم نہیں ہوتا پہلے تمام خلفا اقطاب کی خلافت
تو زیادہ سے زیادہ انکی مدت حیات تک تھی (کمافی الفتوحات فی مقامات شتی) اب
حضرت شیخ پر آ کر یہ خلافت کیسے مؤبدہ ہو گئی

متعصبین نے لفظ کل کا غلط مطلب لیا اس خطا سے انکو توبہ

کرنا ضروری ہے:

مفتی سیال شریف حضرت علامہ غلام احمد سیالوی (مؤلف انوار قمریہ) قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ میں لفظ کل سے ماخوذ عموم کے متعلق وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں اب دیکھنا اور غور کرنا ہے کہ پیران پیر حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کا کلام قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ متقدمین و متاخرین کے لئے عام ہے یا خاص آپ کے زمانہ و وقت کے تمام اولیاء کرام کے لئے اور یہ بھی مسلم ہے کہ ہر صحابی ولی اللہ ہے اور ایسا ولی اللہ کہ بعد والے تمام اولیاء کرام سے افضل و ارفع و اعلیٰ مقام والا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین غور کرنے سے ہر مسلمان یقین کرے گا کہ اس قول سے وہ حضرات مستثنیٰ ہیں جو تمام کے پیشوا ہیں پھر شیخ عبدالقادر جیلانی کے مشائخ عظام کو خیال میں لائیں جن سے ان کا اپنا سلسلہ بیعت یکے بعد دیگرے قائم ہے وہ بھی یقیناً مستثنیٰ ماننا اور تسلیم کرنا ہوگا کیونکہ اپنے پیر طریقت اور پیر طریقت کے شیخ علی ہذا القیاس ان کے اوپر تمام مشائخ عظام کے لئے تو مندرجہ بالا قول تسلیم کرنا عقل و نقل سے باہر ہے اسی طرح جب ان حضرات کے مستثنیٰ ہو جانے سے لفظ کل کا جو مقصد متعصبین نے لیا ہے انکی خطا واضح ہوگئی اس خطا سے بھی انکو توبہ کرنا ضروری ہے ورنہ اہتدیتم والے فرمان سے خارج ہونگے اور یہ بھی یقیناً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ولایت تو قیامت تک جاری ہے حضرت شیخ محبوب سبحانی کی ذات بابرکات پر اسکا اختتام نہیں ہے ختم نبوت کے بعد اولیاء کرام کا سلسلہ دین اسلام کی اشاعت کا جاری ہے اور ہر زمانہ میں غوث اعظم ہوتا ہے جو اپنے زمانہ کے قطب ابدال و دیگر اولیاء کرام کا پیشوا مقتدا ہوتا ہے کل کے کل اسکے ماتحت ہوتے ہیں جو اپنے غوث اعظم کے ماتحت تصرفات و خدمات سرانجام دیتے ہیں ہر سابق غوث اعظم کا مقام بعد میں آنے والا غوث سنبھال لیتا ہے جو دوسرے اولیاء کرام

سے حکما تصرفات کراتا ہے لہذا ظاہری حیات میں آنے والے اپنے سابق کے ماتحت نہ رہے بلکہ مستقل طور پر مقتدا و پیشوا ہوئے جیسا کہ دیوان الصالحین میں مرقوم ہے ازالۃ الخطاء فی حق الاولیاء (قلمی) (ص ۱۴)

ممتاز محرف نے تسلیم کر لیا کہ کل افراد جو موجود ہوں وہ بھی

مراد نہیں ہوتے: قدم الشیخ کے ص ۳۰۷ پر لکھتے ہیں ثم اجعل علی کل جبل منہن جزاء چونکہ اس آیت میں کل کے مدخول میں تمام افراد کے ثبوت کی ضرورت ہی نہیں نیز سیاق و سباق اور امر کی وضع جمیع افراد کے مدخول کی مقتضی نہیں اس لئے یہاں بعض افراد مراد لیئے گئے

تبصرہ: ناظرین گرامی قدر یہی ہمارا مقصد تھا کہ ثابت کیا جائے کہ بعض مقامات میں کل افراد مراد نہیں ہوتے لہذا قدمی الخ میں بھی کل افراد مراد نہیں اور اس جگہ تخصیص پر قرینہ تو صاف و صریح موجود ہے یہاں قدم کا حدوث قرینہ تخصیص ہے قدی ہذہ سے مراد ظاہری جسمانی بشری قدم ہے تو جس وقت حضرت غوث پاکؒ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اس وقت کے اولیاء کی گردنوں پر یہ قدم کیسے پہنچ گیا اور جو اولیاء متاخرین ہیں وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تو انکی گردنیں ہی موجود نہیں معلوم ہوا کہ یہاں بھی اس قدر عموم و شمول مراد نہیں متقدمین و متاخرین کو زیر قدم قرار نہیں دیا جاسکتا پھر آپ کا منصب قطبیت پر فائز و متمکن ہونے کا دور اور زمانہ بھی اس عموم و شمول کا مخصص قرینہ ہے کہ اس قول سے اس دور کے اولیاء پر فوقیت و عظمت کا اظہار مقصود تھا کہ یہ اس دور کے قطب و غوث ہیں اور باقی اولیاء انکے ماتحت اور زیر تصرف ہیں اولیاء متقدمین و متاخرین تو انکے زمانہ حکومت ہی میں

نہیں تھے نیز اولیاء افراد بھی دائرہ قطب سے باہر ہوتے ہیں کما قال الامام الحاتمی فی
الفتوحات المکیہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تمام دنیا کے پہاڑوں پر گوشت رکھنے میں پریشانی اور مشکل ہوتی: ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں اگر دنیا

بھر کے پہاڑوں پر پرندوں کے گوشت کو متفرق کرنا ضروری قرار دیا جاتا تو حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے لئے اضطراب کا باعث بن جاتا (تا) یہی مفہوم نکلتا ہے کہ ہم آپ کو مشکل
میں نہیں ڈالنا چاہتے جن پہاڑوں پر گوشت رکھنا آپ کے لئے آسان ہو رکھ دیں اور
اطمینان قلب حاصل کر لیں (قدم الشیخ ص ۳۰۷)

ناظرین ممتاز محرف کی عقل دیکھو کہ جدال انبیاء علیہم السلام کے بارے میں تو کہہ رہا ہے کہ
انکو تمام پہاڑوں پر گوشت رکھنے میں اضطراب ہوتا پریشانی ہوتی اور مشکل پیش آتی اس
لئے جن پہاڑوں پر گوشت رکھنا انکے لئے آسان تھا رکھ دیا اور حضور غوث پاکؑ کے
بارے میں کہتا ہے کہ انہوں نے اپنے زمانے کے جمیع آفاق میں موجود اولیاء ہی نہیں بلکہ
پہلے وفات پانے والوں اور قیامت تک آئیوں کی گردنوں پر بھی قدم رکھا اور انہیں کوئی
مشکل پیش نہیں آئی اور نہ ہی اضطراب و پریشانی لاحق ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
لئے دنیا بھر کے پہاڑوں پر پرندوں کا گوشت رکھنا مشکل تھا جب کہ دوسری طرف ہر چیز
آسان ہے

تم جسے چاہو چڑھا لو سر پر ورنہ یوں دوش پہ کا کل ٹھہرے

لفظ کل کی وضاحت: حضرت سیدنا غوث اعظم کا قول قدمی ہذہ علی

رقبة كل ولي الله بھی تعیم یا اطلاق کی تائید نہیں کرتا کیونکہ اس قول میں کوئی لفظ بھی عموم و اطلاق پر دلالت کرنے والا موجود نہیں ہے بلکہ درحقیقت اس عموم و اطلاق کے خلاف خود یہ قول دلیل ہے اس لئے کہ لفظ كل مضاف ہے لفظ ولی کی طرف اور ولی مضاف ہے لفظ جلالت کی طرف مقصد یہ ہے کہ كل کی اضافت نکرہ کی طرف نہیں بلکہ معرفہ کی طرف ہے جو مفید عموم و استغراق نہیں ہے اگر قرآنی آیات انی فضلتکم علی العالمین اور ان اللہ اصطفاک علی نساء العالمین میں العالمین کی تخصیص جائز ہے جو کلام ربانی ہے تو پھر قدمی ہذہ علی رقبة كل ولی اللہ میں یہ تخصیص کیوں جائز نہیں اس عدم جواز پر کونسی شرعی دلیل ہے آپکے ارشاد اقدمی علی عنق الرجال سے بھی عموم و اطلاق ثابت نہیں ہوتا کیونکہ عموم و استغراق پر دلالت کرنے والا کوئی کلمہ یہاں بھی موجود نہیں عنق کی اضافت نکرہ کی طرف نہیں بلکہ معرفہ کی طرف ہے یعنی الرجال جس طرح غلام رجل اور غلام الرجل میں فرق ہے اسی طرح عنق رجال اور عنق الرجال میں بھی فرق ہے یعنی خاص خاص اولیاء کرام جو آپکے زمانے میں موجود تھے انکی گردنوں پر میرے قدم ہیں تمام کی بات ثابت نہیں ہوتی (الکلمۃ السدیدہ قلمی ص ۲ مصنفہ مولانا غلام فرید ہزاروی گوجرانوالہ)

شیخ عبدالحق اور نظریہ عموم و شمول

ممتاز محرف نے اپنی کتاب کے ص ۱۴۶ پر حضرت شیخ محقق سے ایک روایت درج کی جس نے ممتاز محرف کے نظریہ عموم و شمول کا بیڑا غرق کر دیا ہے روایت یہ ہے کل اولیائے وقت رادرفادہ انفاس وظل قدم و دائرہ امر اوگذاشت تاما مورشد من عند اللہ بقول او قدمی الخ و جمیع اولیائے وقت از حاضر و غائب و قریب و بعید و ظاہر و باطن گردن اطاعت و سرانقیاد

بہا دند (الی ان قال) فہو قطب الوقت (اخبار الاخیار ص ۱۰)

اور تمام اولیاء وقت کو آپ کے انفاس طیبہ کی امداد اور قدم مبارک کے سائے اور آپ کے دائرہ امر کے حوالے کر دیا یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اس ارشاد پر مامور ہوئے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اور تمام اولیائے وقت حاضر و غائب قریب و بعید ظاہر و باطن نے اطاعت کی گردن اور فرمانبرداری کا سر جھکا دیا (تا) پس آپ قطب وقت ہیں مندرجہ بالا روایت کے علاوہ شرح فتوح الغیب میں درج روایات کے اندر شیخ محقق نے وقت کی قید لگائی ہے اور یہ روایات کلام الاولیاء الاکابر میں بھی درج کی گئی ہیں وقت کی قید اتفاتی نہیں بلکہ حقیقی ہے کیونکہ بے شمار اولیائے کرام نے صراحت فرمائی کہ متقدمین و متاخرین مراد نہیں ہیں زمانے اور عصر کی قید تو ہر روایت میں موجود ہے اور یہ بات واضح ہے کہ متعلقات فعل کے بیان کا مقصد تقیید ہے اور اس سے اطلاق کی تردید ہوتی ہے کمافی مختصر المعانی حضرت غوث پاکؒ کے ہم عصر اور آپ کے زمانہ سے پہلے اور بعد کے حضرات اولیاء عظام نے وقت کی قید لگائی اور آپ کے زمانہ کے ساتھ اس فرمان کو مخصوص فرمایا اگر یہ قید اتفاتی ہوتی تو ان حضرات میں سے کوئی تو قید نہ لگاتا بلکہ آپ کے زمانہ سے قبل اور بعد کے اولیاء تو یقیناً یہ قید نہ لگاتے اور اطلاق کو صراحت و وضاحت کے ساتھ بیان کرتے لہذا اگر کوئی یہ تاویل کرے کہ یہ قید اتفاتی ہے تو یہ اسکا اپنا خیال ہے اور ذاتی رائے ہے حضرت شیخ محقق نے بھی غلبہ عقیدت و محبت اور حسن ظن کی بنا پر اس خیال کا اظہار فرمایا حضرت شیخ محقق کے اقوال میں تعارض واقع ہوا ہے لہذا اذا تعارضتا ساقطا کے تحت حجت نہیں بن سکیں گے مسائل تصوف میں خصوصاً بین السلاسل اختلافات میں حضرت شیخ محقق قادریؒ کے حوالہ جات ہم پر حجت نہیں بن سکتے جیسے کہ

مسائل فقہ میں امام مالک و شافعی کا قول ہم پر حجت نہیں بن سکتا ہم ان کے حوالہ جات قادری حضرات پر بطور حجت پیش کر سکتے ہیں نیز جب ہر روایت مذکورہ فی الہجہ وغیرہا میں وقت کی قید موجود ہے تو اطلاق کی کوئی دلیل ہی نہ پائی گئی

شیخ عبدالحق کے متعلق حبیب ذی العرش خواجہ اللہ بخش تونسوی

کے ارشادات: میاں گل محمد تنگوانی نے عرض کی حضرت بایزید بسطامیؒ کو حضرت پیر صاحبؒ کا قدم رکھنے کے لئے قبر سے باہر نکالا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں ان سے کس چیز میں کم ہوں کہ وہ میری گردن پر قدم رکھیں، بتایا گیا کہ وہ سید ہیں اور آپ سید نہیں ہیں حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا ہاں اور سر مبارک جھکا دیا پس مولوی خدا بخش صاحب نے عرض کی کہ ہاں اخبار الاخیار میں عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے اس اثنا میں حضرت غریب نواز قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہاں عبدالحق قادری ہے اس نے لکھا ہوگا اس کے بعد آپ (حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ) نے فرمایا کہ اخبار الاخیار میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نصیر الحق والدین چراغ دہلویؒ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ آپ کا قائم مقام کون ہوگا پس آپ نے فرمایا جسکو خدا تعالیٰ بنائے گا پس حاضرین نے چند عزیزوں کے نام فہرست میں لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کیے حضرت صاحبؒ خاموش ہو گئے اور کچھ نہ فرمایا آخر نصیحت فرمائی کہ حضرت سلطان المشائخ سے جو تبرکات ہمیں پہنچے ہیں انکو ہمارے ساتھ گور میں دفن کر دینا پس وہ تبرکات انکے ساتھ دفن کیے گئے اس جگہ عبدالحق کہتا ہے کہ سلسلہ چشتیہ اسی جگہ ختم ہو گیا اس کے بعد چشتیوں میں سے جو بھی ہے کوئی چیز نہیں اسی اثنا میں حضرت غریب نواز خواجہ اللہ بخش تونسویؒ نے یہ حکایت افادہ فرمائی کہ

اس لئے کہ معاملات روحانیہ میں اولیاء کا قول معتبر ہوتا ہے نہ کہ علماء کا البتہ

حافظ جمال صاحب ملتانی کی مجلس میں یہ ذکر چل رہا تھا یا وہ کسی کو اخبار الاخیار کا سبق دے رہے تھے اور اس جگہ پہنچے تو حافظ صاحب نے فرمایا کہ اگر اب عبدالحق ہوتا اور ہمارے حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی صاحب گودیکھتا تو اس جگہ کوزبان سے چائنا غذاء الحبین ص ۳۳۹ ملفوظات حضرت ثانی خواجہ اللہ بخش تو نسوی مرتبہ مولنا سعد اللہ صاحب چشتی نظامی ساکن شیخ فاضل

قید زمانہ مزید فائدہ کی خاطر ہے عبث نہیں

واما تقييد الفعل وما يشبهه من اسم الفاعل والمفعول وغيرهما (كافعل التفضيل والصفة المشبهة) بمفعول مطلق او به او فيه اوله او معه ونحوه من الحال والتمييز والاستثناء فلتربية الفائدة لان الحكم كلما زاد خصوصا زاد غرابة و كلما زاد غرابة زاد افادة كما يظهر بالنظر الى قولنا شئى ماموجود و فلان حفظ التوراة سنة كذا فى بلدة كذا (مختصر المعانى ص ۱۳۹) فعل و مشابه فعل يعنى اسم فاعل و اسم مفعول وغيره كوفعل مطلق به فيه له معاً اور اسکے مثل حال تمييز استثناء کے ساتھ مقید کرنا فائدہ بڑھانے کے لئے ہوتا ہے کیونکہ کلام جتنا خصوصیت میں بڑھے گا یعنی قید میں اتنا ہی غرابت میں بڑھ جائے گا اور جتنا غرابت میں بڑھے گا اتنا ہی فائدہ میں بڑھ جائے گا چنانچہ یہ ہمارے اس قول سے ظاہر ہے کہ کوئی نہ کوئی چیز موجود ہے اور فلان بن فلاں نے فلاں سال میں فلاں مقام میں توراة کو حفظ کیا یعنی فعل یا شبہ فعل (فاعل مفعول صفت مشبہ اسم تفضیل) کو فائدہ بڑھانے کے لئے مفاعیل خمسہ (مفعول مطلق بہ فیہ لہ معاً) اور حال تمييز استثناء وغیرہ کے ساتھ مقید کر دیتے

ہیں کیونکہ کلام میں جس قدر خصوصیت اور تفصیل زیادہ ہوتی ہے اسی قدر فائدہ زیادہ ہوتا ہے مثلاً شینی ما موجود ایک کلام ہے جس میں کچھ زیادہ فائدہ نہیں کیونکہ مخاطب پہلے ہی سے جانتا ہے کہ دنیا میں کوئی نہ کوئی چیز ضرور موجود ہے بخلاف فلان بن فلان حفظ التوراة سنة كذا في بلدة كذا کہ اسمیں بہت زیادہ فائدہ ہے کیونکہ فلان حفظ التوراة سے اسکا حافظ توراہ ہونا معلوم ہو گیا اور سنة كذا کہنے سے فائدہ بڑھ گیا وہكذا

کلام کا اصل مقصد قید خاص ہوتی ہے: لان الکلام اذا اشتمل

على قيد زائد على مجرد الاثبات او النفي فهو الغرض الخاص والمقصود الاصلی من الکلام (مختصر المعانی ص ۹۲) جب کلام اثبات یا نفی کے ماسوا کسی قید زائد پر مشتمل ہو تو غرض خاص اور کلام کا اصل مقصد یہی قید زائد ہوتی ہے

وقت کی قید بے فائدہ نہیں

الفعل مع المفعول كما لفعل مع الفاعل في ان الغرض من ذكره معه افادة تلبسه به ای تلبس الفعل لكل منهما اما بالفاعل فمن جهة وقوعه عنه واما المفعول فمن جهة وقوعه عليه لا افادة وقوعه مطلقا اذ لو اريد ذلك ل قيل وقع الضرب او وجد او ثبت من غير ذكر الفاعل او المفعول لكونه عبثا (مختصر المعانی ص ۱۶۷) فعل کا حال مفعول کے ساتھ بالکل ایسے ہی ہوتا ہے جیسے فعل کا حال فاعل کے ساتھ اس سلسلہ میں کہ مقصد انکے ذکر کرنے سے فعل کے ساتھ فعل کے فاعل یا مفعول کے ساتھ تعلق کا فائدہ دینا ہوتا ہے ان میں سے ہر

ایک کے ساتھ فاعل کے ساتھ تو بایں جھت کہ فعل اس سے واقع ہے اور مفعول کے ساتھ بایں جھت کہ فعل اس پر واقع ہے محض وقوع فعل کا افادہ مقصود نہیں ہوتا کیونکہ اگر یہی

مقصد ہو تو وقوع الضرب وجد الضرب ثبت الضرب کہنا کافی ہے فاعل و مفعول کا ذکر کئے بغیر کیونکہ اس صورت میں ان کا ذکر بے کار ہے۔ فان قولنا فلان يعطى

الدنانير يكون لغرض بيان جنس مايتناولہ الاعطاء لالبیان کو نہ

معطيا ويكون كلاما مع من اثبت له الاعطاء غير الدنانير لامع من نفى ان

يوجد منه الاعطاء. فلان يعطى الدنانير اس چیز کو بیان کرنے کے لئے ہے جس کو

فعل اعطاء شامل ہے محض اسکے معطی ہونے کو بیان کرنے کیلئے نہیں ہے اور یہ کلام اس

شخص سے ہوگا جو فلاں کے لئے غیر دنانیر کی اعطاء ثابت کرتا ہو نہ کہ اس شخص سے جو

فلاں سے وجود عطا کی نفی کرتا ہو یعنی یہ کلام فلان يعطى الدنانير اس آدمی کے ساتھ جو

دنانیر کے سوا کی اعطاء ثابت کرے گا اس کا رد کرنے کیلئے ہوگی۔ (مختصر المعانی ص ۱۶۸)

تبصرہ: ثابت ہوا کہ اکابر اولیاء نے قدمی الخ کے ساتھ اس وقت اور زمانہ کی قید عبث

و بیکار نہیں لگائی بلکہ اطلاق کا رد کرنے کیلئے لگائی ہے۔ لہذا تمام اولیاء متقدمین و متاخرین

و ہم عصر کے کلام کو لغو و عبث ٹھہرانے کی بجائے غالیوں کے غلو کی سختی کے ساتھ تردید کی

جائے گی۔

متاخرین کا کوئی ایسا عرف موجود نہیں کہ لفظ ولی صحابہ کو

شامل نہ ہو:

(۱) ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ متاخرین کا کوئی ایسا عرف ہے فتوحات مکیہ شریفہ ص ۱۲ ج ۳ پر ہے انہیں سے خواص اکابر کورسل اور انبیاء کہا جائے گا اور جوان سے نیچے ہوگا اس پر ولایت کا نام باقی رہے گا۔ (کلام الاولیاء الاکابر ص ۱۲۲)

(۲) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا زمانہ یقیناً عرف متاخرین کا زمانہ تھا اس وقت تو یہ عرف پیدا نہ ہوا تھا

(۳) خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ارشاد نبوی ﷺ اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مستثنیٰ ہیں اور اسی دلیل کی وجہ سے اکابر تابعین کو اعلیٰ حضرت بریلوی نے بھی مستثنیٰ قرار دیا ہے تو پھر اکابر تابعین کیوں مستثنیٰ نہیں کہ وہی دلیل انکے بارے میں بھی موجود ہے اب گوڑوی حضرات کے بیان کردہ عرف کا کیا بنے گا صحابہ کرام کے بارے میں تو کہہ دیا کہ انکا ایک علیحدہ نام بن گیا تو جو اولیاء تابعین یا تبع تابعین میں سے ہیں انکا تو علیحدہ نام نہیں

مولانا احمد رضا بریلوی نے بھی تابعین میں سے اکابر اولیاء

کو مستثنیٰ تسلیم کیا

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ص ۲۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں

باتثنیٰ ان کے جنکی افضلیت منصوص ہے جیسے جملہ صحابہ کرام و بعض اکابر تابعین عظام کہ

والذین اتبعوہم باحسان ہیں الخ

تبصرہ: حضرت شیخ کی افضلیت کسی نص سے ثابت نہیں ہوئی تو منصوص افضلیت

والے حضرات کے علاوہ اولیاء کیوں مستثنیٰ نہیں ہو سکتے جب آپ کی افضلیت اس قول سے

ثابت ہوئی تو استثنیٰ بھی دیگر اولیاء کے ارشادات سے ہی ہوگا حضرت بریلویؒ نے اکابر تابعین کو مستثنیٰ مانا ہے تو تبع تابعین میں سے اکابر اولیاء کو بھی مستثنیٰ ماننا پڑیگا اس لیے کہ احادیث میں انکی فضیلت بھی وارد ہوئی ہے

مولانا بریلویؒ اور پیر مھر علی شاہؒ کی طرف منسوب اقوال میں تخالف

مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اکابر تابعینؓ کو بھی مستثنیٰ فرمایا ہے اور حضرت امام مہدیؑ کو بھی مستثنیٰ فرمایا ہے جبکہ حضرت پیر مھر علی شاہؒ کی طرف منسوب قول میں زندہ موجود انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی غوث پاکؑ کے زیر تصرف کر دیا گیا ہے اگرچہ من بعض الوجوہ مفضول کی افضلیت کے ذریعے ہی سہی تاہم دونوں اقوال کا باہمی تخالف واضح ہے

تابعین عظام کی فضیلت صحابہ کے علاوہ جملہ مسلمانوں پر

غوث زماں حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ فرماتے ہیں ہم حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا فاروق اعظمؓ سیدنا عثمان غنیؓ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کو علی الترتیب خلفائے حق جانتے اور مانتے ہیں اور انکے بعد تمام صحابہ کرام تابعین عظام کی دیگر جملہ مسلمانوں پر فضیلت و عظمت کے قائل ہیں رسالہ قبریہ ملحقہ بلطائف اشرفی حصہ دوم

امام شعرانیؒ کا فرمان: امام شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں

اعتقادنا ان اکابر الصحابہ والتابعین والائمة المجتہدین کان مقامہم اکبر من مقام باقی الاولیاء بیقین یعنی ہمارے یہ اعتقاد ہے کہ اکابر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کا مقام اعظم و اکبر ہے باقی اولیاء کرام کے مقام سے (بحوالہ مقال العرفاء

مصنفہ مولانا احمد رضا بریلوی ص ۲۸) منصف کے لئے ایک حرف ہی کافی ہے اور
متعصب کے لئے دفتر ناوانی

درخانہ اگر کسے است یک حرف بے است

عرف میں لفظ ولی اللہ کا اطلاق: ممتاز محرف و ملبس لکھتے ہیں متاخرین

کے عرف میں لفظ ولی اللہ کا اطلاق صحابہ کرام پر نہیں ہوتا (قدم الشیخ عبدالقادر ص ۲۹۸) عرض یہ ہے کہ یہ چند لوگوں کا خاص اور جدید عرف تو ہو سکتا ہے لیکن ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ متاخرین کا کوئی ایسا عرف عام ہے کیونکہ اکابر اولیاء کرام نے اس طرح کا عرف ذکر نہیں فرمایا فتوحات کے حوالہ جات ہم پیش کر چکے ہیں جو اس مسئلہ میں صریح ہیں ممتاز محرف اوراق پر اوراق سیاہ کرتے رہے لیکن ولی کی جو تعریفات ذکر کیں وہ سب صحابہ کرام پر بھی سچی آتی ہیں

(۱) ولی وہ ہے جس کا قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مستغرق ہو تفسیر مظہری (۲) ولی اللہ وہ ہے جو تمام فرائض سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرے تفسیر خازن (۳) اولیاء اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کے مدد کرنے والے اہل ایمان و تقویٰ ہیں بعد میں یہ اصطلاح قرار پائی کہ اولیاء کرام لوگوں کی وہ جماعت ہیں جن سے خوارق و کرامات ظاہر ہوں اور وہ جہاں میں ایسا تصرف کریں جو ظاہری اسباب سے بلند و بالا ہو اور حضرات صحابہ کرام میں ولی کا یہ معنی معروف نہ تھا تفسیر المنار (۴) اولیاء کرام متقی اصحاب تزکیہ اور انبیائے کرام کے پیروکار ہوتے ہیں ولی وہ ہے جو صغائر پر اصرار نہ کرے اور کبائر پر قرار نہ پکڑے محشی نبراس

(۵) ولی اسکو کہتے ہیں جس کا دل ذکر الہی میں مستغرق رہے تفسیر ضیاء القرآن

تحقیق و تبصرہ: ان حضرات نے جو تعریفات ولی کی بیان کیں وہ سب صحابہ کرامؓ پر

سچی آتی ہیں لہذا صحابہ کرامؓ بھی لفظ اولیاء اللہ کہنے پر لازماً ذہن میں آئیں گے اب ہم ممتاز محرف سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا صحابہ فرائض ادا نہیں کرتے تھے وہ شریعت کے مطابق عمل نہیں کرتے تھے دوام اشتغال صحابہ کو حاصل نہ تھا وہ اللہ کے دین کے مددگار نہیں تھے ممتاز محرف و ملبس نے اس جگہ تفسیر المنار کے حوالے سے دھوکہ دہی کی نازیبا حرکت کی ہے لکھتے ہیں ولی سے وہ حضرات مراد ہیں جو اصحاب تصرف و کرامات ہوتے ہیں حالانکہ تفسیر المنار میں یہ ہے کہ بعد والوں نے یہ کہا کہ جس سے کرامت ظاہر ہو وہ ولی ہے اور یہ بات صحابہ میں موجود نہ تھی بلکہ ایمان اور تقویٰ کو ہی وہ ولایت کہتے تھے یعنی ولی کی یہ تعریف بعد میں ایجاد ہوئی لیکن یہ تعریف بھی صحابہؓ پر سچی آتی ہے کیا صحابہ تصرف نہیں کر سکتے تھے اور ان سے خوارق عادات ظاہر نہ ہوتے تھے اور علامہ برخوردار نے فرمایا کہ جو انبیاء کے تابع ہیں وہ تمام ولی ہیں اسی طرح صاحب فتوحات نے فرمایا ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو چکی کہ متاخرین کے عرف و اصطلاح میں لفظ ولی کا اطلاق صحابہ کرامؓ پر نہیں ہوتا (قدم الشیخ ص ۳۰۲) ناظرین آپ ہی انصاف کریں کہ اس نے کہاں سے ثابت کیا ہے مزید لکھتے ہیں حضرات صوفیائے کرام نے ولی کی جو تعریفات بیان فرمائیں انکی رو سے ولی کا لفظ ان نفوس قدسیہ پر بولا جاتا ہے جنہیں اولیاء کرام مشائخ عظام اور صوفیاء کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے (قدم الشیخ ص ۳۰۳)

عجب مشکل میں ہے سینے والا جیب و داماں کا

ادھر ٹانگا ادھر ادھر ادھر ادھر ٹانگا ادھر ادھر ادھر

ناظرین کرام ممتاز محرف کی دیدہ دلیری اور سینہ زوری دیکھیں کہ صوفیاء نے تو یہ فرمایا ہے کہ جو بھی متقی پرہیزگار حضور علیہ السلام کا تابع اور شریعت پر عمل کرتا ہے وہ ولی ہے تو پھر صحابہ پر لفظ ولی کا اطلاق کیوں نہیں ہوتا نیز علماء عظام نے صراحت فرمائی کہ صحابیت ولایت سے خارج مقام نہیں ہے بلکہ ولایت کے دائرہ کے اندر ایک مقام ہے کیونکہ ولایت سے اوپر تو نبوت ہے

صحابہ کرام اولیاء اللہ ہیں عرفاً لفظ ولی کا اطلاق صحابہ کرام پر

ہوتا ہے مزید دلائل: یوں تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اولیاء اللہ ہیں اور ایسے ولی ہیں جن کی مثل اب پیدا ہونا ناممکن ہے یعنی حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد اب کوئی ایسا ولی پیدا نہیں ہوگا جو صحابی بھی ہو۔

(فیوض الباری شرح صحیح البخاری ص ۳۲۲ ج ۵ شارح علامہ سید محمود احمد رضوی)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں

الجواب: نبوت مطلقاً ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو ہاں اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اسکی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اسکی اپنی ولایت اسکی نبوت سے اور اس اختلاف میں خوض کی کوئی حاجت نہیں پہلی بات ضروریات دین سے ہے اسکا اعتقاد مدار ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتیٰ کہ صدیق کو کسی نبی سے افضل یا ہمسر ہی کہے کافر ہے کمانص علیہ اکابر الائمة صحابہ کرام سب اولیائے کرام تھے الخ

(فتاویٰ رضویہ ص ۳۶ ج ۹ دارالعلوم امجدیہ مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی)

مسئلہ نمبر ۱۵: اولیاء میں سب سے زیادہ کس کا مرتبہ ہے

الجواب: صدیق اکبرؓ کا و اللہ تعالیٰ اعلم

عرفان شریعت ص ۱۳ مولانا احمد رضا خان بریلوی

عرف عام میں اس فرمان سے متقدمین و متاخرین مراد نہیں

وہوای الاستغراق ضربان حقیقی و هو ان یراد کل فرد مما یتناوله اللفظ بحسب اللغة نحو عالم الغیب والشہادۃ ای عالم کل غیب وشہادۃ و عرفی و هو ان یراد کل فرد مما یتناوله اللفظ بحسب متفہم العرف نحو جمع الامیر الصاغۃ ای صاغۃ بلدہ او اطراف مملکتہ لانہ المفہوم عرفا لاصاغۃ الدنیا اور استغراق کی دو قسمیں ہیں حقیقی اور وہ یہ ہے کہ ہر اس فرد کا ارادہ کیا جائے جسکو لفظ لغت کے اعتبار سے شامل ہے جیسے عالم الغیب والشہادۃ یعنی وہ ہر غیب و حاضر کا عالم ہے اور عرفی اور وہ یہ ہے کہ ہر اس فرد کا ارادہ کیا جائے جسکو لفظ فہم عرف کے اعتبار سے شامل ہو جیسے جمع الامیر الصاغۃ یعنی امیر نے اپنے شہر یا اپنے ملک کے سنا رج جمع کئے کیونکہ عرفا یہی سمجھا جاتا ہے نہ کہ دنیا بھر کے سنا رج (مختصر المعانی ص ۸۲) استغراق علی الاطلاق دو قسم پر ہے حقیقی اور عرفی حقیقی وہ ہے جس سے ہر وہ فرد مراد ہو جس کو وہ لفظ باعتبار لغت (باعتبار وضع) شامل ہو جیسے عالم الغیب والشہادۃ ای عالم کل غیب عنا وعن کل مشاہدنا استغراق عرفی وہ ہے جس سے ہر وہ فرد مراد لیا جائے جس کو وہ لفظ باعتبار عرف عام شامل ہو جیسے جمع الامیر الصاغۃ اسمیں الف لام برائے استغراق عرفی ہے کیونکہ عرف عام میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ امیر وقت نے اپنے شہر یا زیادہ سے زیادہ اپنے ملک کے سنا رج کٹھے کیے

ہونگے نہ کہ دنیا بھر کے کیونکہ یہ عادت بلکہ عقلا محال ہے

عموم عرفی اور عرف متقدمین

ممتاز محرف لکھتے ہیں لفظ ولی حسب تصریح عرف متاخرین صحابہ کرامؓ کو شامل نہیں (قدم الشیخ ص ۳۱۱) ممتاز محرف کے نزدیک متقدمین کے عرف میں لفظ ولی صحابہ کو شامل ہے اور عرف متاخرین میں شامل نہیں ممتاز محرف کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایک زمانے تک محدود کرنا یہ بھی عرف ہے جیسے جمع الا میرالصاغة میں عموم عرفی مراد لیکر اس شہر یا مملکت کے صاغة مراد لیے جاتے ہیں کسی کلام کے عموم سے عرفا ہم زمانہ لوگ مراد ہوتے ہیں یا شہر یا مملکت والے مراد ہوتے ہیں وہ جو پہلے وفات پا چکے ہیں یا ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے مراد نہیں ہوتے بخلاف کلام اللہ و کلام رسول کے کہ وہ عالمین کے لئے ہوتی ہے ممتاز محرف کے نزدیک متقدمین کے عرف میں لفظ ولی صحابہ کو شامل ہے لہذا اگر کوئی شخص متقدمین کا عرف مراد لے کر تمام پر محمول کرے اور تمام افراد کو گھیر لے اور صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین کو قدم کے تحت قرار دے تو وہ یقیناً گستاخ و بے ادب قرار پائے گا لیکن جو حضرت غوث پاکؒ کے وقت کے اولیاء مراد لے اسے نہ بے ادب کہا جاسکتا ہے اور نہ گستاخ کیوں کہ اس نے عموم عرفی مراد لے کر عرف پر عمل کیا ہے ثابت ہوا کہ حضرت غوث پاکؒ کے قول سے بھی ان کے زمانے کے اولیاء مراد ہوں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے شاگرد اور مرید مراد ہوں اور آپ کے زیر تصرف علاقہ کے اولیاء مراد ہوں کیونکہ متقدمین اور متاخرین تو عرفا مراد ہی نہیں ہو سکتے ممتاز محرف کو لفظ ولی میں عرف کا بہت خیال ہے یہاں عموم میں عرف یاد نہیں آتا ہمارا مشورہ ہے کہ مختصر المعانی دوبارہ پڑھیں اور عموم عرفی کی بحث پر کامل تامل فرمائیں

باب دہم

چند متفرق ممتاز تلبسیات و تحریفات کے جوابات

قدمی کا وقت صدور: ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۲۷۷ پر اعتراض کرتے

ہوئے لکھتے ہیں کلام الاولیاء کے ص ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ قرین قیاس یہ بات ہے کہ کلام ہذا
۵۲۸ھ یا ۵۲۹ھ یا ۵۳۰ھ میں ظہور پذیر ہوا تھا

ممتاز محرف کا موقف یہ ہے کہ یہ قول ۵۵۶ھ میں صادر ہوا

قدمی کے سن صدور کے بارے میں بھیجے کی روایات میں تضاد

پہلی روایت - صاحب بھجتہ شیخ ابوالخیر عطاء بن عبدالعزیز سے روایت نقل

کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں مکہ شرفھا اللہ تعالیٰ میں ۵۰۰ھ میں مجاور تھا۔ اس وقت
مکہ میں شیخ بلوہ الارینی قطب جو دلوں کی باتوں پر مخاطب ہوتے تھے موجود تھے میں انکی
خدمت میں حاضر ہوا میں نے اللہ عزوجل کے ساتھ ان کے حال سے وہ دیکھا جسے میں
نے اپنے زمانے میں کسی سے نہ دیکھا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ تو دیکھ کہ یہ مشائخ
میں سے کس سے منسوب ہیں تو انہوں نے میرے دل کی بات کو جان کر فرمایا اے عطاء
میرے شیخ عبدالقادر ہیں جنہوں نے قدمی الخ فرمایا اور تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے جمیع
آفاق ارض میں اسوقت سر جھکایا (بھجتہ الاسرار ص ۱۰)

تبصرہ ۵: اس روایت کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قول ۵۰۰ھ سے بہت پہلے صادر ہوا

دوسری روایت: صاحب بھجتہ لکھتے ہیں۔ شیخ معمر علی بن محمد المعروف بہ سقانی

بغداد کی جامع مسجد الخلیفہ میں ۶۲۹ھ میں فرمایا کہ اس وقت میری عمر ۷۰ سال ہے اور فرمایا میں حضرت شیخ عبدالقادر کی صحبت میں رہا ہوں اور اس مجلس میں حاضر تھا جس میں آپ نے قدمی اے فرمایا تھا میں نے آپ کی زبان سے یہ سنا تھا اور اس وقت میں بیس سال سے زیادہ عمر کا تھا (بھجتہ الاسرار عربی ص ۱۲)

تبصرہ ۵: اس روایت کے مطابق آپ سے یہ قول ۵۴۲ھ سے بھی پہلے صادر ہوا۔

تیسری روایت: حاشیہ بھجتہ الاسرار عربی کے ص ۷۵ پر ہے اما بیان سلسلہ

طريقة الشريفة المتصلة الى النبي ﷺ فهو ان حضرت المشار اليه تلقن الذكر الشريف وبعده تخلف ولبس الخرقة القادرية العلية من شيخه ومرشده العارف بالله تعالى الشيخ ابي سعيد المبارك ابن علي المنخزومي وبعده ان تولى حضرت الغوث درجة القطبية حضرت الشيخ ابي سعيد ايضا تخلف ولبس من حضرت الغوث المشار اليه قدست اسرارهما (تكملة فتوح الغيب بر حاشية بھجتہ الاسرار ص ۷۵ طبع مصر) بہر حال آپ کے طریقہ شریفہ کا بیان جو نبی پاک ﷺ تک متصل ہے تو وہ یہ ہے کہ حضرت شیخ نے ذکر شریف کی تلقین حاصل کی اور اسکے بعد خلافت حاصل کی اور خرقة قادر یہ عالیہ اپنے شیخ ومرشد عارف باللہ شیخ ابو سعید مبارک بن علی منخزومی سے پہنا اور اسکے بعد جب حضرت

غوث پاک درجہ قطبیت پر فائز ہوئے تو حضرت شیخ ابوسعید نے بھی آپ سے خلافت حاصل کی اور حضرت غوث سے خرقہ خلافت پہنا

تبصرہ ۵: اس روایت کے مطابق حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ اپنے شیخ ابوسعید مخزومی کی حیات مبارکہ میں ہی مقام قطبیت پر فائز ہو گئے تھے اور حضرت غوث پاکؒ کے مرتبہ قطبیت پر فائز ہونے کے بعد آپ کے شیخ ابوسعید مخزومی نے آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا شیخ ابوسعید مخزومی کا وصال ۵۲۸ھ میں ہوا دوسری روایات کے مطابق ۵۰۸ھ یا ۵۱۳ھ میں وصال ہوا اندریں صورت اس کلام کا صدور ۵۲۸ھ سے قبل بنتا ہے اس لیے کہ جس وقت آپ قطب بنائے گئے اسی وقت یہ قول صادر ہوا جیسا کہ روایت قیلوی سے ظاہر ہے

چوتھی روایت: بھجہ الاسرار میں ہے شیخ حماد دباس سے ہررات کو ایسی آواز سنائی دیتی تھی جس طرح کہ شہد کی مکھی کی آواز آتی ہے تب ان کے مریدوں نے شیخ عبدالقادر سے ۵۰۸ھ میں کہا اور آپ ان کے پاس رہتے تھے کہ آپ شیخ سے اسکی بابت دریافت کریں انہوں نے جواب دیا کہ میرے بارہ ہزار مرید ہیں انکے نام ہررات شمار کرتا ہوں اور جس کو خدا کی طرف ضرورت ہو اسکے لیے سوال کرتا ہوں تب ان سے شیخ عبدالقادر نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو یہ مرتبہ دے گا تو میں اپنے رب سے یہ عہد کروں گا کہ وہ میرے مریدوں کو قیامت تک توبہ پر مارے شیخ حماد نے کہا کہ تم کو عنقریب یہ مرتبہ ملے گا بھجہ عربی ص ۹۹ (بھجہ الاسرار اردو ص ۲۸۲-۲۸۵)

تبصرہ ۵: اس روایت کے مطابق ۵۰۸ھ کے بعد یہ قول صادر ہوا

پانچویں روایت: بھجتہ کی ایک روایت میں ہے کہ شیخ ابوسعید عبداللہ بن احمد بغدادی کی بیٹی فاطمہ ۵۳۷ھ میں چھت پر گئی تو اسے کوئی اٹھا کر لے گیا حضرت ابوسعید نے سیدنا غوث پاک کے پاس فریاد کی تو آپ نے اسے کرخ کے جنگل کی طرف جا کر ایک ٹیلے کے پاس دائرہ کھینچ کر بیٹھنے کیلئے فرمایا کہ وہاں تمہاری ملاقات جنوں کے بادشاہ سے ہوگی اسے میری طرف سے پیغام دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا جنوں کے بادشاہ نے ایک جن سے لڑکی برآمد کروالی اور اس جن سے جواب طلبی کی کہ اس نے قطب کی رکاب کے نیچے چوری کیوں کی اور جن کو قتل کروادیا (بھجہ اردو ص ۲۰۳-۲۰۴ بھجہ عربی ص ۷۱، ۷۲) تبصرہ: اس روایت کے مطابق ۵۳۷ھ سے پہلے یہ قول صادر ہو چکا تھا۔

چھٹی روایت: بھجتہ الاسرار کی اس روایت کے مطابق جس میں شیخ شہاب الدین سھروردی کے مجلس قدمی میں حاضر ہونے اور جوان ہونے کا ذکر ہے اس قول کا سن صدور ۵۵۴ھ بنتا ہے (بھجتہ الاسرار عربی ص ۷) اس لیے کہ حضرت شیخ الشیوخ سھروردی کا سن پیدائش ۵۳۹ھ ہے۔

تفرتح الخاطر کی اصل مناقب غوثیہ کی روایت

ولادت باسعادت حضرت غوثیہ محبوبیہ سال چہار صد و ہفتاد واقع شدہ حضرت غوث پاک کی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ میں ہوئی (مناقب غوثیہ ص ۳۴) یازدہم ماہ ربیع الآخر ۵۶۱ھ ہجریہ احدی و ستین و خمس مائۃ در بغداد شریف در مدرسہ باب

الکرخ مدفون شد جمیع عمر مبارک آنحضرت نو دو یک سال بود در نوزده سالگی از جیلان بہ بغداد رسیدند و بست و پنج سال در تجرید بودند و بعد چہل سال غوث الحق الی الخلق بودند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه و جعل اعلیٰ الفردوس مسکنہ و ماواہ مناقب غوثیہ مصنفہ محمد صادق شہابی قادری ص ۱۹۲

تبصرہ ۵: تفریح الخاطر کی ماں مناقب غوثیہ کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قدمی کا سن

صدور ۵۱۰ھ ہے اس لیے کہ حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کی ولادت باسعادت ۴۰ھ میں ہوئی اور چالیس سال بعد غوثیت ملی اور اسی وقت قدمی الخ کا صدور ہوا دوسری طرف بھیجے کی روایات میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے اب ممتاز محرف بتائیں کہ وہ کس بناء پر یہ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ فرمان ۵۶ھ میں صادر ہوا

سکینۃ الاولیاء کی روایت میں ممتاز محرف کی کور چشمی

ممتاز محرف ص ۲۷۷ پر الزام تراشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کلام الاولیاء میں غلط بیانی کی گئی ہے اور وہ یہ کہ شیخ یوسف ہمدانی قدمی الخ کی مجلس کے حاضرین میں سے تھے اسی صفحہ پر مزید لکھتے ہیں دیدہ دلیری علمی خیانت اور غلط بیانی ملاحظہ کریں کہ من گھڑت کذب بیانی کو بھیجے الاسرار کے حوالے سے پیش کر رہے ہیں حالانکہ بھیجے الاسرار میں ایسی کوئی روایت نہیں ص ۲۷۸ پر پھر لکھتے ہیں کلام الاولیاء میں غلط بیانی کرتے ہوئے لکھا

گیا ہے کہ بھیجے الاسرار کے مطابق حضرت یوسف ہمدانی مجلس قدم شریف میں شریک تھے یہ بات سراسر غلط اور بے بنیاد ہے ممتاز محرف صاحب آپ کلام الاولیاء الا کا بر کا ص ۲۷۵ ملاحظہ فرمائیں اور یہ عبارت آنکھیں کھول کر پڑھیں لکھا ہے شہزادہ داراشکوہ

قادری مرید و خلیفہ حضرت میاں میر لاہوری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء ملفوظات حضرت میاں میر قادری لاہوری مصنفہ ۱۰۵۲ھ کے ص ۷۷ پر لکھتے ہیں خواجگان کے سلسلہ سے خواجہ یوسف ہمدانی جو اس سلسلہ کے سردار ہیں بغداد میں غوث اعظم کی صحبت میں رہے مولانا اگر آپ بصیرت کے ساتھ ساتھ بصارت سے بھی محروم نہیں ہو گئے ہیں تو دیکھئے یہاں سے بریکٹ شروع ہوتی ہے اور الگ بات بطور جملہ معترضہ شروع ہوئی جو لفظ بھجہ الاسرار پر ختم ہوئی اور یہاں بریکٹ بند ہوتی ہے آگے پھر سکینۃ الاولیاء کی عبارت شروع ہوتی ہے درمیان میں جملہ معترضہ کی عبارت یوں درج ہے (قادری عموماً بات الٹ دیتے ہیں یہاں بھی اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کی صحبت میں رہے اور ان سے فیض حاصل کرتے رہے اور اپنی روحانی مشکلات حل کرواتے رہے ملاحظہ کیجئے بھجہ الاسرار) اسکے بعد سکینۃ الاولیاء کی عبارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے اور قدمی الخ کی مجلس کے حاضرین میں سے تھے لہذا قرین قیاس یہ ہے کہ کلام ہذا ۵۲۸ھ یا ۵۲۹ھ یا ۵۳۰ھ میں ظہور پذیر ہوا ممتاز محرف صاحب اب بتائیں کہ حضرت یوسف ہمدانی قدمی کی مجلس کے حاضرین میں سے تھے یہ عبارت سکینۃ الاولیاء کی ہے یا بھجہ کی

مولانا ۔ پسینہ پونچھے اپنی جبیں سے

بریکٹ کے اندر جو عبارت ہے اسکا حوالہ بھجہ سے دیا گیا ہے اور بریکٹ سے پہلے اور بعد کی عبارت کا حوالہ سکینۃ الاولیاء سے دیا گیا ہے

۔ رمز آشنائے معنی ہر خیرہ سر نہ باشد طبع سلیم فضل است ارث پدر نہ باشد

روایت البکری میں متاخرین کا ذکر نہ ہونے سے نظریہ

عموم و شمول کا پیڑا غرق ہو گیا:

حضرت محمد البکریؒ کو انکے زمانے کا قطب تسلیم کرنا موقوف سے انحراف نہیں قطبیت کبریٰ کا ذکر اس روایت میں صریح موجود ہے تو معلوم ہو گیا کہ یہ بھی انکے زمانے کی بات تھی پھر روایت کے الفاظ یہ ہیں رأیت الاولیاء تتساقط علیہ کالذباب الاحیاء بالاجسام والاموات بالارواح یہاں زیر قدم ہونے کی تو بات ہی نہیں الاحیاء بالاجسام سے مراد زمین پر زندہ موجود اولیاء اور الاموات بالارواح سے مراد فوت شدہ اولیاء کی ارواح ہیں ممتاز محرف صاحب اب فرمائیں کہ متاخرین اولیاء کرام کا ذکر اس روایت میں کہاں ہے جب متاخرین اولیاء کا ذکر ہی نہیں تو پھر آپ نے کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے یہ کیوں فرمایا کہ متقدمین و متاخرین اولیائے کرام کے لئے محمد البکری کے قدم کے عموم و شمول کو بھی مان لیا (قدم الشیخ عبدالقادر ص ۲۴۸)

کیا اس روایت میں متاخرین اولیاء کرام کے عدم ذکر نے آپ کے مبلغ علم انداز تحقیق اور بے سند موقوف کا پردہ چاک کر دیا یا نہیں اگر آپ تحریف و تلبیس کی بجائے عقل و خرد سے کام لیتے اور اس روایت کو بھی کلام الاولیاء الا کا بر میں مذکور دیگر روایات کے ساتھ ملا کر سمجھنے کی کوشش کرتے تو یہ الزام ہرگز نہ لگاتے کہ نظریہ عموم و شمول کو تسلیم کر لیا گیا ہے

حضرت محمد البکریؒ کے قول کی وضاحت

امر کے متعلق ہمارا دعویٰ و موقف: ﴿۱﴾ ہم نے اولیاء کے لئے الھام کے

ثبوت کا انکار نہیں کیا بلکہ ہمارا موقف یہ ہے کہ اپنے مقام و مرتبہ کا اعلان اس انداز سے کہ دوسروں پر فخر کا اظہار ہو امر الہی حقیقی پر موقوف ہے۔ وحی حقیقی کے بغیر اظہار علو و تفوق عالم فناء میں غلبہ حال کی وجہ سے ہو تو عبد جب حال سے باہر آئے گا تو لازماً استغفار کرے گا

﴿۲﴾ اولیاء کرام کو اپنے مرتبے کے اظہار کا امر بھی مکر خفی ہے اور مقام عبودیت سے جدا ہونا ہے وقد یكون بعض الورثة لهم امر فی وقت بذالک وهو مکر خفی الخ اور کبھی بعض ورثہ کو اس کا امر ہوتا ہے لیکن یہ مکر خفی ہے اس لئے کہ یہ اس مقام عبودیت سے انفصال ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا (الفتوحات المکیہ ص ۱۸۷ ج اول بحوالہ حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۹۰)

﴿۳﴾ ایسے قول کا کہنا فرض و واجب اور اس پر عمل کرنا سب اولیاء پر فرض و واجب ہو اور جو اس پر عمل نہ کرے فوراً عذاب الہی میں گرفتار ہو جائے تو یہ کسی کے لئے امر الہامی نہیں بلکہ امر حقیقی یعنی وحی کا اثبات ہے

﴿۴﴾ اولیاء کے لئے عجز و نیاز کا اظہار ہی افضل ترین مقام ہے فتوحات مکیہ ص ۶۲۶ ج ۲ میں ہے پس بلاشبہ موطن دنیاوی اپنے مقام و مرتبہ کی تعریف و وضاحت نہیں چاہتا مگر انبیاء کے لئے خاص طور پر بہر حال اولیاء تو ان کا مقام عبودیت محضہ ہے یعنی صرف عجز و نیاز

﴿۵﴾ حضرت محمد البکرؐ کا قول بھی از قبیل شطیحات ہے اور یہ کلام بھی مقام استتالہ سے ہے حضرت امام شعرانیؒ حضرت ابراہیم الدسوقیؒ کے کلمات دالہ بر علو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں یہ کلام مقام استتالہ سے ہے اسکے صاحب کو یہ مرتبہ دیا جاتا ہے کہ جو چاہے بولے اور آپ سے پہلے ایسے ہی مقام پر شیخ عبدالقادر الجیلیؒ ہوئے ہیں

﴿ ۶ ﴾ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے اقوال کے بارے میں حضرت ابن عربیؒ نے فرمایا بعض وہ ہوتے ہیں جن پر شطحات غالب آجاتی ہیں کیونکہ وہ حق کے ساتھ متحقق ہوتے ہیں جیسے کہ شیخ عبدالقادر الجیلانیؒ پس وہ اپنے ہم مرتبہ اور ہم منصب لوگوں پر برتری اور فضیلت ظاہر کرتے ہیں اور اپنے سے بلند مرتبت حضرات پر بھی (الفتوحات المکیہ ص ۳۳۷ ج ۳) حضرت شیخ الشیوخ سحر وردیؒ فرماتے ہیں کہ سکر و مستی کی وجہ سے بعض کا قول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ہے عوارف المعارف شریف ص ۱۱

لطائف الہمن سے محمد البکرؒ کے قول کی تصدیق

ممتاز محرف نے حضرت شیخ محمد البکرؒ کے قول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تعالیٰ مشرقاً کان او مغرباً پر بڑے پیچ و تاب کھائے اور غیظ و غضب کا مظاہرہ فرمایا حالانکہ حضرت ابن عربیؒ نے یہ بیان فرمایا کہ ہو القاهر فوق عبادہ کا مظہر مقام استتالۃ پر فائز ولی ہر زمانہ میں ہوتا ہے باقی اولیاء اسکے زیر تصرف ہوتے ہیں اور امام شعرانیؒ نے صاف صاف بیان فرمادیا کہ صاحب مقام استتالۃ کو یہ رتبہ دیا جاتا ہے جو چاہے بولے نیز یہ بھی واضح فرمادیا کہ حضرت ابراہیم الدسوقیؒ سے پہلے ایسے ہی مقام پر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہوئے لطائف الہمن میں حضرت امام شعرانیؒ نے حضرت شیخ قدس سرہ کے بعد اس مقام پر فائز ایک اور بزرگ حضرت سیدی محمد البکرؒ کا ذکر بھی واضح الفاظ میں فرمایا ہے اب ممتاز محرف صاحب کس منہ سے کہتے ہیں کہ حضرت محمد البکرؒ سے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا صدور نہیں ہو سکتا حضرت امام شعرانیؒ فرماتے ہیں ولعمری من یری مثل سیدی محمد البکرؒ ویسمع ما یتکلم

به من العلوم والا سرار التي تبهر العقول مع صغر سنه ولم يعتقده فهو
 محروم من مدد اهل العصر كلهم فان سیدی محمدا هذا کسیدی
 عبد القادر الجیلی فی عصره من حیث الناطقة وعلو المرتبة (المنن
 الکبریٰ للشعرانی عربی ص ۱۱۶ طبع بیروت لبنان) مجھے میری زندگی کی قسم ہے جو
 شخص سیدی محمد البکری جیسے شخص کو دیکھے گا اور عقول کو حیران کر دینے والے علوم و اسرار کو
 سنے جن کے ساتھ وہ تکلم کرتے تھے باوجود آپ کے صغر سن کے اور آپ کا معتقد نہ ہو تو وہ اپنے
 اہل زمانہ سب کے سب اولیاء کی مدد سے محروم ہے پس بے شک سیدی محمد سیدی عبد القادر
 جیلانی کی طرح ہیں اپنے زمانے میں نطق اور علوم مرتبت میں انتھی
 حضرت سیدی علی وفا کی پیش گوئی تھی جس کا ذکر حضرت امام شعرانی نے اپنی کتاب الاخلاق
 المقبولیۃ،، میں سیدی محمد مغربی انصاری کی سند سے کیا ہے یہ سند حضرت علی وفا تک جاتی
 ہے لوگوں کے بھرے مجمع میں حضرت علی وفا نے فرمایا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی
 اولاد میں محمد بکری نامی ایک شخص ظہور پائے گا احوال فقر میں وہ ہمارے مقامات پائے گا
 جمع و تفصیل کی ذوقی زبان کا وارث ہوگا ہمارا مرتبہ ناطقہ اس کے حصے میں آئے گا حضرت
 علی وفا کے بعد یہ عالی مقام (غوثیت) حضرت سیدی شمس الدین حنفی کا نصیب بنا ان کے
 بعد اس تخت عظمت پر سیدی محمد بکری تشریف فرما ہوئے (جامع کرامات اولیاء اردو ص
 ۷۸۰-۷۸۱)

محمد البکری کو متقدمین و متاخرین سے افضل قرار نہیں دیا

ہم نے محمد البکری کو ان کے زمانے کے لئے قطب تسلیم کیا ہے تضاد تو تب بنے اگر ہم انہیں
 تمام متقدمین و متاخرین اولیاء سے افضل قرار دے رہے ہوں

عرض احوال کو گلہ سمجھے کیا کہا میں نے آپ کیا سمجھے

کلام الاولیاء میں محمد البکریؒ کی روایت دو طرق سے ذکر کی گئی پہلے عمدۃ التحقیق کی روایت بمع ترجمہ و تفصیل اسکے بعد افضل الصلوٰۃ کی روایت۔ لیکن ممتاز محرف کو دوسری روایت پسند آئی یقیناً اس میں انکا مخصوص ذوق کار فرما تھا وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ جمیع متقدمین و متاخرین مراد ہیں لیکن حق ظاہر ہو کر ہی رہتا ہے چنانچہ ممتاز محرف نے خود بھی اس روایت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ”زندہ اولیاء اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور وفات پانے والے بزرگ ارواح کے ساتھ حاضر تھے (قدم الشیخ ص ۲۵۱) ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اس روایت میں متقدمین اور زندہ موجود اولیاء کی حاضری کا ہی تذکرہ ہے نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ متقدمین اولیاء کی حاضری تو عزت و تکریم کی خاطر تھی کہ ان کے حضور میں حضرت شیخ قدس سرہ کو خلعت اجلال و عظمت پہنایا گیا سر جھکانے والے اولیاء اور تھے یوں تو انبیائے کرام علیہم السلام کی ارواح طیبات بھی تشریف لاتی ہیں پھر یہ معاملہ ہر قطب وقت کے ساتھ پیش آتا ہے (دیکھئے فتوحات مکیہ ص ۱۷۵ ج دوم) حیرت اس بات پر ہے کہ اس روایت کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بات ممتاز محرف کے قلم فریب رقم سے بھی نکل گئی چنانچہ لکھتے ہیں آپ کے اس اعلان پر روئے زمین کے تمام اولیائے کرام نے گردن جھکا دی قدم الشیخ ص ۲۵۰ اب انکا نظریہ عموم و شمول کہاں گیا

یا الہی یہ ماجرا کیا ہے

ممتاز محرف نے قدم الشیخ کے ص ۲۴۹ پر اس روایت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے دوبارہ یہ بات تحریر کر دی کہ ”جو زندہ تھے وہ اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور جو وفات پا چکے ان کی ارواح حاضر تھیں،، پھر اس روایت میں محمد البکریؒ کو قطبیت کبریٰ عطا کیئے جانے کا

بھی ذکر ہے اور یہ بات یقیناً ممتاز نرف کے موقف کے لئے زہر قاتل ہے نیز قدمی
 هذه على رقبة كل ولي الله تعالى مشرقا كان مغربا کے الفاظ بھی جمع
 متقدمین و متاخرین مراد لینے سے مانع ہیں اس لئے کہ مشرق اور مغرب کے اولیاء سے
 زمین پر زندہ موجود اولیاء ہی مراد ہو سکتے ہیں ممتاز نرف ایک طرف تو یہ تحریر فرماتے ہیں
 کہ روئے زمین کے اولیاء نے گردن جھکائی دوسری طرف ان کا یہ دعویٰ ہے کہ جمع
 متقدمین و متاخرین و معاصرین نے سر جھکایا

۔ بات کی طرز کو دیکھو تو کوئی جادو تھا پر ملی خاک میں سب سحر بیانی اسکی
 ممتاز نرف و ملبس اب بتائیں کہ انکے نظریہ نے یہ کہہ کر شکایت کی ہے یا نہیں کہ
 خود تیغ زدی بر من نام دگراں کردی

یہ روایت اصول درایت کے خلاف نہیں

ممتاز نرف لکھتے ہیں اصول درایت کی پابندی تو از حد ضروری ہے اصول درایت کے لحاظ
 سے یہ روایت مخدوش نظر آتی ہے مسجد نبوی شریف میں ایک بزرگ اس قسم کا اعلان
 فرمائیں جس سے انکی فوقیت خصوصیت اور برتری کا اظہار ہوتا ہو جبکہ اس مقام میں اونچی
 آواز سے بولنا اعمال صالحہ کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے (قدم الشیخ ص ۲۵۵)

تبصرہ: جب حضرت محمد البکرؐ نے مقام فنا فی الرسول میں یہ اعلان فرمایا ہے تو پھر
 اعتراض کا کیا مطلب نیز بلند آواز سے بولنا بھی مطلقاً ممنوع و ناجائز نہیں ہے مثلاً حضرت
 سیدنا بلالؓ اذان دیتے تھے اور ثویب فرماتے تھے حضرت حسان بن ثابتؓ اشعار میں
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنائیاں کرتے تھے اور خلفائے راشدین رضوان اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعد والے خطباء جمعہ کے خطبات دیا کرتے تھے اگر ممتاز محرف تعصب کی عینک اتار لیتے اور عقل و درایت سے کام لیتے تو انہیں یہ روایت اصول درایت کے خلاف نظر نہ آتی

قول غوث کی نامناسب تاویل سے انبیاء کو نہ صرف محروم سعادت

تسلیم کیا گیا بلکہ ان پر امتیوں کی فضیلت لازم آگئی

ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۴۶۳ پر لکھتے ہیں کلام الاولیاء الا کا بر کے ص ۱۰۵ پر حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاروی کے حوالے سے اس قول کو غوث اعظم سے منسوب کیا گیا ہے خضنا بحرا وقف الانبیاء علی ساحلہ ہم ایسے سمندر میں غوطہ زن ہوئے کہ انبیاء اسکے ساحل پر کھڑے ہیں اور بحر سے وجد و رقص اور شطیحات کو مراد لیا ممتاز محرف صاحب مزید لکھتے ہیں یہ قول بایزید بسطامی کا ہے جبکہ حضور غوث پاک کا فرمان اس طرح ہے جیسے حضرت اعلیٰ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے نقل کیا خضنا بحرا لم یقف علی ساحلہ الانبیاء (مکتوبات مہر یہ ص ۱۰۹ ملفوظات مہر یہ ص ۱۰۶) اسکی تشریح کرتے ہوئے آپ (حضرت پیر مہر علی شاہ) فرماتے ہیں کہ بحر سے مراد رسول پاک ﷺ ہیں اور حضور غوث پاک کے کلام کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے شریعت و طریقت کا اتباع کر کے فنا فی الرسول کے بحر میں غوطے لگائے ہیں اور ذات محمدی میں کمال فنا کا مقام حاصل کیا ہے چونکہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی شرائع اور ادیان لے کر آئے اس لئے وہ اتباع نبوی کی سعادت سے مشرف نہ ہو سکے رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں نزول فرما کر شریعت محمدیہ کی کامل اتباع کریں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لم یقف جحد کا صیغہ ہے جو ماضی کی نفی کرتا ہے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مستقبل میں آنا آپ کے فرمان

کے منافی نہیں آپ کے قول میں انبیائے سابقین مراد ہیں (قدم الشیخ عبدالقادر ص ۴۶۴) پیر صاحب گوڑوی کی طرف غلط طور پر منسوب مندرجہ بالا نامناسب تاویل و توجیہ میں انبیاء کو اتباع محمدی کی سعادت سے محروم قرار دیا گیا اور اولیاء کو اس سعادت سے بہرہ ور تسلیم کیا گیا اس طرح اولیاء کی انبیاء پر مزید سعادت کی وجہ سے فضیلت لازم آرہی ہے

اس قول کے اندراج سے اعتراض مزید قوی ہو گیا

کلام الاولیاء میں غوث پاک سے منسوب یہ قول مرقوم ہے کہ ہم ایسے سمندر میں غوطہ زن ہیں کہ انبیاء اسکے ساحل پر کھڑے ہیں ممتاز محرف صاحب نے پیر مھر علی شاہ کے حوالے سے غوث پاک کا یہ قول تحریر کیا کہ ہم ایسے سمندر میں غوطہ زن ہیں کہ انبیاء اسکے ساحل پر بھی نہ ٹھہر سکے پیر مھر علی شاہ کی طرف منسوب مکتوبات مھر یہ میں اس قول کی یہ تاویل و توجیہ درج ہے کہ بحر سے مراد اتباع نبوی کا سمندر ہے اس تاویل کی روشنی میں دونوں اقوال کو دیکھا جائے تو ممتاز محرف صاحب کے درج کردہ قول سے اعتراض مزید مضبوط ہو جاتا ہے کہ کلام الاولیاء میں درج قول میں انبیاء علیہم السلام کا بحر اتباع نبوی کے کنارے پر کھڑا ہونا تو ثابت ہو رہا تھا جبکہ اس قول میں تو ساحل پر کھڑا ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا نیز یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ کے زمانہ میں اور آپ کے زمانہ سے پہلے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اتباع محمدی سے مشرف نہ تھے جبکہ آپ آسمان چہارم پر بحسدہ زندہ موجود ہیں اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی نبوت کافۃ للناس ہے تو کیا آپ علیہ السلام زمین پر اپنے نزول سے قبل امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شامل نہیں ہیں علاوہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے تین اور نبی بھی زندہ موجود ہیں سیدنا خضر علیہ السلام سیدنا ادریس علیہ السلام سیدنا الیاس علیہ السلام تو کیا یہ حضرات بحر اتباع محمدی سے

مشرف نہیں تھے نیز سبع سماوات بھی اسی عالم دنیا سے ہیں لہذا حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ کے قول کا وہی مفہوم درست ہے جو علامہ عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ نے نبراس شرح شرح العقائد ص ۵۶۲ پر تحریر فرمایا ہے جو تفصیلاً کلام الاولیاء الا کا بر ص ۱۰۵ پر درج کر دیا گیا ہے کہ بحر سے مراد وجود رقص اور شطیحات ہیں جن سے انبیاء کرام بسبب توسیع بواطنہم من اللہ تعالیٰ جل و علا محفوظ ہیں

ہماری اس تحقیق کے بعد مکتوبات مہر یہ کی حضرت پیر مہر علی شاہ کی طرف نسبت پر اصرار کرنا ان سے عقیدت و محبت کی بجائے دشمنی ہے لہذا ممتاز احمد گولڑوی اور پیر بے ضمیر نصیر شاہ اس نسبت پر اصرار کر کے

۔ زانگوں کے تصرف میں عقابوں کا نشیمن کے مصداق نہ بنیں

بصورت دیگر ماننا پڑے گا کہ اس تشریح میں پیر صاحب گولڑہ سے سخت تسامح کا صدور ہوا ہے اور وہ بھی اتنی واضح بات میں کون نہیں جانتا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی بعثت کے بعد سب لوگ آپ کی امت میں شامل ہو چکے ہیں تو وہ زندہ انبیائے کرام علیہم السلام جو روز میثاق خدائے برتر سے وعدہ کر کے آئے تھے جناب رسول اکرم ﷺ پر ایمان کیوں نہ لائے اور امت میں شامل ہو کر بحر اتباع محمدی سے کیوں نہ رنگین ہوئے اگر وہ ایمان لائے ہیں اور یقیناً ایسا ہی ہے تو بے شک یہ انبیاء کرام علیہم السلام اتباع محمدی کے رنگ میں رنگین ہو چکے ہیں اور خضا بحر الم یقف علی ساحلہ الانبیاء کا آپکا بیان کردہ مفہوم درست نہ رہا اب دو ہی صورتیں ہیں ان میں سے جو بھی آپ پسند فرمائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں یا تو آپ کے ملفوظات و مکتوبات بلکہ فتاویٰ جات کی آپکی طرف نسبت کی صحت پر اصرار نہ کریں یا تسامح مان لیں

غرض دو گونہ عذاب است جان مجنوں را

ممتاز تلبیس

ہیں دفع وہم من توہم لجهله باولياء اللہ تعالیٰ وفساد قلبه ان الشيخ عبدالقادر قال تلک المقالة بحظ النفس و هو ی کامن فی باطنه (الی ان قال) يستحيل ان یکون قال ذالک بحظ نفس و هو ی کامن اس شخص کے وہم کو دفع کرنے میں جو جہالت اور فساد باطن کی وجہ سے خیال کرتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر نے حظ نفس اور باطن میں پوشیدہ خواہش کی وجہ سے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ (تا) پس محال ہے کہ انہوں نے حظ نفس اور پوشیدہ خواہش نفسانی کی بناء پر یہ ارشاد فرمایا ہو (قدم الشیخ ص ۱۳۳) ممتاز محرف و ملبس مزید لکھتے ہیں کہ امام شعرانی نے نشاندہی فرمادی ایسے لوگوں کے بارے میں جو ان کے ارشادات کو تکبر اور غرور پر محمول کریں گے انکے افعال و احوال کو خواہش نفس پر مبنی قرار دیں گے الخ

تبصرہ: ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ حضرت غوث اعظم نے حظ نفس اور پوشیدہ خواہش نفسانی کی وجہ سے یہ قول ارشاد فرمایا بلکہ ہمارا موقف یہ ہے کہ آپ سے یہ قول مقام فناء میں بوجہ غلبہ حال صادر ہوا جیسے کہ حضرت ابن عربیؒ وغیرہ اکابر اولیاء نے ارشاد فرمایا

خورشید نہ مجرم ارکے بینا نیست

ملاحظہ فرمائیے حضرت محقق العصر دامت برکاتہم العالیہ تحت عنوان ہمارا موقف تحریر فرماتے ہیں آپ سے یہ قول غلبہ سلطان حال و فناء تام کی ابتداء میں بوجہ سکرو مستی سرزد ہوا (کلام الاولیاء الاکابر ص ۵۱) کتاب کے بالکل آخر میں آپ تحریر فرماتے

ہیں ” چونکہ اس قول کا ظہور مقام فناء میں ہوا لہذا واضعین کا وضع رأس اس ذات کے لئے تھا جس میں آپ کو فناء تام حاصل ہوا تھا (کلام الاولیاء ص ۳۱۸) حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں صاحب عوارف نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول قدمی ہذہ الخ بقیہ سکر ہی پر محمول کیا ہے تو ان کی مراد اس قول کا تصور نہیں جیسا کہ وہم ہوتا ہے بلکہ بیان واقع کیا ہے یعنی اس قسم کی باتوں کا صدور جو کہ مباحثات و افتخار کی خبر دیتی ہیں بغیر بقیہ سکر کے ثابت نہیں کہ صحو خالص میں ایسی باتیں کہنا مشکل ہے (حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص ۷۶) ص ۲۸۵ پر وضاحت فرمائی کہ اولیاء کرام بوجہ سکر و حال معذور ہیں کما قال الشیخ شہاب الدین السہروردیؒ کلام السکاری یحمل نیز لطائف اشرفی کا حوالہ بھی اس ضمن میں واضح ہے کہ بغیر بقیہ سکر کے ایسا قول محال ہے

بھجیہ الاسرار کے حوالہ میں ممتاز تلپیس

ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۷۲ پر اپنے قلم تلپیس رقم سے لکھتے ہیں یہ عبارت اسی باب کی ہے جس میں امر الہی کے ساتھ اعلان کا تذکرہ ہے مگر آپ نے اس مفہوم کو ایک طرف کر کے یہ نتیجہ نکالا کہ اس سے مقام فردیت و قطبیت ثابت ہوتا ہے اور اسی روایت کا آخری جملہ یہ ہے وهو الاکمل فی مقام القطب لانه لسان الشفاعة کہ جس قطب کو بولنے کا حکم دیا جاتا ہے وہ مقام قطبیت میں ان اقطاب سے افضل ہوتا ہے جنہیں سکوت کا حکم دیا جاتا ہے کیونکہ یہ لسان شفاعت ہے (ملاحظہ ہو بھجیہ الاسرار ص ۱۱)

ممتاز التباس کا جواب : کلام الاولیاء الاکابر میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہے

کہ خاموش رہنے والے اقطاب افضل ہوتے ہیں اور حضرت شیخ الشیوخ سہروردیؒ نے

عوارف المعارف شریف میں اسکی صراحت فرمائی ہے۔ ہم اس معاملے میں اکابرین کی پیروی کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الشیوخ سھروردی حضرت ابن عربیؒ اور دیگر اکابر اولیاء کا موقف یہ ہے کہ خاموش رہنے والے افضل ہیں کلام الاولیاء الا اکابر میں کئی مقامات پر اس موقف کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے امر کے معاملے میں بھی ہمارا موقف وہی ہے جو اکابرین کا ہے ممتاز محرف کو بھجہ الاسرار سے آگے کچھ نظر ہی نہیں آتا

بھجہ الاسرار کے حوالے میں نامناسب تفریح

ممتاز محرف صاحب بھجہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جس قطب کو بولنے کا حکم دیا جاتا ہے وہ مقام قطبیت میں ان اقطاب سے افضل ہوتا ہے جنہیں سکوت کا حکم دیا جاتا ہے کیونکہ یہ لسان الشفاعة ہے و ہوا لا کمل فی مقام القطب لانه لسان الشفاعة اس عبارت کی رو سے حضور غوث اعظمؒ کی دوسرے تمام اقطاب پر افضلیت کا دعویٰ محل نظر ہے کیونکہ اس عبارت میں ناطق اور ساکت کا تقابل ہے حضور غوث اعظم کے علاوہ اور بھی ناطق اقطاب ہیں لہذا ممتاز محرف صاحب کی یہ تفریح نامناسب ہے ممتاز محرف صاحب اسی روایت کے ابتدائی الفاظ و من الاقطاب فی کل زمان پر نظر کر لیتے تو وہ یہ نہ کہتے کہ اس عبارت سے حضرت غوث پاک کی دوسرے تمام اقطاب پر افضلیت ثابت ہوتی ہے

۔ ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

ممتاز محرف کی بددیانتی کی انتہا: ممتاز محرف صاحب الزام تراشی کرتے

ہوئے لکھتے ہیں بھجہ کی روایت میں غلط بیانی اور علمی خیانت کی انتہا کر دی وہ اس طرح کہ

اس روایت کے خلاصے کو کتاب کے ص ۵۳ پر نقل کرتے ہوئے یوں لکھا کہ خاموش رہنے والے اقطاب اظہار فرمانے والوں سے افضل ہوتے ہیں حالانکہ بھجیہ الاسرار کی عبارت کا مفہوم یوں تھا کہ اظہار فرمانے والے اقطاب خاموش رہنے والوں سے افضل ہوتے ہیں ممتاز محرف کو خود بات سمجھ نہیں آئی حضرت محقق العصر مدظلہ العالی نے بھجیہ کی روایت کا خلاصہ بیان نہیں کیا بلکہ عوارف المعارف شریف کا بیان نقل کیا ہے حضرت سہروردی بالصراحت فرماتے ہیں خاموش رہنے والے اقطاب افضل ہوتے ہیں کلام الاولیاء الا کا بر ص ۵۸ پر حضرت محقق العصر مدظلہ العالی بھجیہ کی مذکورہ روایت سے پہلے تحریر فرماتے ہیں (یہ امر آئندہ اوراق میں حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردیؒ و دیگر اولیاء کرام کے ارشادات سے عیاں ہو رہا ہے کہ اولیاء کی قدسی جماعت میں صاحب سکوت صاحب کلام سے افضل ہوتا ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں) ممتاز محرف کو عوارف شریف کی عبارت نظر نہ آئی ان کا ذہن نارسا بھجیہ اور صاحب بھجیہ سے آگے نہیں نکلتا بمصداق

اندھا ونڈے شربینیاں تے مڑ مڑ اپنے گھر

ممتاز محرف صاحب کو دوسروں کی غلطیاں نکالنے کا شوق ہے چنانچہ خود ہی ایک بات فرض کر لیتے ہیں اور پھر تبصرہ کرتے ہوئے صفحات کے صفحات سیاہ کرتے چلے جاتے ہیں انہوں نے تطویل لا طائل کی یہی عادت تمام کتاب میں اختیار کی ہے حضرت محقق العصر مدظلہ العالی نے کلام الاولیاء الا کا بر ص ۶۲ پر تحت عنوان حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردیؒ حضرت سہروردی کا یہ فرمان درج فرمایا

ومن اشکل علیہ ذالک ولم یعلم انه من استراق النفس السمع فلیزن ذالک بمیزان اصحاب رسول اللہ ﷺ وتواضعهم واجتنابہم امثال

هذه الكلمات واستبعادهم ان يجوز للعبء التظاهر بشئى من ذلك
ولكن يجعل لكلام الصادقين وجه فى السحة ويقال ان ذلك طمح

عليهم فى سكر الحال و كلام السكارى يحمل

اگر کسی کو اشکال پیش آئے اور نہ جانے کہ یہ نفس کی چوری سے سنی ہوئی باتیں ہیں تو وہ اس
قسم کے اقوال کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کے ترازو میں تولے اور ان کی تواضع کو
خیال کرے کہ وہ اس قسم کے الفاظ سے پرہیز کرتے تھے اور کسی بندہ حق کیلئے وہ یہ مناسب
نہیں سمجھتے تھے کہ وہ ایسے کلمات نکالے تاہم ایسے مخصوص حضرات کے کلام کو قابل عذر سمجھنے
کی ایک وجہ نکالی جائے گی اور یوں کہا جائے گا کہ ان کا یہ جوش کلام مستی کی حالت میں
ہے اور متوالوں کا کلام برداشت کر لیا جاتا ہے۔ کلام الاولیاء کے ص ۶۴ پر مندرجہ بالا
عبارت کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا نیز اس سے ثابت ہوا کہ ایسے کلمات کے
قائل حضرات سے اجتناب کرنے والے حضرات افضل و اکمل ہیں چنانچہ صحابہ کرام نے
ایسا کلام نہیں فرمایا اسی طرح دوسرے حضرات سے بھی ایسے ہیں جو کلمات عجب سے دور
رہے اور عبودیت محضہ اور عجز و تواضع پر قائم رہے جو کہ اولیائے کرام کے مناسب حال اور
ان کا اصل مقام ہے

مفسر لکھ دیا اور تفسیر حذف کر لی : اول حصہ یعنی مفسر لکھ دیا مگر آخری

اور فیصلہ کن تفسیر والا حصہ ہضم کر لیا ممتاز محرف القول المستحسن کے حوالے سے لکھتے ہیں

القائل بامر الله اتفاقا قدمى هذه على رقة كل ولي الله مصنف نے آپ

(حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی) کے ارشاد گرامی کو بالاتفاق بامر الہی قرار دیا (قدم الشیخ

عبدالقادر ص ۱۸۱) ممتاز محرف نے اتنا حصہ تو لکھ دیا مگر اس سے آگے تفسیری اور فیصلہ کن

حصہ حذف کر ڈالا حالانکہ اصل محل نزاع تو یہی حصہ تھا ملاحظہ کیجئے حضرت مصنفؒ کل ولی اللہ کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ای من اهل عصرہ علی ما اتفقت علیہ کلمة الائمة کما یشہر من کتاب البهجة وغیرہ (القول المستحسن ص ۵۵۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن) یعنی آپکے اہل زمان اولیاء اللہ میں سے اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے جیسے کہ کتاب بھیجہ اور دیگر کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے

ہم عصر اولیاء مراد ہونے پر تمام ائمہ کا اجماع ہے

بنیادی بحث یہ ہے کہ قدمی سے متقدمین و متاخرین اولیاء مراد ہیں یا نہیں مندرجہ بالا روایت سے واضح ہے کہ اس بات پر تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ قدمی الخ سے متقدمین و متاخرین اولیاء مراد نہیں بلکہ حضرت شیخ کے ہم زمانہ اولیاء مراد ہیں یہی ہمارا مدعا اصلی تھا جو اس روایت کی رو سے بھی ثابت ہو گیا

قدمی کا بامرا لہی ہونا یا نہ ہونا ضمنی بحث ہے

قدمی الہام سے ہے یا نہیں یہ ضمنی بحث ہے دونوں صورتوں میں مراد اس روایت کی رو سے اس زمانے کے اولیاء ہی ہونگے اس میں تو کوئی اختلاف نہیں بلکہ ممتاز گولڑوی کے مسلم و من پسند محقق نے اس روایت میں وضاحت و صراحت کر دی کہ آپکے ہم زمانہ اولیاء مراد ہیں اور اس بات پر وہ تمام ائمہ کا اجماع نقل کر رہے ہیں انانت و دیانت ایمانداری اور انصاف دیکھو کہ ایک روایت میں سے جو بات اپنی مرضی کے مطابق تھی کہ آپ نے قدمی بامرا لہی کہا اور اس پر اتفاق ہے اسکو نقل کر دیا اور جو بات اپنی مرضی کے خلاف تھی کہ آپکے ہم عصر اولیاء مراد ہیں اور اس پر تمام ائمہ کا اتفاق و اجماع ہے اس سے اعراض کیا

ایک اجماع کو مان لیا اور دوسرے کا انکار کر دیا اپنے مسلم محقق کی بات تو مان لیتے اور اسکی لگائی ہوئی من اہل عصرہ کی قید کو تو حذف نہ کرتے نیز صاحب القول المستحسن سے بامر اللہ اتفاقاً کہنے میں مسامحت کا صدور ہوا ہے اس لئے کہ جب شیخ الشیوخ الامام السہروردی حضرت شیخ اکبر ابن عربی حضرت علی الخواص امام شعرانی حضرت مجدد الف ثانی وغیر ہم ائمہ امرالہی کے قائل نہیں ہیں تو اتفاق کہاں

عظیم تحریف مفسر لکھ دیا اور تفسیر حذف کر دی

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۱۶۱ پر لکھتے ہیں کہ انہوں نے امام شعرانی سے یہ امید لگا رکھی تھی کہ شاید وہ انکے موقف کو تقویت پہنچائیں گے حضرت امام شعرانی لطائف المہمن ص ۵۰ پر لکھتے ہیں وکان الشیخ عبدالقادر الجیلی یقول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے

ممتاز تحریف: یعنی من اہل عصرہ تفسیر حذف کر دی

لطائف المہمن کی مکمل عبارت: وکان الشیخ عبدالقادر الجیلی یقول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی من اہل عصرہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے یعنی آپ کے زمانہ والے اولیاء کی گردن پر آپ کا قدم ہے

وقت کی قید کو تحریف کر کے ختم کرنے کی سعی مذموم

حضرت امام شعرانی نے زمانہ کی قید ذکر کی لیکن ممتاز محرف کو گوارا نہ ہوئی اور اپنی عادت سے مجبور ہو کر حذف کر دی

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

سیدنا جبیلانی کا سیدنا جمیری سے فیض پانا: کلام الاولیاء الا کا برص

۲۵۷ پر ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلسلہ چشتیہ میں بھی غوث پاک کا ہی فیض ہے لہذا غوث پاک اور ان کا سلسلہ افضل ہے جو با عرض ہے کہ معاملہ یکطرفہ نہیں بلکہ دوطرفہ ہے اگر خواجہ جمیری فیض یافتہ ہیں تو حضرت جبیلانی بھی حضرت خواجہ جمیری سے فیض یافتہ ہیں اقتباس الانوار ص ۱۳۵ میں ہے مخصوص ترتیب اسم اعظم جو رسول خدا ﷺ سے سینہ بسینہ حضرت خواجہ ”کو پہنچی تھی وہ آپ سے حضرت غوث پاک نے حاصل کی مولوی ممتاز گولڑوی اقتباس الانوار سے روایت کا کچھ حصہ جو حضرت غوث اعظم سے حضرت سلطان الہند کے استفادہ سے متعلق تھا درج کرنے کے بعد تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ہم نے اقتباس الانوار کے حوالے سے کچھ وضاحت کر دی جس سے قارئین کرام پر حقیقت حال منکشف ہو جائے گی اور انکے حوالہ کا وزن معلوم ہو جائے گا (قدم الشیخ عبدالقادر ص ۲۲۸)

اقتباس الانوار ص ۱۳۵ سے اقتباس: ترتیب خاص اسم اعظم کہ حضرت

سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جبیلانی را از رسول خدا سینہ بسینہ رسیدہ بود. خواجہ بزرگ تلقین فرمود و ترتیب مخصوص اسم اعظم کہ حضرت خواجہ بزرگ را از رسول خدا سینہ بسینہ رسیدہ بود از دے بہ حضرت غوث اعظم رسید (اقتباس الانوار ص ۱۳۵)

تبصرہ ۵: اقتباس الانوار کے مصنف نے حضرت سیدنا جبیلانی کے حضرت خواجہ بزرگ

سے فیض یاب ہونے کا انکار نہیں فرمایا بلکہ اسکو صراحتاً بیان کر دیا غرضیکہ معاملہ یکطرفہ نہیں بلکہ دوطرفہ ہے ممتاز محرف نے اقتباس الانوار کی روایت کا کچھ حصہ درج کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اقتباس الانوار کے مصنف تو یکطرفہ حصول فیض کو بیان کرتے ہیں قارئین کرام کو انکے حوالے کا وزن بھی معلوم ہو گیا ہوگا معین الہند مصنف ڈاکٹر ظہور الحسن شارب حقیقت گلزار صابری مؤلفہ شاہ محمد حسن صابری ص ۱۰۹ تا ص ۱۱۰ اور کئی دیگر کتب میں دوطرفہ حصول فیض کا ذکر ہے

صاحب انوار الاقتباس خواجہ بزرگ سے غوث پاک کے

مستفیض ہونے کا انکار نہیں کرتے

صاحب اقتباس الانوار اس عنوان کے تحت (کہ قصہ ملاقات خواجہ بزرگ با حضرت غوث اعظمؒ ایں کاتب حروف از زبان بعضے ثقات چنان شنیدہ یعنی خواجہ بزرگ کی حضرت غوث پاک کے ساتھ ملاقات کا قصہ اس کاتب حروف نے بعض ثقہ اور معتبر حضرات کی زبان سے اس طرح سنا ہے) لکھتے ہیں ترتیب مخصوص اسم اعظم کہ خواجہ بزرگ را از رسول خدا سینہ بسینہ رسیدہ بود ازوے با حضرت غوث اعظم رسید کہ اسم اعظم کی مخصوص ترتیب جو حضرت خواجہ بزرگ کو رسول اکرم ﷺ سے سینہ بسینہ پہنچی تھی آپ سے حضرت غوث پاک کو ملی اب جو بات ثقہ اور معتبر راویوں سے صاحب اقتباس الانوار بیان کر رہے ہیں اسکی چند سطروں کے بعد تردید کیسے کر سکتے ہیں اس سے آگے آپ نے زبدۃ الحقائق میں سے یہ روایت لکھی کہ خواجہ بزرگ نے حضرت غوث اعظم سے خرقہ خلافت حاصل کیا اس خرقہ حاصل کرنے کی روایت کی تردید کرنے کیلئے آپ نے یہ لکھا کہ ثقات عدول کی کتب

سے جو بات بے شک و شبہ ثابت ہے یہ ہے کہ آپ نے صرف فیض حاصل کیا جس طرح کوئی پیر صحبت سے فیض حاصل کرتا ہے اور اس کے سوا اس باب میں جو کچھ لکھا گیا ہے چیز اعتبار سے خارج ہے اور زبدۃ الحقائق کا ملفوظ خواجہ بزرگ ہونا اور قطب پاک کا اس کے جامع ہونے میں تردد ہے احتمال ہے کہ کسی نے ان دونوں بزرگوں کے ناموں سے یہ کتاب بنادی اس ساری عبارت سے یہ واضح ہے کہ صاحب اقتباس الانوار زبدۃ الحقائق کی خرقہ حاصل کرنے والی روایت کا ہی رد کر رہے ہیں نہ کہ غوث پاک کے خواجہ بزرگ سے فیض حاصل کرنے کا جسے وہ ثقہ روایوں سے پہلے ثابت کر چکے ہیں

جواہر فریدی: ممتاز محرف مولوی ممتاز گولڑوی نے قدم الشیخ کے ص ۴۲۳ پر

حضرت غوث اعظم سے حضرت سلطان الہند کے استفادہ کا عنوان قائم کیا اور جواہر فریدی کی روایت درج کرنے سے پہلے لکھتے ہیں جواہر فریدی کے مؤلف بھی حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے سیدنا غوث اعظم سے استفادہ کی تصدیق کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ حضرت غریب نواز پانچ ماہ سات روز حضرت غوث پاکؒ کی خدمت میں رہے اور ہر دو حضرات ایک دوسرے کی صحبت سے محفوظ ہوئے جواہر فریدی کی عبارت یہ ہے بسیار نعمت و حظوظ از صحبت یگدگر حاصل نمودند (جواہر فریدی ص ۱۲۷-۱۲۸)

تبصرہ ۵: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت غوث اعظم نے بھی حضرت خواجہ غریب نوازؒ سے فیض حاصل کیا حالانکہ غوث پاکؒ اس وقت اپنی عمر کے آخری حصہ میں تھے اور حضرت غریب نوازؒ کی عمر اس وقت تقریباً چوبیس سال تھی ابتدائے سلوک میں حضرت خواجہ اعظم کا یہ مقام ہے تو آپ کا منتہی کیسا ہوگا

سلسلہ قادریہ کی افضلیت پر ممتاز محرف کی بھونڈی دلیل

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۱۷۵ پر اذا لم تستح فاصنع ما شئت کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے لکھتے ہیں شاہ نیاز احمد حضرت محبت النبی مولانا فخر الدین دہلوی کے خلیفہ اور حضرت خواجہ نور محمد کے پیر بھائی تھے آپ نے بعد میں رامپور میں حضرت السید عبداللہ گیلانی کے ساتھ سلسلہ قادریہ میں بیعت کی حضرت سید صاحب موصوف بغداد شریف سے تشریف لائے تھے۔

تبصرہ: محبت النبی محبوب رب العالمین حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلویؒ تو

رہے ایک طرف انکے ادنیٰ غلاموں سے ایک جہاں فیض یاب ہوا
 وہاں سے فیض یاب معرفت سارا زمانہ ہے فخر الدین چشتی کا وہ روشن آستانہ ہے
 انکے فیض عمیم کے بارے میں پوچھنا ہے تو حضرت خواجہ حاجی لعل محمد چشتیؒ حضرت خواجہ
 نور محمد مہارویؒ غوثِ زمان خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ تو نسویؒ خواجہ شمس العارفین سیالویؒ سے
 پوچھو اگر کسی کے اپنے نصیب میں کچھ نہ ہو تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے
 اے ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ
 اے اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں

فیضِ محبت عام تو ہے عرفاں محبت عام نہیں

ممتاز محرف کو اگر ان کے فیضان کا آفتاب نظر نہیں آتا تو اسمیں انکی اپنی آنکھوں کا قصور ہے
 نہ کہ آفتاب ولایت کا

اے نور گیتی فروز چشمہ ہور زشت باشد چشم موشک کور

نیز اس قسم کی باتوں سے سلسلہ اور ارباب سلسلہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو حضرت پیر مہر علی شاہؒ بھی پہلے اپنے ماموں حضرت فضل دینؒ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے بلکہ خلافت بھی حاصل کر چکے تھے بعد میں حضرت شمس العارفین سیالویؒ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اس کے متعلق ممتاز محرف صاحب کیا فرمائیں گے؟

قصہ شاہ نیاز احمد بریلوی: حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ فرماتے ہیں

ہیں در مشائخ سلسلہ مارضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بغیر از پیر خود فیض نگر فتنہ و اہل دیگر سلاسل از بسا بزرگان فیض گرفتہ اند و از متوسلاں سلسلہ ما اگر کسے بطرفے برائے فیض گرفتن التفاتے کند فی الفور فیض چشتیہ ازوے سلب شود و فیض آں بزرگ اورا حاصل نشود و خائب و خاسر ماند چنانچہ قصہ شاہ نیاز احمد خلیفہ حضرت مولانا فخر الحق والدینؒ مشہور است غذا الحکیمین ص ۴۱۶

ہمارے سلسلہ کے مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے اپنے پیر کے بغیر فیض نہیں لیا دیگر سلاسل والے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کرتے ہیں ہمارے سلسلہ کے متوسلوں میں سے اگر کوئی فیض حاصل کرنے کے لئے کسی اور جانب التفات کرے تو فوری طور پر فیض چشتیہ اس سے سلب ہو جاتا ہے اور اس بزرگ کا فیض اسے حاصل نہیں ہوتا اور خائب و خاسر رہ جاتا ہے جیسے کہ شاہ نیاز احمد خلیفہ حضرت مولانا فخر الحق والدینؒ کا قصہ مشہور ہے

عبید اللہ چشتی کا حوالہ: ممتاز محرف نے قدم الشیخ کے ص ۲۴۳ پر بعض لوگوں

کے حوالے سے لکھا کہ انہوں نے کہا فرمان غوثیہ کی صحیح تاویل کو عبید اللہ چشتی نے اپنے

مختصر رسالہ میں خصوصاً بالتفصیل بیان کیا اور ہمیں چونکہ خوف طوالت دامن گیر ہے اس لئے اس فرمان مذکور کی تاویل میں صرف وہ حصہ جو عبید اللہ چشتی نے تمہیداً تحریر کیا ہے درج کرتے ہیں اور وہ یہ ہے ”قدمی الخ کا ایسا معنی کرنا چاہیے کہ اس سے آپ کی فضیلت و فوقیت انبیاء کرام علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام و تابعین علیہم الرضوان پر لازم نہ آئے“ اس حوالہ کو درج کرنے کے بعد ممتاز محرف نے فوراً ہی یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ بحمد اللہ یہی ہمارا مسلک و موقف ہے ممتاز محرف اپنا بیان بدلتے رہتے ہیں شاید ان کا پروگرام یہ ہے کہ خدا بھی راضی اور رہے شیطان بھی خوش یا ان کا منصوبہ یہ ہے کہ

بات وہ کہئے جس کے سو پہلو ہوں کوئی پہلو تو رہے بات بدلنے کے لیے

ایک نامکمل حوالہ درج کرنے کے بعد ممتاز محرف کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ اپنے خود ساختہ نظریہ کو کسی کے سر تھوپیں ممتاز محرف صاحب یہ تمہارا مسلک کیسے ہوا؟ تم کب تابعین کو مستثنیٰ تسلیم کرتے ہو اگر تابعین مستثنیٰ ہو جائیں تو تمام متقدمین و متاخرین اولیاء مراد نہ ہوئے بلکہ تبع تابعین اور دیگر اولیاء کرام کے خروج کا قوی احتمال پیدا ہو گیا اور اس طرح تمہارا من گھڑت نظریہ عموم و شمول فرمان غوثیہ ختم ہو کر رہ گیا حدیث پاک خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم میں تبع تابعین کے زمانہ کو بھی افضل قرار دیا گیا بلکہ ایک روایت میں چار زمانوں کو افضل قرار دیا گیا

لقب غوث اعظم: ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۲۵۰ پر لکھتے ہیں کہ آپ

نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو غوث اعظم اور قطب اعظم بھی تسلیم کیا ہے مگر آپ اس موقف پر قائم رہے کہ یہ اعلان متقدمین و متاخرین کو شامل نہیں

تبصرہ: حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے غوث اعظم ہونے کا کون انکار کرتا ہے لیکن ہمارا موقف یہ ہے کہ ہر زمانے میں ایک غوث الاعظم ہوتا ہے باقی تمام اولیاء ابدال، اوتاد، اخیر نجباء نقباء اسکے ماتحت ہوتے ہیں وہ اس دور کا حاکم ہوتا ہے ہم حضرت غوث پاکؒ کی ہر وہ شان تسلیم کرتے ہیں جو ان کے شایان شان ہے جبکہ عالی اپنے غلو میں بھٹکتے ہیں

لقب غوث اعظم کا اطلاق: ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۴۷۵ پر لکھتے ہیں

مشائخ چشت کی کسی بھی کتاب میں کسی دوسرے بزرگ کے ساتھ غوث اعظم کا لقب نہیں لکھا گیا۔ اس معاملہ میں گزارش یہ ہے کہ اگر کسی کے لئے یہ لقب مشہور ہو گیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا اطلاق ہی کسی اور بزرگ پر نہیں ہو سکتا غوث وقت حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی کچھوچھوئی کے ملفوظات طیبات لطائف اشرفی میں اس بات کی صراحت موجود ہے مشائخ چشت کی کتاب سیر الاقطاب جو ممتاز محرف کی مسلم و من پسند کتاب ہے اور جس کے حوالے بھی انہوں نے اپنی کتاب میں درج کئے ہیں حضرت سلطان ابراہیم بن ادھمؒ کے نام کے ساتھ غوث اعظم لکھا ہوا ہے علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں قطب النجم اور قطب الاقطاب کا نام ہی غوث الاعظم ہوتا ہے

غوث اعظم کے لقب کا اطلاق اس منصب پر فائز ہر قطب

وقت پر ہوتا ہے: ومنہم غوث الاعظم سلطان ابراہیم بن ادھم قدس اللہ سرہ العزیز

آں سرورد نیاودین آں مقرب حضرت رب العالمین آں جہان عظمت وشہامت آں عالم
فیض وکرامت آں عارف ربانی آں محبوب سبحانی آں سراج الکاملین آں برہان
الواصلین آں درزہد فخر بردہ برہمہ عالم حضرت غوث الاعظم سلطان ابراہیم ادھم
قدس اللہ سرہ العزیز (سیر الاقطاب فارسی ص ۲۹)

لطائف اشرفی

چہ باشد گرازاں فیاض مطلق رسد فیضے بسوئے بندہ الحق

اما قطب الاقطاب در تمام عالم ذات واحد بود و چند الفاظ مترادف بر آسامی مشترکہ ایشان
اطلاق کردہ اند مثل قطب الدائرہ و غوث الاعظم و انسان کامل و قطب الاقطاب و قطب
الاعلیٰ و منظر کلی و جہانگیر و لیکن عند اللہ اسم شریف غوث عبداللہ است کہ یگانہ روزگار و فرید
اعصار بود حق تعالیٰ ذات یگانہ اورا منظر کلی اسرار و منظر انظار خود کردہ از عالم در ہر زمانہ
بر قلب ابراہیم قیل علی قلب اسرافیل قیام وجود عنصری و صورت پیکری باوست (لطائف
اشرفی ص ۹۶)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: علامہ علی قاری تحریر فرماتے ہیں

قطب الاقطاب المسمى بالغوث الاعظم ص ۱۷۸ ج ۱۰

غوث اعظم مختص لقب نہیں: ممتاز محرف صاحب اعتراض کرتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ کلام الاولیاء کے ص ۱۸۵ پر ہے کہ غوث اعظم کسی شخص کا نام نہیں اس منصب
پر قائم ہر ولی کا لقب ہے نیز لکھتے ہیں کہ تصوف کی مستند کتابوں رسالہ قشیریہ کشف المحجوب

الفتوحات المکیہ الیواقیت والجواہر وغیرہ میں ولایت کے جو مقامات درج ہیں ان میں لفظ غوث اور قطب مستعمل ہے چنانچہ امام شعرانی قطب اور غوث ہی کو اکبر الاولیاء کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں غوث اعظم کا لفظ تصوف کی ان کتابوں میں کہیں بھی درج نہیں کیا گیا (قدم الشیخ ص ۴۷۶) ممتاز محرف نے ایک طرف تو یہ تسلیم کیا کہ اکبر الاولیاء کو قطب اور غوث کے لفظ سے ہی بیان کیا جاتا دوسری طرف یہ دعویٰ کیا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے مقام ولایت کی عظمت و جلالت کی وجہ سے آپ کو غوث اعظم کے مختص لقب سے یاد کیا جاتا ہے آپ کے سوا کوئی اور غوث اعظم نہیں دنیا میں غوث اعظم صرف ایک ہی ہوا ہے اور وہ آپ ہیں

لفظ غوث الاعظم پر تبصرہ: (۱) اصطلاحات تصوف یا اکثر کتب تصوف میں

غوث اعظم کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے اولیاء کاملین نے کتب تصوف میں جہاں کہیں بھی روحانی مناصب کا ذکر فرمایا ہے وہاں اکثر قطب، قطب مدار، قطب عالم، قطب ارشاد، قطب الاقطاب، یا غوث کا لفظ ذکر فرمایا۔ یعنی وہ ایک ولی اللہ جو سارے عالم میں بحکم خدائے برتر متصرف و حاکم ہوتا ہے اور اس کے زمانہ میں دوسرے اولیاء کرام اس کے ماتحت ہوتے ہیں اسے ان القاب سے یاد کیا جاتا ہے ایسا ولی اللہ ہر دور اور ہر زمانہ میں ہوتا ہے اور ایک کی وفات کے بعد دوسرا اس منصب پر فائز کیا جاتا ہے تو ثابت ہوا کہ یہ لفظ بعد کی ایجاد ہے اور ہندوستانی قادر یوں کی خود ساختہ ایجاد ہے۔ عرب ممالک میں یہاں تک کہ عراق میں بھی حضرت شیخ کے لئے یہ لقب استعمال نہیں ہوتا سب لوگ صرف شیخ ہی کہتے ہیں۔ بصورت تسلیم یہ لقب آپ کے ساتھ خاص نہیں ہوگا بلکہ ہر دور کا قطب اعظم یا قطب الاقطاب ہی غوث اعظم کہلائے گا درحقیقت قطبیت اصلہ وغیر اصلہ کی

بحث سے ہی لفظ غوث اعظم پیدا کیا گیا جس کی ہم تفصیلاً تردید کر چکے افسوس تو یہ ہے کہ جن ائمہ اثنا عشر کو قادری حضرات قطبیتِ اصلیہ پر فائز تسلیم کرتے ہیں انہیں بھی غوثِ اعظم کا لقب نہیں دیتے کس قدر تعجب خیز امر ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی ذوالنورین، مولیٰ کائنات علی المرتضیٰ، حسنین کریمین، رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی بھی غوثِ اعظم نہ ہو اور صرف آپ ہی اکیلے غوثِ اعظم ہوئے ان غالی لوگوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مکتوب کے بہانے (جس پر مکمل بحث پہلے ہو چکی ہے پہلے تو قطبیتِ اصلیہ وغیر اصلیہ کی بحث چھیڑی حالانکہ آپ کے اس مکتوب میں اصلیتِ اصلیہ کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ پھر قطبیتِ اصلیہ کو ائمہ اثنا عشر اور حضرت شیخ جیلانی کے ساتھ مخصوص و منحصر کر دیا جس کی کوئی بھی معقول وجہ یا دلیل نہیں

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی تھا پھر اس بحث مذکور میں سے لفظ غوثِ اعظم ایجاد کر لیا اور اسے حضرت شیخ کی ذات کے ساتھ ہی خاص کر دیا تھا اور حضراتِ ائمہ اثنا عشر کو بھی اس لقب سے معطل اور بے بہرہ قرار دیا

چہ دلا اور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

(۲) اسم تفضیل کا لفظ ایسے کسی بھی موقع محل میں جب استعمال کیا جاتا ہے تو قبل از اسم تفضیل لفظ من مقدر ہوتا ہے اور حصر و قصر والا معنی مراد نہیں ہوتا غوثِ اعظم یا خیر الناس یا احب الناس سے مراد غوث من اعظم الاغواث یا رجل من خیر الناس یا رجل من احب الناس ہوگا حدیث شریف میں ہے کہ دجال مدینہ شریف میں داخل نہ ہو سکے گا اور مدینہ عالیہ سے باہر قیام کرے گا فیخرج الیہ یومئذ رجل هو خیر الناس او من خیر الناس اب ظاہر ہے کہ وہ مرد خواہ حضرت خضر علیہ السلام ہی ہوں سب

لوگوں سے بہتر اور افضل تو نہیں ہیں بہت سے رسل کرام علیہم السلام خصوصاً ہمارے نبی اکرم ﷺ حضرت خضر علیہ السلام سے یقیناً افضل ہیں حاشیہ بخاری شریف ص ۲۰۶ ج ۱ میں ہے لفظ من مرادة والمراد من افضل الاعمال كذا كما يقال فلان اعقل الناس اى من اعقلهم ومنه قوله عليه السلام خير كم خير كم لاهله (منقول من العینی) یعنی ایسے مقامات میں من مقدر ہوتا ہے افضل الاعمال سے مراد من افضل الاعمال ہے اس طرح اعقل الناس کہا جائے تو مراد من اعقل الناس ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے انصار کو فرمایا انتم احب الناس الی (بخاری شریف ص ۵۳۲ ج ۱) تو یہ ہرگز مراد نہیں ہو سکتا کہ مہاجرین احب نہیں یقیناً وہ بھی احب ہیں لہذا احب الناس سے مراد من احب الناس ہی ہے یعنی اے انصار تم ان لوگوں میں سے ہو جو مجھے بہت پیارے ہیں نہ یہ کہ صرف تم ہی احب ہو اور دوسرا کوئی احب نہیں اسی طرح فرمایا ان احب اسماء کم الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمان (مسلم شریف ص ۲۰۶ ج ۱) یوں ہی حضرت زید اور حضرت اسامہ بن زید کے بارے میں فرمان نبوی ہے ان تطعنوا فی امارتہ یرید اسامہ بن زید فقد طعنتم فی امارۃ ابیہ من قبلہ وایم اللہ ان کان لخلیقاً لہا ان هذا لہا لخلیق یرید اسامہ ایم اللہ ان کان لاحبہم الی من بعدہ فاوصیکم بہ فانہ من صالحکم . اگر تم اس کی امارت میں طعن کرتے ہو آپ نے اسامہ بن زید کا ارادہ فرمایا تو ضرورتاً تم نے اس کے باپ کی امارت میں بھی اس سے پہلے طعن کیا اور اللہ کی قسم بے شک وہ اس کے لائق تھا بلاشبہ یہ اسکے لائق ہے آپ نے اسامہ کا ارادہ فرمایا قسم اللہ کی اسکے بعد یہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے میں تمہیں اسکے بارے میں وصیت کرتا ہوں بلاشبہ وہ تمہارے صالحین میں

سے ہے (مسلم شریف ۲۸۳ ج ۲) تو حضرت زیدؓ اور حضرت اسامہؓ احب الناس ہیں اور یقیناً ہیں مگر اسکا یہ مفہوم لینا یقیناً غلط ہوگا کہ صرف یہ دونوں ہی احب ہیں کوئی دوسرا احب نہیں ہے لہذا یہاں بھی من احب الناس مراد ہوگا یعنی جو لوگ بہت پیارے ہیں ان میں سے یہ بھی ہیں اسی طرح غوث الاعظم کے لقب میں بھی حصرو قصر والا معنی مراد لینا یقیناً غلط ہوگا اور اس سے مراد غوث من اعظم الاغوات ہوگا یعنی ہر زمانہ میں ایک بڑا غوث (غوث اعظم) ہوتا ہے اور آپ بھی ان بڑے اغوات میں سے ایک ہیں لہذا یہ دعویٰ کہ صرف آپ ہی غوث الاعظم ہیں کوئی دوسرا غوث الاعظم نہیں بالکل بے بنیاد ہے ہر قطب وقت اپنے وقت کا غوث الاعظم ہوتا ہے

ممتاز محرف صاحب کسی کو مستثنیٰ کرنے پر رضامند نظر نہیں آتے

قدم الشیخ کے ص ۵۳ پر لکھتے ہیں فخصعت له رقاب الاولیاء المتقدمین والمعاصرین والمتاخرین الی یوم الدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تبصرہ: یہاں اپنے مشائخ کے برخلاف نہ تو ممتاز محرف نے اکابر تابعین کو مستثنیٰ کیا نہ ہی حضرت امام مہدیؑ کو یہاں تو انکے ایمان کی بنیادیں بھی نہیں لرزیں اس طرح کے اقدامات سے انکو قدرے سکون حاصل ہوتا ہے اور پیچ و تاب کھانے سے بھی بچ جاتے ہیں انکی حالت یہ ہے کہ

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ممتاز محرف کے پیر بے ضمیر کی مبالغہ آرائی

ممتاز محرف نے قدم الشیخ کے ص ۳۹ پر یہ اشعار درج کئے

حسن میں علم و جلالت میں مسیحا میں کوئی ثانی نہیں اے دلبرز ہر اتیرا

تبصرہ ۵: ممتاز محرف صاحب یہاں کس دلیل سے تخصیص کرینگے ہمیں بھی مطلع کریں

اس لئے کہ تخصیص عقلی کو وہ کیا تسلیم کرینگے اولیاء کرام کے ارشادات سے قدمی انج کی تخصیص کرنے پر تیار نہیں ہیں

پاسکا تیرے سوا کون مقام مخدع تجھ سے مخصوص ہے یہ رتبہ اعلیٰ تیرا

تبصرہ ۵: مقام مخدع افراد و اصلین سے قطب کے چھپنے کا مقام ہے حضرت ابن عربیؒ

نے اس مقام کو حضرت غوث اعظمؒ سے خاص نہیں فرمایا دیکھئے (فتوحات مکیہ ص ۱۳۰ ج ۲)

جو کہا تو نے وہ مامور من اللہ ہو کر اپنی خواہش سے نہیں کوئی بھی دعویٰ تیرا

تبصرہ ۵: حضرت ابن عربیؒ نے ان دعاوی کو شطحات کہہ کر آپکے مامور من اللہ ہونے کی

نفی کردی اور امام شعرانی نے لطائف المنن میں صراحت فرمائی کہ آپ بلا امر تصرف فرماتے تھے

عہد تک تیرے نہیں تیرا تصرف محدود

سچ تو یہ ہے کہ ہر اک عہد ہے شاہا تیرا

اگر پیر بے ضمیر اس سے مراد قدم غوث بر جمیع اولیاء مراد لیتے ہیں تو یہ بات

قابل مذمت ہے اگر یہ مراد لیں کہ آپکا فیضان اور آپکا سلسلہ جاری رہے گا تو یہ بات درست

ہے

نصیر دیابنہ کے نام علامہ مصطفوی کا مکتوب

نصیر شاہ گولڑوی نے حضرت شمس الفقہاء مدظلہ العالی کو گالیاں دیکر اپنی زبان کی گندگی ظاہر

کی یوں تو کافر حضور سرکار دو عالم ﷺ کو بھی گالیاں دیتے تھے بھلا دشنام طرازی سے کسی

کی عزت و عظمت میں کوئی کمی آسکتی ہے نصیر دیا بنہ صاحب! حق میں بڑی قوت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ پیش کردہ دلائل میں سے کسی کا بھی جواب نہ دے سکے حضرت محقق العصر مدظلہ العالی کا گناہ تو صرف یہ تھا کہ آپ نے اکابر بزرگان دین کے ارشادات کو جمع فرمادیا اگر صرف مؤلف اور جامع گستاخ ہے تو آپ کے اس گستاخانہ فتویٰ سے وہ مقدس ہستیاں کیسے بچیں گی جنہوں نے یہ سب کچھ لکھا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت سے حوالہ جات خود آپ کے گھر کے تھے جن پر آپ بلاوجہ حضرت مؤلف سے الجھ گئے اور آپ کی ذات اقدس پر کیچڑا چھالنے لگے اگر آپ میں ہمت ہے تو ان حوالہ جات کا جواب دو یہاں ہم علامہ محمد علی مصطفوی صاحب کے نصیر شاہ گولڑوی کی جانب مکتوب کا خلاصہ درج کرتے ہیں علامہ مصطفوی لکھتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ حضرت علامہ محمد احمد چشتی صاحب کی زبان و بیان میں جو تلخی ہے اسکی وجہ حضور قطب ربانی محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بغض و عداوت نہیں ہے بلکہ بعض غالی حضرات کے غلو کا رد عمل ہے۔ قدم غوث براولیاہ اولین و آخرین کا عقیدہ رکھنے والے کئی صاحب علم حضرات میرے علم میں ہیں جو اس عقیدہ کو اسلام کا چھٹا رکن ہونے سے کم نہیں سمجھتے۔ حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ایسے شخص سے ہاتھ ملانا گوارا نہیں کرتے تھے جو حضور غوث پاک بغدادی قدس سرہ کا قدم تمام اولیائے اولین و آخرین کی گردنوں پر نہ مانتا ہو حالانکہ جمہور اولیاء کرام اس عقیدہ کے قائل نہیں ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب میں خود لکھا ہے۔

امور شرعیہ کے جائز، مستحب اور واجب ہونے میں بہت فرق ہے

آج علماء و مشائخ اہل سنت کی چشم پوشی کے کرشمے ہیں کہ لوگ قبروں کو چومنا فرض، مزارات کا سجدہ ضروری، درباروں کا طواف معراج عقیدت اور پیروں فقیروں کو تقدیر و قضاء کا مالک سمجھنا پیری مریدی کا اہم جزو سمجھتے ہیں انہیں راہ راست پر کون لائے گا؟ افراط و غلو کا یہ عالم ہے کہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر درود شریف پڑھنا ضروری نہیں سمجھا جاتا، جبکہ انگوٹھے چومنا لازمی سمجھا جاتا ہے۔ اذان سن کر کلمات اذان کا جواب دینا اتنا اہم نہیں سمجھا جاتا، جتنا اذان کے بعد درود و سلام پر زور دیا جاتا ہے۔ کسی فوت شدہ مسلمان کے روزوں اور فوت شدہ نمازوں کا بدلہ ادا کرنا کچھ حیثیت نہیں رکھتا جبکہ تیجے چالیسویں اور سالانہ خیرات و طعام کو دین کا جزو لاینفک خیال کیا جاتا ہے کہیں کسی مقام پر درود شریف پڑھنا پڑ جائے تو الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا ہر فرض سے اہم فرض سمجھا جاتا ہے جبکہ درود ابراہیمی کو دیوبندیوں و ہابیوں والا درود سمجھ کر قابل اعتناء خیال نہیں کیا جاتا حالانکہ متذکرہ بالا امور کے جواز اور استحباب و اباحت کے ہم قائل ہیں، لیکن ان باتوں کو جو شرعی کا درجہ دینا اور انہی پر سنی ہونے کو موقوف سمجھنا دین میں زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ آخر عوام کی ان بد عقیدگیوں اور شرک و بدعت والی خصلتوں کے خلاف زبان و قلم کے ذریعے جہاد کر کے کوئی تو بارش کا پہلا قطرہ بنے گا، یا سب مصلحت کا شکار بنے رہیں گے

لطمۃ الغیب فی ازالۃ الریب ص ۵۵-۵۶

نصیر صاحب آپ کی آواز کے اور مدینے۔ آپ کی مذکورہ بالا تحریر کی روشنی میں آپ سے سوال ہے کہ جن حضرات نے قدم غوث برگردن اولیاء اولین و آخرین کو دین کا چھٹا رکن قرار دے رکھا ہے مسلمان اور سنی ہونا اس عقیدہ پر ہی موقوف کر رکھا ہے جو قدم غوث کو

آنجناب کے زمانہ کے اولیاء کیلئے ہی مانے اسے گستاخ و بد مذہب قرار دیتے ہیں یہ دین میں زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟

حالانکہ اس عقیدہ کا قرآن و حدیث میں نام و نشان تک نہیں ہے اور نہ ہی عقائد کی کتابوں میں اسے اہل سنت کے عقائد میں شمار کیا گیا ہے عقیدہ قدم غوث بر اولیاء اولین و آخرین کے ایک پرچارک مولانا فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں

قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا عقائد سے تعلق ہے نہ احکام شرعیہ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل سے ہے اور طریقت کا ایک فرعی جزئیہ جس کے منکر کو فاسق و فاجر تک بھی نہیں کہہ سکتے ہاں استخفاف اور توہین مد نظر ہو تو اس کا حکم اور ہے۔ (تحقیق الا کا برنی قدم الشیخ عبدالقادر ص ۱۴)

آخر اس غلط عقیدہ کی تردید میں کسی نے زبان و قلم کے ذریعے بارش کا پہلا قطرہ بننا تھا اور اس غلط دعویٰ کی تردید کرنی تھی کہ یہ اولیائے کرام کا اجماعی عقیدہ ہے۔ حالانکہ کثیر اولیاء کرام کے نزدیک حضرت غوث صمدانی سیدی عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا قدم صرف ان کے زمانہ مبارک کے اولیاء کرام پر ہے۔ البتہ ان کا ادب ہر زمانہ کے اولیاء کرام نے کیا ہے جبکہ قائلین قدم غوث بر اولیاء اولین و آخرین نے ادب کو زیر قدم ہونے پر محمول کیا ہے جو سراسر غلط ہے۔ حضرت صاحبزادہ محمد احمد چشتی صاحب میرے خیال کے مطابق قدم غوث بر گردن اولیاء اولین و آخرین کے غلط نظریہ کی تردید کرنے والے بارش کے پہلے قطرہ کا نام ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ میرے خیال کے مطابق علامہ محمد احمد چشتی صاحب کی تحریر میں جو تلخی اور سختی ہے یہ حضرت غوث پاک علیہ الرحمۃ سے بغض و عداوت کی وجہ سے نہیں بلکہ بعض حضرات کے غلو فی العقیدت کا رد عمل

ہے خود آپ نے بھی لکھا ہے

”جس طرح اس کائنات بسیط میں موسم بدلتے رہتے ہیں۔ گرمی، سردی، خزاں اور بہار اپنے اپنے وقت پر نمودار ہوتی ہے اسی طرح انسان کے اندر کا موسم بھی بدلتا رہتا ہے غم، خوشی، قبض و بسط، نرمی و درشتی اور دیگر طبع انسانی سے متعلق تمام جذبات یہ سب ایسی کیفیات ہیں جو خارجی و داخلی مختلف النوع اسباب کے زیر اثر انسان پر طاری ہوتی رہتی ہیں۔ ان بدلتی کیفیات کے ساتھ آدمی کا لب و لہجہ بھی ضرور بدلتا ہے نتیجتاً گفتگو کے تیور بھی مد و جزر کا شکار رہتے ہیں کیونکہ گفتگو دو طرح کی ہے ایک وہ گفتگو جو زبان سے کی جاتی ہے جبکہ دوسری وہ گفتگو جو زبان قلم سے ادا ہوتی ہے۔ لہذا قلم پر داخلی کیفیات کا اثر انداز ہونا بھی ایک فطری امر ہے اور پھر یہ حقیقت بھی تو نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ جس طرح گفتگو کا لب و لہجہ موضوع بحث کا مرہون منت ہوتا ہے، اسی طرح بطن قلم سے جنم لینے والے اطفال نقوش بھی موضوع زیر بحث کی تاثیر اپنے دامن میں لئے ہوئے ہوتے ہیں جبکہ کسی ایسی تالیف میں یہ باتیں اور بھی زیادہ ملحوظ نظر رکھنا ضروری ہو جاتی ہیں جو کسی

کے جواب میں منصفہ شہود پر آرہی ہو (لطمۃ الغیب ص ۴-۵)

قائلین قدم غوث برگردن اولیاء اولین و آخرین اپنے نظریہ کو اپنے نظریہ کے مخالف اہل علم پر زبردستی مسلط کرتے ہیں اور دوسرے اولیاء کبار کی بے ادبی کے مرتکب ہوتے ہیں لہذا قائلین قدم غوث برگردن اولیاء اولین و آخرین کا نامناسب طرز عمل بھی علامہ محمد احمد چشتی صاحب کی تحریر پر ضرور اثر انداز ہوگا۔ جوش جذبات میں بعض دفعہ لفظوں کے انتخاب میں اعتدال نہیں رہتا جو بات نرم اور معتدل الفاظ سے بیان کی جاسکتی ہے اس کی ادائیگی سخت اور تلخ الفاظ میں ہو جاتی ہے۔ جوش جذبات میں خود آپ کے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے آپ

نے جناب محمد احمد چشتی صاحب کی ۵ گستاخیاں شمار کروائی ہیں حالانکہ انہیں گستاخیاں نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ صاحبزادہ محمد احمد چشتی صاحب نے اپنے نقطہ نظر کو دلائل کے ساتھ اولیاء اللہ کی کتابوں کے حوالہ جات سے بیان کیا ہے تمام عبارتوں کا جائزہ لیا جائے تو ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے، البتہ بعض عبارات کا مختصر جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

آپ کی جانب سے حضرت صاحبزادہ محمد احمد چشتی صاحب

پر گستاخیوں کے الزامات کا مختصر جائزہ

الزام نمبر ۱۔ حضرت غوث پاک نے اپنے مرتبے کا اظہار کیا، جبکہ دوسرے بزرگ خاموش رہے۔ اظہار کرنے والوں سے خاموش رہنے والے افضل ہوتے ہیں (حکایت قدم غوث ص ۵۳ لطمۃ الغیب ص د)

جائزہ۔ حضرت صاحبزادہ محمد احمد چشتی صاحب نے اسے ”ارشادات اولیاء عظام کا خلاصہ“ کے عنوان کے تحت نمبر ۴ کے تحت لکھا ہے۔ جناب محمد احمد چشتی صاحب کی اس بات سے دلیل کے ساتھ اختلاف کیا جاسکتا ہے مگر اسے گستاخی قرار دینا انصافی ہے کسی دوسرے بزرگ کو حضرت غوث پاک سے افضل قرار دینا گستاخی نہیں ہو سکتا۔

الزام نمبر ۳: حقیقت یہ ہے کہ بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار بننے والے قادری حضرات (صدیوں سے آئیوا لے اولیاء) بھی اس موضوع پر رطب و یابس (کمزور اور جھوٹی باتیں کرنے) سے گریز نہیں کرتے (ص ۶۰ لطمۃ ص د)

جائزہ۔ اس عبارت کو ہرگز گستاخی نہیں کہا جاسکتا۔ اس عبارت میں قادری حضرات سے مراد صدیوں سے آئیوا لے اولیاء نہیں ہیں کیونکہ قادری سلسلہ کے تمام اولیاء قدم غوث بر

اولیاء اولین و آخرین کے قائل نہیں۔ حضرت شیخ اکبر اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ علماء و مشائخ قادری ہونے کے باوجود صرف آپ کے زمانہ کے اولیاء کرام کے آپ کے زیر قدم ہونے کے قائل ہیں۔ اس سے مراد قادری سلسلہ سے منسلک بعض متاخر علماء و مشائخ ہیں۔ جن کا سب سے بڑا ماخذ ”تفریح الخاطر، مؤلفہ علامہ عبدالقادر رابلی ہے جس میں جھوٹی روایات کی بھرمار ہے یہ دراصل صادق شہابی کی تالیف ”کرامات غوثیہ“ کا عربی ترجمہ ہے ”حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ“ کے جواب میں جو کتابیں لکھی گئیں مثلاً فیض احمد اویسی کی ”تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر، ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی کی ”افضلیت غوث اعظم دلائل و شواہد“ اور ممتاز احمد چشتی کی تالیف ”قدم الشیخ عبدالقادر علی رقاب الاولیاء الاکابر“ کے دلائل کا سب سے بڑا ماخذ یہی ”تفریح الخاطر“ ہے۔ اس کتاب کی جھوٹی روایات پر ان حضرات نے اپنے عقیدہ کی عمارت کھڑی کی ہے۔ تفریح الخاطر کی ایک روایت میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن پر بھی حضور غوث پاک کے قدم آنے کا ذکر ہے۔ جبکہ اس روایت کو نقل کرنے کے باوجود فیض احمد اویسی صاحب نے ریک تاویلات کرتے ہوئے تسلیم کیا ہے۔ ”سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں یہی عقیدہ ہمارے اسلاف رحمہم اللہ کا ہے: (تحقیق الاکابر ص ۱۶۶)

تفریح الخاطر کی جھوٹی روایات کی چھان پھٹک اس کم علم نے اپنی تالیف ”تحقیق المعانی فی قدم الغوث الجیلانی“ میں نہایت وضاحت سے کر دی ہے۔

آپ نے قوسین میں ”صدیوں سے آنے والے اولیاء“ کا اضافہ کر کے اس عبارت کو زبردستی گستاخانہ بنانا چاہا ہے۔

الزام نمبر ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰

جائزہ۔ ان الزامات کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حضرت سیدی امام عبدالوہاب شعرانی، حضرت قطب الزماں سیدی علی خواص اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔ اگر اسے گستاخی سمجھا جائے تو پھر ان بزرگوں کے بارے میں کیا کہا جائے؟

الزام نمبر ۱۱، ۱۲۔ شیخ عبدالقادر سکر والے ہیں اور ایسے لوگ انبیاء کے برخلاف ہیں۔ شیخ عبدالقادر ولی کامل نہیں تھے کیونکہ جو کامل ہوتے ہیں وہ اظہار نہیں کرتے آپ نے راز ظاہر کر دیا

الزام نمبر ۱۳: حضرت بایزید بسطامی نے آخری عمر میں فرمایا کہ میں اب تک یہودی تھا (حکایت قدم غوث ص ۶۷ تا ۶۹ لطمۃ الغیب (ص ۵))

جائزہ: مؤلف ”حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ“ نے اس مقام پر شیخ عبدالقادر جیلانی کا نام نہیں لیا ہے۔ بلکہ فوائد الفواد اور سیر الاولیاء کے حوالہ سے اصحاب سکر اور اصحاب صحو کے بارے میں بیان کیا ہے فوائد الفواد کے حوالہ سے لکھا ہے۔

”وہ جو اولیاء ظاہر کر دیتے ہیں انکی مستی کی وجہ سے ہے اس لئے کہ یہ اصحاب سکر ہیں بر خلاف انبیاء کے اس لئے کہ وہ اصحاب صحو ہیں (ص ۶۷) یہاں برخلاف سے مراد برعکس ہے کہ اصحاب سکر کے برعکس انبیاء کرام اصحاب صحو ہیں۔ اولیاء کرام پر سکر و صحو دونوں حالتیں طاری ہوتی ہیں حضرت سیدنا غوث جیلانی بھی راہ سلوک میں مختلف احوال و کیفیات سے گزرے مؤلف ”حکایت قدم غوث“ نے بعض احوال کے لحاظ سے حضور

غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صاحب سکر کہا ہے جیسا کہ ایک قصیدہ میں ہے

۔ میں ہی قرآن ہوں اور سبع مثانی ہوں

میں بلند مقام میں حضرت محمد ﷺ کے ساتھ تھا اور مقام قاب قوسین میں بھی اجتماع احبہ میں اور میں اللہ کا علم جانتا ہوں اور اس کے حروف کا احصاء کرنے والا ہوں میں نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی پر تھا دریا اور طوفان میری کف قدرت میں ہیں۔ میں اسوقت بھی موجود تھا جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے اور آتش ابراہیمی میری دعا سے ٹھنڈی ہوئی۔ اسمعیل علیہ السلام کے ساتھ ذبح میں حاضر تھا مینڈھے کا نزول میری جوانمردی سے ہوا میں یعقوب علیہ السلام کے ساتھ تھا آپکی آنکھ کی خرابی میں آپ کی آنکھیں ٹھیک نہ ہوئیں مگر میری تھوک سے۔ میں اسوقت بھی تھا جب موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کی مناجات میں تھے اور موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے میرے عصا سے مدد حاصل کی۔ میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا مہد میں بولنے والا تھا اور داؤد علیہ السلام کو میں نے اپنے نغمہ کی مٹھاس عطا کی اور میں زمانہ بلا میں ایوب علیہ السلام کے ساتھ تھا انکی مصیبت میری دعا سے ہی دور ہوئی۔ میں ہی فرد کبیر بالذات ہوں

قصیدہ **رومی** کے اشعار جن کا ترجمہ اوپر نقل کیا ہے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے مولف

”حکایت قدم غوث“ لکھتے ہیں ”مذکورہ بالا کلمات از قبیل شطح و سکر ہی قرار دیئے جاسکتے

ہیں مثلاً قاب قوسین میں حضور ﷺ کے ساتھ ہونے کا دعویٰ۔ نیز اللہ کے تمام علم کا احصاء کرنے کا دعویٰ حالانکہ اللہ جل مجدہ کا علم غیر متناہی ہے جسکا احاطہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی ثابت کرنا جائز نہیں ہے نیز آپ دعویٰ فرماتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کو میٹھی آواز میں نے دی عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میں بول رہا تھا یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں

میری تھوک سے ٹھیک ہوئیں وغیرہا من الدعوی اس سے بڑھ کر یہ کہ بالذات واحد فرد کبیر ہونے کا دعویٰ۔ صحو پر مبنی ہونے کی صورت میں شرعی لحاظ سے یہ دعویٰ کیسے درست ہو سکتے ہیں،، (حکایت قدم غوث ص ۷۴) تو نصیر صاحب اس پوری بحث میں گستاخی کہاں سے آگئی۔ اسی طرح حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بھی فوائد الفواد کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ سیدنا بایزید بسطامی نے کسی وقت جو کہا تھا سبحانی ما اعظم شانی اس سے عمر کے آخر میں استغفار کیا اور کہا میں نے یہ اچھی بات نہیں کہی میں یہودی تھا اب زنا توڑتا ہوں اور از سر نو مسلمان ہوتا ہوں اور کلمہ شہادت پڑھتا ہوں۔ اب بتائیے یہ واقعہ صاحب فوائد الفواد نے حضرت محبوب الہی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کیا ان دونوں اکابر اولیاء پر بھی گستاخی کا الزام لگایا جائے؟ اگر جناب محمد احمد چشتی صاحب یہ واقعہ نقل کرنے کی وجہ سے گستاخ ہیں تو مذکورہ دونوں بزرگ کیوں نہیں؟ کیا یہ بذات خود گستاخی نہیں؟

الزام نمبر ۱۴: جو شخص حضرت شیخ جیلانی کے سکر (نشے) کا انکار کرے وہ جھوٹا اور جھٹلانے والا ہے (ص ۷۱، لطمۃ الغیب ص ۷)

جائزہ۔ یہاں مؤلف ”حکایت قدم غوث“ نے سکر کا ثبوت حضرت شیخ قدس سرہ کے اشعار سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے ”اب یا تو آپ حال سکر میں اقرار سکر فرما رہے ہیں یا حال صحو میں دونوں صورتوں میں سکر ثابت ہے نیز کیا حضرت کے سکر کا منکر حضرت شیخ کا مکذب نہ ہوگا“ مؤلف ”حکایت قدم غوث“ فرما رہے ہیں کہ جب خود حضرت غوث پاک قدس سرہ سکر کا اقرار کر رہے ہیں تو کیا اس کا انکار حضرت شیخ قدس سرہ کو جھٹلانا نہیں ہوگا۔ اس میں گستاخی کہاں سے آگئی؟

الزام نمبر ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰

جائزہ۔ ان تمام الزامات سے متعلق عبارات فتوحات مکیہ سے نقل کی گئی ہیں اگر اسے

گستاخی قرار دیا جائے تو کیا صاحب فتوحات مکیہ اسکی زد میں نہیں آئیں گے حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انبیاء کرام پر شطح کا اظہار خود انکے قصیدہ میں موجود

ہے فیض احمد اویسی صاحب بھی اسے شطح معنوی کہتے ہیں (تحقیق الاکابر ص ۹۲) قائلین

قدم غوث برگردن اولیاء اولین و آخرین اس قصیدہ کے اشعار کی قرآن و حدیث کی روشنی

میں کوئی معقول توجیہ و تاویل کرنے سے قاصر ہیں۔ جناب ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی

صاحب نے صرف اتنا لکھنے پر اکتفا کیا ”پھر مولوی صاحب (محمد احمد چشتی) کے نقل

کردہ اشعار میں توجیہ و تاویل کی گنجائش بھی موجود ہے۔ (افضلیت غوث اعظم

ص ۱۷۹) مگر توجیہ و تاویل کرنے سے کئی کتر اگئے فیض احمد اویسی اور ممتاز چشتی کا بھی یہی

حال ہے میں نے اس موضوع پر اپنی کتاب ”تحقیق المعانی“ میں تفصیلی بحث کی ہے اگر

ان اشعار کی وجہ سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے یہ لکھ دیا ہے کہ و کان عبد القادر

الجیلانی ”ممن یشطح علی الاولیاء والانبیاء بصورة حق فی حاله فکان

غیر معصوم اللسان اور عبد القادر جیلانی ان میں سے تھے جو اپنے حال میں بصورت

حق اولیاء اور انبیاء پر شطح کا اظہار کرتے تھے تو آپ غیر معصوم اللسان تھے تو کیا صاحب

فتوحات مکیہ نے جو سلسلہ قادر یہ کے بزرگ ہیں کوئی خلاف حقیقت بات لکھ دی جو اسے

گستاخی قرار دیا جائے؟ اگر صاحب فتوحات مکیہ نے انبیاء کرام کی شان و مرتبہ کو پیش نظر

رکھ کر حضور غوث جیلانی قدس سرہ کو غیر معصوم اللسان کہہ دیا تو یہ گستاخی نہیں بلکہ عظمت

انبیاء کا تحفظ ہے انبیاء کرام کا مرتبہ حضور غوث پاک قدس سرہ سے بہت بلند ہے

الزام نمبر ۳۳: حضرت مجدد الف ثانی کا وہ مکتوب جس میں حضرت غوث پاک کا مرتبہ بیان کیا گیا وہ جعلی خود ساختہ اور مسترد کیا ہوا ہے

الزام نمبر ۵۲، ۵۳: البتہ ہمارا جوابی دعویٰ بدستور باقی ہے جسے کوئی غالی تا قیامت توڑ نہیں سکے گا یعنی سب قادریوں کو سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہو جانا چاہیے (ص ۳۱۱) جس قادری کو بھی فیض غوثیہ ملے گا بوساطت حضرت مجدد الف ثانی ہی ملے گا (ص ۳۱۱ لطمہ ص ۱)

جائزہ: حضرت مجدد الف ثانی کے آخری مکتوب پر تفصیلی تحقیق کے لیے ملاحظہ ہو میری کتاب ”تحقیق المعانی“ کا صفحہ ۶۵ تا ۸۵۔ ڈاکٹر الطاف سعیدی اور مولوی فیض احمد اویسی نے اس مکتوب کا حضرت مجدد قدس سرہ العزیز کی وفات کے بعد داخل مکتوبات ہونا تسلیم کیا ہے لہذا اس مکتوب کی صحت پر شبہ کا اظہار گستاخی نہیں ہے قائلین قدم غوث برگردن اولیاء اولین و آخرین بھی اس خط کی اپنے مفید مطلب باتیں تسلیم کرتے ہیں بقیہ خط سے صرف نظر کر جاتے ہیں آپ نے خود بھی ایسا ہی کیا ہے اس خط میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے دور راستے ہیں ایک وہ راہ جو قرب نبوت سے تعلق رکھتی ہے علیٰ اربابھا الصلوٰۃ والسلام اور اصل الاصل تک پہنچانے والی ہے اس راہ سے واصل ہونے والے اصل میں تو انبیاء کرام ہیں اور انکے صحابہ اور باقی امتیوں میں سے جس کو بھی اس دولت سے نوازیں اگر چہ وہ بہت ہی تھوڑے ہیں اس راہ میں توسط و حیلولت نہیں ان واصلین میں سے جو بھی فیض حاصل کرتا ہے وہ بغیر کسی وسیلے کے اصل سے کرتا ہے اور کوئی بھی دوسرا اس راہ میں حائل نہیں ہوتا دوسری راہ قرب ولایت سے تعلق رکھتی ہے اس راہ میں توسط و حیلولت ہے اس راہ کے واصلین کے پیشوا حضرت علیؑ ہیں حضرت علیؑ کے بعد یہ منصب ائمہ اثناعشریہ سے ہوتا ہوا حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو منتقل ہوا

اب یہ معاملہ ان سے متعلق ہے حضرت مجدد الف ثانی سے سوال کیا گیا کہ مکتوبات کے ایک اور مکتوب میں مجدد الف ثانی کے معنی کے بیان میں مذکور ہے کہ جو کچھ بھی فیض کی قسم سے اس مدت میں امتوں کو پہنچتا ہے وہ مجدد الف ثانی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اگرچہ وہ اقطاب و اوتاد نجباء و ابدال ہوں حضرت مجدد الف ثانی جو اب میں فرماتے ہیں کہ مجدد الف ثانی اس مقام میں حضرت شیخ (جیلانی) کے نائب ہیں اور حضرت شیخ کی نیابت سے یہ معاملہ اس سے وابستہ ہے حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ جائز ہے کہ کوئی شخص قرب ولایت کی راہ سے قرب نبوت تک پہنچے (خلاصہ مکتوب نمبر ۱۲۳ جلد سوئم ص ۱۶۵-۱۶۷ مکتوبات امام ربانی طبع کراچی) مکتوب سے صاف واضح ہے کہ پہلی راہ سے واصل ہونے والا کسی تو وسط و وسیلے کے بغیر اصل سے فیض حاصل کرتا ہے کوئی بھی دوسرا اس راہ میں حائل نہیں امت محمدیہ کے کئی ولی پہلی راہ سے واصل ہوئے جن میں حضرت ابراہیم بن ادہم سیدی ابوالعباس سید احمد بدوی سیدی ابراہیم دسوتی سیدی شمس الدین محمد حنفی سیدی محمد بن ابی الحسن البکری اور سیدی ابراہیم مبتولی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے اولیاء عظام شامل ہیں ان اکابر اولیاء کرام کے بارے میں تفصیلی حوالہ جات میری تالیف ”تحقیق المعانی فی قدم الغوث الجیلانی“ میں موجود ہیں بہت سے اولیاء کرام دوسری راہ سے پہلی راہ تک پہنچے اور تو وسط و حیلولت سے بے نیاز ہو گئے ان اکابر اولیاء کرام کو زبردستی حضرت غوث جیلانی کے زیر قدم قرار دینا کیا ان بزرگوں کی شان میں بے ادبی اور گستاخی نہیں؟ آپ نے خود مکتوبات مجدد الف ثانی کے آخری مکتوب کو مکمل طور پر ان کا مکتوب تسلیم نہیں کیا ہے اگر آپ کے نزدیک اس خط کو مشکوک ماننا گستاخی ہے تو پھر آپ نے گستاخی نمبر 52' 53 کو تعداد بڑھانے کے لئے حضرت صاحبزادہ محمد احمد چشتی کے

کھاتے میں کیوں ڈال دیا۔ اس مکتوب کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی نائبِ غوث جیلانی قدس سرہ ہیں اور حضرت غوث پاک کا فیض آئیندہ بذریعہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ملے گا فیض لینے والے خواہ اقطاب و اوتاد ہوں جب حضرت مجدد خود فرما رہے ہیں کہ آئیندہ فیض میرے ذریعے ملے گا تو پھر علامہ محمد احمد چشتی صاحب کو گستاخی کا مرتکب قرار دینا کیونکر درست ہوا کیا اس فتویٰ کی زد میں حضرت مجدد الف ثانی کی ذات نہیں آتی علامہ محمد احمد چشتی صاحب نے درست فرمایا کہ جب غوث پاک قدس سرہ کا فیض بذریعہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ملنا ہے تو قادیوں کو چاہیے کہ وہ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہو جائیں

الزام نمبر 37: ایک بزرگ نے فرمایا شیخ عبدالقادر مرتبہ میں مجھ سے پیچھے ہیں ص نمبر 201 لطمہ ص ح جائزہ: آپ کی گستاخی نمبر 37 کی زد میں علامہ محمد احمد چشتی کی بجائے حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ اور قطب الاقطاب غوث الاعظم سیدی ابراہیم دسوقی رضی اللہ عنہ آتے ہیں علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ نقل کرتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم دسوقی نے فرمایا میرے ہی ہاتھ میں روئے زمین کے ہر ولی کا خلعت ہے ان میں سے جس کو چاہتا پہناتا ہوں میں نے آسمان پر اپنے رب کا مشاہدہ کیا اور کرسی پر اس سے مخاطب ہوا اور میں نے ہی اپنے ہاتھ سے دوزخ کے دروازے بند کیے اور میں نے ہی اپنے ہاتھ سے جنت الفردوس کے دروازے کھولے جس نے میری زیارت کی میں نے اسے باغ فردوس میں جگہ دی میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء ازل میں قدیم ازلی اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیر تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کیا اور مجھے حکم دیا کہ سب ولیوں کو اپنے ہاتھ سے خلعت پہناؤں چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ سے ان کو خلعت پہنائی اور مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم جاتو ان پر نگہبان ہو جا

اور رسول اللہ تھے اور میرے بھائی عبدالقادر جیلانی میرے پیچھے تھے اور ابن الرفاعی عبد
القادر کے پیچھے آئے۔ قطب العصر امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ اس پر تبصرہ فرماتے ہو
ئے لکھتے ہیں۔ ”میں کہتا ہوں کہ یہ کلام استطالت کے مقام کا ہے اس مقام والے کو یہ

رتبہ حاصل ہوتا ہے کہ جو چاہے بولے اور ان سے پہلے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ
نے اس قسم کی باتیں کی ہیں (طبقات الکبریٰ صفحہ 344. 345 اردو ترجمہ طبع کراچی)

یہی قطب الکبیر غوث زماں سیدی ابراہیم دسوقی قرشی رضی اللہ عنہ اپنے قصیدہ میں کہتے ہیں
انا ذالک القطب المبارک امرہ فان مدار الکل من حول ذروتی
میں ہی وہ قطب ہوں چلتا ہے جس کا حکم عالم میں

میرے ہی گرد گردش کرتے ہیں سب اپنی نوبت میں

میرا نشوونما تھا عشق میں آدم سے بھی پہلے

میں پیدائش سے اپنی بھی مقدم ہوں محبت میں

جو ابراہیم نے دیکھا تھا قصہ خواب میں اپنے

میں ہی مقصود تھا بالذات اس لطف و عنایت میں

گئے جو حضرت ادریس باغ خلد کو یاں سے

ملی جب نعمتیں ان کو میں تھا ان کی معیت میں

میں تھا ہمراہ عیسیٰ کے جو گہوارہ میں باتیں کی

حلاوت میں نے ہی داؤد کو بخشا تھی نعمت میں

خلاق نے بھی دیکھا تھا کہ تھا میں نوح کا ساتھی

وہ سیلاب اور کشتی سب تھے واں میری ہی قدرت میں

انا القطب شیخ الوقت فی کل حالۃ

انا العبد ابراہیم شیخ الطریقۃ

میں ہر حالت میں شیخ وقت اور قطب زمانہ ہوں

میں ابراہیم بندہ پیر ہوں راہ طریقت میں

(الطبقات الکبریٰ صفحہ ۳۴۷ طبع کراچی)

امام شعرانی قدس سرہ لکھتے ہیں میں کہتا ہوں ان اشعار میں کچھ حد سے متجاوز باتیں ہیں وہ ارواح کی زبان سے ہیں اور اس کو نہیں جانتا مگر وہی شخص جس نے ان کے صادر ہونے کا مشاہدہ کیا ہے کہ کہاں سے آئیں اور کہاں تک جائیں گی (طبقات الکبریٰ ص ۳۴۷)

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں اور ان سے پہلے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس قسم کی باتیں کی ہیں اس لیے سزاوار نہیں کہ اس کی (سیدی ابراہیم دسوقی اور سیدنا عبدالقادر جیلانی کے کلام کی) مخالفت کی جائے مگر نص صریح سے۔ (طبقات الکبریٰ ص ۳۴۵) نصیر صاحب واضح فرمائیں کہ کیا حضرت قطب ربانی امام عبدالوہاب شعرانی اور حضرت قطب کبیر دسوقی رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی آپ کا فتویٰ لاگو ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

گستاخی نمبر ۳۸۔ سلسلہ چشتیہ میں محبوب سجانی کی طرح کے بے شمار محبوب ہیں (ص

نمبر ۲۰۲ لطمہ ص ح)

جائزہ۔ مولف ”حکایت قدم غوث“ نے یہ واقعہ ”مناقب المحبوبین“، ملفوظات غوث الزماں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اگر یہ گستاخی ہے تو اس گستاخی کا الزام حضرت شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ پر آتا ہے مولف تو محض ناقل ہے واضح فرمائیں کہ کیا حضرت شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ العزیز گستاخ تھے۔

گستاخی نمبر ۳۹۔ حضرت شیخ کا یہ قول بچگانہ ہے ہمارے سامنے کوئی قادری دم نہیں مار سکتا۔

جائزہ۔ مولف ”حکایت قدم غوث“ نے اسے مہر منیر کے حوالہ سے نقل کیا ہے تو اس

صورت میں گستاخی کا الزام مولف مہر منیر پر آنا چاہئے

گستاخی نمبر ۴۰۔ غوث پاک کے قدم کی فضیلت ہر زمانے میں ماننے والے جاہل اور متعصب ہیں

جائزہ۔ مولف ”حکایت قدم غوث“ نے یہ قول حضرت خواجہ خان محمد تونسوی علیہ الرحمۃ

سے نقل کیا ہے اگر یہ گستاخی ہے تو گستاخی کا الزام خواجہ خان محمد تونسوی قدس سرہ پر آتا ہے

الزام نمبر 54: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ ابو یعقوب یوسف ہمدانی قدس

سرہ جیسے بزرگ موجود تھے جن سے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی فیض حاصل کرتے رہے

روحانی مشکلات حل کرواتے رہے

جائزہ: نصیر صاحب عجیب بات ہے کہ اکابر اولیاء کرام کو زبردستی حضرت غوث پاک کے

زیر قدم قرار دینا کارثواب ٹھہرے اور حضور غوث اعظم سیدی عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

العزیز کا اپنے عہد کے کسی بزرگ سے فیض یاب ہونا گستاخی قرار پائے حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے فیض یاب ہونا ایک ثابت

شدہ حقیقت ہے گستاخی نہیں بھجے الاسرار میں ہے کہ ایک دفعہ شیخ عبداللہ بن ہبۃ اللہ ابن

سقاء اور شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ایام طالب علمی میں حضرت خواجہ یوسف بن ایوب

ہمدانی قدس سرہ کی زیارت کے لئے گئے ابن سقاء نے کہا میں آج ان سے ایک مسئلہ

پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکیں گے شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہا معاذ اللہ میں ان

سے کوئی سوال کروں میں تو انکی خدمت میں انکی زیارت کی برکات کا منتظر رہوں گا بھجے

الاسرار عربی ص 6 ترجمہ ص 11-12 ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک موقعہ پر حضور
 غوث پاک قدس سرہ حضرت قطب الوقت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ سے ملنے گئے تو
 انہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو اپنے قریب بلایا اور شیخ عبدالقادر جیلانی قدس
 سرہ کے تمام احوال کا ذکر کر کے انکی تمام مشکلات کو دور کیا ہجرت الاسرار عربی ص 147
 علامہ بدرالدین سرہندی قدس سرہ حضرت خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی کے تذکرہ میں
 لکھتے ہیں آپ ان مشائخوں میں سے ہیں جن کے ساتھ حضرت سیدنا شیخ محی الدین
 عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو صحبت رہی اور منتفع ہوئے آپ اپنے وقت کے غوث تھے
 (حضرات القدس حصہ اول ص 114، 115)

نصیر صاحب! حقیقت کو گستاخی قرار دینا کہاں کی انصاف پسندی ہے کیا گستاخی کے اس فتویٰ
 کی زد میں علامہ نورالدین شیطونی علیہ الرحمۃ مصنف ہجرت الاسرار حضرت بدرالدین سرہندی
 قدس سرہ بلکہ خود غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ جیسے اکابر اولیاء کرام نہیں آتے
 ؟ جناب عالی غور کریں آپ نے صاحبزادہ محمد احمد چشتی کی مخالفت کے جوش میں کیسی ہستیوں
 کو نشانہ پر رکھ لیا ہے حیرت ہے کہ غوث پاک قدس سرہ تو تسلیم کریں کہ خواجہ یوسف ہمدانی
 قدس سرہ نے میری مشکلات کو حل کر دیا اور آپ اسے گستاخی قرار دیں

الزام نمبر ۷۵۔ ثابت ہوا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کو ایک نقشبندی بزرگ نے غوث اعظم
 بنایا (ص 315)

جائزہ: مولف ”حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ“ جناب علامہ محمد احمد چشتی صاحب

نے صفحہ 60 پر لکھا ہے کہ لطائف اشرفی میں ہے حضرت خواجہ اشرف جہانگیر سمنانی
 کچھ چھوی قدس سرہ بانی سلسلہ اشرفیہ نے فرمایا کہ ایک غوث کی دعا سے دوسرے شخص کو

منصب غوثی مل سکتا ہے ”حضرت قدوة الکبریٰ سے فرمودند غوث در نظر مردم گاہ پنہاں سے گرد و گاہ ظاہر و راست کہ بدعاء غوث دیگر انصیب منصب غوثی میشود چنانکہ غوث الثقلین حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی از دعاء غوث بشرف این منصب مشرف شد (لطائف اشرفی ص 101) نصیر صاحب فرمائیے کیا قطب الزمان حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ آپ کے جاری کردہ گستاخی کے فتویٰ کی زد میں نہیں آتے؟ اسی طرح ”سیالوی صاحب کے قلم سے ظہور پذیر ہونے والی گستاخیاں“ کے عنوان سے آپ نے جو پہلی تین گستاخیاں گنوائی ہیں یہ علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب کے بجائے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی گستاخیوں میں شمار کرنا پڑیں گی کیونکہ یہ سب کچھ فتوحات مکیہ سے نقل کیا گیا ہے

گستاخی نمبر ۴: کے تحت آپ نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے دعویٰ کی مثال ایسے ہے جیسے آخری جنتی شخص دوزخ سے چھٹکارا حاصل کر کے اللہ کے فضل سے مشرف ہو کر پکارنے لگے گا کہ جو مرتبہ مجھے ملا کسی کو نہ مل سکا مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب نے اس جگہ حضرت غوث پاک عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا نام نہیں لیا ہے اور نہ آپ کا نام لے کر مثال دی ہے لکھتے ہیں

”نیز یہ توجیہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک صاحب کمال نے اپنے زعم اور اپنے خیال میں اپنے عطا کردہ مرتبہ و مقام کو بے مثال اور منفرد و ممتاز سمجھا ہو جیسے آخری شخص جو دوزخ سے چھٹکارا حاصل کر کے جنت میں داخل ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مشرف ہو کر پکارا ٹھے گا ”ما اعطی احد مثل ما اعطیت“ (حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص 44) لہذا اسے حضرت غوث پاک کی شان میں گستاخی قرار دینا سچی لاج حاصل ہے اہل علم کا کسی علمی مسئلہ

میں اختلاف ہو سکتا ہے مگر ایک ہی مسلک کے علماء و مشائخ کا ایک دوسرے کے خلاف سخت زبان استعمال کرنا ان کے مقام و مرتبہ سے مطابقت نہیں رکھتا میرے نزدیک یہ بھی قابل افسوس ہے کہ میرے مسلک کا ایک شخص جو اپنے خیال کے مطابق اپنے ہم عصر علماء کی نامناسب روش کے خلاف کتاب لکھ کر صدائے احتجاج بلند کر رہا ہے خود بھی وہی روش اختیار کر لے اور اپنے ہم مسلک مخالف علماء کی طرف ایسی گستاخیاں منسوب کرے کہ جس کی زد میں اکابر اولیاء کرام بھی آجائیں آپ نے ایک جگہ لکھا ہے ماضی بعید میں دو بدنام کتابیں منظر عام پر آئیں اور دونوں عقائد و نظریات اہل سنت کے بالعموم اور فکر و نظر فاضل بریلوی کے بالخصوص متضاد و مخالف ہیں ایک مسئلہ مغفرت ذنب (حضور ﷺ کی طرف گناہ کی نسبت اور گناہوں کی معافی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) دوسری ”کلام الاولیاء الا کا بر علی قول الشیخ عبدالقادر“ (غوث پاک کے قدم مبارک اولیاء کی گردن پر ہونے کی حقیقت) پر لکھی گئی ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ مولوی اشرف سیالوی صاحب نے اول الذکر کتاب کے مولف کی علمی و روحانی سرپرستی کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے ان کے سر پر دست شفقت رکھا اور ثانی الذکر کتاب پر تقریظ لکھ ماری (لطمۃ الغیب ص 143، 144)

جائزہ۔ مسئلہ مغفرت ذنب میں مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کا موقف وہی ہے جو جمہور اہلسنت کا ہے حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی ہی نہیں بلکہ بہت سے سنی علماء اس مسئلہ میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نقطہ نظر سے اختلاف رکھتے ہیں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق بھی حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف ہے علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے بھی شرح مسلم میں علامہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے اختلاف کیا ہے جس زمانہ میں حضرت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب نے مسئلہ مغفرت ذنب پر کتاب لکھی تو مولانا غلام مہر علی مرحوم نے فکر رضا سے

اختلاف کرنے والے سنی علماء کے خلاف درشت زبان استعمال کی علامہ اللہ بخش نیر صاحب نے مولانا غلام مہر علی کا تعاقب کیا علامہ اللہ بخش نیر صاحب کا مضمون مکتوب بنام غلام مہر علی کے عنوان سے ماہنامہ ”السعيد“ ملتان میں سن 2000ء میں قسط وار شائع ہوا اس مسئلہ کے علاوہ بھی بعض علماء کرام نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے چند مسائل میں اختلاف کیا ہے مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عورت کو کتابت سکھانے کے مخالف ہیں جبکہ مفتی محمد خان قادری نے ”عورت کی کتابت کا مسئلہ“ رسالہ لکھ کر اور مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے شرح صحیح مسلم میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے موقف سے اختلاف کیا ہے حق یہ ہے کہ کتابت النساء کے جواز پر مضبوط دلائل موجود ہیں۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق سیاہ خضاب کا استعمال جائز نہیں یہی موقف جمہور علماء اہل سنت کا ہے اور اس پر مضبوط دلائل موجود ہیں مگر مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم نے ”سیاہ خضاب کا مسئلہ“ لکھ کر اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے موقف سے اختلاف کیا ہے اور ہمارے عہد کے علماء و مشائخ کی اکثریت اس مسئلہ میں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور جمہور علماء کی تحقیق پر عمل کرنے کی بجائے مفتی اوکاڑوی مرحوم کی تحقیق پر عمل پیرا ہے لہذا مفتی صاحب مرحوم کے رسالہ کو بدنام رسالہ نہیں کہا جاتا خود پیر صاحب گولڑہ بھی خضاب سیاہ پر عمل پیرا تھے صاحبزادہ محمد احمد چشتی صاحب نے کلام الاولیاء الا کا بر علی قول الشیخ عبدالقادر لکھ کر کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہاں وہ اپنا موقف نرم الفاظ میں بیان کرنے کی بجائے گرم الفاظ میں بیان کر گئے ہیں فتوحات مکیہ کا ابھی تک اردو ترجمہ نہیں ہوا خواص و عوام کے سامنے فتوحات مکیہ کی عبارتیں اردو ترجمہ کے ساتھ پہلی بار سامنے آئیں تو بعض حضرات اسے جناب محمد احمد

چشتی صاحب کی گستاخیوں سے تعبیر کرنے لگے ہیں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ فتوحات مکیہ کے متعلقہ مقامات کی عمدہ تشریح و توضیح کی جاتی اور ان مقامات کو حل کیا جاتا مگر ہوا یہ کہ علماء کرام آپس میں الجھنے اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنے لگے ہیں نصیر صاحب! اصغر کا اکابر سے ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے دلائل و شواہد کی روشنی میں اختلاف کرنا گستاخی اور بے ادبی میں شمار نہیں ہو سکتا اگر کوئی مسئلہ اکابرین اہل سنت و جماعت کے مابین مختلف فیہ ہو تو فوقیت اس فریق کو حاصل ہوگی جس کے پاس زیادہ وزنی اور مضبوط دلائل ہوں گے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فریقین کے مسلم بزرگ ہیں انکے ملفوظات کے حوالے سے آپ نے نقل کیا ہے اسی اثناء میں ایک آدمی نے سوال کیا کہ کیا حضرت معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب رقبہ ہیں یا نہیں آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال ہوگی اور یہ عمران کے ابتدائے سلوک کی ہے ہاں اگر آپ کے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ اصحاب رقبہ ہوں تو عجب نہیں۔ اگر آپ بھی نہ ہوں تو آپ کے شیخ حضرت حاجی شریف زندنی قدس سرہ ضرور اصحاب رقبہ ہوں گے مقابیس المجالس ص 274، لطمۃ الغیب ص 234) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے لکھا معاذ اللہ اسے ہم سر راہ بیٹھے کسی مجبوط الحواس اور کور باطن ملنگ کا قول لغو قرار نہیں دے سکتے بلکہ ہمیں یہ ایک ایسے مستند اور جامع الصفات شخص کا ایک ایسا مبنی بر حقیقت ارشاد تسلیم کرنا پڑے گا جو معارف و حقائق درد و گداز اور علوم ظاہری و باطنی کے حوالے سے مجمع البحرین حیثیت کا حامل تھا معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ غلام فرید نے بہ سلسلہ قدمی ہذہ جو کچھ فرمایا اپنے باطنی کشف کی آنکھ سے دیکھ کر فرمایا تھا

(لطمۃ الغیب ص 193)

آپ نے اصحاب رقبہ کے بارے میں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے مجھے اس سے انکار نہیں۔ اگر مقبوس نمبر 129 کے مطالعہ کے وقت بھی یہی رائے برقرار رکھی جائے تو کیا مضائقہ ہے جس میں قول قدمی پر تفصیلی گفتگو ہے ملاحظہ فرمائیں۔ ”اس کے بعد راقم الحروف نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ اس سال ماہ جمادی الاول 1317ء میں جب حضرت ملتان تشریف لے گئے تو دیوان صدر الدین سجادہ نشین خانقاہ حضرت بندگی موسیٰ پاک شہید اور وہاں کے دوسرے لوگوں کے ساتھ غوث اعظم کے قول قدمی ہذہ رقبۃ کل ولی اللہ پر حضور کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی وہ کس طرح ہے حضرت اقدس نے فرمایا وہ اس طرح ہے کہ جب میں ملتان شریف پہنچا تو دیوان صدر الدین اپنے دوستوں بھائیوں اور چند مولویوں کے ساتھ ملنے آئے ان کے ساتھ مختلف مضامین پر گفتگو ہوتی رہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپس میں یہ مشورہ کر کے آئے تھے کہ مجھ سے یہ مسئلہ دریافت کریں آخر چند متفرق باتوں کے بعد انہوں نے پوچھا کہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) کیا اس میں تمام مشائخ متقدمین اور متاخرین اور اس زمانے کے تمام اولیاء کرام شامل ہیں؟ میں نے کہا مشائخ متقدمین اور متاخرین (یعنی جو اولیاء کرام حضرت غوث الاعظم سے پہلے اور بعد تھے) اس قول میں شامل نہیں ہیں اور مشائخ ہم عصر خواہ حاضر ہوں یا غائب سب شامل ہیں انہوں نے کہا ہم نے تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں یہ دیکھا ہے کہ اس میں تمام اولیاء کرام شامل ہیں خواہ وہ متقدمین ہوں یا متاخرین ہوں یا ہم عصر ہوں میں نے کہا مشائخ متقدمین میں حضرت غوث اعظم کے پیران عظام بارہ امام اور صحابہ کرام بھی اولیاء

اللہ تھے انبیاء نہیں تھے لہذا یہ کہنا کہ اس قول میں تمام اولیاء متقدمین شامل ہیں کمال بے ادبی تر جرح بلا مرجح اور دعویٰ بلا دلیل ہے اکثر کتب ملفوظات صحیح نہیں ہیں اور بلا تحقیق لکھی گئی ہیں میرے نزدیک انکی سند قابل اعتبار نہیں ہے ہاں اگر یہ بات معتبر اور مستند کتابوں مثل نفحات الانس۔ اخبار الاخیار اور مکتوبات امام ربانی میں درج ہے تو میں ماننے کے لئے تیار ہوں (مقاہیں المجالس ص 886-887) اصحاب رقبہ والے مقبوس میں بھی حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے اولیاء متقدم اور اولیاء متاخر اور مبتدیان اور سالکان کو اس حکم سے خارج قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حکم خاص ان منتهیوں کے لئے ہے جو آپکے ہم عصر تھے (مقاہیں المجالس ص 278) اگر مقبوس نمبر 129 کے متعلق بھی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ ایک مستند جامع الصفات اور علوم ظاہری و باطنی میں مجمع البحرین شخصیت کا ارشاد ہے جو انہوں نے اپنے باطنی کشف کی آنکھ سے دیکھ کر فرمایا تھا تو یہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ ”اگر حضرت خواجہ عثمان ہر وہی یا ان کے شیخ حضرت حاجی شریف زندیٰ ہی کو گردن جھکانے والوں میں تسلیم کر لیا جائے تو اردو ضرب المثل ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کے مطابق بعد کے مشائخ خود بخود اصحاب رقبہ میں آجاتے ہیں استادوں کا استاد جس کے آگے جھک جائے اس کے شاگرد مرتبہ استادی پر فائز ہونے کے باوجود جھکنے والوں کے شمار میں آجاتے ہیں یہی حال ایک شیخ اور اس کے خلفاء و مریدین کا ہے کہ اگر شیخ یا اس کے شیخ کا شیخ کسی کی عظمت خداداد کے آگے اپنا سر جھکا دے تو یوں سمجھئے کہ اس کے بعد قیامت تک آنے والے تمام خلفاء و مریدین اس کے سامنے جھک گئے (لطمۃ الغیب ص 194) جب اولیاء متاخرین سرے سے اس قول میں شامل ہی نہیں ہیں خارج ہیں تو متاخرین کا سر خواہ مخواہ جھکوانے کے کیا معنی ہیں؟ ایک بادشاہ ہے اس کا ایک وزیر اعظم

ہے جو بادشاہ کے ایماء پر سلطنت کا انتظام کرتا ہے وزیر اعظم کے ماتحت بہت سے وزراء ہیں جو وزیر اعظم سے ہدایت لیتے ہیں وزیر اعظم بادشاہ کو جوابدہ ہے وزیر اعظم وفات پا جاتا ہے تو باوٹا ہ وزیر اعظم کے ماتحت وزراء میں سے ایک وزیر کو وزیر اعظم کے منصب پر فائز کر دیتا ہے۔ وزیر اعظم مقرر ہونے کے بعد اب وہ وزیر مرحوم وزیر اعظم کو جوابدہ نہیں ہوگا بلکہ براہ راست بادشاہ کو جوابدہ ہوگا اب اگر بعد والے وزیر اعظم کی اولاد یا اولاد کی اولاد میں سے کوئی شخص وزیر اعظم کے عہدہ پر پہنچے گا تو وہ پہلے مرحوم وزیر اعظم کا ماتحت نہیں کہلائے گا بلکہ وہ بھی براہ راست بادشاہ کو ہی جوابدہ ہوگا اسے بھی پہلے مرحوم وزیر اعظم کی طرح وزیر اعظم کے جملہ اختیارات حاصل ہونگے جو اسے بادشاہ کی طرف سے حاصل تھے۔ یہی صورتحال باطنی حکمرانوں کی ہے قطب اپنے وقت میں اولیاء کا سردار و سپہ سالار ہوتا ہے اس کے ماتحت اولیاء کرام میں اوتاد، ابدال، نقباء، نجباء اور رجال الغیب عہدہ کے اولیاء کرام ہوتے ہیں مگر جب قطب زمانہ جسے غوث بھی کہتے ہیں کے وصال کے بعد نچلے عہدہ کا ولی قطب مقرر ہوتا ہے تو اس وقت میں وہ اپنے سے متقدم قطب کا ماتحت نہیں ہوتا بلکہ خود قطب اور عہدہ قطبیت کے جملہ اختیارات کا مالک ہوتا ہے اور مرحوم قطب کی بجائے براہ راست رسول اللہ ﷺ کو جوابدہ ہوتا ہے قطب یا غوث اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا غوث الزماں قطب کبیر حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”فرمایا کہ کبھی کبھی آنحضرت ﷺ بھی اس مجلس (دیوان) میں شرکت فرماتے ہیں اور جب آنحضرت تشریف لاتے ہیں تو غوث کی جگہ تشریف رکھتے ہیں غوث وکیل کی جگہ پر بیٹھتا ہے اور وکیل پیچھے ہٹ کر صف والوں سے ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ جب تشریف لاتے ہیں تو آپ کے ساتھ وہ انوار آتے ہیں جن

کے برداشت کرنے کی کسی میں طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو ان انوار کو پالنے کی طاقت عطا فرمادیتا ہے“ فرمایا آنحضرت ﷺ غوث سے گفتگو فرماتے ہیں (الابریز اردو ترجمہ ص ۵۲۲) آگے فرماتے ہیں ”اسی طرح جب آنحضرت ﷺ اس دیوان میں تشریف فرما نہیں ہوتے تو غوث کے لئے خارق عادت انوار ہوتے ہیں کہ اہل مجلس غوث کے قریب نہیں جاسکتے بلکہ دور بیٹھتے ہیں۔ پس جو امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اس کی طاقت آنحضرت ﷺ کی ذات کے سوا کسی میں نہیں اور جب آنحضرت ﷺ سے وہ امر نکلتا ہے تو اسکی طاقت غوث کے سوا کسی ذات میں نہیں ہوتی اور پھر غوث کی طرف سے وہ امر ساتوں اقطاب پر پھیلتا ہے اور ساتوں اقطاب سے مجلس پر“ (الابریز ص ۵۲۳ ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن)

قطب زمانہ کے تقرر کا اختیار حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس نہیں ہے

(۱) حضرت امام ربانی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ حضرت سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں

” (حضرت سید احمد بدوی نے) عراق تک سفر کیا اور بزرگان عراق نے ان کو خیر مقدم کہا جن میں سیدی عبدالقادر اور سیدی احمد بن رفاعی بھی تھے ان دونوں (کی روحوں) نے کہا اے احمد عراق، ہند، یمن، روم، مشرق و مغرب کی چابیاں ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں سے جو کنجی تم چاہو اس کو پسند کرو مگر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا مجھے تمہاری کنجیوں کی کوئی حاجت نہیں میں صاحب کلید ہی سے کنجی لوں گا (طبقات الکبریٰ ص ۳۲۸-۳۲۹ طبع کراچی) حضرت سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ آپ حضرت غوث جیلانی قدس سرہ کے زیر قدم نہیں تھے۔ کیا اب آپ حضرت سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ پر گستاخ ہونے کا فتویٰ جاری کریں گے؟ کہ انہوں نے حضرت

سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے کنجیاں لینے سے انکار کیوں کیا۔

(۲) حضرت امام ابو الحسن شاذلی: آپ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ آپ کے پیر کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا پہلے میں اپنے آپ کو شیخ عبدالسلام بن مشیش کی طرف منسوب کرتا تھا مگر اب میں کسی کی طرف منسوب نہیں کرتا بلکہ دس دریاؤں سے فیض حاصل کرتا ہوں، محمد ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت علی، جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل اور روح اکبر (طبقات الکبریٰ ص ۳۹۴ طبع کراچی)

حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے فیض یاب یا زیر قدم ہونے کا کوئی ذکر نہیں کیا اگر حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ سے فیض یاب ہوتے تو ضرور ذکر کرتے

(۳) حضرت سیدی ابراہیم مبتولی رضی اللہ عنہ: قطب ربانی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں ”ولایت میں صاحب دوائر کبریٰ تھے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا ان کا کوئی پیر نہ تھا (طبقات الکبریٰ ص ۵۵۱)

میرے نقل کردہ ان تین واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز سے متاخر اولیاء کرام پر قدمی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ آپ کی استادوں کے استاد کی جھکنے والی مثال ناقص ہے میری کتاب ”تحقیق المعانی فی قدم الغوث الجیلانی“ میں آپ کو مزید اضافی معلومات بھی ملیں گی آپ نے حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب پر سخت اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے حضرت پیران پیر کو ایک فاسق دوزخی سے تشبیہ دے ڈالی ہے جو بہت بڑی گستاخی ہے۔ حالانکہ مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب نے حضرت پیران پیر سیدنا عبدالقادر جیلانی کا نام لے کر مثال نہیں دی۔ میرے خیال کے مطابق تو

جہنم سے سب سے آخر میں نجات پانے والے کو بار بار جہنمی کہنا بھی مناسب نہیں ہے
کیونکہ جہنم سے نکلنے کے بعد وہ جہنمی نہیں رہے گا بلکہ جنتی بن جائیگا اور اللہ تعالیٰ کے فضل
و کرم سے مشرف ہو جائیگا

ممتاز محرف کی کتاب کے متعلق پیر بے ضمیر کا اعتراف

یوں تو نصیر شاہ نے ممتاز محرف کی ہر غلط سلسلہ بات کی تصدیق کی اور ان کا معاملہ کچھ اس طرح تھا
کہ

تم جھوٹ کہہ رہے ہو ہمیں اعتبار ہے
مگر پھر بھی وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا اور نہ کہنے کے حق میں ہوں
کہ جواب میں یہ کتاب حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے، (قدم الشیخ عبدالقادر ص ۴۳)

قائلین قدم غوث بر اولیاء ہمہ اعصار کے نقطہ نظر میں اختلاف

مفتی فیض احمد صدر مدرس گولڑہ: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

الغزیز کے فرمان عالی شان کے بارے میں بعض منضرات نے یہ اظہار خیال کیا ہے کہ یہ
آپ کے زمانہ اقدس کے اولیاء کرام کے لئے ہے قدم الشیخ ص ۳۳

مشاق احمد گولڑوی شیخ الحدیث انوار العلوم: سلف صالحین

میں سے کچھ لوگوں نے ایسی بات کہی لیکن اکثریت اور جمہور کا مسلک یہی رہا ہے کہ

متقدمین اور متاخرین تمام اولیائے کرام اس فرمان کے عموم میں داخل ہیں
(قدم الشیخ عبدالقادر ص ۴۶)

ممتاز گولڑوی مدرس انوار العلوم ہم سمجھتے ہیں کہ چشتی فریدی صاحب
کے ساتھ دور حاضر اور ماضی قریب کے بعض معتقدین سلاسل بھی اسی نقطہ نظر کے حامل
ہیں اور بزعم خویش اپنے مشائخ کے ساتھ حسن عقیدت کی تکمیل کے لئے ایسا کرنا ضروری
سمجھتے ہیں قدم الشیخ ص ۵۸

۷ من چہ می سرایم و ظنورہ من چہ می سراید

تبصرہ ۵: سبحان اللہ ایس خانہ ہمہ آفتاب است ثالث ثلاثہ ممتاز محرف گولڑوی کا اپنے
دو ساتھیوں سے نقطہ نظر میں اختلاف روز روشن کی طرح عیاں ہے فیض احمد گولڑوی صدر
مدرس گولڑہ بعض اور اکثر کافر قبیح بیان کرتے ہیں مولوی مشتاق گولڑوی بعض اور جمہور کا
بیان کر رہے ہیں جب کہ ممتاز گولڑوی فرما رہے ہیں کہ دور حاضر اور ماضی قریب کے
بعض معتقدین سلاسل کا یہ نقطہ نظر ہے جو بزعم خویش اپنے مشائخ کے ساتھ حسن عقیدت
کی تکمیل کے لئے ایسا کرنا ضروری سمجھتے ہیں ممتاز محرف کا اعتراف بھی انکار کے مترادف
ہے

کیا گل کھلے گا دیکھنے ہے فصل گل تو دور

ممتاز محرف اپنے موقف عموم و شمول سے دستبردار ہوتے ہوئے

قدم الشیخ کے ص ۱۱۳ پر لکھتے ہیں شیخ ابوبکر بن ہوار البطائنی نے اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا
سوف یظہر بالعراق رجل من العجم عالی المنزلة عند اللہ وعند الناس

اسمہ عبدالقادر و مسکنہ ببغداد يقول قدمی هذه على رقة كل ولي الله
وتدين له الاولياء في عصره ذالك الفرد في وقته (بھجہ ص ۴)

تبصرہ: اس روایت میں تدين له الاولياء في عصره اور ذالك الفرد في
وقته کے الفاظ موجود ہیں ممتاز محرف کا من گھڑت نقطہ نظر اب ان سے شکایت کر رہا ہے
کہ حضرت آپ نے یہ کیا گل کھلا دیا اپنے ہی ہاتھوں اپنی تمام کتاب کا ستیاناس کر دیا اگر
یہ غالی لوگ تعصب چھوڑ کر اپنے بیان گریبان میں جھانک لیتے تو ہمارے تحقیقی نقطہ نظر پر
اعتراض کرنے سے باز رہتے

بھنور میں ڈوبتی غلو کی نیا: ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۱۱۳ پر لکھتے ہیں امام

شعرائی شیخ ابوبکر ہوار کے متعلق لکھتے ہیں انعقد اجماع المشائخ من اهل عصره
على جلالته و علو مقامه نہ جانے یہاں ممتاز محرف صاحب حضرت ابوبکر ہوار کے
لئے من اهل عصره کے الفاظ سے کیا مراد لیتے ہیں کیا یہاں بھی وہ جمیع ازمنہ مراد لینگے اگر
یہاں جمیع اعصار مراد نہیں تو تخصیص کی کیا وجہ ہوگی وما هو جوابکم فہو جوابنا

ممتاز محرف کا اپنے نقطہ نظر سے انحراف اور تحریفی کارروائی

ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۱۱۴ پر لکھتے ہیں امام ابویعقوب یوسف ہمدانی نے شیخ ابواحمد
سے سنا وہ فرماتے تھے انه سیولد بارض العجم مولود له ظهور عظیم
بالکرامات و قبول تام عند كافة الاولياء يقول قدمی هذه على رقة كل
ولی اللہ وتندرج الاولياء تحت قدمه ذالك الذی یشرف به اهل زمانه
وینتفع به من رآه (بھجہ الاسرار ص ۴)

تبصرہ ۵: جو بات دل میں ہو وہ زبان پر آ ہی جاتی ہے ممتاز محرف صاحب چونکہ وقت کی قید سے کتراتے ہیں لہذا اس روایت کے اندراج میں بھی تندر ج الاولیاء کے الفاظ درج کر دیئے فی وقتہ کے الفاظ کاٹ دیئے مکمل عبارت یہ ہے تندر ج الاولیاء فی وقتہ تحت قدمہ اس روایت میں بھی صراحت موجود ہے کہ ہم عصر اولیاء انکے قدم کے نیچے مندرج ہونگے جس کی وجہ سے انہیں اپنے ہم عصر اولیاء پر فضیلت ہوگی

کچھ علاج اسکا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں

عموم و شمول کے نظریہ سے ممتاز محرف کی بے وفائی

ممتاز محرف ص ۱۱۴ پر ابوالوفا کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لہذا الشباب وقت اذا جاء افتقر اليه الخاص والعام وکانی اراہ قائلا ببغداد علی رؤس الاولیاء وهو محق قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ فتواضع له رقاب الاولیاء فی عصره اذ هو قطبہم فی وقتہ فمن ادرك منکم فلیلزم خدمتہ (بھیجہ ص ۴)

تبصرہ ۵: اس روایت میں بھی لہذا الشباب وقت کے الفاظ کا مطلب یہی ہے کہ اس نوجوان کا ایک خاص وقت اور زمانہ ہے جب وہ وقت آئے گا تو خاص و عام اسکے محتاج ہونگے مطلب واضح ہے ابوالوفاء کا زمانہ شیخ کا زمانہ نہ تھا نیز فتواضع له رقاب الاولیاء فی عصره اذ هو قطبہم فی وقتہ کے الفاظ نے ممتاز محرف کی کمر توڑ دی اس لئے کہ شیخ ابوالوفاء نے یہ نہ فرمایا کہ ہو قطبنا بلکہ فرمایا ہو قطبہم وہ انکے قطب ہیں

اور فرمایا حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ کے لئے اس وقت کے اولیاء کی گردنیں جھک جائیں گی
بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

ممتاز محرف اپنے نقطہ نظر سے منحرف

قدم الشیخ کے ص ۱۱۶ پر حضرت الشیخ عقیل منجی کے حوالے سے لکھتے ہیں سیظہر ہہنا
اشار الی العراق فتی عجمی شریف یتکلم علی الناس ببغداد و یعرف
کرامتہ الخاص والعام و هو قطب و قتہ یقول قدمی ہذہ علی رقبة کل
ولی اللہ و تضع الاولیاء لہ رقابہم ولو کنت فی زمانہ لو ضعت لہ راسی
ذلک الذی ینفع اللہ بہ من صدق بکرامتہ (بھجہ ص ۵)

تبصرہ: اس روایت میں یہ صراحت موجود ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ اپنے وقت کے
قطب ہیں حضرت شیخ عقیل منجی نے واضح فرمادیا کہ آپ کے اس فرمان پر اس وقت کے اولیاء
گردنیں خم کر لیں گے اس لئے کہ وہ اپنے وقت کے قطب ہیں آپ نے واضح فرمادیا کہ
اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو ان کے لئے گردن جھکاتا شیخ عقیل نے یہ نہیں فرمایا کہ میں
بھی ان کے زمانہ میں ان کے لئے گردن جھکاؤنگا ہمارا مدعی اصلی کہ حضرت شیخ قدس سرہ کا قدم
آپ کے زمانہ کے اولیاء پر ہے اس روایت کی رو سے ثابت ہو گیا اور ممتاز محرف کا اپنے نقطہ
نظر سے انحراف بھی اظہر من الشمس ہو گیا

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

افضلیت غوث اعظم بر اولیاء ہمہ اعصار کی نفی ممتاز محرف کی زبانی

قدم الشیخ کے ص ۱۱۶ پر شیخ علی بن وہب السنجاری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

ان اللہ تعالیٰ نور الوجود برجل ینظر منکم قریب من اللہ تعالیٰ اسمہ
عبدالقادر مظهرہ فی العراق یقول ببغداد قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی
اللہ وتقر اولیاء عصرہ بفضلہ (بہجہ ص ۵)

تبصرہ ۵: تقر اولیاء عصرہ بفضلہ کا مطلب ہے کہ آپ کے زمانہ کے اولیاء آپ کی
فضیلت کا اقرار و اعتراف کریں گے یعنی آپ اپنے وقت کے اولیاء سے افضل ہیں اس لئے
کہ آپ اس وقت کے قطب ہیں اور باقی اولیاء قطب وقت کے ماتحت ہوتے ہیں
ماسوائے افراد کے جو دائرہ قطب سے خارج ہوتے ہیں اس روایت کی رو سے افضلیت
غوث پاک بر اولیاء ہمہ اعصار کی صراحتاً نفی ہوتی ہے

قدمی کا بامر العامی ہونا ضمنی بحث ہے

اولیاء ہمہ اعصار پر قدم کی نفی اس روایت سے بھی ثابت ہوتی ہے

ممتاز محرف صاحب ص ۷۱ پر شیخ حماد بن مسلم الدباس کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ
نے فرمایا لهذا العجمی قدم تعلقو فی وقتہا علی رقاب الاولیاء فی ذالک
الوقت ولیؤمن ان یقول قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ ولیقولن
ولتوضعن رقاب الاولیاء فی زمانہ

تبصرہ ۵: فی ذالک الوقت اور فی زمانہ کی صریح قیود کی موجودگی میں متقدمین
ومتاخرین اولیاء کا زیر قدم نہ ہونا اس روایت کی رو سے ثابت ہوتا ہے اور یہی ہمارا اصل
دعویٰ ہے نیز وقتہا ضمیر کا مرجع قدم ہے اور قدم کا حدوث اس حکم کا مخصص قرینہ ہے بعض

حضرات نے یہ فرمایا کہ حضرت شیخ قدس سرہ قدمی الخ کے کہنے پر مامور ہوئے
ہم اس معاملے میں اکابرین مشائخ

کی پیروی کرتے ہیں یعنی حضرت شیخ الشیوخ سہروردیؒ حضرت ابن عربیؒ حضرت مجدد
الف ثانیؒ وغیرہم اولیاء کاملین کی جو فرماتے ہیں حضرت شیخ قدس سرہ مامور من اللہ نہیں تھے

ہم اس میں احتیاط کے قائل نہیں رہے: ممتاز محرف صاحب قدم

الشیخ کے ص ۱۱۸ پر غوث بغداد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا یا عبدالقادر

لقد ارضیت اللہ ورسولہ بادبک کانی اراک ببغداد وقد سعدت علی

الکرسی متکلما علی الملاء وقلت قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ

وکانی اری الاولیاء فی وقتک قد حنوا رقابہم اجلالا لک (بھیجہ ص ۶)

تبصرہ: فی وقتک کی قید نے ممتاز محرف اور اسکے موقف کی اہمیت بھی کم کر دی اور واضح

کر دیا کہ آپ کے وقت میں جو اولیاء تھے انہوں نے آپ کی تعظیم کے لئے اپنی گردنیں خم

کیں نہ کہ متقدمین و متاخرین نے

افضلیت بر اولیاء ہمہ اعصار کی نفی ممتاز محرف کی زبانی

قدم الشیخ کے ص ۱۳۵ پر شیخ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت

شیخ کے فضائل و مناقب بیان کرنے کے بعد فرمایا من ہہنا قال الشیخ قدمی ہذہ

علی رقبة کل ولی اللہ قال لانہ لایعرف فی عصرہ من کان یساویہ فی

الجمع بین ہذہ الکمالات (قلائد الجواہر ص ۲۹)

تبصرہ: اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ کے زمانہ مبارک میں خاص کمالات کا جامع آپکے ہم پلہ کوئی ولی نہ تھا فضیلت شیخ قدس سرہ بر اولیاء ہمہ اعصار ثابت نہیں ہوتی ممتاز محرف صاحب اب اس شعر کے مصداق بن چکے ہیں

یہ سچ ہے جو گرجتے ہیں وہ بادل کم برستے ہیں

اس روایت کی رو سے اولیاء ہمہ اعصار کا زیر قدم ہونا ثابت

نہیں ہوتا قدمی کا امر الہامی سے ہونا ضمنی بحث ہے

ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۱۳۷ پر شیخ حماد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت شیخ قدس سرہ کے بارے میں فرمایا میں عجی راقدمے است کہ در وقت وے بر گردن ہمہ اولیاء خواہد بود و ہر آئینہ مامور شود بہ آنکہ بگوید قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ و ہر آئینہ آں را بگوید و ہمہ اولیاء گردن نہند (نجات الانس فارسی ص ۳۵۳)

تبصرہ: مامور بامر الہامی ہونے سے متقدمین و متاخرین اولیاء کا زیر قدم ہونا ثابت نہیں ہوتا اس روایت میں بھی یہ صراحت موجود ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ کا قدم اس وقت کے اولیاء کی گردنوں پر ہے یہی ہمارا اصل دعویٰ ہے جو اس روایت سے بھی ثابت ہو گیا

آپکے وقت کے اولیاء نے گردنیں جھکائیں

ممتاز محرف نے قدم الشیخ کے ص ۱۳۷ پر مولانا جامی کے حوالے سے غوث وقت کا واقعہ درج کیا حضرت مولانا جامی فرماتے ہیں غوث وقت نے فرمایا میں پیغم تر اور بغداد بر منبر آمدہ و میگویی قدمی انخ مے پیغم کہ اولیائے وقت ہمہ گردن ہائے خود را پست کردہ اند اجلال

تبصرہ: آپ کے وقت کے اولیاء نے گردنیں جھکائیں متقدمین و متاخرین کے سر جھکانے

کا ذکر اس روایت میں بھی نہیں

فرمان غوثیہ کو سن کر دنیا میں زندہ موجود اولیاء نے سر جھکایا

ممتاز محرف صاحب ص ۱۳۸ پر امام ابن حجر البیہیمی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ نے فتاویٰ حدیثیہ میں تحریر فرمایا کہ کبھی اولیائے کرام کو حکم دیا جاتا ہے تاکہ جو ان کے مقام سے ناواقف ہے اسے پہچان ہو جائے اور تحدیث نعمت، اور شکر کا اظہار ہو جائے جس طرح کہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ سے اس طرح واقع ہوا کہ آپ نے مجلس وعظ میں ارشاد فرمایا قدمی

هذه على رقبة كل ولي الله فاجابه في تلك الساعة اولياء الدنيا پس

آپ کے فرمان کو دنیا بھر کے اولیائے کرام نے قبول کیا

تبصرہ: اس روایت کی رو سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس وقت دنیا میں زندہ موجود

اولیائے کرام نے سر جھکایا جو وصال فرما گئے تھے یا جو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے ان اولیاء

نے سر نہیں جھکایا یہی ہمارا اصل دعویٰ ہے جو اس روایت سے بھی ثابت ہو گیا

اس قول کا بامرالہی یا از قبیل تحدیث نعمت ہونا ضمنی بحث ہے حضرت شیخ قدس سرہ کا یہ قول چونکہ مقام سکرو فناء میں صادر ہوا اس لئے بعض حضرات مشائخ نے اسے تحدیث نعمت کے

باب سے شمار کیا ہے

حضرت حماد دباسؒ کی روایت میں وقت کی قید

ممتاز محرف صاحب ص ۱۴۰ پر ملا علی قاری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ نے تحریر فرمایا کہ حضرت حماد دباس نے فرمایا یصیر مامورا من عند مولاہ بان یقول قدمی الخ ویتواضع له جمیع اولیاء اللہ فی زمانہ ویعظمو نہ لظہور شانہ

تبصرہ ۵: یہ روایت حضرت حماد دباس سے ہے کہ آپ نے فرمایا حضرت غوث پاکؒ کے زمانہ کے اولیاء انکے حکم کی تعمیل کریں گے اور ان کے ظہور شان کی وجہ سے انکی تعظیم کریں گے اس روایت میں فی زمانہ کے الفاظ سے نظریہ عموم و شمول ختم ہو کر رہ گیا اور تخصیص کا قول درست ثابت ہوا یہی ہمارا دعویٰ ہے

فلاندا الجواہر کی روایت میں وقت کی قید: ممتاز محرف ص ۱۴۱ پر لکھتے

ہیں کہ شیخ محمد بن یحیی التاذنی تحریر فرماتے ہیں کہ اولیاء آپ کو ان الفاظ سے پکارتے تھے یا ملک الزمان یا من اهل وقته کلہم عائلته (فلاندا الجواہر ص ۳۲)

تبصرہ ۵: اس روایت سے ظاہر ہے کہ مشائخ آپ کو آپکے زمانہ کا بادشاہ کہتے تھے اور یہ کہہ کر پکارتے تھے کہ اے وہ ذات گرامی کہ جنکے ہم زمانہ نوگ انکے محتاج ہیں ناظرین گرامی قدر آپ نے وہ روایات ملاحظہ فرمائیں جن سے نظریہ عموم و شمول فرمان غوثیہ کی نفی ہوتی ہے ان روایات کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ممتاز محرف لمحہ بہ لمحہ اپنا موقف بدلتے رہتے ہیں یا شاید وہ یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے سابقہ موقف سے دستبردار ہو چکے ہیں اور اپنے غلط نظریہ سے توبہ کر چکے ہیں

ہے ہائے اس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

خواجہ گل محمد چشتی کا ارشاد: ممتاز محرف صاحب ص ۷۶ پر لکھتے ہیں خواجہ گل

محمد چشتی احمد پوری خلیفہ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب گوٹ مٹھن شریف نے حضرت غوث پاک کو غوث اعظم محبوب سبحانی سلطان سلاطین وقت قطب اقطاب ہدایت کے القاب سے یاد کیا ہے (تکملہ سیر الاولیاء)

تبصرہ: افسوس کہ خواجہ گل محمد کے کلام سے بھی ممتاز محرف نے رہنمائی حاصل نہ کی اگر

وہ سلطان سلاطین وقت کے الفاظ میں وقت کی قید کو دیکھ کر حق کو قبول کرنے کی روش اپناتے تو حضرت غوث پاک کے قدم کو آپ کے زمانہ تک محدود رکھتے سچ ہے

کہ جھکو ڈوبنا ہو ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

گلیم بخت کسے کہ بافندسیاہ باب کوثر و تسنیم سفید نتواں کرد

بعض اولیاء کبار سے منسوب اشعار سے افضلیت غوث پاک قدس سرہ

پر استدلال: ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۴۲۹ پر لکھتے ہیں حضرت خواجہ غریب

نواز سے حضرت غوث پاک کی منقبت کے اشعار بھی منقول ہیں یہ منقبت بریلی شریف سے ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ نومبر ۱۹۹۸ قومی ڈائجسٹ پیران پیر نمبر میں بھی شائع ہوئی

علامہ محمد علی مصطفوی صاحب تحقیق المعانی فی قدم الغوث الجیلانی کے ص

۱۳۹ پر ان اشعار کے متعلق تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں شمس الفقہاء حضرت علامہ

صاحبزادہ محمد احمد چشتی مدظلہ العالی کی تحقیق حقیقت پر مبنی ہے عقیدہ قدم غوث برگردن

اولیاء اولین و آخرین کے ایک مبلغ ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی اسکا اعتراف یوں کرتے

ہیں ”صرف بعض اقوال کا مضبوط حوالہ مجھے نہیں مل سکا بعض اشعار کے سلسلے میں اختلاف ہے کوئی ثابت کرتا ہے کوئی انکار کرتا ہے اس اختلاف سے ان اشعار کی نسبت قطعی نہیں رہتی اور ظنی بن جاتی ہے (افضلیت غوث اعظم ص ۶۳) جب ان اشعار کی اکابر اولیاء کرام کی طرف نسبت قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے تو ان اشعار پر عقیدہ کی بنیاد رکھنا درست نہیں ہے انتھی ممتاز محرف کے پیشوا نصیر گولڑوی نام و نسب کے ص ۳۹۲ پر لکھتے ہیں ماضی قریب کے عظیم نقاد اور محقق حافظ محمود شیرانی (م ۱۳۳۶) اور بعض دیگر ناقدین کے نزدیک دیوان معین یاد یوان خواجہ جنہیں حضرت غریب نواز اجمیریؒ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے خود محل نظر ہیں ان کی تحقیق کے مطابق یہ کلام مولانا جامیؒ کے ایک ہم عصر مولانا معین الدین بن مولانا شرف الدین حاجی محمد الفراء ہی صاحب معارج النبوت کا ہے اور ان کے نزدیک ملا معینی اور مولانا معین الدین ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں انتھی نصیر گولڑوی نے نام و نسب میں بارگاہ غوثیت میں کئی حضرات مشائخ کی طرف منسوب نذرانہ ہائے عقیدت درج کئے لیکن حضرت خواجہ اجمیریؒ کی طرف منسوب یہ نظم درج نہیں کی اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ خواجہ غریب نوازؒ کی طرف اس کلام کی نسبت کو درست نہیں سمجھتے

شمس العارفین سیالویؒ نے تفریح الخاطر کی تصدیق نہیں فرمائی

ممتاز محرف نے قدم الشیخ کے ص ۷۷ پر یہ ملفوظ درج کیا کہ خواجہ شمس الاسلام سے سوال کیا گیا کہ حضور و ضاحت فرمائیں شب معراج حضور غوث اعظمؒ کی روح مقدس نے حاضر ہو کر بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ حضور آپ مجھ پر سواری فرمائیں ممتاز محرف صاحب اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت شمس العارفین سیالویؒ نے اس روایت کے متعلق سکوت فرما کر تصدیق فرمادی جسے عبدالقادر رابلی نے تفریح الخاطر میں

نقل کیا ہے سلسلہ چشتیہ کے ایک جلیل القدر شیخ طریقت سے اس کتاب کی روایت کی
تصدیق قابل غور ہے

تبصرہ: روایت معراج کا اعلیٰ حضرت سیالوی نے انکار کیا نہ اقرار سکوت اختیار فرمایا

اس سکوت کو تصدیق قرار دینا ممتاز محرف کی تلبیسی کاروائی ہے تفریح الخاطر کی اکثر
روایات کو علماء و مشائخ عظام نے گمراہ کن قرار دیا ہے لہذا حضرت سیالوی پر اس کتاب کی
تصدیق کا الزام تحریف و تلبیس سے بڑھ کر بہت بڑی جسارت اور گستاخی ہے

کہیں بہ حال کہ تنکوں کے بھی سہارے لیجئے: ممتاز محرف کی شان

تحقیق ملاحظہ فرمائیں حضرت خواجہ غریب نواز کی طرف منسوب منقبت غوثیہ

یا غوث معظم نور ہدی مختار نبی مختار خدا

لکھنے کے بعد اس کا ثبوت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں حضرت غوث پاک کی شان میں

یہ منقبت بریلی شریف سے ماہنامہ اعلیٰ حضرت، غریب نواز نمبر شمارہ اکتوبر نومبر ۱۹۹۸ء

میں شائع ہو چکی ہے اسی طرح قومی ڈائجسٹ پیران پیر نمبر میں بھی شائع ہوئی

یہ لیڈر گارہا ہے قوم کے گیت مگر آواز بالکل بے سری ہے

حضرت شمس الفقہاء کی تحقیقی کاوش کے بارے میں زبان کھولنے سے پہلے کاش یہ عالی

لوگ اپنا چہرہ بھی آئینہ میں دیکھ لیتے

لگایا آئینہ یہ کہہ کے اس نے روزن در سے

کہ اپنا منہ تو دیکھیں میری صورت دیکھنے والے

تفریح الخاطر کا اصل ماخذ مناقب غوثیہ ہے: تفریح الخاطر کا مصنف

عبدالقادربن محی الدین الاربلی لکھتا ہے رائیت رسالہ مشتملہ علی مناقبہ

بالفارسیہ للشیخ محمد صادق القادری الشہابی السعدی

علیہ الرحمۃ الملک المعید المبدی جمعہا بامر شیخہ ومرشدہ وقدوتہ

الی اللہ المظہر لآثار الغوث الاعظم وانفرد الافخم السید عبدالقادر

غریب اللہ ابن السید عبد الجلیل الحسنی الحسینی فی بلدہ احمد

آباد رضی اللہ عنہ وعنہم الی یوم التناد آمین اردت ان اتر جمہا باللغۃ

العربیۃ مع قلۃ بضاعتی وعدم استطاعتی شرعت فی ترجمتها لعل اللہ

ان یجعلنی بہا من جملة المقبولین لدى سدتہ السنیۃ وسمیتہا تفریح

الخاطر فی مناقب عبدالقادر (تفریح الخاطر ص ۳ طبع مصر) میں نے

ایک رسالہ دیکھا جو آپ کے مناقب پر مشتمل ہے فارسی زبان کے اندر شیخ محمد صادق

قادری شہابی سعدی کا لکھا ہوا جس کو اس نے اپنے پیر و مرشد عبدالقادر غریب اللہ احمد

آبادی کے کہنے سے لکھا تو میں ارادہ کیا کہ اس کا عربی زبان میں ترجمہ کر دوں تو میں اس

کے ترجمے میں شروع ہو گیا اور میں نے اس کا نام تفریح الخاطر فی مناقب عبدالقادر رکھا ملخصاً

مناقب غوثیہ اور تفریح الخاطر جھوٹ کے پلندے ہیں

مولانا احمد رضا بریلوی نے بھی مجبوراً ان حکایات کی تردید کی اور ان کا بے ثبوت ہونا تسلیم کیا

اس لئے کہ ان جھوٹی حکایات کا کہیں ثبوت نہ پایا جب کئی روایات کا جھوٹا ہونا تسلیم کر لیا

گیا تو باقی روایات بھی معتبر نہ رہیں

تفریح الخاطر کا رد مولانا احمد رضا بریلوی کی زبانی

زنبیل ارواح چھین لینا خرافاتِ مخترعہ جہال سے ہے (تا) مسلمانوں کو ایسے ابا طیل واہیہ سے احتراز لازم ص ۳۷ فتاویٰ کراماتِ غوثیہ

مناقبِ غوثیہ کا رد مولانا احمد رضا بریلوی کی زبانی

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے حضرت غوثِ اعظمؒ کو دودھ پلانے کے واقعہ کی تردید ان

الفاظ میں فرمائی قول بالوقوع تا وقتیکہ نقل ثابت نہ ہو جزاف و بے اصل ہے ۲

(۱ مناقبِ غوثیہ ۱۴۲ ۲ فتاویٰ کراماتِ غوثیہ مصنفہ مولانا احمد رضا بریلوی ص ۴۶)

ایک شخص نے منکر نکیر کو یہ جواب دیا کہ میں اپنا رب رسول دین حضرت شیخِ قدس سرہ کو جانتا

ہوں حضرت شیخِ طاہر ہوئے منکر نکیر نے حضرت غوثِ پاکؒ کو ہیت دکھائی اللہ تعالیٰ کا

فرمان ہوا اس آدمی کو عذاب کرو حضرت غوثِ پاکؒ نے ہر دو گریزیں منکر نکیر کے ہاتھ سے

چھین لیں اور فرمایا میں جنت دوزخ کو جلا دوں گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوا کہ یہ

ہمارا دیوانہ ہمارا محبوب اور ہمارا مجذوب عبدالقادر ہے تم اس آدمی کو چھوڑ دو فرشتوں نے

آپ سے گریزیں مانگیں اور آدابِ بجالائے مناقبِ غوثیہ ص ۱۷۹

مناقبِ غوثیہ کی دیگر روایات مبنی بر خرافات: اللہ تعالیٰ نے غوث

پاک سے فرمایا اے میرے محبوب تمام درجات جو ولایت سے اوپر اور نبوت کے نیچے ہیں

تجھے میں نے عطا کر دیئے سوائے نبوت کے اگر آرزو رکھتے ہو تو وہ بھی تمہیں دے دیتے

ہیں (مناقبِ غوثیہ مصنفہ صادق شہابی قادری ص ۱۱۲) حضرت غوثِ پاکؒ نے وہ تمام

کمالات جمع کر لیئے جو تمام کے تمام ائمہ معصومین میں موجود تھے (مناقبِ غوثیہ ص ۹۱)

شب معراج حضور علیہ السلام کے دل مبارک میں آیا کہ عرشِ سخت بلنا ہے کس طرح اوپر

جاؤں تو حضرت غوث پاکؒ ظاہر ہوئے آپ نے حضور علیہ السلام کو عرش تک پہنچایا
 (مناقب غوثیہ ص ۲۲) حضرت خضر علیہ السلام کو بھی اسم اعظم حضرت محبوب سبحانی سے
 پہنچا (مناقب غوثیہ ص ۱۰۶) من ربک ومن نبیک وما دینک کے جواب
 میں صرف عبدالقادر کہہ دینے والا بخشتا گیا (مناقب غوثیہ ص ۱۲۳) حضرت خضر علیہ
 السلام نے آپ (غوث پاکؒ) کے ساتھ مکالمہ کیا اور پھر میدان چھوڑ کر فرار ہو گئے
 (مناقب غوثیہ ص ۱۲۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث پاک سے فرمایا اے غوث اعظم اپنی
 صفت قدرت کا مرتبہ میں تجھے دیتا ہوں اور میں تجھے قادر بناتا ہوں (مناقب غوثیہ ص
 ۱۶۰) حضرت غوث پاک نے محبوبیت کی قوت سے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے
 روحوں کی زنبیل چھین لی (مناقب غوثیہ ص ۶۲) قدمی کا قول اولیاء اولین و آخرین کے
 لئے ہے سوائے صحابہ کرام اور اہل بیت کے (مناقب غوثیہ ص ۱۳۱) مولانا احمد رضا
 بریلویؒ بھی اس نقطہ نظر کے خلاف ہیں اس لئے کہ وہ تابعین میں سے اکابر اولیاء کو مستثنیٰ
 مانتے ہیں دیکھئے فتاویٰ رضویہ

ممتاز محرف کے جھوٹے دعاوی: قدم الشیخ کے ص ۲۳۶ پر لکھتے ہیں ہمیں

ان بعض حضرات سے جو اس ارشاد کو وقت کے ساتھ مختص کرتے ہیں ایسا اختلاف نہیں
 جس کی بناء پر ہم ان پر جہالت گمراہی اور تعصب کا فتویٰ لگائیں اور نہ ہی ایسے مسائل میں
 اتنی شدت اور تنگ نظری سے کام لینا چاہیے قدم الشیخ ۲۳۶

ممتاز محرف نے اپنے دعویٰ کی نفی کر دی

قدم الشیخ کے ص ۲۳۷ پر لکھتے ہیں

گر جدا بنی زحق تو خواجہ را گم کنی ہم متن وہم دیباچہ را

اگر تو اپنی عقل و فہم کی بناء پر مشائخ کرام کو حق سے دور خیال کرے گا تو پھر کتاب ہدایت کا متن بلکہ دیباچہ بھی گم کر بیٹھے گا چنانچہ معترض صاحب بھی مشائخ کی مخالفت اور مناقشت کی وجہ سے اسی صورت حال تک پہنچ چکے ہیں۔ قدم الشیخ کے ص ۳۸۵ پر کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانانی

تبصرہ ۵: لاحول ولا قوۃ الا باللہ ممتاز محرف صاحب کتنے تنگ نظر ہیں اس طرح کے

فروعی مسائل میں ایسے فتوے داغتے ہیں اور پھر پاک دامنی کے دعوے بھی جاری ہیں اور شرافت کا لبادہ بھی اوڑھے ہوئے ہیں

ہم آہ بھی بھرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ممتاز محرف کا جھوٹا دعویٰ: ہم کسی قیمت پر حوالوں میں رد و بدل اور غلط

حوالے کا اندراج نہیں کریں گے ہماری کوشش اور کاوش کے باوجود وہ ہمارے نقطہ نظر سے اختلاف کریں یا اپنے آپ کو حق کے زیادہ قریب قرار دیں تو بھی ہم انہیں گمراہ اور جاہل نہیں کہیں گے قدم الشیخ ص ۶۲، ۶۳، ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ وہ ہماری نقل کردہ عبارت و حوالہ جات میں کسی قسم کی تحریف اور قطع و برید ثابت نہیں کر سکتے قدم الشیخ ۲۳۵

تبصرہ ۵: ناظرین کرام قطع و برید اور تحریف و تلبیس تو ممتاز محرف کی تحریفی کتاب کے

مطالعہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے جیسا کہ آپ جا بجا ملاحظہ فرما چکے ہیں

لہذا اس پر مزید گفتگو کی ضرورت ہی نہیں ہم فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ کیا وہ واقعی ممتاز محرف ہیں یا نہیں نیز ممتاز محرف کے پیشوا نصیر شاہ نے قدمی الخ سے متعلق خواجہ غلام فرید کے موقف کا نصف حصہ حذف کر کے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ بھی ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں

دوسروں کو نصیحت خود میاں فضیحت

ممتاز محرف لکھتے ہیں مشائخِ چشت کے واضح ارشادات اور تصریحات کا سرمایہ ہمارے پاس موجود ہے اگر اس تاریخی تحقیقی اور روحانی مواد کو تحریف و قطع و برید کے بغیر ارباب طریقت کے سامنے پیش کیا جائے تو کوئی الجھن باقی نہ رہے ہر سلسلے کے مشائخ کے ارشادات و معمولات و ہدایات کو اگر ان سے منسلک لوگ لائحہ عمل بنا لیں تو پھر کوئی اختلاف پیدا نہ ہو اور اگر متعلقین یہ طے کر لیں کہ ہمارے مشائخ خواہ کچھ فرماتے رہیں یا لکھتے رہیں مگر ہم ان کی عقیدت و محبت کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے انکی روش سے انحراف کر کے رہیں گے تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں قدم الشیخ ص ۶۲

۱۔ میں خود کو تو بدل سکتا نہیں ہوں زمانے کو بدلنا چاہتا ہوں

۲۔ یا ایہا الرجل المعلم غیرہ

ہلا لنفسک کان ذا التعلیم

قال اللہ تعالیٰ لما تقولون ما لا تفعلون

باب یازدہم

☆ مشائخ چشت اہل بہشت کی عظمت شان کے بیان میں ☆

خواجگان چشت مازہر دو عالم بہتر اند۔ از عنایت حق تعالیٰ پیر و میر و مہتر اند

ہر کہ راجا وید باید جنتہ الملوٰی بہشت۔ ہر زماں با صدق خواند شجرہ پیران چشت

چشت اہل بہشت عشق سرشت

حضرت فخر الاولیاء قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک شخص فوت ہو گیا حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ کا معمول تھا کہ ہر جنازہ پر تشریف لے جاتے تو آپ اس جنازہ کے لئے بھی تشریف لے گئے اور تدفین تک بیٹھے رہے بلکہ لوگوں کے جانے کے بعد بھی کچھ وقت ٹھہرے رہے اس وقت آپ نے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے آگئے اور اسے عذاب دینا چاہا کیا دیکھتے ہیں کہ فی الفور حضرت خواجہ عثمان ہرونی تشریف لائے اور فرشتوں کو عذاب دینے سے روکا اور فرمایا کہ یہ ہمارا مرید ہے پس فرشتوں نے بارگاہ الہی میں عرض کی ندا آئی کہ عثمان کو کہو کہ یہ تمہاری پیروی پر نہ تھا حضرت خواجہ عثمان ہرونی نے کہا کہ اگر ہماری پیروی پر ہوتا تم خود بخود چھوڑ دیتے اب اس کے بخشانے کے لیے ہم آئے ہیں کہ وہ ہمارا مرید ہے ہم ہرگز اسے عذاب نہ کرنے دیں گے جناب رب الارباب سے ندا آئی کہ اے فرشتو اسے چھوڑ دو ہم نے اس کے بسبب بخش دیا ہے بلکہ وعدہ ہو گیا کہ عثمان کے تمام مریدوں بلکہ مریدوں کے مریدوں کو ہم نے بخش دیا حضرت خواجہ بزرگ اجمیریؒ فرماتے ہیں مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ ہمارے پیر کا مرید ہے اتفاقاً معلوم ہوا سبحان اللہ اپنے

آپ کو کسی کے پلہ میں باندھنا موجب رستگاری دو جہان ہے اسکے بعد حضرت فخر الاولیاء
تونسوی نے فرمایا خاص طور پر ہمارے خاندان کا لقب چشت اہل بہشت اسی وجہ سے ہے
بعض اولیاء کرام نے فرمایا کہ میں اس وقت مرید کرتا ہوں جب لوح محفوظ پر اسے
مغفور لکھا ہو ادیکھ لیتا ہوں حضرت فخر الاولیاء تونسوی قدس سرہ نے فرمایا ان بزرگوں کا
لوح محفوظ پر مغفور ہونا دیکھ کر مرید کرنا بڑی افضل بات ہے مگر خاندان چشت میں اس
سے بہت زیادہ فضیلت موجود ہے اس لئے کہ ہر مرید جو آتا ہے اور اس سلسلہ شریفہ میں
بیعت کرتا ہے اور سلسلہ شریفہ میں داخل ہو جاتا ہے صرف داخل ہونے سے ہی بخشے
جاتے ہیں اور اس خاندان کے مریدوں کی بخشش کیلئے سلسلہ شریفہ کا پڑھ لینا ہی کافی
ہے (انتخاب مناقب سلیمانہ ص ۱۰۱) ص ۱۱۹ پر لکھتے ہیں جان کہ مدح عشق و عاشقاں
انجام پذیر نہیں ہے جس کو فیض سے عشق کا حصہ نصیب ہو اوہ ہر وقت اور ہر آن اسکا ثنا
خوان ہوتا ہے اور چونکہ عشق ہی راہ حق کا وسیلہ اعظم ہے اسی وجہ سے طالبان حق بلکہ
واصلان حق بھی ان سے شفقت رکھتے ہیں اور اسکے وسیلہ عظمیٰ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہر
ریاضت جو اس راہ میں درکار ہے جیسے قلت طعام قلت منام قلت کلام و عدم خلط بانام
و ترک دنیا تمام بلکہ ترک ہر دو عالم عشق کی وجہ سے آسان کام ہے کہ ان امور کے ترک کر
دینے سے عاشق کو کوئی حرج نہیں بلکہ بوجہ غلبہ عشق یہ خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں و این
نعمت غالباً خاص با خواجگان چشت عشق سرشت است اور یہ نعمت غالباً خواجگان چشت
عشق سرشت کے ساتھ خاص ہے کہ ایساں اکثر بایں راہ عشق طے مقامات عالیہ باندک
زمان بلکہ دریک آن نمودہ باشند کہ ان میں سے اکثر اس راہ عشق سے تھوڑے سے زمانہ
میں بلکہ ایک آن میں مقامات عالیہ طے کر جاتے ہیں و ازیں جہت اکثر اہل سلاسل
بفضیلت ایساں قائل اند اور اسی وجہ سے اکثر اہل سلاسل ان کی فضیلت کے قائل ہیں

مزید لکھتے ہیں حضرت فخر الاولیاء نے فرمایا نام اس سلسلہ شریفہ ما از قدیم عشقیہ است
 زیرا کہ اصل کار اس سلسلہ شریفہ عشق است کہ اس سلسلہ شریفہ کا قدیم نام عشقیہ ہے اس
 لئے کہ اس سلسلہ شریفہ کا اصل کام عشق ہے چشتی نام حضرت ابو اسحاق شامی چشتی قدس
 سرہ سے مشہور ہوا اور شہرت کی وجہ یہ تھی کہ حضرت شیخ کے محلہ سے چاشت کی روشنی کی طرح
 نور نکلتا تھا اور دن رات ایسا ہی ہوتا ہے اس وجہ سے لقب چشتی اور سلسلہ شریفہ کا نام
 چشتیہ ہو گیا چنانچہ سابق نام خواص کے سوا کوئی نہیں جانتا پس یہ جماعت عشق حق میں اس
 طرح مشہور تھے کہ سیادت قریشیت وغیرہ سب نام عشق میں گم ہو گئے اور اسی نام سے
 معروف و مشہور ہوئے ایک دن حضرت فخر الاولیاء قدس سرہ نے فرمایا اگر کوئی کسی
 دوسرے سلسلے میں مرید ہو تو اسے بھی چاہیے کہ سلسلہ چشتیہ ضرور پڑھے اور پہلے تھوڑی سی
 کلام اللہ پڑھ کر ان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کرے انشاء اللہ تعالیٰ ان حضرات کے
 نام لینے سے بہشت میں جگہ پائے گا اور آپ نے یہ اشعار پڑھے

ہر کہ خواند شجرہ پیران چشت او بماند جاوداں اندر بہشت

بود ہر یک پیر چشتی اے فنا بر قدم گاہ محمد مصطفیٰ ﷺ

ہم بتفسیر و حدیث و ہم اصول عالمے بودند ہر یک از رسول

گر بخوانی فاتحہ بارواح شاں روئے دوزخ رانہ بنی بے گماں

الحق و برحق اگر از ایشاں باشیم از ایشاں گیرند واگر بد باشیم با ایشاں بخشند

جو بھی شجرہ پیران چشت پڑھے گا ہمیشہ بہشت میں رہے گا اے جوان سب چشتی پیر محمد

ﷺ کے قدم پر تھے۔ یہ سارے کے سارے تفسیر حدیث اور اصول کے علمائے تھے۔ اگر ان

کی ارواح طیبہ کے لئے فاتحہ پڑھو گے تو بلاشبہ دوزخ کا منہ نہ دیکھو گے یہ بات حق اور

برحق ہے اگر ہم ان سے ہونگے تو ان سے شمار کریں گے۔ اور اگر برے ہونگے تو ان کی وجہ سے بخش دیں گے۔

ہمہ چشتیاں قوی تر در طریق ملامت بودند

نجات الانس مطبوعہ تہران کے ص ۳۴۵ پر حضرت مولانا جامیؒ تحریر فرماتے ہیں شیخ الاسلام گفت، من ہیچ کس ندیدہ ام قوی تر در طریق ملامت و تمام تر از احمد چشتی و چشتیاں ہمہ چناں بودند از خلق بیباک در باطن سادات جہان شیخ احمد چشتی جو ابو احمد ابدال اور خواجہ احمد مودود کے علاوہ ہیں انکے بارے میں شیخ الاسلام نے فرمایا میں نے کسی شخص کو طریق ملامت میں احمد چشتی سے قوی تر اور تمام تر نہیں دیکھا اور تمام چشتی حضرات اسی طرح تھے مخلوق سے بے باک اور باطن میں سادات جہان

فیضان میں خواجہ غریب نوازؒ کی رفعت شان کا بیان بزبان

شاہ جیلانؒ: صاحب القول المستحسن خواجہ غریب نواز کے القابات ذکر کرتے

ہوئے لکھتے ہیں سید السادة سند القادة امام الائمة كرامة الامة مركز دوائر الملك و الملكوت المتصرف في العوا لم باذن الله ذى العزة والجبروت غوث الاغوات قطب الاقطاب فرد الافراد حب الاحباب معين الحق و الحقيقة و الشرع و الطريقة و المعرفة و الملقو الدين حسن بن السيد غياث الدين حسين الحسينى الكاظمى السجزي (الى ان قال) ومن رفعة شانہ فى فيضانه قد اشار اليه و دل عليه الغوث الاعظم القطب الافخم السيد محى الدين عبدالقادر الجبلى فقال يا موتى الطبيعة سافر و الى بلا دھند

الهداية يَوْمِي الى قيام الهداية البالغة فيها بتصرفه رضی الله تعالى عنهما
 فيامر بالمسافرة اليه وطلب الهداية من لديه وصرح انه لما توفي الى رحمة الله
 تعالى ظهر منطبعا بخط اخضر في جبينه المبين حبيب الله مات في حب الله
 كما في سير الاولياء (القول المستحسن في فخر الحسن ص ۵۲۰
 غوث اعظم قطب ائمة السيد محي الدين عبدالقادر الجيلي نے فیضان میں آپ کی رفعت شان کی
 طرف اشارہ اور دلالت فرمائی آپ نے فرمایا اے طبیعت کے مرد و ملک ہند کی طرف سفر
 کرو جو ہدایت ہی ہدایت ہے آپ حضرت غریب نوازؒ کے تصرف سے ہند میں کامل
 ہدایت کے قیام کی طرف اشارہ فرماتے اور آپ کی طرف سفر کرنے اور آپ سے ہدایت
 طلب کرنے کا حکم دیتے تھے اور یہ بات درست ہوئی ہے کہ جب آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت
 میں فوت ہوئے آپ کی جبین میں سبز خط سے لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ اللہ کے حبیب اللہ کی
 محبت میں فوت ہوئے جیسے کہ سیر الاولیاء میں ہے۔

نائب رسول اللہ فی الہند حبیب اللہ مظہر رحمۃ للعالمین خواجہ بزرگ سیدنا معین الدین حسن
 سجری چشتی اجمیری غریب نوازؒ کی رفعت شان

عزیز بارگاہ کبریا غریب نواز	رفیق حلقہ خیر الوری غریب نواز
اسیر گیسوے بمشکل کشا غریب نواز	شہید حسن شہ کربلا غریب نواز
جد ہراٹھی کوئی میخانہ کرگئی آباد	خدا رکھے تری چشم عطا غریب نواز
کوئی ہوا ہے نہ ہوگا جہان میں اعظم	ہمارے خواجہ اجمیر سا غریب نواز

حضرت خواجہء خواجگان نائب رسول اللہ عطاء رسول اللہ فی الہند حبیب اللہ خواجہ
 بزرگ ہند الولی امام عاشقین امام محبوبین سیدنا حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی
 اجمیری رضی اللہ عنہ کی عظمت شان کا بیان

☆ الحمد للہ ہمیں ناز ہے کہ ہم حضور خواجہ کے غلام ہیں وہ غریب نواز ہیں غریبوں کو نوازنے والے ہیں اور ان کے فیض عام اور کرم عام کا یہ عالم ہے کہ خود سیدنا غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی نے لوگوں کو صدائے عام دی کہ جس نے فیض عام حاصل کرنا ہے رحمت کاملہ اور تامہ سے حصہ حاصل کرنا ہے تو وہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے دروازے پر جائے حضور خواجہ غریب نواز ایسی مقدس ہستی ہیں کہ جن کی عظمت شان اور رفعت مقام کو میں تو کیا بڑے بڑے کالمین عارفین اقطاب اور اغواث بھی بیان نہیں کر سکتے اور انکی بارگاہ میں دم بخود رہ جاتے ہیں ان کی شان یہ ہے

سید الاولیاء نائب مصطفیٰ رشک پیغمبراں خواجہ ہندالولی

حدیث پاک میں موجود ہے کہ میرے اور آپ کے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا ان من عباد اللہ لاناس ماہم بانبياء ولا شهداء يغبطهم الانبياء والشهداء بمكانهم من اللہ اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ تو وہ نبی ہیں اور نہ وہ شہید ہیں لیکن جب قیامت کا دن ہوگا تو نبی اور شہید اللہ کے حضور انکا مقام اور مرتبہ دیکھ کر رشک کریں گے وہ کون ہوں گے وہ داتا گنج بخش علی ہجویری ہوں گے وہ محبوب الہی سلطان الاولیاء والمشائخ نظام الدین اولیاء ہوں گے وہ زہد الانبیاء بابا فرید الدین گنج شکر ہوں گے وہ قطب الاقطاب بختیار کاکی ہوں گے اور ہمارے پیشوا ہمارے رہبر و رہنما تمام چشتیوں کے تاجور بلکہ تمام اہل دل کے پیشوا تمام مہمان خدا کے رہنما اور آقا ہمارے خواجہ بزرگ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہم

ہونگے بعض لوگ اس پر ناز کرتے ہیں کہ جو بزرگ اسم قاہریا قہار کا مظہر ہے اسکی بڑی شان ہے اور حضرت محی الدین ابن عربیؒ کا ایک قول اس معاملے میں پیش کرتے ہیں کہ

فلان بزرگ ہو القاهر فوق عبادہ کے مظہر تھے اور جو اس آیت کا مظہر ہوتا ہے
 له الاستطالة على كل شيء ماسوى الله اسکو ماسوی اللہ ہر شئی پر غلبہ ہوتا ہے ہم
 کہتے ہیں یہ ٹھیک ہے ہم مانتے ہیں کچھ بزرگ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کے اسم قاہر کا مظہر
 ہوتے ہیں اسم قاہر کا مظہر ہوتے ہیں ہو القاهر فوق عبادہ کا مظہر ہوتے ہیں
 لیکن ہم یہ نہیں مانتے کہ جو اللہ کے اسم قاہر یا قہار کا مظہر ہے وہ سارے کے سارے
 اولیاء سے افضل ہو یہ بات درست نہیں درست بات یہ ہے کہ جو اللہ کے اسم رحمان کا
 مظہر ہوتا ہے اللہ کے اسم رحیم کا مظہر ہوتا ہے جو ما ارسلناک الا رحمة للعالمین
 کا مظہر ہوتا ہے اس کی شان ہو القاهر فوق عبادہ کے مظہر سے بلند تر ہوتی ہے۔ اور
 ہمارے خواجہ غریب نواز سراپا رحمت تھے سرکار کی صفت رحمة للعالمین کا مظہر تھے۔ اور اس
 کی دلیل یہ ہے کہ خواجہ بزرگ کا لقب غریب نواز ہے غریبوں کو نواز دینے والے آپ سراپا
 رحمت تھے سراپا کرم تھے سراپا اخلاق تھے اور یہی وجہ ہے کہ جب آپ برصغیر پاک و
 ہند میں آئے تو یہ صورت بنی کہ آپ کی جاذب اور مقناطیسی شخصیت آپ کے اخلاق
 کریمانہ اور آپکی بے پناہ محبت کی وجہ سے اپنے تو اپنے رہے غیر بھی پیچھے نہ رہے
 اور میرے خواجہ نے نگاہ کرم فرمائی تو ننانوے لاکھ انسانوں کو دولت اسلام سے مالا مال
 کر دیا۔ حضور خواجہ غریب نواز سلطان الہند نبی پاک ﷺ کے جگمگائے ہوئے آفتابوں
 میں سے ایک عظیم الشان آفتاب ہیں کسی کی شان کا انکار نہیں ہے لیکن آپ کا کسی کے پاس
 جواب نہیں ہے خواجہ غریب نواز اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتے کہ میں یہ ہوں یہ تو اپنا دعویٰ
 ہے جب وصال کا وقت قریب آتا ہے آپ اکیلے خدا کو یاد کر رہے ہیں جب صبح
 دروازہ کھولا جاتا ہے آپ کا وصال ہو چکا ہے اور سبز نور کی قلم کے ساتھ خواجہ بزرگ کی

پیشانی کے اوپر لکھا ہوا ہے سارے لوگ پڑتے ہیں سب لوگ دیکھتے ہیں ہذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ یہ اللہ کا حبیب ہے جس کا وصال اللہ کی محبت میں ہوا۔ یہ اعلان کس کی جانب سے ہو رہا ہے۔ خواجہ بزرگ کو خود اعلان کرنے کی ضرورت نہیں ہے مشک آں باشد کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید کسی عطار کے پاس اگر کستوری موجود ہے تو کستوری وہ ہے جو اپنے آپ خوشبودے آنے والوں کو پتہ چلے یہ کستوری ہے اس ڈبے کے اندر خوشبودار چیز موجود ہے سب کے دل و دماغ کو معطر کر کے رکھ دے وہ تو کستوری ہے اگر کستوری والے کو بتانا پڑے کہ یہ کستوری ہے، تو اس کی ضرورت نہیں ہے بات یہ ہے کہ محبت وہ ہے محبوبیت وہ ہے حبیب اللہ ہونا ایسا ہے کہ خود خدائے برتر اعلان فرما رہا ہے اے دنیا والو سمجھ لو اس کی شان کو اس کی شان یہ ہے کوئی محبوب سبحانی ہے کوئی محبوب الہی ہے کوئی سلطان العارفین ہے کوئی سید الطائفہ ہے کسی کی کوئی شان ہے کسی کی کوئی شان لیکن جو آج دنیا سے گیا ہے یہ میرے محبوب کا لخت جگر ہے، یہ فاطمہ کا نور نظر ہے علی کا لاڈلا ہے اسکی شان یہ ہے کہ یہ حبیب اللہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا مجھے انبیائے کرام دکھائے گئے میں نے دیکھا کہ کوئی اللہ کا نبی ایسا ہے جو تنہا ہی آرہا ہے۔ اسکا کوئی بھی ماننے والا اسکا کوئی بھی کلمہ پڑھنے والا کوئی بھی اسکا مقتدی نہیں ہے اور میں نے کسی کو اس طرح دیکھا کہ اس کے ساتھ دو آدمی کسی کے ساتھ چند آدمی ہیں نبی گزر رہے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک نبی گزر رہے ہیں اور انکے جو تبعین ہیں ماننے والے ہیں ان سے آسمان کا افق پر ہو گیا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید یہ میری امت ہوگی، میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی یہ کس رسول کی امت ہے۔ تو ارشاد ہوتا ہے کہ یہ موسیٰ کلیم اللہ کے امتی ہیں۔ میں خاموش ہو گیا تھوڑی دیر کے

بعد ایک اور امت گزری جس نے سارے کے سارے آسمان کو پر کر لیا۔ بڑا ہجوم تھا پہلے کوئی بھی امت اس کثرت سے نہیں گزری تھی، میں نے کہا یا اللہ یہ کس کی امت ہے اللہ پاک نے فرمایا میرے حبیب یہ تیری امت ہے۔ اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کی شان سب سے بلند تر ہے۔ اب آپ دیکھیں خواجہ غریب نواز معین الحق والمملۃ والدین حضور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ کس قدر موثر تھی کتابوں میں لکھا ہوا موجود ہے سرکار خواجہ غریب نواز کا یہ عالم تھا کہ اکثر آنکھ بند رکھتے تھے محویت و مراقبہ میں رہتے تھے اور جب نگاہ اٹھتی تھی تو جس طرف نگاہ جاتی تھی دل کی دنیا روشن ہوتی چلی جاتی تھی اور جس کی نگاہ خواجہ غریب نواز کے چہرہ اقدس پر پڑ جاتی تھی وہ بھی بے ساختہ پڑھ لیتا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حقیقت یہ ہے کہ خواجہ غریب نواز کے چہرہ اقدس سے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے انوار و تجلیات چمکتے تھے۔ حضور خواجہ غریب نواز کی نگاہ عنایت جس طرف اٹھتی تھی لوگ کلمہ پڑھتے جاتے تھے۔ جب حضور خواجہ غریب نواز اپنے شیخ کامل حبیب رحمان سیدنا عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں بیعت کرتے ہیں تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی بارگاہ خداوندی میں آپ کو پیش کرتے ہیں آپکا ہاتھ پکڑ کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں اے خداوند باری تعالیٰ میں نے معین الدین کو تیری بارگاہ میں پیش کر دیا ہے، تو اسکو قبول فرما۔ عالم غیب سے آواز آتی ہے میں نے معین الدین کو قبول کیا و نام او در دفتر محبوبان خود ثبت کردہ ام اور اسکا نام اپنے محبوبوں کے دفتر میں لکھ لیا ہے۔ بیعت ہوتے ہی اللہ کے محبوب بن گئے۔ آپ محبوب ہی نہیں بلکہ حبیب ہیں حبیب بھی ایسے کہ کسی صفاتی نام کی طرف نسبت نہیں ہے بلکہ کلمہ اللہ کی طرف نسبت ہے۔ آپ حبیب اللہ ہیں ایک دفعہ

سرکارِ دو عالم ﷺ صحابہ کرام کی بات سنتے ہوئے تشریف لارہے تھے کوئی صحابی کہنے لگے آدم صغی اللہ ہیں کوئی کہنے لگے موسیٰ کلیم اللہ ہیں کوئی کہنے لگے ابراہیم خلیل اللہ ہیں کوئی کہنے لگے اسماعیل ذبیح اللہ ہیں علی ہذا القیاس سرکارِ دو عالم ﷺ تشریف لائے فرمایا تمہاری بات درست ہے واقعی آدم صغی اللہ ہیں واقعی ابراہیم خلیل اللہ ہیں واقعی اسماعیل ذبیح اللہ ہیں موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔ یہ ساری باتیں درست ہیں لیکن خبردار الا و انا حبیب اللہ آگاہ اور خبردار ہو جاؤ سارے نبیوں اور رسولوں کی شانیں بلند تر ہیں لیکن میں اللہ کا حبیب ہوں۔ اب ذرا غور فرمائیے خواجہ غریب نواز کی شان پر کہ سارے نبیوں رسولوں میں سے یہ لقب سرکارِ دو عالم ﷺ کو ملا سرکار کی تجلی خاص اور انعکاس خاص کے طور پر یہی لقب حضور کے لخت جگر حضرت مولیٰ علیؑ کے پیارے بیٹے سیدنا خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیریؒ کو اللہ کی طرف سے ملا۔ کچھ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جو اپنی خاص کیفیت اور حالت کے اندر اپنا کوئی مقام ظاہر کر دیتے ہیں کہ میرا یہ مقام ہے مجھے اللہ کی محبوبیت حاصل ہے مجھے ولایت حاصل ہے مجھے یہ مقام حاصل ہے وہ اعلان کر دیتے ہیں یہ تو انکا اعلان ہے ہم وہ بھی مانتے ہیں، کیونکہ چشتی انکار کرنے والے تو ہیں ہی نہیں ہم سب کی شانیں مانتے ہیں قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شان بھی مانتے ہیں داتا گنج بخش علیؒ کی شان بھی مانتے ہیں سلطان العارفين بايزيد بسطاميؒ کی شان بھی مانتے ہیں سید الطائفہ جنید بغدادیؒ کی شان بھی مانتے ہیں جو کسی کا مقام ہے وہ ہم مانتے ہیں ہم کب انکار کرتے ہیں انکار تو وہ کرتے ہیں کہ ہم اس کی شان کو نہیں مانتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اپنا اپنا مقام ہے وہ اپنی زبان سے بیان کر رہے ہیں میرا یہ مقام ہے ایک محبت اور عاشق ہے وہ اپنے محبوب سے کہتا ہے میں تیرے ساتھ

محبت کرنے والا ہوں میں تیرے ساتھ عشق کرنے والا ہوں لیکن محبوب نہ مانے تو ایسا ہو سکتا ہے لطف اس وقت آتا ہے سماں اُس وقت بنتا ہے کہ خود محبوب کہے کہ فلاں میرا عاشق صادق بھی ہے محبِ مخلص بھی ہے اور صرف محبِ مخلص ہی نہیں بلکہ اب تو وہ اس مقام پر پہنچ چکا ہے کہ میں اس کو خود اپنا محبوب بنا رہا ہوں یہ شانِ طاہر ہوئی حضورِ خواجہ اجمیری غریب نوازؒ کی پہلے تو حضورِ خواجہ عثمان ہروئیؒ نے پیش کیا تو بارگاہِ خداوندی سے اعلان ہوا کہ میں نے معین الدین کا نام اپنے محبوبوں میں لکھ لیا ہے اب یہ شانِ طاہر ہوئی کہ حضورِ خواجہ غریب نواز حرم شریف کے اندر بیٹھے ہیں نصف رات کا وقت گزر گیا ہے۔ بارگاہِ خداوندی سے خصوصی لطف و کرم ہوتا ہے ہاتھِ نبویؐ آواز دیتا ہے اے معین الدین میں تیرے ساتھ راضی ہو گیا ہوں مانگو جو مانگنا ہے اب دیکھو دینے والا خدا ہے برتر ہو جس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے اور لینے والا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ہو تو دینے والا کیا دے گا اور لینے والا کیا لے گا یہ وہ جانیں یہاں کوئی کمی باقی ہی نہیں رہتی پتہ نہیں لوگ کیا کمی تلاش کرتے پھرتے ہیں جو کمی تلاش کرتے ہیں خود ان بد بختوں میں کمی ہے حضورِ خواجہ اجمیری میں کمی نہیں ہے جناب رسول اکرم ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں السلام علیک یا سید المرسلین تو روضہ انور سے جواب آتا ہے وعلیک السلام یا قطب مشائخ البر والبحر یہ شہنشاہ اولیاء بھی ہیں یہ حبیب اللہ بھی ہیں یہ غوثِ اعظم بھی ہیں یہ قطبِ اعظم بھی ہیں یہ سرتاجِ اولیاء بھی ہیں یہ پیرانِ پیر بھی ہیں یہ خواجہ خواجگان بھی ہیں یہ خواجہ بزرگ بھی ہیں یہ سلطان الہند بھی ہیں یہ ہندالولی بھی ہیں یہ عطاءئے رسول بھی ہیں یہ نائبِ رسول بھی ہیں کون سی بات ہے جو خواجہ بزرگ میں موجود نہیں ہے تم نقص تلاش کرتے پھرتے ہو اللہ کے حبیب جناب نبی اکرم ﷺ

کسی نقص اور کمزوری والے کو ہندوستان میں نہ بھیجتے عرب کے علاقوں میں تو خود سرکار
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ فرمائی سیدنا ابو بکر صدیق سیدنا عمر فاروق سیدنا عثمان غنی سیدنا مولیٰ علی
رضی اللہ عنہم نے تبلیغ فرمائی لیکن ہندوستان کے اندر نہ تو خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری طور پر
تشریف لائے نہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے نہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے نہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے نہ مولا
آئے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے نہ سیدین کریمین حسن و حسین رضی اللہ عنہما آئے نہ خالد بن ولید
آئے نہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے کوئی نہیں آیا یہاں بھیجا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لاڈلے
بیٹے حضور خواجہ بزرگ کو بھیجا کہ جاؤ تم میرے نائب ہو میرے بیٹے ہو ہندوستان
کفر و ظلمت کدہ بنا ہوا ہے جاؤ میرا نور تیری پیشانی سے چمکے گا سب کو کلمہ پڑھا کر دلوں کو
روشن کر دو۔

وہ اداے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ
آپ نے نائب رسول ہونے کا حق ادا کر دیا ننانوے لاکھ کو تو خود کلمہ پڑھایا پھر ہمیں
قطب الاقطاب بختیا کا کئی عطا فرمائے زہد الانبیاء بابا فرید دے دیئے سلطان المشائخ
نظام الدین محبوب الہی عطا کر دیئے کیسے کیسے چاند سورج اور ستارے ہمیں عطا فرمائے
اللہ پاک نے اپنے حبیب پاک کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے و سراجاً منیراً میرا
محبوب جگمگادینے والا آفتاب ہے وہ ایسا آفتاب ہے اور یوں جگمگاتا ہے کہ اس نے
کیسے کیسے آفتاب بنا کر ہمارے لیے روشنی پھیلانے کے لیے مقرر فرمائے۔

خواجہ غریب نواز کی عالمگیر محبوبیت و

مقبولیت

باجمیر آمدم دلدار دیدم بعشقتش ہر کسے سرشار دیدم
معین الدین حسن شاہ دو عالم مجسم رحمت غفار دیدم

وہ خدا کی مجسم رحمت ہیں وہاں اجمیر شریف جا کر تو دیکھو حضور خواجہ غریب نواز تشریف فرما ہیں۔ وہاں اپنے بھی آتے ہیں پر اے بھی آتے ہیں اپنوں کی مرادیں بھی پوری ہوتی ہیں اور غیروں کی مرادیں بھی پوری ہوتی ہیں۔ علماء و مفسرین یہ لکھتے ہیں کہ سیدنا ابراہیمؑ کو حکم دیا گیا کہ آپ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ حج کے لیے آؤ۔ اذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا و علی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق آپ اعلان کریں لوگ آئیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی یا اللہ یہاں صحرا کے اندر جنگل بیابان کے اندر پہاڑوں کے اندر کھڑا ہو کر اعلان کروں کون سنے گا فرمایا ابراہیمؑ اعلان کرنا تیرا کام ہے سنا دینا میرا کام ہے اعلان کرو جو پشتوں میں ہوں گے پشت در پشت ہونگے جو قیامت تک آنے والے ہیں جنکے نصیب میں خانہ کعبہ کی حاضری اور طواف ہو گا وہ تیری آواز کوسن کر لیک اللہم لیک کہیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ پہاڑی پر چڑھ گئے اعلان کر دیا لوگو آؤ اور حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی یا اللہ لوگوں میں سے کچھ لوگ تیرے گھر کے طواف اور حاضری کے لیے آئیں فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیہم یہاں من الناس کا لفظ قرآن کریم ہے۔ لوگوں میں سے کچھ لوگوں کے دلوں کو انکی طرف مائل کر دے۔ علماء و مفسرین لکھتے ہیں کہ اگر وہ من الناس نہ کہتے یوں کہہ دیتے یا اللہ سارے لوگ آئیں تو پھر ساری دنیا ہی وہاں آتی نہ کوئی اپنا پیچھے رہتا نہ

کوئی پر ایسا پیچھے رہتا اگر اذن عام ہو جاتا براہیم خلیل اللہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} شخصیں نہ فرماتے کہ لوگوں میں سے کچھ لوگوں کو خانہ کعبہ کے طواف اور حاضری کے لیے بھیج دے، تو ساری دنیا آتی میں کہتا ہوں اللہ نے یہ نقشہ بھی خواجہ اجمیری غریب نوازؒ کے رنگ اور روپ کے اندر دکھا دیا کہ اگر میں چاہوں تو میرے بندے کے اندریوں مقناطیسی کیفیت اور کشش پیدا ہو سکتی ہے کہ اپنے تو اپنے رہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے تو ایک طرف رہے جو نہیں پڑھتے اور نہ ماننے والے ہیں وہ بھی پروانوں کی طرح حضور خواجہ غریب نواز کے اوپر نثار ہو رہے ہیں ہم نے وہاں دیکھا کہ غیر بھی یہ نعرہ لگا رہے تھے ہندو بھی یہ نعرہ لگا رہے تھے کہ خواجہ ہمارا سب کا راجہ۔ خواجہ کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ دوسرے بھی مان رہے تھے، پتہ نہیں انکو کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ مسلمان ہو کر نہیں مانتے وہاں تو ہندو بھی مان رہے تھے سکھ بھی مان رہے تھے اپنے بھی مان رہے تھے پر اے بھی مان رہے تھے اور تم ہو کہ پاکستان کے اندر بیٹھ کر کہتے ہو کہ ہم خواجہ غریب نوازؒ کی شان نہیں مانتے۔ نہیں مانتے تو نہ مانو اس سے خواجہ غریب نوازؒ کی شان میں کوئی کمی نہیں آسکتی وہ رسول اللہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کے محبوب ہیں اور وہ اللہ کے محبوب ہیں (از افادات قبلہ شمس الفقہاء مدظلہ العالی)

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ

محمد قمر الدین سیالویؒ کے ارشادات

(۲۶ مئی ۱۹۸۱ء کو جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر پور میں حضرت خواجہ بزرگ اجمیری غریب نوازؒ کے عرس شریف کے موقع پر خطاب سے اقتباس) خواجہ غریب نوازؒ نے حضور ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کی

امت کے بخشوانے کے لیے وہ مساعی جمیلہ کئے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ دوزخ کا فرشتہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے گا اور کہے گا کہ اس کو کیوں بنایا تھا ظاہری واقعہ تو یہ ہے کہ ننانوے لاکھ آدمی حضور کے اپنے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے۔ پھر حضور کے خلیفے ان کے روحانی فیوض و برکات کے متعلق آپ سنیں حضرت بابا فرید الدینؒ نے قوموں کی قوموں کو مسلمان کیا یہ ٹوانے یہ بھیلے یہ سیال اور خدا جانے کیا کیا قومیں تھیں جو حضرت بابا صاحب غریب نواز نے مسلمان فرمائیں اپنے ایک خلیفے کو چین میں بھیجا جس نے سات لاکھ آدمی بیک وقت مسلمان کئے ایک اپنے خلیفے جن کا نام حضرت جمال الدین تھا ترکستان میں بھیجا کہ جاؤ ترکوں کو مسلمان کرو یہ آپ کے ذہن میں بات مشکل سے آئے گی کہ ترکوں کو مسلمان کیسے کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ ترکی حکومت کا یہ قانون تھا (اس میں کہا گیا تھا) کہ اگر کوئی بھی مسلمان ملے تو اس کے گلے میں گرم آگ کا سکہ ڈالا جائے چنانچہ کئی مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ حضرت کے خلیفے وہاں پہنچے تو اس وقت ہلا کو خان کا زمانہ آیا ہلا کو خان کا لڑکا جس کا نام طغرل خان تھا طغرل خان اس وقت شکار کے لیے نکلا تھا جب حضور ترکستان کی حکومت میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے، تو وہ نزدیک آیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ پوچھنے لگا کیا تم مسلمان ہو؟ تو آپ نے فرمایا ہاں ہاں مسلمان ہوں آج کل کے مولوی صاحب ہوتے تو کہتے کہ مسلمان کس کو کہتے ہیں تو بہ تو بہ انہوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں۔ اس نے کہا یہ وہی کلام ہے کہ جس کو تم قرآن کہتے ہو انہوں نے کہا یہ وہی کلام ہے یہ اللہ کی کلام ہے اس نے کہا کہ اس نے مجھ پر بہت اثر کیا ہے میں ولی عہد ہوں ہلا کو کے مرنے کے بعد میں بادشاہ بنوں گا تم مجھے آکر یہ کلام سناؤ میں مسلمان ہو جاؤں گا چنانچہ ہلا کو ابھی بادشاہ تھا کہ حضرت خواجہ جمال الدین وفات پا

گئے آپ کا مزار مبارک وہیں ہے آپ نے وفات کے وقت اپنے خلیفہ کو وصیت فرمائی کہ بادشاہ کافر بھی ہو تو ان کی بات سچی ہوتی ہے جاؤ اور ان کو جا کر قرآن شریف سناؤ اور یاد دلاؤ کہ تم نے وعدہ کیا تھا کہ میں مسلمان ہو جاؤں گا، چنانچہ ہلا کو جب مرا طغرل خان اس وقت بادشاہ بن گیا تو حضرت جمال الدین کے خلیفے وہاں گئے تو بادشاہ نے کہا کہ تو وہی شخص ہے جو جنگل میں نماز پڑھا رہا تھا خود پڑھ رہا تھا تو میں نے کہا تھا کہ مجھے آکر سنانا انہوں نے کہا کہ میں انکا مرید ہوں انکا شاگرد ہوں اس نے کہا کہ نہیں تم وہی ہو پیر مرید کی شکل ایک جیسی لگتی ہے ناں! اچھا تمہیں کلام یاد ہے کہا ہاں یاد ہے تو انہوں نے کلام سنائی طغرل خان نے کہا ہو نہیں سکتا کہ یہ کلام بندے کی ہو یہ بندے کو بنانے والے کی کلام ہے یہ خدا کی کلام ہے۔ میں مسلمان ہوتا ہوں اس وقت نصیر طوسی وزیر تھا سخت بے ایمان تھا۔ اس نے کہا کہ بادشاہ یہ ٹھیک نہیں ہے وہی سکھ اس کے منہ میں ڈالا جائے اگر پی جائے گا تو ہم سمجھیں گے کہ سچا ہے یعنی وہی سزا دینا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وعدہ نہیں تھا وعدہ یہی تھا کہ میں کلام سناؤں گا اور یہ مسلمان ہو جائیں گے، اس نے کہا نہیں یہ تو ہوگا چنانچہ سکھ آگ کی طرح گرم کر کے ان کے منہ میں ڈالا گیا تو حضرت اس طرح پی گئے جس طرح گرمی کے موسم میں روح افزاء ٹھنڈا پانی پیا جاتا ہے، تو بادشاہ نے کہا کہ دیکھو اس سے زیادہ اور کیا کرامت ہو سکتی ہے۔ کیا صداقت ہو سکتی ہے کتاب میں اس نے کہا کہ ٹھیک ہے ہمارا ایک تہوار ہے جس میں کشتی دیکھنے کے لیے دور دور سے لوگ آتے ہیں اس میں ہمارا مشہور پہلوان آئے گا اس کے ساتھ کشتی کا اعلان کیا جائے اور ان کو کہا جائے کہ یہ اس کے ساتھ کشتی لڑیں جب اس کے ساتھ کشتی لڑیں گے لوگ آئیں گے اس وقت بادشاہ مسلمان ہوگا۔ اس نے کہا جی میں کشتی نہیں لڑا کرتا میں تو روزے رکھا

کرتا ہوں میری ہڈیاں ہیں اس نے کہا کہ نہیں یہ تو ہوگا۔ چنانچہ اعلان کیا گیا اسی طوسی نے اعلان کیا کہ لوگ جمع ہوں پہلوان آیا ترکی پہلوان تھا بہت ہاتھی بنا ہوا وہ آیا اور ادھر سے ایک درویش ہلکا پھلکا آ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ بادشاہ تمہیں میرے ہاتھ سے مروانا چاہتا ہے میں تمہیں پیس کر رکھ دوں گا، جب ہاتھ ملایا تو ہاتھ ملانے کے ساتھ ہی اس پہلوان کی چیخ نکلی اس نے کہا کوئی آہنی پنچہ ہے جو میرے سینے میں گڑ رہا ہے۔ تو وہ اڑ کر پیچھے گرا تو بادشاہ نے طوسی سے کہا کہ تو ہمیشہ مجھے دھوکا دیتا رہا ہے اس سے زیادہ بھی کوئی کرامت ہوتی ہے۔ طغرل خان اس وقت مسلمان ہوا یعنی اس وقت مسلمانوں کی ترکی حکومت حضرت بابا صاحب کے ایک خلیفے کی برکت سے قائم ہوئی۔ اور بھی آپ دیکھیں اس سے زیادہ اور کیا خدمت حضور کی امت کی ہو سکتی ہے کہ جو دروازے سے گزرے بہشتی بشر طیکہ اس کا عقیدہ یہ ہو

اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید

یعنی بزرگان دین کا بھی معتقد ہو اور چار یار کو بھی ماننے والا ہو اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر بھی ایمان رکھتا ہو۔

انتہی کلام قمر الاسلام^{رض}

ہوئے کوچہ محبوب شکر یہ تیرا تیرے کرم سے بیاباں بھی گلستاں ٹھہرے

ارشاد حضرت خواجہ غریب نوازؒ

حضرت خواجہ ہند غریب نواز رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ہمارے نزدیک بندہ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ دونوں جہان کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان نہ دیکھے یہ عام کامل کی بات فرما رہے ہیں تو جو کامل گرہے جو لوگوں کو کامل بنانے والی ہستی ہے پھر اسکی اپنی شان کیا ہوگی انگلیوں کے درمیان ہونے کا یا تو یہ مطلب ہے کہ دو انگلیوں کے درمیان جو سوراخ بنتا ہے اتنی باریکی سے دونوں جہان کو نہ دیکھے تو وہ کامل نہیں ہے یہ تو وسعت نگاہ کی بات ہوگئی اور اس میں کوئی تعجب والی بات نہیں ہے کیوں کہ جو مقام محبوبیت پر پہنچتا ہے تو وبصرہ الذی یبصر بہ اللہ رب العزت اسکی آنکھ بنتا ہے جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے تو جب اسکی آنکھ اللہ رب العزت کا نور ہو تو پھر کائنات کی کونسی چیز ہے جو اس سے مخفی رہ سکتی ہے لیکن کوئی دلیل ہمارے پاس نہیں ہوتی کہ وہ اللہ کے محبوب ہیں یا نہیں اللہ نے انکو شرف محبوبیت عطا کیا یا نہیں کیا لیکن یہ وہ ہستی ہے کہ اللہ رب العزت نے محبوبیت کی مہر انکے ماتھے پہ لگا کر بتلا دیا کہ لوگ دعوے کرتے ہیں مگر یہ دعویٰ آپ نہیں کر رہے انکی طرف سے دعویٰ ہم کر رہے ہیں کہ یہ ہمارا محبوب ہے کوئی دعویٰ کرے میں لیلیٰ کا مجنوں ہوں اگر لیلیٰ اقرار نہ کرے تو دعویٰ بے کار ہے لیلیٰ کہے یہ جھوٹا ہے یہ چوری کھانے والا مجنوں ہے لیلیٰ نہ مانے تو دعویٰ بے کار ہے دعویٰ سچا اسکا ہے کہ لیلیٰ بھی اقرار کرے کہ یہ میرا مجنوں ہے

وکل یدعی وصلا لیلیٰ ولكن لیلیٰ لا تقر لهم بذاک

دعوے تو بہت لوگ کر سکتے ہیں مگر دعویٰ قابل قبول اسکا ہے جس کے بارے میں محبوب

حقیقی بھی مانے واقعی یہ میرا محبت ہے میرا دوست ہے یہ میرا محبوب ہے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے جب دفن ہوئے فرشتے سوال و جواب کے لئے آئے وہ پوچھتے ہیں من ربک تیرا رب کون ہے انہوں نے کہا یا رب مجھ سے پوچھتے ہو تیرا رب کون ہے میں تو ساری زندگی کہتا رہا میرا رب کون ہے میرا رب کون ہے اب اس سے بھی تو پوچھو کہ میرا اسکے ساتھ کوئی تعلق ہے یا نہیں میں کہوں میرا رب اللہ ہے وہ نہ مانے تو فائدہ کیا ہے جاؤ اس سے پوچھو کہ میرا اسکے ساتھ کوئی تعلق ہے یا نہیں تو اسی طرح کسی کا اپنا دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوتا جب تک کہ دوسرا بھی اسکو نہ مانے لہذا حضور خواجہ ہند غریب نواز کی شان یہ ہے کہ اپنی طرف سے دعویٰ نہیں ہے بلکہ اللہ رب العزت فرماتا ہے حبیب اللہ مات فی حب اللہ یہ میرا محبوب ہے جو میری محبت کے اندر انتقال فرما گیا دوسرا مطلب اس فرمان کا یہ ہے کہ ہمارے نزدیک بندہ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ دونوں جہان کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان نہ دیکھے اسکا مطلب یہ ہے کہ انگلیوں میں جو چیز ہو اسے جس طرح چاہو الٹ پلٹ دو انگلیوں کے درمیان اگر ایک پتہ لے لیتے ہو اسے دائیں پھیرو بائیں پھیرو تمہاری مرضی جس طرح چاہو کر لو مطلب یہ ہوا کہ ہمارے نزدیک بندہ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ دونوں جہان اس کے زیر تصرف اس طرح نہ ہو جائیں جس طرح پتہ کسی کی دو انگلیوں کے درمیان ہو جب دونوں جہان اسکے زیر اثر اور زیر تصرف ہوں اس وقت وہ کامل ہوتا ہے یہ بات بھی حقیقت ہے جب بندہ مقام محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے تو اللہ رب العزت اپنا ملک اپنا ملک اسکے حوالے کرتا ہے اور اسکو اجازت ہوتی ہے ملک اور ملک کے اندر جو چاہے تصرف کرے اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی (شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی خطاب بر موقع عرس حضرت خواجہ جمیری غریب نواز)

حضرت محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی عظمت شان

حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے فرمایا کہ حضرت محبوب الہی قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر ظاہری و باطنی کمالات اور عظمت عطا کی تھی شاید کسی کو نصیب ہوئی ہو۔
(مقابیس المجالس ص ۲۵۲)

شیخ المشرق والمغرب غوث الثقلین حضرت خواجہ شاہ محمد

سلیمان تونسویؒ: مولف مناقب المحبوبین کے پیر بھائی حاجی غلام محمد سفر حج و

زیارت مدینہ منورہ سے واپس آئے تو انہوں نے بتایا کہ ایک دن میں جنت المعلیٰ میں زیارات کے لئے گیا تو ایک برہنہ مجذوب کو وہاں پایا وہ کسی سے بات نہ کرتا تھا اور جو قریب جاتا اسے پتھر مارتا جب اس مجذوب نے مجھے دیکھا تو ہاتھ کے اشارہ سے اپنے پاس بلا یا جب میں نزدیک گیا تو کہنے لگا کیا تو مشائخ میں سے ہے میں نے کہا ہاں اس نے پوچھا تمہارا شیخ کہاں ہے میں نے کہا ملتان کے نواحی میں اس مجذوب نے کہا سلیمان میں نے کہا ہاں اسے سلام کیا اور کہا ہو شیخنا ہو تاجنا ہو شیخ المغرب والمشرق ولی اللہ کثیر خلیفۃ اللہ واحد وهو خلیفۃ اللہ وہ ہمارا شیخ اور ہمارا تاج ہے وہ مشرق و مغرب کا شیخ ہے اللہ کے ولی بہت ہیں مگر خلیفہ ایک ہی ہے اور وہ اللہ کا خلیفہ ہے (مناقب المحبوبین ص ۱۹۵)

تبصرہ: محبوبیت نظامیہ کی وسعت و عالمگیری پر اعتراض کرنے والوں کو اس روایت

پر غور کرنا چاہئے اور محبوب سبحان حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کی عالمگیر محبوبیت کا

نظارہ کرنا چاہئے تاکہ انہیں آئینہ سلیمانی میں محبوب الہی کی محبوبیت نظر آسکے

سلسلہ چشتیہ میں محبوب سبحانی جیسے بے شمار محبوب ہیں

ایک شخص بیعت کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں آیا اور عرض کی مجھے سلسلہ قادریہ میں بیعت کر لیں آپ نے فرمایا سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہو جاؤ اس نے بار بار یہی عرض کیا کہ آپ مجھے سلسلہ قادریہ میں بیعت کر لیں آخر جب دیکھا کہ اس کے خیال میں چشتیہ سلسلہ قادریہ سلسلہ سے کم تر ہے تو فرمایا کہ تو اس لئے سلسلہ قادریہ میں بیعت کرنا چاہتا ہے کہ اس سلسلہ میں محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں کہنے لگا ہاں مسکرا کر فرمایا سلسلہ چشتیہ میں محبوب سبحانی جیسے بے شمار محبوب ہیں آخر اسے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کر لیا مولف مناقب لکھتے ہیں کہ حضرت غوث زماں چاروں سلسلوں میں مخلوق کو بیعت کرتے تھے اور اپنے خلفاء کو بھی چاروں سلسل کی اجازت عطا فرماتے تھے مگر چونکہ سائل سلسلہ چشتیہ کو سلسلہ قادریہ سے حقیر خیال کرتا تھا اس لیے آپ نے اسے یہ جواب دیا اور سلسلہ چشتیہ میں ہی بیعت کیا (مناقب المحبوبین ص ۱۸۰)

ملفوظ سلیمانی کے بارے میں ممتاز محرف کی غلط بیانی

ممتاز محرف لکھتے ہیں حضرت تو نسوی کا مقصد یہ ہے کہ حضرت محبوب سبحانی کے مقام محبوبیت پر فائز ہونے کا یہ مفہوم نہیں کہ دوسرے مشائخ سلسل اللہ تعالیٰ کے محبوب نہیں چنانچہ ہمارے سلسلہ چشتیہ میں بھی بہت سے محبوبان حق ہیں حضرت خواجہ حضرت محبوب سبحانی کی شان محبوبیت کے امتیاز کے قائل تھے مگر بیان کردہ مصلحت کے پیش نظر اس طرح فرمایا اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے مناقب المحبوبین کے مولف

مولانا نجم الدین سلیمانی لکھ رہے ہیں کہ حضرت تونسوی نے اس شخص سے پہلے ایک شخص کو فرمایا کہ سلسلہ قادریہ اور چشتیہ برابر ہیں اور ایک ہیں پھر یہ کہ اس شخص کے بار بار سلسلہ چشتیہ میں بیعت کے انکار سے اس سلسلہ عالیہ کی تحقیر اور کم تر ہونے کا شائبہ پایا جاتا تھا اس لیے حضرت تونسوی نے اس طرح فرمایا اور وہ بھی تبسم کرتے ہوئے وگرنہ آپ اسے سلسلہ قادریہ میں بیعت فرمالتے کیونکہ آپ سلسلہ قادریہ میں مجاز تھے اور بیعت فرمایا کرتے تھے (قدم الشیخ ص ۲۵۴)

سلسلہ چشتیہ کے حقیر اور کمتر ہونے کا شائبہ بھی حضرت پیر

پٹھان کو گوارا نہ ہوا: حضرت تونسوی نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ کوئی سلسلہ عالیہ چشتیہ کو قادریہ سے کم سمجھے جبکہ قادریوں کا سارا زور ہی سلسلہ قادریہ کی افضلیت ثابت کرنے پر ہے نیز سلسلہ کی افضلیت کی بنیاد حضرت شیخ قدس سرہ کی افضلیت پر تھی تو جب یہ بنیاد ہی نہ رہی تو قادریہ سلسلہ کی افضلیت بھی ثابت نہ ہو سکی اس لئے کہ حضرت غوث زماں خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی نے صراحت فرمادی کہ ہمارے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں محبوب سبحانی جیسے بے شمار محبوب ہیں ممتاز محرف لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ حضرت محبوب سبحانی کی شان محبوبیت کے امتیاز کے قائل تھے حضرت خواجہ تونسوی تو اس بات کے قائل تھے کہ مشائخ چشت میں سے بعض حضرات شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے بھی افضل ہیں کما صرح بہ فی غذاء المحبین۔ ہم نے مناقب المحبوبین سے مکمل روایت پیش کر دی جس سے ممتاز محرف کی کئی مقامات پر کی گئی ترمیمی کاوش بھی قارئین کرام پر مخفی نہ رہے گی

حضرت غوث زمانؒ نے مرید کے عقیدہ کی اصلاح فرمائی

حضور پیر پٹھان تو نسویؒ نے یہ بیان فرما کر کہ در سلسلہ چشتیہ بسیار محبوبان حق ہجو حضرت محبوب سبحانی اند مرید کے عقیدہ کی اصلاح فرمائی اور اس وہم کو دور کر دیا کہ چشتیہ سلسلہ قادر یہ سے کم تر ہے تو کیا آپ نے اس کو غلط عقیدہ پر مجبور کر دیا تھا العیاذ باللہ

حضرت غوث زمانؒ سیدنا خواجہ شاہ سلیمانؒ کے فرمان سے امتیاز

ثابت کرنے کی ممتاز کاوش: ممتاز محرف لکھتے ہیں حضرت تو نسویؒ حضرت خضر

علیہ السلام کی تصدیق سے باخبر تھے اور ہر دو بزرگوں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی امتیازی شان محبوبیت کے یقیناً قائل تھے (قدم الشیخ ص ۴۵۵) حضرت خضر علیہ السلام نے بھی ہر دو حضرات کی امتیازی شان بیان فرمائی اس سے افضلیت شیخ قدس سرہ ثابت نہیں ہوتی لہذا ممتاز محرف کا مدعا اصلی ثابت نہ ہو سکا اب ممتاز محرف کو سوچنا چاہیے کہ وہ کس دلیل سے افضلیت ثابت کرتے ہیں نیز ممتاز محرف اور انکے پیشوا کا یہ قول کہ محبوبیت قادر یہ عالمگیر ہے محبوبیت نظامیہ عالمگیر نہیں کس قدر وزن رکھتا ہے حضرت خضر علیہ السلام کے مذکورہ فرمان نے اس کی حیثیت بھی آشکار کر دی

ممتاز محرف کے لئے ملفوظ پیر پٹھان در آئینہ علم بیان بھی سراسر باعث

خسران و حرمان ثابت ہوا: ممتاز محرف نے ملفوظ شریف کو علم بیان کے آئینہ میں رکھ

کر اپنے درد کا درماں ڈھونڈنے کی سعی لا حاصل کی مگر سوائے نقصان کے کچھ ہاتھ نہ آیا

لکھتے ہیں تشبیہ مقبول کے اغراض و مقاصد میں غور کرنے کے بعد حضرت تو نسوی

کے ملفوظ سے از روئے علم بیان حضور غوث پاکؒ کی شان محبوبیت کا امتیاز نمایاں ہوتا ہے

تشبیہ مقبول جو اصل میں مقصد تشبیہ کو پورا کرتی ہے وہ یہی ہے کہ مثلاً مشبہ بہ وجہ شبہ کے بیان حال میں زیادہ مشہور و معروف ہو یا مشبہ بہ وجہ شبہ میں اتم و اکمل ہو یا مشبہ بہ اس وصف میں مخاطب کے نزدیک مسلم الحکم اور مشہور و معروف ہو یہی مضمون مطول میں بھی ہے

بسیار محبوبان حق ہچوں محبوب سبحانی فرما کر افضلیت کی نفی فرمادی

افضلیت غوث پاک کے اثبات کی خاطر علم بیان کے حصار میں پناہ لینا ممتاز محرف کے کسی کام نہیں آسکتا

پہلی بات یہ ہے کہ مشبہ بہ کا وجہ شبہ کے بیان حال میں عندالمخاطب زیادہ مشہور و معروف ہونا حضرت غوث الاعظم کا دیگر اغوات العالمین سے عندالمخاطب مشہور ہونا اس کلام سے واضح ہو رہا ہے اور یہی یہاں وجہ شبہ ہے نہ کہ اتم و اکمل ہونا

دوسری بات یہ ہے کہ مشبہ بہ وجہ شبہ کے بیان حال میں اتم و اکمل ہو حضور غوث الاعظم کے سلسلہ چشتیہ کے محبوبان ذی شان سے ممتاز و افضل اور اتم و اکمل ہونے کی نفی اور سلسلہ قادریہ کی چشتیہ پر افضلیت کی نفی حضور پیر پٹھان خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی نے خود یہ کہہ

کر فرمادی کہ در سلسلہ چشتیہ بسیار محبوبان حق ہچو محبوب سبحانی اند

نیز افضلیت کی نفی پر صراحت بھی آپ سے منقول ہے دیکھئے غذا الحبین ص ۲۴۰

الغرض حضور غوث پاک کا افضل و اتم و اکمل ہونا اس کلام سے ثابت نہیں ہوتا

ضروری نہیں کہ مشبہ بہ مشبہ سے اتم و اکمل ہو

حضرت امام بوصیری فرماتے ہیں

ع كألزهر في ترف والبدر في شرف والبحرفي كرم والدهر في همم

حضور ﷺ کی ذات گرامی تازگی اور لطافت میں مثل شگوفہ بلندی اور شرف میں جیسے چودہویں رات کا چاند بخشش میں دریا کی مانند اور اپنی ہمت عالیہ میں زمانہ کی مثل ہے

تبصرہ: حضور علیہ السلام کی ذات گرامی کی نظافت و لطافت شگوفوں اور گلاب کی

کلیوں سے کم نہ تھی چودہویں کا چاند تو آپ کے رخ انور سے نور کی خیرات لیکر منور ہے آپ کے فیض عمیم اور سخاء عظیم سے دریا کو کیا نسبت اور آپ کی ہمت عالیہ کا بیان تو حضرت حسانؓ نے بایں الفاظ فرمایا

لہ ہمم لا منتھی لکبارها و ہمتہ الصغریٰ اجل من الدھر

الغرض تشبیہ لوگوں کو سمجھانے کے لئے مشہور و معلوم چیز کے ساتھ دی جاتی ہے چونکہ حضرت شیخ قدس سرہ کی وصف غوثیت سائل کو معلوم تھی اس لئے حضرت خواجہ شاہ سلیمانؒ نے اپنے ملفوظ (در سلسلہ چشتیہ بسیار محبوبان حق بہجہ محبوب سبحانی اند مناقب المحبوبین فارسی ص ۲۷۰) میں مشائخ چشت کو محبوب سبحانی کے ساتھ تشبیہ دی ورنہ برابری بیان فرما کر اکمل و افضل ہونے کی تو خود نفی فرمادی

حضرت شیخ الاسلام سیالویؒ نے فرمایا ضروری نہیں کہ مشبہ بہ

مشبہ سے افضل ہو: جناب شیخ الاسلام کے حقیقی برادر خواجہ فخر الدین صاحب نے

آپ سے دریافت فرمایا کہ عربی قانون میں مشبہ بہ مشبہ سے افضل ہوتا ہے آپ نے

فرمایا ضروری نہیں بلکہ کبھی مشبہ بہ کسی ایک صفت میں مشبہ سے افضل ہوتا ہے جزوی

فضیلت کے ماتحت بھی تشبیہ دی جاتی ہے جس طرح درود شریف ہے اللہم صل علی

محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید

مجید۔ اس میں شک نہیں کہ سیدنا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں اور یہاں مشبہ بہ ہونے کی حیثیت میں ان کا ذکر فرمایا گیا ہے تو مشبہ سے صرف بعض صفات میں فضیلت ہوگی مثلاً سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت اقدس میں سنن ابراہیمی جو حج کے موقع پر ادا کی جاتی ہیں اور بعض دیگر سنتیں حجامت و قربانی وغیرہ کی بدستور قائم ہیں اسی وجہ سے سرکارِ دو عالم ﷺ کا مذہب مہذب ملت ابراہیمی سے مشہور ہے (انوارِ قمریہ ص ۱۲۶ ملفوظات حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ)

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کے ملفوظ کی وضاحت بحوالہ غذاء الحکیمین

حضرت خواجہ اللہ بخش تو نسویؒ نے فرمایا شخصے بخدمت حضرت صاحبؒ آمدہ عرض نمود کہ غریب نواز اور سلسلہ قادریہ بیعت فرمائید پس حضرت صاحبؒ فرمودند کہ آ رہے یار مارا حکم چہار سلسلہ است دریں میاں حضرت غریب نواز قدس سرہ بر زبان مبارک راندند کہ حضرت صاحبؒ بارہا ایں کلمہ میفرمودند کہ مارا حکم چہار سلسلہ است الغرض پس حضرت صاحبؒ اور ابیعت فرمودند وورد نیز ارشاد فرمودند بعدہ فرمودند کہ ایشاں کہ در سلسلہ قادریہ بیعت میکنند ازاں می کنند تا بہ پیر صاحبؒ پیوستہ شوند ایں نمی دانند کہ در سلسلہ مایعنی در سلسلہ چشتیہ پیر صاحبؒ جہے کئی ہن حضور غریب نواز قدس سرہ ایں حکایت تمام فرمودہ بعدہ بر زبان مبارک راندند کہ گاہے گاہے حضرت صاحبؒ بعضے را از مشائخ خویش نام مبارک گرفتہ میفرمودند کہ فلاں و فلاں از مشائخ مارضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کئی درجہ پیر صاحبؒ تی وڈے ہن و دھ کے ہن (غذاء الحکیمین ص ۳۲۰) ملفوظات حبیب ذی العرش حضرت خواجہ اللہ بخش تو نسوی قدس اللہ سرہ مرتبہ حضرت مولانا سعد اللہ صاحب چشتی نظامی علیہ الرحمۃ ساکن شیخ فاضل ضلع ساہیوال۔

تبصرہ: اس ملفوظ سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ بعض مشائخ حضرت غوث پاکؒ

سے افضل ہیں جن حضرات کے نام مبارک لے لے کر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ
افضلیت بیان کیا کرتے تھے اور برابر تو بہت سے ہیں تو ثابت ہوا کہ یہاں تشبیہ صرف
عندالمخاطب معلوم ہونے کی وجہ سے دی گئی ہے

ممتاز محرف کی تحریف کا ایک اور سینمپل: ممتاز محرف صاحب علیحضرت

سیالویؒ کے ملفوظ میں قطع و برید کا الزام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں کلام الاولیاء الا کا بر کے ص
۲۰۴ پر یہ ملفوظ درج کیا گیا کہ حضرت غوث پاکؒ چار دن مقام محبوبیت میں رہے
جبکہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ سترہ دن مقام محبوبیت میں رہے۔ اس کے
ابتدائی حصے کو حذف کر دیا گیا ملفوظ میں ہے کہ حضرت سید جنڈوڈا شاہ عیسیٰ حیلویؒ نے
حضرت سیالویؒ کی خدمت میں عرض کیا شمارا بجائے محبوب سبحانی میدانم مراجام وصال
او بنوشانید ایس بیت در جوابش خواندند۔

کملے لوک میں توں پچھدے ماہی دی جھوک میں تاں آپ ماہی نوں ڈھونڈنی آں
میں جناب کو حضرت محبوب سبحانی کی جگہ پر سمجھتا ہوں مجھے انکے وصال کا جام پلا دیں
حضرت سیالوی نے جواب میں علاقائی زبان کا یہ شعر پڑھ کر تواضع اور انکسار کا اظہار فرمایا
کہ شاہ صاحب جس محبوب کے مقام کی خبر آپ مجھ سے پوچھتے ہیں میں خود انکی تلاش
میں ہوں چونکہ اس مضمون سے حضرت سیالویؒ کی بارگاہ غوثیت سے وابستگی اور عقیدت کا
بھرپور اظہار ہوتا ہے اس لئے مصنف نے اس کا نقل کرنا گوارا نہ کیا۔
(قدم الشیخ ص ۴۴۴ مصنف ممتاز محرف مولوی ممتاز احمد گولڑوی)

حضرت شمس العارفین سیالوی کے ملفوظات عالیہ

ناظرین کرام پہلے مکمل ملفوظات ملاحظہ فرمائیں بعد ازاں جنڈوڈا شاہ نے عرض کیا دعا فرمائیں کہ خدا اپنی محبت عطا فرمائے اور اس ہستی موہوم سے چھٹکارا ملے فرمایا یہ محض عطیہ خداوندی ہے خدا جسے چاہے عنایت کرتا ہے سائل نے پھر عرض کیا کہ میں آپکو محبوب سبحانی سمجھتا ہوں مجھے اس کا جام وصال پلا دیجئے آپ نے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

کملے لوک میتھوں ماہی دی پچھدے جھوک

میں تاں آپ ماہی نوں ڈھونڈنی آں

بعد ازاں سید عرب شاہ نے عرض کیا کہ سلسلہ قادریہ دوسرے سلسلوں پر فوقیت رکھتا ہے اس لئے کہ حضرت غوث الاعظم محبوبیت کے درجے کو پہنچے ہیں فرمایا اگرچہ تمام سلسلوں کے مشاغل جدا جدا ہیں لیکن مقصود ایک ہی ہے اور وہ معرفت الہی ہے پھر فرمایا تمام اولیاء اللہ نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق مقام محبوبیت حاصل کیا ہے پھر یہ شعر پڑھا

تو مگو اندر جہاں یک بازیدے بود و بس

ہر کہ واصل شد بجاناں بازیدے دیگر است

ترجمہ:- یہ مت کہہ کہ قدرت کا سانچہ ایک ہی بازید نکال کر ٹھس ہو گیا بلکہ بلا تخصیص جو بھی واصل باللہ ہو گیا مرتبے کے لحاظ سے وہ بھی گویا بازید ہی ہے بعد ازاں فرمایا مقام محبوبیت کا مدار توحید پر ہے اور توحید کا مدار فنا پر ہے اور مدار فنا سوائے پیر کی امداد کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ لہذا یہ تمام سلسلوں میں ہے بعد ازاں فرمایا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ چہار روز در مقام محبوبیت ماندند و حضرت خواجہ نظام الدین بداولی ہفتہ روز (مرآت العاشقین فارسی ص ۱۹۶) حضرت غوث الاعظم چار دن محبوبیت کے مقام میں رہے اور

خواجہ نظام الدین اولیاء سترہ دن محبوبیت کے مقام میں رہے۔ مرآت العاشقین اردو ص ۲۵۳

تبصرہ: ناظرین غور فرمائیں تو مگو اندر جہاں ایک بایزیدے بود و بس کے الفاظ سے اعلیٰ حضرت سیالویؒ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ تو یہ نہ سمجھ کہ سلسلہ قادر یہ میں حضرت غوث الاعظمؒ مقام محبوبیت پر پہنچے ہیں اس لئے یہ سلسلہ عالیہ دوسرے تمام سلاسل پر فوقیت رکھتا ہے بلکہ یہ بات تمام سلاسل میں ہے تمام سلاسل کے اولیاء اللہ نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق مقام محبوبیت حاصل کیا ہے اور پھر آپ نے یہ فرما کر کہ حضرت غوث پاکؒ چار دن مقام محبوبیت میں رہے جبکہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی سترہ دن مقام محبوبیت میں رہے مقام محبوبیت میں حضرت محبوب الہی کی افضلیت آفتاب تاباں کی طرح نمایاں فرمادی یہاں سوال کرنے والے دو شخص ہیں اور دونوں کے سوال بھی الگ الگ ہیں پہلا سوال کرنے والے جنڈوڈاشاہ ہیں انکا سوال یہ ہے کہ آپ دعا فرمائیں خدا تعالیٰ اپنی محبت عطا فرمائے اور ہستی موہوم سے چھٹکارا ملے میں آپکو محبوب سبحانی سمجھتا ہوں مجھے اس خدائے پاک کا جام وصال پلا دیجئے بات واضح ہے کہ محبوب سبحانی تو وہ آپ کو تسلیم کر رہے ہیں ان کی عرض یہ تھی کہ مجھے جام وصال خداوندی پلا دیں اسکے جواب میں حضرت شمس الاسلام نے شعر مذکور پڑھا جس کا مفہوم اس قدر واضح اور روشن ہے کہ کوئی کند ذہن سے کند ذہن ہی سمجھنے سے محروم رہ سکتا ہے یعنی میں تو خود طالب و متلاشی خدا تعالیٰ ہوں لوگ مجھ سے آ کر منزل خداوندی پوچھتے ہیں اسی مفہوم کو حافظ شیرازیؒ نے اپنے انداز میں بیان فرمایا ہے

کس ندانست کہ منزل گہ معشوق کجا است

این قدر ہست کہ بانگ جر سے مے آید

دوسرا سوال عرب شاہ نے کیا کہ سلسلہ قادریہ دوسرے سلاسل سے افضل ہے بوجہ افضلیت
غوث پاکؒ تو آپ نے اسکی نفی فرمادی اور حضرت محبوب الہی کی افضلیت اور محبوبیت کو
آفتاب نیم روز کی طرح روشن فرمادیا

ملفوظات عالیہ میں ممتاز محرف کی تحریفات

تحریف لفظی۔ ممتاز محرف نے تحریف کی انتہا کر دی کہ سید عرب شاہ کے جواب

میں ارشاد فرمائے گئے ملفوظ کو پہلے ملفوظ کے ساتھ جوڑ دیا جو سید جنڈوڈا شاہ کے جواب
میں ارشاد فرمایا گیا تھا اور سید جنڈوڈا کے جواب پر مشتمل ملفوظ میں قطع و برید کا الزام لگا دیا
لا حول ولا قوۃ الا باللہ

تحریف معنوی۔ مراجع وصال او بنو شانید میں ضمیر کا مرجع حضرت محبوب سبحانی

کو قرار دے دیا حالانکہ سید جنڈوڈا شاہ نے ملفوظ کی ابتداء میں ہی اپنی طلب کا
اظہار کرتے ہوئے حضرت سیالویؒ سے عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اپنی محبت
عطا فرمائے اور اس ہستی موہوم سے چھٹکارا ملے پھر عرض کیا کہ میں آپ کو محبوب سبحانی
سمجھتا ہوں مجھے اس کا جام وصال پلا دیجئے آپ نے جواب میں یہ شعر پڑھا
کملے لوک میتھوں ماہی دی پچھدے جھوک

میں تاں آپ ماہی نوں ڈھونڈنی آں

اعلیٰ حضرت سیالویؒ نے اپنے طالب عرفان الہی ہونے کا بیان فرمایا

حضرت غوث پاکؒ اعلیٰ حضرت سیالویؒ کی نظروں سے اوجھل نہیں تھے کہ ان کی معرفت اور ان کے مقام کی خبر کے آپ طالب ہوں اور نہ ہی آپ نے انکی تلاش میں ہونے کا ذکر کیا بلکہ آپ ذات خداوندی کے کامل عرفان کے آرزو مند تھے جس طرح ہر عارف عاشق اور طالب صادق کی خواہش اور تمنا ہوتی ہے اور آپ نے اس مصرع سے

میں تاں آپ ماہی نوں ڈھونڈنی آں اسی طلب و تمنا کا اظہار فرمایا کہ میں تو خود اس محبوب حقیقی کی تلاش میں ہوں عرفان الہی کی کوئی انتہا ہی نہیں جس کمال پر بھی کوئی ہو اس نے یہی کہنا ہے رسول خدا ﷺ نے فرمایا ما عبدناک حق عبادتک وما عرفناک حق معرفتک ہم نے تیری عبادت نہیں کی جیسے تیری عبادت کرنے کا حق تھا اور ہم نے تجھے نہیں پہچانا جیسا کہ حق تیرے پہچاننے کا تھا چنانچہ حضرت سیالوی نے اس مصرع کے ساتھ اپنے فنا فی اللہ یا بقا باللہ اور سیر الی اللہ یا سیر فی اللہ عروج یا نزول میں ہونے کا ذکر کیا اور ذات الہی کے کامل عرفان کے آرزو مند ہونے کا بیان فرمایا حضرت سیالویؒ کو غوث پاکؒ کی مانند سمجھنے کا مطلب یہ تھا کہ آپ حضرت شیخ قدس سرہ کی طرح ناقص کو کامل اور محروم وصال الہی کو جام وصال پلا دیتے ہیں جب سائل آپ کو محبوب سبحانی سمجھتا تھا تو آپ کا دیدار ہی اسکے لئے کافی تھا آپ سے محبوب سبحانی کے دیدار کا سوال چہ معنی دارد

حضرت شمس العارفینؒ کے ملفوظ پر ممتاز محرف کا اعتراض

ممتاز محرف و ملبس اعلیٰ حضرت سیالویؒ کے ملفوظ پر اعتراض قائم کرتے ہوئے گل افشانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب و مقبول بندوں کو دائمی مقام محبوبیت عطا فرماتا ہے چار دن یا سترہ دن کے بعد انہیں محبوبیت سے معزول نہیں کر دیا جاتا (قدم الشیخ

ص ۴۴۴) سبحان اللہ ممتاز گولڑوی صاحب کو صرف شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کے ملفوظات پر ہی اعتراض نہیں بلکہ اب وہ حضور شمس العارفینؒ کے ارشادات کو بھی تسلیم کرنے سے انکاری ہیں

بے ادب باش و ہرچہ خواہی گو بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن
جن کی مریدی کا دعویٰ ممتاز محرف گولڑوی کو ہے انہوں نے اسی شمس سیال کی نورانی
وروحانی کرنوں سے اقتباس نور کیا تھا اور ان کے قدموں میں پائمال ہو کر فیض روحانی
حاصل کیا تھا ممتاز محرف صاحب کم از کم اس تعلق نیاز مندی کا تو پاس کرتے

مقام محبوبیت پر قیام کا وقت

مقام محبوبیت میں قیام کے بیان سے حضرت شمس الاسلام سیالویؒ کی مراد محبوبیت کے
آثار و علامات کا ظہور ہے اس خاص وقت میں مقام محبوبیت پر فائز ہونے والے بندہ
محبوب و مقبول کے مبارک بدن میں تجلیات ربانی اور انوار محبوبیت سرایت کر جاتے ہیں
وہ بندہ کامل اس خاص وقت میں مہبط انوار و مخزن اسرار منبع خیر و برکات اور مرکز تجلیات
بن جاتا ہے بشری آلائشوں سے پاک ہو کر ان تجلیات کی وجہ سے اس کا مبارک بدن مکمل
نور بن جاتا ہے اس مدت کے طویل و مختصر ہونے کا مدار اس کریم کے الطاف کریمانہ پر
ہے یہ ثمرہ و نتیجہ ہمیشہ قائم نہیں رہتا اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں بہت مختلف واقع ہوتا ہے
ہر گدار بردرت نازدگر

ذات خداوندی کے انوار و تجلیات جب تک اس بندہ محبوب و مقبول کو مرکز و محور بنائے
رکھتے ہیں اس کا بدن سراسر نور رہتا ہے اس کا جسد اطہر سراپا عطریات غیبی سے معطر ہو کر مظہر
ذات الہی بن جاتا ہے اور اس کا ارادہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارادہ بن جاتا ہے جس طرح نبوت

سلب نہیں ہوتی مقام محبوبیت کا سلب ہو جانا بھی متصور نہیں ہو سکتا وصال کے بعد انبیاء و رسل علیہم السلام نبوت و رسالت سے معزول نہیں ہو جاتے بلکہ عند اللہ انکو یہ مقام و مرتبہ حاصل رہتا ہے لیکن تبلیغ احکام کی ذمہ داری اٹھالی جاتی ہے اس طرح محبوبیت میں بھی کچھ وقت کے لئے خاص تجلیات ذاتی و صفاتی کی وجہ سے مقام محبوبیت پر فائز ولی اللہ کا بدن مکمل نورانی ہوتا ہے اور یہ بات ہمیشہ قائم نہیں رہتی ورنہ جن اولیاء کا ملین کی ولایت و محبوبیت متفق علیہ ہے ان سے مقام محبوبیت کا سلب ہو جانا تو متصور نہیں ہوتا شیخ الاسلام و المسلمین حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف شریف میں اس بات کی وضاحت فرمائی نیز علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے حاشیہ بیضاوی میں اس بات کی صراحت فرمائی ہے ثابت ہوا کہ حضرت شمس الاسلام سیالویؒ کا یہ فرمان کہ حضرت غوث اعظمؒ چار دن مقام محبوبیت میں رہے اور خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سترہ دن مقام محبوبیت میں رہے بالکل برحق بجا و درست ہے اور اس ملفوظ مبارک پر اعتراض کر کے ممتاز محرف نے اپنے مبلغ علم کی ہنڈیا عین چوراہے میں پھوڑی ہے اور یہ بات واضح کر دی کہ ہم تو صرف اپنی خواہش نفس کے بندے ہیں اور اس معاملہ میں کسی بڑے سے بڑے ولی اللہ کے ارشادات کی پرواہ بھی نہیں کرتے علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ حاشیہ تفسیر بیضاویؒ کے ص ۶۹ پر عوارف المعارف شریف کے حوالہ سے مراتب وصول کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں و منهم من ترقى الى مقام الفناء مشتملة على باطنه انوار اليقين

والمشاهدة مغيبا في شهوده عن وجوده وهذا ضرب من التجلى الذات
لخواص المقربين وهذا رتبة في الوصول اعلى من الرتبتين التين سبقتا وفوق
هذه رتبة حق اليقين ويكون من ذلك في الدنيا للخواص لمح يسير وهو

سریان نور المشاهدة فی کلیة العبد حتی یحظ بہ روحہ و قلبہ و نفسہ حتی

قالہ و هذا من اعلی رتب الوصول انتھی

اور ان میں سے وہ ہے جس نے مقام فناء تک ترقی کی اس کا باطن یقین و مشاہدہ کے انوار پر مشتمل اور اپنے شہود میں اپنے وجود سے غائب ہے یہ خواص مقربین کے لیے تجلی ذات کی ایک قسم ہے اور وصول کا یہ رتبہ پہلے دو رتبوں سے اعلیٰ ہے اور اس رتبے کے اوپر حق الیقین ہے اور دنیا کے اندر اس میں سے خواص کو ایک معمولی سالحہ ملتا ہے اور یہ انسان کے اندر نور مشاہدہ کا سر بیان ہے حتیٰ کہ اس کی روح اور دل اور طبیعت اور جسم اس سے لذت حاصل کرتا ہے اور یہ وصول کے اعلیٰ رتبوں میں سے ہے

عوارف المعارف شریف سے مراتب وصول کا بیان

مراتب وصول: یہ ذہن نشین رہے کہ اتصال اور مواصلہ کی مشائخ نے یہ

وضاحت کی ہے کہ جو کوئی ذوق اور وجدان کی راہ سے یقین کامل کے درجے پر پہنچ جائے تو اس کا مرتبہ وصول سے تعلق ہے پھر اس میں بھی فرق مراتب ہے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کو اعمال کے ذریعے حاصل کرتے ہیں یہ تجلی کا ایک درجہ ہے چونکہ اس حالت میں وہ اللہ تعالیٰ کے فعل سے واقف ہوتے ہیں اس لئے اپنے اور غیر کے فعل کو فنا کر دیتے ہیں اور اسی حالت میں وہ تدبیر و اختیار سے خارج ہوتے ہیں یہ وصول کا ایک درجہ ہے

تجلی صفات: کچھ لوگ ہیبت اور انس کے مقام میں توقف کرتے ہیں کیونکہ ان

کے قلوب پر مشاہدہ جمال و جلال کا انکشاف ہوتا ہے اسے طریق صفات کی تجلی کہتے ہیں اور وصول کا دوسرا درجہ ہے

تجلی ذات: کچھ لوگ مقام فناء کی طرف ترقی کرتے ہیں اور انکے باطن پر یقین

و مشاہدہ کے انوار و تجلیات نازل ہوتے ہیں وہ اسکے مشاہدہ میں محو ہو کر اپنی ہستی سے غائب ہو جاتے ہیں یہ خواص اور مقربین کی تجلی ذات اور وصول کا تیسرا درجہ ہے

حق الیقین: اس درجہ سے بلند تر حق الیقین کا درجہ ہے دنیا میں صرف خاصان خدا کو

اس کی ایک جھلک دکھائی جاتی ہے اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بندہ حق کے سراپا میں نور مشاہدہ سرایت کر جاتا ہے جس سے اسکی روح قلب نفس بلکہ جسم تک محفوظ ہو جاتا ہے یہ وصول کا اعلیٰ درجہ ہے جب کوئی ان تمام روحانی احوال کے ساتھ علم حقیقت کو حاصل کر لیتا ہے تو اس وقت بھی وہ یہی سمجھتا ہے کہ وہ پہلی منزل میں بہت دور پڑا ہے اس لیے منزل مقصود تک پہنچنا (وصول) تو بہت ہی مشکل ہے بلکہ راہ وصول کی منزلیں اس قدر زیادہ ہیں کہ آخرت کی لافانی عمر میں بھی انہیں طے نہیں کیا جاسکتا چہ جائیکہ انہیں دنیا کی مختصر عمر میں طے کیا جائے (عوارف المعارف شریف اردو ص ۵۸۵، ۵۸۶)

افضلیت مطلقہ حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ کی ثابت نہیں ہوتی

حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی فرماتے تھے کہ پیران پیر کے مرتبہ کے مطابق مساوی کسی کے مرتبہ کا وہم بھی نہیں ہوا کرتا تھا لیکن جب بیعت کر لی تو معلوم ہوا کہ شاید یہ مرتبہ پیران پیر کو بھی نصیب نہ ہوا ہو جو پیر پٹھان کا ہے آپ شاہباز طریقت تھے (انوار قمریہ ص ۲۳۲)

قدمی انج کے بارے میں اولیائے عظام کے ارشادات

محبت النبی محبوب رب العالمین حضرت خواجہ محمد فخر الدین

دھلوی متوفی ۱۱۹۹ھ کا ارشاد گرامی: پس مخصوص برگردن ہائے اولیاء زمانہ ایشان

بود آنکہ مریدان و خلفاء و تلامذہ بودند فخریۃ النظام مؤلفہ حضرت نواب غازی الدین نظام علیہ الرحمۃ

انکے زمانہ کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے جو کہ آپ کے مرید خلفاء اور تلامذہ تھے

خاتم العاشقین قطب و حید حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ

متوفی ۱۳۱۹ھ کا ارشاد: چون حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بحالت

استغراق قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ مے فرمودند اولیاء عصر یعنی مریدان

و خلفاء و شاگردان اس جملہ اش شنیدند و سر خود خم کردند بدیں معلوم شد کہ فرمان عالی

برائے معاصرین مختص بود

جب سیدنا شیخ عبدالقادر نے حالت استغراق میں قدمی فرمایا تو آپ کے زمانے کے اولیاء

یعنی مریدین و خلفاء اور شاگردوں نے آپ کا یہ جملہ سنا تو اپنے سر خم کر دیئے اس سے

معلوم ہو گیا کہ فرمان عالی معاصرین کے لئے خاص تھا مقابیس المجالس

حضرت شمس الاسلام خواجہ شمس الدین سیالوی متوفی ۱۳۰۰ھ کا

ارشاد گرامی: چون حضرت غوث الاعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

در یکے مجلس و عظم قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ارشادی فرمودہ ہمہ حاضرین

محفل گردنش می نہاد اس ارشاد برائے حاضرین محفل می بود نہ کہ برائے متقدمین و متاخرین

ملفوظات چشتیہ مرتبہ حضرت مولانا احمد علیہ الرحمہ جب حضرت غوث اعظم الشیخ عبدالقادر

جیلانی قدس سرہ نے وعظ کی ایک مجلس میں قدمی الخ ارشاد فرمایا حاضرین محفل نے اپنی گردن جھکا دی یہ ارشاد حاضرین محفل کے لئے تھا نہ کہ متقدمین و متاخرین کے لئے

علامہ عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ متوفی ۱۲۳۹ھ مرید و خلیفہ حضرت

مخدوم حافظ محمد جمال اللہ ملتانی قدس سرہ متوفی ۱۲۲۶ھ کا مکتوب مبارک

اطلاق قدمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ بر معاصرین تلامذہ و مریدان سے شود از حکم قدمی متقدمین و متاخرین خارج اند قدمی الخ کا اطلاق معاصرین تلامذہ و مریدین پر ہوتا ہے قدمی کے حکم سے متقدمین و متاخرین خارج ہیں (ارشادات اولیاء ماخوذ از مقدمہ انیس الارواح مرتبہ علامہ اسد نظامی)

خواجہ شمس العارفین سیالوی کے ملفوظ میں ممتاز تحریف

ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۷۷ پر لکھتے ہیں حضرت ثانی خواجہ محمد دین سیالوی نے سوال کیا کہ کہتے ہیں کہ شیخ صنعان نے فرمان غوث کا انکار کیا تھا تو شمس العارفین نے فرمایا ذکر شیخ صنعان در کتب معتبرہ ندیدہ باوجود تسلیم کردن چند ہزار عالم ربانی و اولیائے صمدانی ابا کردن شیخ صنعان ثابت نگر ندیدہ (مرآة العاشقین فارسی ص ۳۶)

ممتاز محرف کی تحریفی کارروائی: حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی نے شیخ

صنعان کے انکار سے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں فرمایا میں چینی ذکر شیخ صنعان در کتب معتبرہ ندیدہ (مرآت العاشقین فارسی ص ۳۶) اس طرح شیخ صنعان کا ذکر معتبر کتابوں میں نہیں دیکھا ممتاز محرف نے ابتدائی الفاظ حذف کرنے کے بعد عبارت یہاں سے شروع کی ذکر شیخ صنعان در کتب معتبرہ ندیدہ اور مطلب یہ بیان کیا کہ حضرت

سیالوئی نے شیخ صنعان کے انکار کی نفی نہیں کی بلکہ انکار کے ذکر پر تعجب کا اظہار فرمایا
الغرض ممتاز گولڑوی نے یہاں بھی حضرت سیالوئی کے ملفوظ میں لفظی و معنوی تحریف کی
اللہ ان کے حال پر رحم فرمائے

ممتاز محرف کی ہٹ دھرمی: لکھتے ہیں اعلیٰ حضرت سیالوئی نے شیخ صنعان کے

انکار پر تعجب فرمایا کا ملین کی یہی شان ہوتی ہے کہ حتی الوسع دوسروں کی لغزشوں سے
درگزر فرماتے ہیں شیخ صنعان کے انکار کی بات خواجہ قمر الدین سیالوئی کے ملفوظ میں ہے

تبصرہ ۵: شمس العارفین سیالوئی نے صراحتاً شیخ صنعان کے انکار کو رد کر دیا تو ممتاز محرف

نے فاسد تاویلات کا جال بچھانا شروع کر دیا اور پھر شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین
سیالوئی کے ملفوظات کی طرف رخ کیا ملفوظ کو توڑ مروڑ کر مطلب برآری کی بے سود کوشش
کی حالانکہ ملفوظ کے آخر میں مذکور شعر پر ہی کامل تامل فرما لیتے تو بات واضح ہو جاتی کہ
فرمان غوثیہ کے انکار کی وجہ سے شیخ صنعان کا حال تبدیل نہ ہوا تھا بلکہ لڑکی کے عشق کی وجہ
سے یہ حال ہوا تھا حضرت خواجہ سیالوئی نے ملفوظ کے آخر میں یہ شعر ارشاد فرمایا
عشق رانا زم کہ یوسف را بازار آورد شیخ صنعان زاہدے راز ریز بار آورد

الہی منسوب الی اللہ ہے: ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۲۸۴ پر لفظ الہ اور

سبحان کے بارے میں بحث کرتے ہیں تا کہ محبوب الہی اور محبوب سبحانی کے القابات کا
فرق بلحاظ مراتب بیان کریں اسکے متعلق عرض یہ ہے کہ کلام الاولیاء کے ص ۲۹۰ پر اسکی
وضاحت موجود ہے حضرت شمس الفقہاء مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں لفظ سبحان کو مقام
جذب سے تناسب ہے اور لفظ الہ کو مقام عبدیت سے اور یہ بات مسلم ہے کہ مقام

عبدیت سب مقامات سے اعلیٰ تر ہے۔ نیز آپ کے بقول سبحان کو جذب سے تناسب ہے تو ہم نے بھی یہی کہا تھا کہ غوث پاک نے قدمی الخ عالم جذب و سکر میں کہا ہے تو ہمارے خلاف توپوں کے دہانے کیوں کھل گئے۔ کلمہ اللہ علم ذات جامع لجمع صفات الکمال ہے مہر منیر ص ۴۷۲ پر ہے لفظ الہیہ اللہ کی طرف منسوب ہے جو ذات کے مراتب ثلاثہ میں مرتبہ ثانیہ کا نام ہے پہلا مرتبہ ہے ذات نکت جسے ہویہ صرفہ بھی کہتے ہیں دوسرا مرتبہ ہے ذات بحیثیت اسماء و صفات اجمالاً جسے احدیت الجمع بھی کہتے ہیں تیسرا مرتبہ ہے ذات بحیثیت اسماء و صفات تفصیلاً جسے واحدیت سے بھی تعبیر کرتے ہیں ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں لفظ سبحان صفاتی نام نہیں (قدم الشیخ ص ۲۸۴) ممتاز محرف صاحب فرمائیں سبحان نہ صفاتی نام ہے اور نہ ذاتی نام ہے نہ سبحانی کلمہ اللہ کی طرف منسوب ہے لفظ سبحان تنزیہ بلوغ پر دلالت کرتا ہے تو جناب کیا کلمہ اللہ تنزیہ بلوغ پر دلالت نہیں کرتا کلمہ اللہ تو جامع لجمع صفات الکمال ہے علم ذات بھی ہے اور صفات پر بھی دلالت کرتا ہے سبحان نہ علم ذات ہے نہ علم صفات ہے تو پھر لفظ سبحان کو کلمہ اللہ کے مقابلے میں پیش نہیں کیا جاسکتا حضرت خواجہ اعظم اجمیری غریب نواز کا لقب حبیب اللہ ہے اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا لقب محبوب الہی ہے اور الہی منسوب ہے کلمہ اللہ کی طرف دیکھئے (شرح فصوص الحکم للقیصری جلد دوم مطبوعہ انوار الہدی ص ۴۸۲) (من حیث انہ الہی) ای۔ من حیث ان النفس منسوب الی اللہ کلمہ اللہ کی طرف نسبت کرنی ہو تو الہی کہا جاتا ہے محبوب الہی بھی اصل میں کلمہ اللہ کی طرف منسوب ہے اسلئے کہ عجمی زبان میں الف لام نہیں آتا ناظرین مزید حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں والالہیۃ اسم مرتبہ جامعہ لمراتب الاسماء والصفات کلہا (شرح فصوص اللجائی بر حاشیہ شرح عبدالغنی نابلسی قادری ص ۱۴) الہیہ ایسے مرتبہ کا نام ہے جو تمام اسماء و صفات کا جامع ہے

آلا عن تجلی الہی ای من تجلی حضرة الاسم الجامع

مگر الہی تجلی سے یعنی حضرت اسم جامع کی تجلی سے (شرح فصوص اللجائی ص ۶۴)

والالہیۃ اسم مرتبہ جامعہ لجميع مراتب الاسماء والصفات

(شرح فصوص خطبہ ابن مبارک) اور الہیہ ایسے مرتبے کا نام ہے جو تمام اسماء و صفات کا جامع ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ فتوحات مکیہ یا شروح فصوص میں یہ کس مقام پر لکھا ہے کہ سبحان مرتبہ ذات کا نام ہے مطبع اور صفحہ کا آپ تعیین کریں ہمارے سامنے شرح فصوص سید مبارک دہلوی شرح فصوص شیخ

عبدالرزاق قاشانی، تعلیقات علی الفصوص لابن العلاء عصفی، شرح فصوص للجمامی، شرح فصوص للقیصری، شرح فصوص علامہ عبدالغنی نابلسی قادری شرح فصوص علامہ مصطفیٰ بن سلیمان بابی زادہ الحنفی موجود ہیں فتوحات مکیہ بھی پیش نظر ہے۔ یہ بات کہ سبحان رتبہ ذات کا نام ہے فتوحات مکیہ یا فصوص کی شروع میں سے کسی میں بھی موجود نہیں ہے فاتو ابرہانکم ان کنتم صادقین لفظ سبحان علم تسبیح ہے اللہ جل مجدہ کا نہ علم ذاتی ہے نہ صفاتی علامہ عبدالغنی نابلسی قادری شرح فصوص میں لکھتے ہیں کلمة سبحان التي هي علم على التسبیح (شرح فصوص للنابلسی ص ۲۳۳ ج ۲) نیز کیا محبوب سبحانی کا لقب آپ کو من جانب اللہ عطا کیا گیا اسکی کوئی سند یا حوالہ موجود نہیں ہے ظاہر ہے کہ یہ عقیدت مندوں نے اپنی طرف سے ہی دیا ہے۔ بہر حال جس نے بھی یہ لقب دیا ہے بالکل فٹ اور بر محل دیا ہے اس لیے کہ لفظ سبحان مفتاح التوبہ ہے جیسا کہ اہل علم سے مخفی نہیں ہے۔ علامہ بیضاوی لکھتے ہیں ولذالك جعل مفتاح التوبه وقال موسى عليه السلام سبحانك تبت اليك وقال يونس عليه السلام سبحانك اني كنت من الظالمين اور غوث پاک نے بھی قدمی الخ سے رجوع فرمایا تھا۔ لہذا یہ لقب آپ کے لیے بالکل مناسب ہے

عالمگیر محبوبیت نظامیہ: بعض گولڑوی حضرات نے محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء کا مرتبہ

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی سے کم تر قرار دیا اور کہا کہ محبوبیت قادریہ عالمگیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعات ارض تک نہیں پہنچی۔ افسوس صد افسوس یہ نام نہاد چشتی حضرت محبوب الہی کی محبوبیت کو کم تر ثابت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ محبوب الہی وہ مقدس ہستی ہیں جنہیں رسول پاک ﷺ کی نیابت کاملہ تامہ کے بسبب جناب الہی سے رحمۃ للعلمین کا لقب عطا فرمایا گیا۔ البتہ بعض منحوس علاقے اور لوگ ایسے ہو سکتے ہیں جہاں محبوبان خدا کی محبوبیت کے اثرات نہ پہنچیں۔ سرور عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے عیبر جبل بیغضنا و نبغضہ لیکن ایسے منحوسوں کی موجودگی سے ان محبوبوں کی محبوبیت میں کیا کمی واقع ہو سکتی ہے

گر نیند بروز شپہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ان لوگوں کے نزدیک تو رسول پاک ﷺ کی رسالت کی صرف زمین تک محدود ہے آسمانوں تک نہیں پہنچ پائی تو حضرت محبوب الہی کے بارے میں ان کے عقیدہ بد پر کیا تعجب اس مسئلہ میں اکابر مشائخ چشت کے ارشادات فیصلہ کن حیثیت رکھتے ہیں ہم سب سے پہلے اکابر اولیاء کرام کے ارشادات پیش کرتے ہیں۔

چشت کے ارشادات فیصلہ کن حیثیت رکھتے ہیں ہم سب سے پہلے اکابر اولیاء کرام کے ارشادات پیش کرتے ہیں

حضرت غوث زمان خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کے

ارشادات عالیہ: در سلسلہ چشتیہ بسیار محبوبان حق ہجو محبوب سبحانی اند (مناقب

الحبوبین ص ۲۷۰) محبوب سبحان حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی نے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے جن مشائخ عظام کو مقام محبوبیت میں حضرت غوث الاعظم کے برابر اور مماثل ٹھہرایا انکی محبوبیت بھی عالمگیر ہے آپ نام لے کر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مشائخ میں سے فلاں فلاں پیر صاحب سے کئی درجے بڑے ہیں بڑھ کر ہیں (غذاء الحبوبین ص ۳۲۰) جب حضرت محبوب سبحانی کی محبوبیت عالمگیر ہے تو جو بڑے ہیں بڑھ کر ہیں انکی محبوبیت کیوں عالمگیر نہیں ہوگی

حضرت پیر مھر علی شاہ کے دادا پیر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کے فرمانات کے سامنے کوئی گولڑوی دم نہیں مار سکتا

حضرت شمس العارفین سیالوی کے ارشادات

حضرت غوث الاعظم چار دن مقام محبوبیت میں رہے اور خواجہ نظام الدین اولیاء سترہ دن محبوبیت کے مقام میں رہے (مرآت العاشقین اردو ص ۲۵۳) حضرت شمس العارفین کے اس ارشاد میں حضرت محبوب الہی کو مقام محبوبیت میں افضل قرار دیا گیا آپ حضرت پیر مھر علی شاہ کے شیخ طریقت ہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مقام محبوبیت پر فائز اکابر مشائخ میں سے ہیں مقام محبوبیت کے مدارج و مراتب افضلیت اور فوقیت اور عالمگیریت کے

بارے میں آپ کا یہ ارشاد قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے

حضرت سید محمد بن جعفر مکیؒ کے ارشادات

حضرت سید محمد بن جعفرؒ حضرت محبوب الہی کے بارے میں فرماتے ہیں اے محبوب تمام اولیاء میں سے دو حضرات نے مقام قطبیت سے مقام معشوقیت تک رسائی حاصل کی ہے اور ان کی مثل کوئی دوسرا اس مقام تک نہیں پہنچا اے محبوب ان دو میں سے ایک شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ ہیں اور دوسرے حضرت شیخ نظام الدین بدایونیؒ ہیں اور یہ دونوں روح محمدی سے فیض یاب ہیں (اخبار الاخیار ص ۱۳۷) نیز حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور شیخ نظام الدین اولیاء بدایونیؒ مقام معشوقی تک پہنچے ہوئے تھے (اخبار الاخیار ص ۱۳۷)

ان ارشادات کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ دونوں حضرات اپنے اپنے وقت میں یکتائے روزگار ہوئے ہیں اور مقام محبوبیت تک پہنچے ہیں۔ سید محمد بن جعفر المکی الحسینی حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے بڑے خلفاء میں سے تھے تو حید و تفرید میں بلند مقام رکھتے تھے اور اولیاء افراد میں سے تھے (اخبار الاخیار شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۳۶)

تبصرہ ۵۔ حضرت سید محمد بن جعفرؒ اور حضرت خضر علیہ السلام کے بیانات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت محبوب الہی کا مرتبہ کم نہیں لہذا یہ کہنا درست نہیں کہ محبوبیت نظامیہ عالمگیر نہیں حضرت سید محمد بن جعفرؒ نے اس مقام کی وضاحت فرمادی آپ کا مرتبہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ سے بلند و بالا ہے لہذا آپ کا فرمان حجت قاطعہ کا درجہ رکھتا ہے

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

ناظرین گرامی قدر حضرت پیر مھر علی شاہ کے معتمد مرید علامہ عطاء محمد بندیا لوی نے اپنی تصنیف سیف العطاء میں ملفوظات مھر یہ اور فتاویٰ مھر یہ میں جامع سے سرزد لغزشوں قطع و برید خیانت و ظلم اور جعلی عبارات کے اندراج سے متعلق اپنے یقین کا اظہار کیا اس صورت حال میں مکتوبات مھر یہ میں بھی تحریف و تبدیل ہونے کا قوی احتمال ہے اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال ممتاز محرف کا مسلمہ قاعدہ ہے نیز انوار قادریہ پر پیر صاحب کی تقریظ کا قلمی عکس جو مھر منیر کے ص ۴۵ پر شائع ہوا ۱۳۳۱ھ کا ہے اور پیر صاحب کے دستخط سے مزین ہے اس میں یہ متنازع عبارت نہیں کہ محبوبیت نظامیہ کئی قطعات ارض تک نہیں پہنچی نیز یہ عبارت ان کے عظیم مشائخ تونسہ و سیال شریف کے صریح ارشادات کے بھی خلاف ہے اس پس منظر میں متنازع عبارت کے الحاقی ہونے کا احتمال مزید قوی ہو جاتا ہے طرفہ تماشہ یہ ہے کہ غوث پاک کی شان میں ہر مبالغہ آمیز بات لکھنے والے نصیر گولڑوی نے نام و نسب ص ۶۶۶ پر حضرت پیر گولڑوی صاحب کی طرف منسوب جو تصریحات در شان غوث پاک درج کی ہیں ان میں بھی مذکورہ عبارت موجود نہیں نصیر شاہ نام و نسب اور لطمہ میں اور ممتاز محرف قدم الشیخ میں جس عبارت کے درج کرنے سے کئی کتراتے رہے اور دانستہ روگردانی کرتے رہے اسے حضرت پیر صاحب کی طرف منسوب کرتے ہوئے اور اس نسبت پر اتنا اصرار کرتے ہوئے انہیں شرم آنی چاہیے فتاویٰ مھر یہ اور ملفوظات مھر یہ بھی تو عرصہ سے شائع ہوتے چلے آئے ہیں جب ان میں تحریف و تبدیل قطع و برید خیانت و ظلم اور حضرت پیر صاحب کو بدنام کرنے کیلئے فعل شنیع کا ارتکاب ثابت ہو گیا تو ممتاز محرف کا یہ کہنا کہ مکتوبات عرصہ دراز سے شائع ہوتے چلے آ رہے ہیں کوئی اہمیت و حیثیت نہیں رکھتا

۔ باتیں اس کی سب ہوئی ہیں

کسی مسئلہ میں کسی بزرگ سے بھی تسامح ہو سکتا ہے

ممکن ہے جامع مکتوبات مھر یہ نے محبوبیت نظامیہ سے متعلق عبارت لکھ کر حضرت پیر صاحب کی طرف منسوب کر دی ہو یا پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت پیر صاحب کو اس مسئلہ میں تسامح واقع ہوا ہے اس لیے کہ حضرت سیدنا نظام الدین اولیاء محبوب الہی قدس سرہ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں انکی رائے اپنے اکابر مشائخ کی رائے کے بھی خلاف ہے ہم اس ضمن میں حضرت سید محمد بن جعفر مکی حضرت غوث زمان تو نسوی حضرت شمس العارفین سیالوی کے ارشادات پیش کر چکے ہیں حضرت علامہ اسد نظامی لکھتے ہیں بعض دوسرے لوگوں کی طرح حضرت گولڑوی کو بھی قدمی اٹخ کے بارے میں تسامح واقع ہوا ہے کہ خواجگان چشت کو حضرت سیدنا غوث اعظم قدس سرہ کے قدم کے تابع قرار دیا حضرت گولڑوی سلسلہ روحانی کے اعتبار سے چشتی نظامی تھے انہیں حضرت محبوب الہی قدس سرہ کا حضرت سیدنا غوث اعظم قدس سرہ سے موازنہ نہیں کرنا چاہیے تھا جو بذات خود نسبت کے اعتبار سے درست نہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ صاحب مھر منیر نے یہ تمام عبارات لکھ کر حضرت گولڑوی کی طرف منسوب کر دی ہوں (مقدمہ انیس الارواح ص ۳۳۶) علامہ محمد علی مصطفوی صاحب لکھتے ہیں حضرت پیر مھر علی شاہ چشتی گولڑوی علیہ الرحمۃ اگرچہ ایک انتہائی قابل احترام اور بلند پایہ بزرگ ہیں مگر اس مسئلہ میں انہیں تسامح واقع ہوا ہے کسی مسئلہ میں کسی بزرگ سے بھی تسامح ہو سکتا ہے حضرت پیر مھر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ التصفیۃ مابین سنی و شیعہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو حضرت علیؓ کا شاگرد بتایا ہے جو سہو پر مبنی ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو کبار صحابہ میں سے تھے کا حضرت علیؓ کا شاگرد ہونا ثابت نہیں حضرت محبوب الہی سیدنا نظام الدین اولیاء قدس

سرہ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں حضرت گوڑوی کی رائے اکابر مشائخ چشتیہ کی رائے کے بھی خلاف ہے (تحقیق المعانی فی قدم الغوث الجیلانی ص ۲۳۵)

تبصرہ: حضرت پیر صاحب کو اس مسئلہ میں تسامح بھی واقع ہوا، ہو تو پھر بھی پیر صاحب کی طرف نسبت پر اصرار کرنا کسی طرح مناسب نہیں

سامعین ملفوظات پر اعتراض: ممتاز محرف صاحب حضرت غوث الاعظم

کے چار دن اور خواجہ نظام الدین اولیاء کے سترہ دن مقام محبوبیت میں رہنے والے ملفوظ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”حضرت سیالوی کی کلام کو کما حقہ سمجھنا بہت مشکل ہے سامعین ملفوظات حضرت کے اصل الفاظ کو ضبط نہیں کر سکے اس لئے ان سے اس قسم کی فروگزاشتیں ہوئیں اور مفہوم ہی بدل گیا (قدم الشیخ ص ۲۳۵)

تبصرہ: قدر کیا ان کو چھلکتے ہوئے پیمانوں کی

بھیک بھی جتکو میسر نہیں میخانوں کی

حضرت شمس العارفین سیالوی کے منظور نظر اور مرید خاص حضرت مولانا محمد سعید عالم و فاضل تھے انکی فہم و دانش پر اعتراض کرنے والا خود عقل و خرد سے کورا اور فہم و فراست سے عاری ہے اس سراپا تعصب و جہالت اور منبع غلو نے انکی کتاب کے کئی دیگر حصوں کو خود بطور حجت و دلیل پیش کیا ہے لیکن جب بات اپنے مطلب کے خلاف نکلی تو اپنی کم عقلی اور بے سمجھی کا علاج کرانے کی بجائے انکی فروگزاشتیں گنونا شروع کر دیں اور ان پر بے سمجھی اور مفہوم بدلنے کا الزام عائد کر دیا کاش یہ لوگ تعصب چھوڑ کر حق شناسی کا طریقہ اپناتے

اس لئے کہ

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

عظیم مسامحت:

حضور غوث پاکؒ کے فرمانِ خضنا بحرالم یقف علی ساحلہ الانبیاء کی تشریح کرتے ہوئے یہ کہا گیا کہ ہم نے شریعت و طریقت کا اتباع کر کے فناء فی الرسول کے بحر میں غوطے لگائے ہیں چونکہ انبیاء کرامؑ اپنی شرائع و ادیان لے کر آئے اس لئے وہ اتباع نبوی کی سعادت سے مشرف نہ ہو سکے

(مکتوبات مھر یہ ص ۱۰۹ ملفوظات مھر یہ ص ۱۰۶ قدم الشیخ ص ۲۶۳)

تبصرہ ۵: پیر صاحب گولڑہ شریف کی طرف منسوب اس تشریح سے انبیاء علیہم السلام پر امتیوں کی فضیلت لازم آتی ہے بلکہ ان کو محروم سعادت مانا گیا ہے العیاذ باللہ حالانکہ غوث پاک کے زمانہ سے قبل بھی تمام انبیاء کرام حضور کی امت میں داخل ہیں اور چار نبی تو زندہ اس دار دنیا میں موجود ہیں فلک چہارم بھی اس دنیائے فانی کا ایک حصہ ہے تو کیا حضرت شیخ سے قبل یا زمانہ میں یہ انبیاء کرام سرکارِ دو عالم ﷺ کے امتی نہیں ہیں تو صغیہ حمد کی بحث بالکل بے معنی اور لغو ہے اللہ جل مجدہ کا ارشاد ہے کافۃ للناس اور للعالمین نذیراً

مہروی تصریحات یا مجموعہ مسامحات

ممتاز محرف قدم الشیخ کے ص ۳۲۹ پر قدمی الخ کے متعلق تصریحات مہروی درج کرتے ہیں

لہ الا ستطالۃ علی کل شیئی سوی اللہ

حضرت شیخ اکبرؒ کی تصریح ہذا سے یہ نتیجہ ثابت ہوا کہ آپ (حضرت غوث پاکؒ) ہر شے پر سوائے خدائے عزوجل کے غالب و متصرف تھے۔

لوحی اب تو مکمل صفایا ہو گیا جناب رسول اکرم ﷺ کو بھی مغلوب اور زیر تصرف ثابت کر دیا دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام کا تو ذکر ہی کیا افسوس ہے یہاں ممتاز محرف کے ایمان کی بنیادیں نہیں لرزیں اگر یہ تاویل کی جائے کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا زمانہ حضور غوث پاکؒ کا زمانہ نہ تھا تو اولیائے متقدمین میں بھی استثناء ثابت ہو جائے گا اور نظریہ عموم و شمول فرمان غوثیہ کا بیڑا غرق ہو جائے گا نیز سوی اللہ کے استثناء کے بھی یہ تاویل خلاف ہے ممتاز محرف کو چاہئے کہ یہاں بھی کل کو اپنے عموم پر رکھیں ہو سکتا ہے ان کے ایمان کی لرزتی بنیادیں تھم جائیں حضرت پیر صاحب گولڑویؒ کی طرف منسوب

اس جواب میں بھی مسامحت موجود ہے کہ عالیجناب کا زمانہ انبیاء کا زمانہ نہ تھا جبکہ حسب تصریح شیخ اکبرؒ دیگر علماء اعلام بعد آنحضرت ﷺ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور

سیدنا ادریس علیہ السلام آسمانوں پر اور حضرت سیدنا الیاس علیہ السلام اور سیدنا خضر علیہ السلام زمین پر باجسام مہم زندہ موجود ہیں حضرت پیر صاحب گولڑویؒ کی طرف منسوب

اس جواب میں بھی مسامحت ہے کہ حضرت غوث پاکؒ کا تصرف انبیاء علیہم السلام پر

اس طرح ہے جیسے مفضول کا تصرف فاضل پر مثل تصرف جبرائیل بر آنحضرت ﷺ سید

الملائکہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کا تصرف آنحضرت ﷺ پر نزول وحی و اعلان

نبوت سے قبل تھا نہ کہ بعد میں جبکہ حضرت غوث پاکؒ کا تصرف انبیاء علیہم السلام پر

نبوت کے بعد لازم آ رہا ہے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ حامل وحی رسول ملائکہ علیہ السلام پر

قیاس امتی کا درست نہیں ممتاز محرف نے پیر صاحب گولڑویؒ کی طرف منسوب یہ جواب

بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت غوث پاکؒ کا قدم صحابہ کرامؓ کی گردن پر نہیں اسلئے کہ متاخرین

کے عرف و محاورے میں ولی اللہ ما سوائے صحابی پر بولا جاتا ہے یہ کیسا انصاف ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عموم سے نکال کر انبیاء کرام علیہم السلام کو عموم میں داخل کر دیا ممتاز محرف صاحب اب فرمائیں کیا پیر صاحب گولڑوی کی طرف منسوب اس تحریر میں مسامحتیں موجود نہیں

مدعی تم ہو تو انصاف کرو

کیا محبوبیت قطعاً ارض سے ماپی جاتی ہے؟

کلام الاولیاء کی عبارت:

س: محبوبیت قادر یہ عالمگیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعاً ارض تک نہیں پہنچی؟
ج: کیا محبوبیت قطعاً ارض کے ساتھ ماپی جاتی ہے اگر آپ کا یہ معیار تسلیم کر لیا جائے تو آپ انبیاء کرام کے بارے میں کیا فرمائیں گے جن کا نام بھی کسی کو معلوم نہیں کیا وہ محبوبیت خدا سے بالکل فارغ ہیں نبی تو کجا وہ تو ولیوں سے بھی بہت پیچھے رہ گئے نیز جناب متعین تو فرمائیں کہ محبوبیت نظامیہ کس قطعاً ارض میں نہیں پہنچی جہاں محبوبیت قادر یہ لنگر انداز ہے۔ کلام الاولیاء ص ۲۹۰

ممتاز محرف کا اعتراض: انہیں معلوم نہیں کہ محبوبیت کے سب سے بڑے

مقام نبوت و رسالت میں قطعاً ارض کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ بعض انبیاء کرام کی بعثت خاص قوم خاص علاقے اور خاص قطعاً ارض کے لئے ہوئی ہے ان کا یہ سوال وہاں بھی ہو سکتا ہے کہ نبوت ماپی جا رہی ہے ہاں جناب رسول پاک خاتم الانبیاء علیہ السلام کی

نبوت و رسالت پوری کائنات کیلئے ہے۔ (قدم الشیخ ص ۴۴۸)

ممتاز محرف کے بیان سے انبیاء علیہم السلام پر غوث پاکؑ

کی فضیلت لازم آگئی: ممتاز محرف نے یہ دعویٰ کیا کہ محبوبیت کے سب

سے بڑے مقام نبوت و رسالت میں قطعاً ارض کو مد نظر رکھا گیا ہے سید عالم ﷺ کی محبوبیت تمام کائنات کیلئے ہے جبکہ باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی محبوبیت خاص قوم خاص علاقے اور خاص قطعاً ارض کیلئے تھی دوسری طرف ان کا یہ دعویٰ ہے کہ جناب غوث پاکؑ کی محبوبیت عالمگیر ہے نتیجہ کیا نکلا کہ حضرت غوث پاکؑ کو علاوہ سید عالم ﷺ کے مقام محبوبیت میں تمام انبیاء علیہم السلام پر فوقیت حاصل ہے (العیاذ باللہ)

۔ اللہ تیری شان کے قربان جائیے

ممتاز محرف کے اعتراض نے ہمارے سوال کو مزید قوی کر دیا

ہمارا سوال یہ تھا کہ آپ انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں کیا فرمائیں گے جن کا نام بھی کسی کو معلوم نہیں کیا وہ محبوبیت سے بالکل فارغ ہیں نبی تو کجا وہ تو ولیوں سے بھی بہت پیچھے رہ گئے ممتاز محرف نے تسلیم کیا کہ واقعی معاملہ تو ایسے ہی ہے ممتاز محرف یہ موقف آخر کیوں نہ اختیار کرتے کہ انکے پیشوا نصیر گولڑوی نے نام و نسب میں میاں محمد بخش کے ان اشعار کے ذریعے انہیں یہی سبق اور پیغام تو دیا تھا کہ

۔ نبیاں نالوں گھٹ نہ رہیا ہر صفتوں ہر وسبوں

پیر نے کہا کہ نبیوں سے کم نہیں تھے بلکہ برابر تھے مرید نے سوچا ایک قدم اور آگے جاتا ہوں کہ غوث پاکؑ کو علاوہ سید عالم ﷺ کے تمام انبیاء علیہم السلام پر مقام محبوبیت

میں فوقیت حاصل ہے

یہ احوال جب ایسے لوگوں کا ہو رکھوں پاک دامن میں کب اور کو
ناظرین کرام دیکھا آپ نے محبوبیت نظامیہ کو کم تر بیان کرنے کا انجام کہ انبیاء کرام
علیہم السلام کی محبوبیت کو ہی کم تر قرار دے دیا

پھرتے ہو یوں چھپے چھپے ہم سے تم کو اے شوخ ہم نے دیکھ لیا
ہمارا دوسرا سوال یہ تھا کہ جناب متعین تو فرمائیں کہ محبوبیت نظامیہ کس قطعہ ارض میں
نہیں پہنچی جہاں محبوبیت قادر یہ لنگر انداز ہے ہمارے اس سوال کا جواب ممتاز محرف نے
نہیں دیا حقیقت یہ ہے کہ اس سوال کا جواب ممتاز محرف اور اس کا پیشوا کیا قیامت تک کوئی
غالی نہیں دے سکتا

چاہتا ہے کہ کہے عشق کی باتیں یک رنگ

کیا کرے ہائے اسے طاقت گفتار نہیں

انبیاء کرام کی تبلیغ کیلئے علاقہ متعین ہوا

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ محبوبیت قطعات ارض سے نہیں، مانی جاتی انبیاء کرام علیہم السلام کی تبلیغ
کیلئے علاقہ متعین ہوا محبوبیت کیلئے نہیں محبوبیت تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی عالمگیر تھی
خاص قوم خاص علاقے اور خاص قطعات ارض تک محدود نہ تھی ورنہ اولیاء کی انبیاء کرام پر
فضیلت لازم آتی ہے دور حاضر کے مشائخ چشت میں سے حضرت صاحبزادہ محی الدین
محمد صالح مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت مولانا شاہ محمد علی چشتی مکھڑی نے گواڑہ
کے مفتی کو اس معاملہ میں تنبیہ کی اس مفتی نے اپنے رویہ پر نظر ثانی کرنے کی بجائے
جو ابامزید فتوے داغے اور برا بھلا کہہ کر دل خوش کیا صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے اس کے

جواب میں ”محبوب الہی کی شان محبوبیت“ ”محبوب الہی اور قطعات ارض“ کے نام سے مختصر مدلل مضامین لکھے اور اس کے فتاویٰ کا منہ توڑ جواب دیا

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

قارئین کی ضیانت طبع کیلئے ہم کچھ اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

محبوب الہی کی شان محبوبیت : سلسلہ عالیہ چشتیہ سب سلاسل سے اول

اور اس کا فیضان پورے عالم میں جاری و ساری ہے خصوصاً پورے ہندوستان میں والئی ہند خواجہ خواجگان فخر کون و مکان محبوب اللہ معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ کے پاک اقدام سے لوگوں کے قلوب نور ایمان سے چمکے آج بھی اگر یہاں ایمان کی کہیں روشنی نظر آتی ہے تو اسی آفتاب ولایت کی ضیا پاشیوں سے اس سلسلہ عالیہ کی اشاعت کرنے والے سب کے سب گوہر تاباں تھے مگر بعض کو وہ رفعت شان ملی کہ رفعت بھی ان پر ناز کرتی ہے انہیں میں سے ہیں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ محبوب الہیؒ

بدنیادردین اوصاف بے حد نیامد جز نظام الدینؒ محمد

ہم از در گاہ حق آن نیک مشرب بسطان المشائخ شد ملقب

(مطلوب الطالبین) اور یہ مقام محبوبیت قطبیت سے بالاتر ہے۔ مقام قطبیت کے

بارے بحر المعانی سے صاحب مطلوب الطالبین نقل فرماتے ہیں قطب عالم ہر زمانے میں

ایک ہوتا ہے اور دونوں جہان کا نظام اسی کے وجود سے قائم ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے

بے واسطہ فیض لیتا ہے اور اس قطب عالم کو قطب مدار اور قطب ارشاد بھی کہتے ہیں کیونکہ

دونوں جہانوں کا مدار و ارشاد اسی پر ہے آگے چل کر فرماتے ہیں چوں قطب مدار ترقی کند

بمقام فردانیت رسد یعنی افراد شود و چوں افراد ترقی کند بقطب حقیقی رسد و از مقام قطب

حقیقی معشوقی است یعنی قطب وحدت یعنی قطب مدار ترقی کر کے افراد بنتا ہے پھر افراد سے ترقی کر کے قطب حقیقی کے درجہ پر پہنچتا ہے اور اسی قطب حقیقی کے مقام سے ہے معشوقی یعنی قطب وحدت اسی طرح صاحب سیر الاولیاء فرماتے ہیں

چوں ولی کامل مراتب قطبیت و فردانیت و غیرہ طے نمودہ بمرتبه محبوبیت یعنی مرتبه معشوقی رسد ذات پاک او مظہر الہی گردد و ارادہ او ارادہ آں سبحانہ و جسم مبارک او از سر تا پا از عطریات غیبی معطر شود و ہرچہ بدو رسد آں بوئے خوش درواثر کند یعنی اورا خوشبو ناک سازد وہم بمسکن وے بوئے غیر و عنبری آید و چوں بگور رود گور را معطر نماید چنانچہ امروز آں علامت آئینہ محبوبی بر مزار پاک سلطان المشائخ پیدا ہویدا است طالب باید تا ملاحظہ نماید یعنی جب ولی کامل مراتب قطبیت و فردانیت و غیرہ طے کر کے مرتبه محبوبیت و معشوقیت پر پہنچتا ہے تو اسکی ذات پاک اسرار الہی کا مظہر بن جاتی ہے اور اس کا ارادہ اللہ سبحانہ کا ارادہ ہوتا ہے اور اس کا جسم مبارک سر سے پاؤں تک عطریات غیبی سے معطر ہوتا ہے اور جو چیز بھی اس سے ملتی ہے خوشبو ناک ہو جاتی ہے اور اسکی جائے رہائش سے بھی غیر و عنبر جیسی خوشبوئیں آتی ہیں اور جب وہ اپنی مرقد میں جاتا ہے تو وہ مرقد بھی معطر ہو جاتی ہے چنانچہ آج بھی سلطان المشائخ حضرت محبوب الہیؑ کے مزار مبارک سے یہ علامت آئینہ محبوبی کی ظاہر و روشن ہے لیکن طالب کو چاہیے کہ ملاحظہ کر سکے اور اسی طرح شیخ عبدالرحمن چشتی مرآة الاسرار میں در افشاں ہیں آں امام ارباب مشاہدہ آں سلطان اصحاب مجاہدہ آں بیدار در عالم عشق و اذواق آں محبوب حق باستحقاق آں وارث الانبیاء والمرسلین سلطان المشائخ شیخ نظام الدین محمد قدس سرہ بن احمد بن علی بدایونی بخاری محبوب خدا اور سر حلقہ اولیاء اہل صفاء تھے آپ عشق کامل شوق وافر و جسد صادق حال قوی اور ہمت بلند

رکھتے تھے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد اصحاب طریقت میں سے کسی بزرگ سے اس قدر تصرفات ظاہری و باطنی سرزد نہیں ہوئے جتنے آپ سے ہوئے آپ تمام غوثی، قطبی اور فردانیت کے مقام سے گزر کر مرتبہء محبوبی تک پہنچ گئے آپ کے اقوال و افعال تمام مشائخ کیلئے حجت قاطع ہیں اور سب آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور قیامت تک دیکھتے رہیں گے آپ نے نور ہدایت سے سارے ہندوستان کو منور فرمایا اور ایک جہان کو ہدایت بخشی حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو سلطان المشائخ کے خطاب سے ممتاز فرمایا آپ کے اور آپ کے مریدین کے سر پر تاج کرامت رکھا چنانچہ آپ کی ولایت کے تصرفات اظہر من الشمس ہیں اور کسی بشر کو انکار کی جرأت نہیں ہوئی۔ ان بالا بیانات سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حضرت سلطان المشائخ کا مرتبہ قطبیت و فردانیت سے بڑھ کر معشوقیت تھا جو کہ ولایت کا درجہ انتہا ہے (تا) ایک صاحب جو چشتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں رقم طراز ہیں چنانچہ سیدنا عبدالقادر و سیدنا خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ہر دو مقام محبوبیت میں شریک ہیں مگر حسب تصریح حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی دہلویؒ سیدنا عبدالقادرؒ سے مستفید ہیں نظام القلوب ملاحظہ ہو اور نیز محبوبیت قادر یہ عالم گیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعاً ارض تک نہیں پہنچی ان الفاظ پر غور فرمائیں کہ اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعاً ارض تک نہیں پہنچی مقام محبوبیت کے بارے جو بحر المعانی سیر الاولیاء مرآۃ الاسرار والے فرما رہے ہیں اور ہر ذی علم اہل معرفت کی یہی تشریح ہے اور جو خراج عقیدت یہ صاحب فرما رہے ہیں کیا ان میں ذرا بھر مناسبت ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ سراسر الٹ ہے

عہد میں تفاوت راہ از کجاست تا کجاست

جب قطب عالم کا یہ حال ہے کہ اس کا تصرف دونوں جہانوں پر ہے تو جو قطب عالم سے

بھی بڑھ کر ہوا فردا سے بھی آگے ہو تو اسکی ہمہ گیری برتری علوشان کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ (تا)

صاحب سیر الاولیاء اپنی عقیدت و محبت کے پھول بارگاہ محبوب الہی میں اس طرح نچھاور کر رہے ہیں خواجگان چشت قدس اللہ اسرارہم یوں تو ان میں ہر ایک شیخ خدا تعالیٰ کی محبت و عشق میں نہایت تاباں و درخشاں آفتاب تھا اور جناب نبی کریم ﷺ کی اتباع کی وجہ سے مقام محبت سے ترقی کر کے محبوبیت کے درجے میں پہنچ گیا تھا فاتبعونی یحبکم اللہ اور ہر شخص اپنے اپنے عہد میں خدا تعالیٰ کی عبادت و بندگی میں اور دنیا کے غدار کے ترک کر دینے میں بڑے بڑے عظیم الشان مشائخ کے ہم پلہ تھا لیکن عالم محبت میں سب سے مستثنیٰ اور ممتاز تھا

در عبادات یافتہ توفیق بادشاہان عالم تحقیق

ہر یکے در زمان خود ممتاز در محبت میان اہل نیاز

خاص کر خواجہ بندہ نواز سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والدین خداوندی محبت میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ بندہ ضعیف عرض کرتا ہے

ز عشق حق مجسم بود ذلتش جہانے بندہ آں ذات پاکش

مطلوب الطالبین میں تذکرۃ الاتقیاء سے منقول ہے کہ ایک دن شیخ الشیوخ شیخ

فرید الدین گنج شکر نے اپنے سر مبارک سے دستار کھول کر سلطان المشائخ کے سر مبارک پر

باندھی اور اس دستار مبارک کے سات پیچ تھے باندھتے وقت فرمایا کہ اے نظام آج سات

اقلیم کا انتظام اس دستار سات پیچ سے تمہیں سونپا ہے اور ان سات اقلیم کی پریشانی بے

انتظامی اسکے کھلنے پر ہے۔ امیر خسرو محبت محبوب الہی تو سات آسمانوں اور سات زمینوں

پر آپ کا راج مانتے ہیں اور یوں نغمہ سرا ہوتے ہیں۔

۔ غوث عالم نظام ملت و دین قطب ہفت آسمان و ہفت زمین

(تا) محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شان محبوبیت مسلم ہے مگر یہ اسکے ہرگز متقاضی نہیں کہ شان محبوب الہی سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی تحقیر و تنقیص کی جائے رہا نظام القلوب کا حوالہ تو وہ مدعی کے دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ اسمیں کہیں بھی ذکر نہیں کہ محبوبیت قادر یہ محیط ہے اور محبوبیت نظامیہ محدود ہے افادہ و استفادہ کا ذکر ہے اور وہ بھی ایک ذکر کے متعلق جس سے رتبہ کی کمی اور زیادتی معلوم نہیں ہوتی کمالا تخی علی من لہ ادنی بصیرة (تا) ہمارے لئے شہباز لامکاں دستگیر بے کساں

غوث زمان خواجہ خواجگان شاہ محمد سلیمان تو نسوی کا فرمان باعث فخر و اطمینان ہے کہ جب ایک شخص سلسلہ قادر یہ میں بیعت ہونے کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تو اس لیے سلسلہ قادر یہ میں بیعت ہوتا ہے کہ اس میں محبوب سبحانی ہیں اس نے عرض کیا ہاں تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہمارے سلسلہ چشتیہ میں کئی محبوب سبحانی جیسے ہیں سبحان اللہ (مناقب المحبوبین) واضح رہے کہ آپ چاروں سلاسل میں بیعت فرماتے تھے۔ الحمد للہ کہ ہم خالص چشتی ہیں ہمیں اپنے چشتی ہونے پر ناز ہے ہمیں کسی پیوند کاری کی ضرورت نہیں اور جنہیں یہ سلسلہ اتنا کمزور و حقیر نظر آتا ہے کہ وہ چشتی ہونا بغیر قادریت کے پسند نہیں کرتے تو وہ یہ لیبل اتا ر دیں کیونکہ یہ دورنگی اچھی نہیں سلسلہ چشتیہ ان کا محتاج نہیں۔ محبوب الہیؒ کے غلام حضرت پیر پٹھانؒ اور قبلہ عالمؒ جیسے ہیں اور یہ سلسلہ عالیہ قیامت تک تابندہ و درخشاں رہے گا

۔ الہی تابود خورشید و ماہی چراغ چشتیاں را روشنائی

محبوب الہی اور قطعات ارض: حضرت صاحبزادہ محی الدین محمد صالح

مدظلہ العالی فرماتے ہیں اس تحریر کا باعث ایک دل آزار فتویٰ تھا ایک مفتی صاحب نے محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی اور محبوب الہی نظام الدین چشتی رحمہما اللہ کا تقابل کرتے ہوئے فتویٰ صادر کیا کہ محبوبیت قادر یہ عالمگیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعات ارض تک نہیں پہنچی فتویٰ نویس خود کو چشتی کہلواتا تھا (تا) اس فتویٰ کے خلاف ایک مختصر سا کتابچہ سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الہی کی شان میں شان محبوبیت تحریر کیا لیکن بمصداق اسکے چور کو تو ال کو ڈانٹے الٹا مجھے گستاخ گردانا گیا اور شان محبوبیت کے خلاف کتابچے لکھے گئے اور بزعم خود علم و حکمت کے دعویداروں نے اسکے جواب میں اپنی قلم سے جہالت و گندگی کا اظہار کیا اور مجھے گالیاں دیکر خوش ہو گئے کہ اپنے فتویٰ کا ثبوت فراہم کر لیا کہ سلطان المشائخ کی محبوبیت کائنات کو محیط نہیں اور ان کا علم تمام کائنات کو محیط ہے اور یہی حق نمک ہے کہ غلام اپنے آقا کو کم دکھا سکے شاید خالق کائنات نے جب آپ کو محبوب بنایا تو حد بندی ان سے کرائی تھی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (تا) کیا یہ محبوب کل کیلئے ضروری ہے کہ تمام قطعات ارض اسے محبوب مانیں اگر یہ مفروضہ درست مان لیا جائے تو پھر محبوب کل محبوب مطلق رحمت کائنات کی محبوبیت بھی تمہارے فتویٰ کے مطابق عالم گیر نہیں رہتی کئی قطعات ارض تک نہیں پہنچی حبیب اللہ محبوب الہی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے صدقے ان کی امت میں محبوب چنے گئے بنائے گئے ان کا ارشاد گرامی ہے احد جبل یحبنا و نحبہ و غیر جبل ینغضنا و ینغضہ اور قطعات ارض چھوڑ دیں یہ مدینہ منورہ میں بھی ایک قطعہ ارض آپ سے محبت کرتا ہے اور ایک قطعہ ارض آپ سے دشمنی رکھتا ہے محبوب نہیں جانتا، محبوب نہیں مانتا تو اب فتویٰ صادر فرمادیں کہ آپ کی محبوبیت کم ہو گئی آپ محبوب

کل نہ رہے العیاذ باللہ تو جو قطعاً ارض سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الہی کی محبت سے فارغ ہیں فارغ رہیں اس سے آپ کی شان میں ذرہ بھر بھی کمی واقع نہیں ہوگی بلکہ بعض قطعاً ارض کا آپ کو محبوب نہ ماننا آپ کی عظمت کی دلیل ہے آپ کی کمال محبوبیت کی دلیل ہے جیسے کہ محبوب خدا ﷺ نے فرمایا کہ بعض قطعاً ارض ہم سے بغض رکھتے ہیں تو یہ وہی قطعاً ارض ہیں جن پر محبوبیت نظامیہ نہیں پہنچی اور اب یہ مفتی صاحب کا نصیب ہے کہ ان کا کس قطعاً ارض سے گٹھ جوڑ ہے۔ فللناس فیما یعشقون مذاہب انتھنی

پیر مہر علی شاہ شمس العارفین کے حضور

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں سیال شریف میں حضرت صاحب سے مناظرہ کے لیے حاضر ہوا میں نے مسئلہ وحدۃ الوجود کی بحث کے لیے دلائل پیش کئے وحدۃ الوجود کہنا غلط ہے وحدۃ الشہود کہہ سکتے ہیں چنانچہ امور عامہ اور دوسری الہیات کی بحثیں جہاں جہاں تھیں اور محققین کے اقوال اتنے بیان کئے کہ مجھے یقین تھا اب اتنے دلائل کا انکار ناممکن ہے اور حضور تائید ہی فرمائیں گے جب دلائل ختم کئے تو آپ نے فرمایا کہ واہ واہ جس طرح ایک بچے کی تقریر و بیان سن کر جواب دیا جاتا ہے فرمایا کہ تیری پہلی مثال و دلیل کا جواب یہ ہے دوسری کا یہ ہے علیٰ ہذا القیاس ترتیب وار تمام اعتراضات کا جواب اس طرح دیا جس طرح روشن اور واضح چیز ہو جاتی ہے فوراً سمجھ میں آگئے میں اس وقت سمجھا کہ ایک علم کے پہاڑ کے سامنے ایک پتھر کنکری یا مٹی پڑی ہے اور دل میں کہا میں نے تو دنیا بھر میں دوسرے علماء کے پاس ویسے ہی وقت ضائع کیا ہے جن اساتذہ کو میں بحر اور بڑے علماء سمجھتا تھا وہ تو آپ کے طفل مکتب ہونے کی حیثیت ہیں۔

(انوار قمریہ ص ۲۴۹)

غوث الثقلین حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کا ارشاد گرامی

ہست ہر یک پیر چشتی اے فتی بر قدم گاہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محبوب ذی العرش حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی سے پیر

مہر علی شاہ کی ملاقات: ممتاز محرف صاحب قدم الشیخ کے ص ۳۲۵ پر لکھتے

ہیں حضرت تونسوی نے پیر مہر علی شاہ کے حصول علم معرکہء قادیانیت اور مکہ مکرمہ کے علماء و مشائخ سے بعض مسائل پر تفصیلی گفتگو سنی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا شاہ صاحب اللہ

تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے دوران گفتگو فرمان غوثیہ قدمی ہذہ علیٰ

رقبۃ کل ولی اللہ کا تذکرہ ہوا حضرت تونسوی نے فرمایا ہم تو اپنے مشائخ پر کسی کو

فضیلت نہیں دیتے آپ نے حضرت شیخ ابن عربی حضرت مولانا جامی، حضرت مجدد الف

ثانی شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور دوسرے علماء و مشائخ کے حوالے سے ثابت کیا کہ آپ

نے مامور من اللہ ہو کر یہ اعلان فرمایا یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ اور دوسرے

اکابر اولیاء کرام نے تعمیل کی حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی پانچ روزہ قیام میں آپ کی

محققانہ گفتگو سے متاثر ہوئے انتھی

حبیب ذی العرش حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی قدمی اے

کے عموم کے قائل نہ تھے: حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی حضرت خواجہ

اللہ بخش تونسوی سے ملاقات کی تفصیل غداء الحبین میں موجود ہے قدمی اے کا موضوع زیر

بحث نہیں آیا ممتاز محرف اور انکے پیش رو فیض احمد گولڑوی مؤلف مہر منیر نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی حضرت خواجہ تونسویؒ قدمی کے موضوع پر بحث میں خاموش ہو گئے حقیقت یہ ہے کہ جو باہمی گفتگو ہوئی وہ حضور علیہ السلام کے وصال اور عرس شریف کے متعلق تھی جس میں حضرت گولڑوی صحیح جواب نہ دے سکے اور خاموش ہو گئے دیکھئے غذاء المحبین ص ۱۶۷ ملفوظات خواجہ اللہ بخشؒ تونسویؒ مرتبہ مولانا سعد اللہ ساکن شیخ فاضل

غذاء المحبین سے اقتباس: روز جمعہ دویم ربیع الاول سنہ مذکور بعد از ظہر در

بنگلہ دیریں یعنی بنگلہ کہ بالائے سردخانہ است دولت صحبت حاصل بود و مہر شاہ گولڑیوالہ ہمان روز آمدہ حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ راملاتی شدہ بود پس حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ از شاہ مذکور پر سیدند کہ شاہ جو شام علم کجا خواندید پس مہر شاہ عرض نمود کہ غریب نواز از نظم تا عقائد و خیالی دریں ملک خواندم و باقی کتب در ہندوستان خواندہ ام درین میان حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ بر زبان مبارک راندند پس وہابی یعنی غیر مقلد شدہ نیامدید پس مہر شاہ خاموش شد بعدہ حضرت غریب نواز قدس اللہ سرہ از وی پرسیدند کہ در کدام شہر ہندوستان و نزد کدام کس خواندید پس مہر شاہ عرض نمود کہ در سہارنپور نزد مولانا احمد علی صاحب خواندہ ام پس حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ از وی پرسیدند کہ او بر کدام مذہب بود پس مہر شاہ عرض نمود کہ غریب نواز احنفی المذہب بود پس حضور غریب نواز قدس سرہ باز از وی پرسیدند کہ چہ نام بردہ اید پس مہر شاہ عرض نمود کہ مولانا احمد علی صاحب پس حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ بر زبان مبارک راندند کہ او سخت وہابی بود یعنی غیر مقلد (غذاء المحبین ص ۱۶۵)

بروز جمعہ دویم ربیع الاول سنہ مذکور میں بعد از ظہر دیریں بنگلہ میں یعنی جو کہ سردخانہ کے اوپر

ہے دولت صحبت حاصل ہوئی اور مہر شاہ گولڑے والا اس روز آ کر حضور غریب نواز قدس سرہ سے ملا تھا پس حضور غریب نواز قدس سرہ نے شاہ مذکور سے پوچھا کہ شاہ جی تم نے علم کہاں پڑھا ہے تو مہر شاہ نے عرض کی کہ غریب نواز نظم سے عقائد و خیالی تک اسی ملک میں پڑھا ہے باقی کتب ہندوستان میں پڑھی ہیں وریں میان حضور غریب نواز نے زبان مبارک سے فرمایا پس وہابی یعنی غیر مقلد ہو کر نہیں آیا مہر شاہ خاموش ہو گئے بعدہ حضور غریب نواز نے اس سے پوچھا کہ ہندوستان کے کون سے شہر میں کس کے پاس پڑھتا رہا پس مہر شاہ نے عرض کی کہ سہارنپور میں مولانا احمد علی کے پاس پڑھتا رہا ہوں پس حضور غریب نواز قدس سرہ نے اس سے پوچھا کہ وہ کس مذہب پر تھا پس مہر شاہ نے عرض کی کہ غریب نواز حنفی المذہب تھا پھر حضور غریب نواز قدس سرہ نے اس سے پوچھا کہ کیا نام لیا ہے پس مہر شاہ نے عرض کی کہ مولانا احمد علی صاحب پس حضور غریب نواز قدس سرہ نے زبان مبارک سے فرمایا او سخت وہابی بود یعنی غیر مقلد روز جمعہ دویم ربیع الاول سنہ مذکور میاں گل محمد خیمہ دوز مہر شاہ را گفت کہ شمارا تاریخ وصال حضرت ﷺ صحیح معلوم است پس مہر شاہ گفت کہ در روح البیان بتاریخ دویم تصریح نمودہ است پس حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ اس سخن شنیدہ از وی پرسیدند کہ پس دوازدهم چگونہ مشہور شد مہر شاہ عرض نمود کہ در مردماں چینی مشہور است کہ از واج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے روز عرس شریف حضرت ﷺ کردند از تاریخ دویم تا یازدهم و روز دوازدهم حضرت ابو بکر صدیق عرس کردند از یں سبب دوازدهم مشہور شد پس حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ بطریق سوال کہ در کتابی کہ دیدہ اید این نقل پس مہر شاہ عرض نمود کہ نے غریب نواز در کتابی ندیدہ ام

پس حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ شمناک شدہ بر زبان مبارک راندند کہ از کتاب سند بدہ
(غذاء المحبین ص ۱۶۷)

روز جمعہ دور بیع الاول سن مذکور میاں گل محمد نے مہر شاہ کو کہا کہ تمہیں حضور علیہ السلام کی تاریخ
وصال صحیح معلوم ہے پس مہر شاہ نے کہا کہ روح البیان میں دو تاریخ کی تصریح ہے پس
حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ بات سنی تو اس سے پوچھا پھر بارہ کیسے مشہور ہوئی مہر شاہ
نے عرض کیا کہ لوگوں میں اسی طرح مشہور ہے کہ ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن
نے نودن حضور علیہ السلام کا عرس کیا دو تاریخ سے گیارہ تاریخ تک اور بارہ کو حضرت
ابوبکر صدیقؓ نے عرس کیا اسوجہ سے بارہ مشہور ہوئی پس حضور غریب نواز قدس سرہ نے
بطور سوال فرمایا کہ تو نے یہ نقل کس کتاب میں دیکھی ہے مہر شاہ نے عرض کی نہیں غریب
نواز کسی کتاب میں نہیں دیکھی پس حضور غریب نواز نے ناراض ہو کر زبان مبارک سے
فرمایا کتاب سے سند لا

روز شنبہ سیوم ربیع الاول سنہ مذکور بعد از ظہر دولت صحبت حاصل بود حضور غریب نواز قدس
اللہ سرہ در بنگلہء کہ بالائی سردخانہ است رونق افروز بودند و مولوی صاحب غلام محی الدین
صاحب مکھڑی حاضر خدمت بودند کہ حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ خطاب بمولوی
صاحب مذکور فرمودہ فرمودند کہ مولوی صاحب مہر شاہ را دعوی علمیت بیش است ولیکن
چنداں علم ندارد بعدہ بر زبان مبارک راندند کہ خصوصاً کنوں کہ بزرگی آمد و بزرگی و علم
مخالف یگدیگر است بعدہ فرمودند کہ بر شما محض فضل الہی است کہ ہم بزرگی است و ہم
تدریس علم پس مولوی صاحب عرض نمود کہ جملہ کرم حضور است دریں میاں مہر شاہ نیز
حاضر خدمت شد پس حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ باوی ملاقی فرمودند (غذاء المحبین
ص ۱۶۷) روز شنبہ تین ربیع الاول سنہ مذکور بعد از ظہر دولت صحبت حاصل تھی حضور غریب

نواز قدس سرہ اللہ کے ساتھ سردخانہ کے اوپر بنگلہ میں رونق افروز تھے اور مولوی صاحب غلام محی الدین صاحب مکھڑی حاضر خدمت تھے کہ حضور غریب نواز نے مولوی صاحب مذکور سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ مولوی صاحب مہر شاہ کو علمیت کا دعویٰ بہت ہے لیکن کچھ علم نہیں رکھتا بعدہ زبان مبارک سے فرمایا کہ خاص طور پر اب جبکہ بزرگی آگئی ہے اور بزرگی اور علم ایک دوسرے کے مخالف ہیں بعدہ فرمایا کہ تم پر محض فضل الہی ہے کہ بزرگی بھی ہے اور تدریس علم بھی پس مولوی صاحب نے عرض کیا کہ سب حضور کا کرم ہے اسی موقعہ پر مہر شاہ بھی حاضر خدمت ہوا اور آپ سے ملاقات کی۔

نہ تم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے

نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ممتاز محرف نے حضرت گنجشکرؒ کی ولایت و تصرف کو محدود

ثابت کرنے کی سعی کی: ممتاز محرف نے قدم الشیخ کے ص ۴۵۰ پر

بغرض اعتراض فوائد الفواد شریف سے یہ ملفوظ درج کیا کہ حضرت گنجشکرؒ نے فرمایا یہاں سے فلاں مقام تک جو اتنے کوس ہے اور وہاں ایک حوض ہے اس جگہ تک ہماری حد ہے اس ملفوظ کو لکھنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ یہاں بھی ولایت و تصرف میں قطعاً ارض کا حوالہ دیا جا رہا ہے حضور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی ولایت و محبوبیت کا حلقہ اثر بیان کرتے ہوئے فرمایا

بلا د اللہ ملکی تحت حکمی

تبصرہ ۵: ناظرین غور فرمائیں اس تقابل میں ممتاز محرف ملفوظ شریف ذکر کر کے حضور گنج

شکر کی ولایت اور تصرف کو کم ثابت کرنا چاہتے ہیں حضرت غوث پاک کا فرمان ۷
 بلاد اللہ ملکی تحت حکمی تو قطبیت کا اعلان اور انکی حکومت اور تصرف کے قائم ہو جانے کا
 نشان ہے جب مقام قطبیت پر فائز ہستی کی ولایت و محبوبیت بقول ممتاز محرف عالم گیر
 ہے تو جو قطب عالم سے بھی بلند و بالا مراتب مقام فردانیت و محبوبیت پر فائز ہستیاں ہیں
 انکی محبوبیت کیوں عالم گیر نہیں حضرت شیوخ العالم اور حضرت سیدنا محبوب الہی قطب
 الاقطاب سے بھی بلند و بالا مرتبہ مقام محبوبیت پر فائز ہوئے قطب الاقطاب سے فردا فضل
 ہوتا ہے اور حضور گنجشکر کا فردا افراد فرد عالم شیوخ العالم اور محبوب و مقبول خدا ہونا
 عالمگیر شہرت کا حامل ہے اقتباس الانوار ص ۴۵۰ پر ہے حضرت گنجشکر قطب اکبر تھے اور
 قطبیت کبریٰ کے تمام مراتب کا حضرت کی ذات اقدس میں مشاہدہ کیا گیا انتھی حضرت
 گنج شکر قطب الرحمن تھے (قدم الشیخ عبدالقادر ص ۴۳۵)

مقام عروج مقام تصرف ہے اسی مقام پر فائز ہو کر حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ نے فرمایا
 بلاد اللہ ملکی تحت حکمی اسکے بعد مقام نزول آتا ہے جہاں تصرف محو ہو جاتا ہے نزول جس قدر
 تام ہوتا ہے اتنی قدر تصرف ترک ہوتا چلا جاتا ہے حسب تصریح اولیاء کرام مقام عروج
 سے مقام نزول افضل و اعلیٰ ہے قطبیت سے آگے مقام فردانیت اور مقام نزول و مقام
 ترک تصرف پر منتقل ہو جانے کی وجہ سے حضرت گنج شکر نے یہ ارشاد فرمایا وللہ در القائل

۷ تفرّد باللہ الفرید فرید فظل وحیداً والمشوق وحید

متفرد ہوئے اللہ یکتا کے ساتھ فرید پس یکتا ہو گئے حالانکہ آپ کا محبوب بھی یکتا ہے

مقام تسلیم و رضا: حبیب ذی العرش حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی نے

حضرت بابا صاحب کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا دریں زماں حضرت بابا

صاحب در تسلیم و رضا بودند کہ آخر مقامات اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین است کہ بالا
ترازاں مرتبہ اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نباشد۔ (غذاً کجبین ص ۳۳۸)

۔ مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان نے اس سوال کے جواب میں کہ عادت افراد کیا ہے فرمایا کہ
تسلیم بالرضاء (غذاً کجبین ص ۲۱۴)

۔ مجھ کو تو بخشتے تھے وہ نعمت کونین میرے غرور زہد نے انکار کر دیا

قدم الشیخ کے ص ۴۹۹ پر ممتاز محرف صاحب لکھتے ہیں قطب پورے زمانے میں ایک

ہوتا ہے جسے غوث بھی کہتے ہیں اس غوث کے علاوہ شہر گاؤں اور اقلیم کے قطب بھی ہوتے

ہیں سیاق و سباق کو دیکھا جائے تو ممتاز محرف کے کلام سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت

گنجشکر صرف ایک گاؤں کے قطب تھے جن کے غلاموں میں محبوب الہی قطب عالم

جمال ہانسوی اور حضرت صابر پیا جیسی مقدس ہستیاں ہوں ان کے بارے میں یہ سوچ اور

پھر چشتی بھی کہلائیں تعجب ہے حضرت گنجشکر فرماتے ہیں

۔ من نیم واللہ یا را من نیم سر سرم جان جانم تن نیم

نور پاک احمد در مشیت خاک کور چشماں را ولے روشن نیم

نور نورم نور نورم نور نور من چراغ و پنبہ و روغن نیم

اوست اندر سرمن طاہر شدہ من نیم مسعود واللہ من نیم

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی تو مقام قطبیت کا بیان ہے اس مقام کو طے کر کے ہی حضرت محبوب

الہی حضرت محبوب سبحانی اور محبوب رب العالمین شیخ الاسلام و المسلمین مظہر رحمۃ اللعالمین

حضور سیدنا بابا فرید الدین گنجشکرؒ مقام محبوبیت پر فائز ہوئے لہذا القائل

جہاں کوناز ہے ہستی پہ اپنی میں اپنی نیستی پر مر رہا ہوں

ملا ہے جب سے لطف خاکساری تنزل میں ترقی کر رہا ہوں

حضرت گنجشکرؒ کی شان تو یہ ہے کہ آپ نے خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ کو ہفت

اقلیم کا وارث بنا دیا (مخزن چشت ص ۲۵۴)

تمام روئے زمین حضور گنجشکرؒ کی ملکیت ہے

ایک قطعہ زمین شیوخ العالم حضرت گنجشکرؒ سے متعلق تھا ایک شخص نے اس پر ناحق دعویٰ کر دیا اور حاکم شہر کے پاس معاملہ لے گیا حاکم شہر نے جب اسکی بات سنی تو حضرت کی خدمت میں پیغام بھیجا حضرت مخدوم نے اسکے جواب میں فرمایا قصبہ والوں سے اسکی تحقیق کر لیں جس کی ملکیت ہوگی بتادیں گے حاکم نے جب سنا تو اس نے توجہ نہ کی اور دوبارہ کہلا بھیجا کہ یہ ماجرا تو کل اور بے پروائی سے طے نہ ہوگا یا وکیل حاضر ہو اور سند خرید لائے یا معتبر گواہ آئیں تاکہ تحقیق کی جاسکے اس بات سے حضرت آزرده دل ہوئے اور فوراً فرمایا اس گردن شکستہ کو کہو کہ نہ ہمارے پاس سند ہے نہ گواہ اگر تو نے تحقیق کرنی ہے تو اسی قطعہ زمین پر جا اور اس سے پوچھ لے کہ تو کس کے ملک میں ہے جس کے ملک میں ہو گا خدائے بزرگ و برتر کے حکم سے بتادے گا حاکم نے جب یہ سنا تو حیران ہوا اور آزمائش کی خاطر اسی لمحہ کھڑا ہوا اور سوار ہو کر اس قطعہ زمین پر آیا کثیر مخلوق جمع تھی اس جھوٹے مدعی کو اشارہ کیا کہ پوچھے اس نے آواز دی اے زمین سچ بتا تو کس کی ملک ہے کوئی جواب نہ آیا دوبارہ کہا اسکے بعد حضرت کا ایک خادم وہاں موجود تھا خاموش نہ رہ سکا اور با آواز بلند کہا اے زمین ہمارے پیر دستگیر کا حکم ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے حکم سے سچ بتا اور جواب

دے اچانک ایک آواز آئی کہ اے نادان کیا پوچھتا ہے میں خود بوجہ احسن حضرت شکر گنجؒ کی ملک ہوں اور ایک مدت سے آنجناب سے متعلق ہوں اور اگر مزید سچ پوچھتا ہے تو میرے سوا تمام روئے زمین حضرت گنج شکرؒ کی ملک ہے اس بات سے حاکم اور تمام لوگ حیران ہوئے اور اپنے اپنے گھر لوٹ گئے بہر حال حضرت کا فرمان ظاہر ہو جب وہ حاکم بد نصیب گھر پہنچا گھوڑے سے نیچے اترنا چاہا تو اس کا پاؤں پھسل گیا زمین پر گرا اور اسکی گردن ٹوٹ گئی سیر الاقطاب ص ۱۷۲

لقد در القائل ے میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اے فرید الدین بابا اے میرے گنج شکر عالم الحاد تیرے خوف سے زیر و زبر تو نے بخشاک جہاں کو بادۂ عرفاں کا نور زہد کا اخلاص کا تسلیم کا ایماں کا نور ٹوٹ سکتا ہے نظام انجم و شمس و قمر اور مٹ سکتے ہیں دنیا سے یہ دشت و بحر و بر لیکن اے گنج شکر تو زندہ و تابندہ ہے کل بھی تابندہ رہے گا آج بھی تابندہ ہے

حضرت گنج شکرؒ کا مقام و مرتبہ بلند و بالا ہے

حضور گنج شکرؒ کی عظمت شان یہ ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری غریب نوازؒ اور قطب الاقطابؒ ہر دو شیخین کریمین نے بیک وقت نوازا

بخشش کونین از شیخین شد در باب تو بادشاہی یافتی از بادشاہان جہان
مملکت دنیا و دیں گشتہ مسلم مرترا عالم کن گشت اقطاع تو اے شاہ جہاں

مخزن چشت ص ۲۲۶

خواجہ بزرگ نے فرمایا بابا بختیار شہباز عظیم بقید آوردہ کہ بجز سدرۃ المنقہ ہی آشیانہ نمی گیرد
فرید شمعیت کہ خانوادہ درویشاں را منور سازد

از کمال انوار فیض حق فرید الدین شادی صد ہزاراں تلخ کاماں را شکر بار آمدی

مالک این و آں معین الدین

بے نشاں را نشاں قطب الدین

اولیاء بے گماں فرید الدین

زینت دو جہاں نظام الدین

اعمال پسندیدہ کہاں سے لاؤں بس ہے اگر اتنا بھی سہارا پاؤں

جب اپنے نسب سے سب پکارے جائیں میں تیرے غلاموں میں پکارا جاؤں

تمت بالخیر بتوفیق اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کے ارشادات کا عکس

ارشادات حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی دامت برکاتہم
 ہر زمانہ میں ایک عیون الاعظم ہوتا ہے جس کا قدم اس زمانے سے سب اولیاء

پر ہوتا ہے

حضرت شیخ عبدالقادر عیسیٰ رحمہ اللہ علیہ کا وہ بھی ہر زمانے کا ایک اولیاء ہیں

استاذ کوننا پیر کا ہے حضرت شیخ کے شاگرد

اپنے قدمی بندہ علی رقبہ کل ولی اللہ تعالیٰ ہمیں فرمایا ہے جسے درخت سے آواز

آئی انی ان اللہ اور حضرت بلعزیز نے فرمایا سبحانی ما اعظم شأنی

یذا ما عذرت تراب نقال الاولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین

دائم و ملازم
 سیالوی

جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر پور (اوکاڑہ)

- ☆ جامعہ ہذا کا قیام بحکم حضرت میاں صاحب بسی شریف علیہ الرحمۃ عمل میں آیا۔
- ☆ جامعہ میں دینی علوم کے ساتھ عصری علوم کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔
- ☆ جید علماء و فضلاء ماہرین علوم عصریہ کا 21 افراد پر مشتمل عملہ شب و روز تعلیم و تدریس میں مصروف ہے۔
- ☆ طلباء کو کمپیوٹر سائنس کی تعلیم سے آراستہ کرنے کیلئے جامعہ کی کمپیوٹر لیب جدید ترین کمپیوٹرز پر مشتمل ہے۔
- ☆ جامعہ ایک ایکٹرا راضی پر محیط ہے طلباء کرام کی رہائش کیلئے 63 کمرہ جات تعمیر ہو چکے ہیں جبکہ طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مزید کمرہ جات کی شدید ضرورت ہے۔
- ☆ جامعہ میں طالبات کیلئے بھی مذکورہ تعلیمات کا باقاعدہ باپردہ الگی انتظام کیا گیا ہے۔
- ☆ جامعہ کے عین وسط میں عظیم الشان ڈبل سٹوری جامعہ مسجد گنبد خضریٰ کا نظارہ پیش کرتے ہوئے جامعہ کے حسین منظر کو حسین تر بنا دیتی ہے۔
- ☆ جامعہ میں خوبصورت اور وسیع لائبریری قائم کی گئی ہے جو تشنگان علم کیلئے علمی سیرابی کا سامان مہیا کرتی ہے۔
- ☆ جامعہ نبی اکرم ﷺ و مشائخ کرام کی تعلیمات و نظریات کی تبلیغ اور پیران عظام کی عزت و عظمت کے تحفظ کا اہم فریضہ بلا خوف و لومۃ لائم بحسن و خوبی ادا کر رہا ہے۔
- ☆ طلباء سے کسی قسم کی کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی طعام و قیام و کتب اور دیگر ضروریات جامعہ کی طرف سے بالکل مفت مہیا کی جاتی ہے پانچ صد طلبہ اس وقت زیر تعلیم جبکہ اس تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

حضرت قبلہ پیر علامہ ابوالخامد محمد احمد فریدی چشتی نظامی مدظلہ العالی
بانی و مہتمم دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر پور (ضلع اوکاڑہ)